

اہل اسلام کی خدمت میں گذارش ہے کہ جناب مولوی مرزا غلام احمد صاحب کی کتاب ازالۃ الاوہام ایک مبسوط کتاب ہے جسکے تقریبًا ہزار صفحے ہیں اگر اسکا جواب لکھا جاوے تو کئی جلدوں میں ہوگا - اسلئے تضیع اوقات کے لحاظ سے علما نے اسطرف توجہ نہیں کی - اس عاجز نے مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ پر عمل کر کے اوسکے چند ضروری قابل توجہ مباحث میں بحث کی جسکے مضامین کی فہرست یہ ہے - اور بمناسبت مقام چند فوائد اضافہ کئے گئے -

رموز فہرست

ق - قرآن شریف -

ح - حدیث شریف

م - مرزا صاحب کا قول

ل - ازالۃ الاوہام مولفہ مرزا صاحب

ی - براہین احمدیہ مولفہ مرزا صاحب

ع - عصاے موسیٰ مولفہ منشی الہی بخش صاحب

ک - الذکر الحکیم مولفہ ڈاکٹر مولوی عبد الحکیم صاحب

س - مسیح الدجال مولفہ ڈاکٹر صاحب ممدوح

ص - صفحہ افادۃ الافہام کے حصہ اول کا

ف - صفحہ افادۃ الافہام کے حصہ دوم کا

واضح رہے کہ منشی الہی بخش صاحب مولف عصائے موسی وہ شخص ہیں کہ مدتوں مرزا صاحب کی رفاقت میں رہ چکے ہیں اور مرزا صاحب نے اونکی تعریف ضرورۃ الامام میں کی ہو کہ بے شر انسان نیک بخت متقی پرہیزگار ہیں اور فرمایا ہو کہ ابتدا سے ہمارا اونکی نسبت نیک گمان ہو اور اخیر میں یہ دعا فرمائی ہو کہ خدائے پاک اوس کے ساتھ ہو۔ ص ۳ ع

اور ڈاکٹر صاحب ممدوح کی نسبت مرزا صاحب اول المومنین فرمایا کرتے تھے اور ساونکی نکتہ چینیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور قبول فرمایا کرتے تھے اونکے ذہن کو نہایت رسا اور فہم کو نہایت سلیم فرمایا کرتے تھے۔ ک ۲۱

مرزا صاحب نے اونکی تفسیر کی بھی تعریف کی کہ نکات قرآنی خوب بیان کئے ہیں نہایت عمدہ ہے شیریں بیاں ہو دل سے نکلی اور دلوں پر اثر کرنیوالی ہو فصیح و بلیغ ہو۔ ک ۴۴

مرزا صاحب کے دہوکا دینے والے اقرار و اقوال

م فلسفی قانون قدرت سے اوپر اور ایک قانون قدرت ہے۔ ف ۳۴۴	م نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الرسل ہیں۔ ص ۱۱
م نیچروں کو خدا اور رسول کے قول کی عظمت نہیں۔ ص ۵۴	م بجز خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی ہادی و مقتدا نہیں۔ ص ۲۸۷
م جو بات نیچروں کے سمجھ میں نہیں آتی محال کہدیتے ہیں۔ ص ۲۷۱	م محبت حضرت کی ضروری ہو۔ ص ۱۱
م عقل سے حکمت و قدرت الہی کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ ص ۸۰	م وحی رسالت منقطع ہے۔ ص ۱۱
	م قرآن کمل ہے اوسکے بعد کسی کتاب کی ضرورت نہیں۔ ص ۱۱
	م قرآن کا ایک لفظ کم و زائد نہیں ہو سکتا۔ ص ۲۵

م میں تمہاری طرح ایک مسلمان ہوں۔ ص ۲۹۷

م میں اپنے مخالفوں کو کاذب نہیں کہتا۔ ص ۲۳۸

م مسلمانوں کا مشرک ہونا محال ہے۔ ص ۱۲ ی ۱۱

م مسلمانوں کا تزلزل ممکن نہیں۔ ی ۱۱۰

م جھوٹ کہنا شرک ہے۔ ف ۲۵۰

فضائل و کمالات کے دعوے

م میں واصل حق ہوں وقت واحد میں ربخلق وخالق ہوں سیر الی اللہ و فی اللہ سے فارغ ہوں۔ ص ۴۶

م حقائق و معارف قرآن خوب جانتا ہوں۔ ص ۵۸ ف ۱۰۲

م خلیفہ ہوں خلافت الٰہی مجھے عطا ہوئی۔ ص ۲۱ ف ۵۰

م مجدد ہوں ف ۵۲

م آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں۔ ف ۵۲

م حارث ہوں جو امام مہدی کی مدد کو نکلے گا۔ ف ۵۲

م مہدی ہوں ف ۵۳

م امام الزمان ہوں۔ ف ۱۴۰

م امام حسین رضی اللہ سے مشابہت رکھتا ہوں۔ ص ۳۰۲

م امام حسین سے افضل ہوں۔ ف ۵۳

م صدیق اکبر رضی اللہ سے افضل ہوں۔ ع ۱۴۷

کرشن جی ہونیکا بھی دعوی ہے۔ ف ۵۶

م مثیل آدم و نوح و یوسف و داؤد و موسی و ابراہیم علیہم السلام ہوں۔ ف ۵۳

م ظلی طور پر محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ ف ۵۳

م معراج حضرت کا کشفی طور پر تھا ایسی کشفوں میں تجربہ کار ہوں۔ ف ۱۹۴

م بعض نبیوں سے افضل ہوں۔ ع ۱۴۷

م عیسی علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ ف ۵۳

م آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونیکا بھی کنایۃ دعوی ہے۔ ع ۱۴۸

م قرآن اٹھالیا گیا تھا ثریا سے اوس کو میں نے لایا ہے۔ ف ۲۹۷

م میرے مسیح ہونیکا سارا قرآن مصدق ہے اور تمام احادیث صحیحہ شاہد ہیں۔ ص ۲۳۷

م عقیقت انسانیہ پر فنا طاری ہو گئی اسلئے میں آیا ہوں۔ ص ۷۲

م میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں۔ ف ۵۳

م خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ ص ۲۸۶

م خدا نے قرآن میں جو فرمایا ہے مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سو وہ رسول میں ہوں۔ ف ۵۳

م سچی وحی مجھپر اترتی ہے۔ ف ۵۳

م میرے معجزے انبیا کے معجزوں سے بڑھکر ہیں۔ ف ۵۳

م میری پیشگوئیاں نبیوں کی پیشگوئیوں سے زیادہ ہیں۔ ف ۲۵۱

م میرے معجزوں کا انکار سب نبیوں کے معجزوں کا انکار ہے۔ ف ۲۵۱

م میرا منکر کافر اور مردود ہے۔ ف ۵۴

م میرے فعل پر اعتراض کرنا کفر ہے۔ ف ۵۵

م جو میری مخالفت کرے وہ دوزخی ہے۔ ف ۵۱

م میرے منکر پر سلام نہ کرنا چاہئے۔ ف ۲۵۱

م میرے منکر کے پیچھے نماز حرام ہے۔

م کل مسلمان جو میرا اقرار نہیں کرتے اسلام سے خارج ہیں۔ س ۵

م میری جماعت دوسرے مسلمانوں سے رشتہ ناطہ کرے تو وہ میری جماعت سے خارج ہے۔ س ۵

م میری تکذیب کی وجہ سے خدا نے طاعون بھیجا۔ ف ۵۴

م میری امتی پر عذاب نہ ہوگا۔ ص ۲۲

م میرا امتی جنتی ہے۔

اونکے مرید اونکو خاتم الانبیا لکھتے ہیں۔ ص ۳۰۲

اونکے خاندان کو خاندان رسالت اور انکی بیوی کو ام المومنین لکھتے ہیں۔ س ۴۱

م الہام ہوا کہ ابن مریم میری اولاد میں ہے۔ ف ۵۶

م الہام ہوا کہ آسمان سے اترنے والا ابن مریم میرا بیٹا ہے۔ ف ۵۶

م اوس فرزند کا آسمان سے اترنا اللہ کا اترنا ہے۔ ف ۵۶

ان الہاموں کا حاصل مطلب یہ ہوا کہ ابن مریم کلمۃ اللہ روح اللہ جو آسمان سے اترنے والا ہے وہ میرا بیٹا ہے۔ مرزا صاحب نے جب سے عیسویت کا دعوی کیا ہے اہل اسلام اون کو تنگ کرتے تھے کہ احادیث سے ثابت ہے کہ عیسی موعود ابن مریم روح اللہ کلمۃ اللہ ہونگے جس سے وہ بمقتضائے طبیعت کمال غضب میں تھے ہر چند اونکو جادوگر وغیرہ قرار دیا مگر اوس سے بھی تسکین نہ ہوئی اسلئے کہ عام طور پر کفار انبیا کو ساحر کہا ہی کرتے تھے البتہ اب غصہ کسی قدر فرو ہوا ہوگا کیونکہ اب کھلے طور پر کہدیا کرینگے کہ جس عیسی کو تم موعود کہتے ہو وہ تو میرا بیٹا ہے عقلا اگر گالی بھی دیتے ہیں تو اس تدبیر سے کہ اوسکو مدلل بنا دیتے ہیں دیکھ لیجئے اب اگر کوئی اونکی عیسویت نہ مانکر عیسی علیہ السلام کا نام لے لے تو صاف کہدینگے کہ وہ تو میرا بیٹا ہے اور اگر کسی نے کچھ کہا تو جواب آسان ہے کہ اسمیں میرا کیا قصور خود تمہارے خدا نے ایسا ہی فرمایا ہے اور اوسکا ماننا تم پر فرض ہے اور حدیثوں کا جواب تو پہلے ہی ہو چکا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کشف میں غلطی ہوئی۔

م خدا مجھسے قریب ہو کر باتیں کرتا ہے۔ ف ۵۳

م خدا مجھسے باتیں کرنیکے وقت منہ سے پردہ اتار دیتا ہے۔ ص ۲۹۸

م خدا مجھسے ٹھٹھے کرتا ہے۔ ص ۲۹۸

م کن فیکون مجھکو دیا گیا ہے۔ ف ۵۳

م جس سے میں خوش ہوں خدا خوش ہے اور جس سے میں ناراض ہوں خدا ناراض ہے۔ ص ۴۵

م میرے الہام دوسروں پر حجت ہیں۔ ص ۱۶۳

بذریعۂ الہام خدا نے اونسے کہا

م یا ایہا المدثر ص ۳۴

م یرفع اللہ ذکرک ص ۳۴

م تیرے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت ہوگئی۔ ص ۲۱۱

م انا فتحنا لک فتحاً مبیناً ص ۳۴

م اعمل ما شئت یعنی جو جی چاہا کر ص ۲۱

م یا احمد انا اعطیناک الکوثر ی ۵۱۷

م لولاک لما خلقت الافلاک یعنے نہ ہوتا تو آسمانوں کو نہ پیدا کرتا۔ س ۱۱

م تو مجھ سے ہوا اور میں تجھ سے ہوں۔ س ۱۱

م تیرے دین کے آنے سے دین باطل و نابود ہوگیا۔ ص ۳۴

م جو دعا تو کریگا میں قبول کرونگا۔ ص ۲۱۵

م تو میری اولاد کے ہم رتبہ ہے۔ ف ۵۳

م تو اشجع الناس ہے۔ ی ۲۴۱

م تیرا نام تمام ہوگا میرا نام ناتمام رہے گا۔ ی ۲۴۲

م عرش پر خدا تیری حمد کرتا ہے۔ س ۱۱

م وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ی ۵۰۶

اونکے خدا نے اون سے کہا کہ تمام مسلمانوں سے قطع تعلق کرو۔ ک ۹

مرزا صاحب کے اوصاف و حالات

مرزا صاحب کے خاندان میں حکومت رہی ہے جسکے وہ طالب ہیں۔ ص ۸

چنانچہ مرزا صاحب کے بھائی مرزا امام الدین صاحب لال بیگیوں کی امامت اور مامور من اللہ ہونیکے مدعی ہیں۔ ع ۴۰۸

نشو و نما مرزا صاحب کی مذاہب باطلہ کی کتابیں دیکھنے میں ہوئی جس کا نتیجہ ہوا۔ ص ۹

مرزا صاحب سید احمد خاں صاحب سے بھی زیادہ عقلمند نکلے۔ ص ۱۱۴

قرآن و اسلام کی توہین اخباروں کے ذریعہ سے کیجاتی ہے۔ ک ۷

مرزا صاحب کا باطل پر ہونا انہی کے الہام سے ثابت ہوگیا۔ ص ۱۷۷

خود مرزا صاحب نے اپنے مردود و ملعون و کافر بے دین و خائن ہونیکا فیصلہ کردیا۔ ص ۲۱۷

قوائے شہوانیہ و غضبانیہ کے غلبہ کے وقت قرآن کی مخالفت کرنا مرزائی دین میں امر مسنون ہے۔ ص ۲۰۸

لکھا ہے کہ مرزائیوں میں جو بھیلے آوارہ بدچلن

رنڈی مازراتی تھے اب بھی ویسے ہی ہیں
فیضان صحبت کچھ بھی نہیں۔ ک ۳۰
مرزائیوں میں بجائے پرستش بارے تعالی کے
گویا مرزا صاحب کی پرستش قائم ہوگئی اور
تسبیح و تقدیس و تحمید و تمجید قریب قریب
مفقود ہو گئی۔ ک ۱
عام طور پر مرزائیوں کا یہ مذاق ہو گیا ہے کہ
مسیح آیا اور مسیح مرگیا یہانتک کہ ایک صاحب
تو صاف کہدیا کہ جس حمد کے ساتھ مرزا صاحب
کا ذکر نہ ہو وہ شرک ہو۔ ک ۲۵
اس شرک کے معنی یہ تو نہیں ہو سکتے کہ خدا کے
ساتھ اونکو شریک کرنا ہو اسلیئے کہ اونکا ذکر
نہوتا تو عین توحید الہی ہو۔ بلکہ اسکے معنی
یہ ہیں کہ اونکے حمد کے مقام میں خدا کا حکم
مرزا صاحب کی توحید میں فرق ڈالنے والی ہو
جو عین شرک ہو۔ حضرات کیا اب بھی سمجھ میں
نہیں آیا کہ مرزا صاحب کون ہیں۔
لکہا ہے کہ مرزا صاحب کے مستر کا نہ الہام یا تو
کثرت مشک و عنبر و سٹر کنیا و دیگر محرکات
و مفرحات کا نتیجہ ہو جو آپ ہمیشہ بکثرت استعمال
کرتے رہتے ہیں یا مرض ہسٹریا کا نتیجہ ہے جس میں
آپ مدت سے مبتلا ہیں کیونکہ اس مرض سے
فاسد خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ ک ۵۱
یہ ڈاکٹر صاحب کی تشخیص سے اور علما کی تشخیص
یہ ہے حب الدنیا راس کل خطیئۃ۔

خلاف بیانی

مرزا صاحب نے جو لکھا ہے کہ چار سو نبیوں کی
پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ سو اسکا غلط ہونا توریت
وغیرہ سے ثابت ہو گیا کہ وہ بت پرست اور
مندروں کے پوجاری تھے۔ ع ۳۴
مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب
کے ہاتھ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
خواب میں بیعت کی۔ حالانکہ شاہ صاحب
لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت کے دست مبارک
پر بیعت کی۔ ع ۵۷
مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو مجدد سرہندی رح کے طفیل سے

خلیل اللہ کا مرتبہ ملا۔ حالانکہ مجدد صاحب
تصریح کرتے ہیں کہ حضرت کی کمال متابعت سے
کمال حاصل ہوا اور حضرت کے خادم سے
بڑھکر اپنے کو کوئی رتبہ حاصل نہیں۔ ع ۵۷
الہام بیان کیا کہ قادیان میں طاعون
نہ آئیگا پھر جب وہاں کے چوہڑوں میں
طاعون کی کثرت ہوئی تو اوس سے انکار
کر گئے۔ ص ۲۲۳
قسم کہا کر کہا کہ خدا نے مجھسے فرمایا کہ اگر مرزا
احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح کسی دوسرے سے
ہوجاوے تو تین سال کے اندر اوس کا
شوہر اور باپ مرجائیں گے حالانکہ دوسرے
کے ساتھ نکاح بھی ہوا اور سالہا سال
سے وہ خوش و خرم ہیں۔ ص ۲۰۵
لکھا ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جاکر مرے
اور یہ بھی لکھا کہ وہ کشمیر میں آکر مرے ان
دونوں میں سے ایک بات ضرور خلاف
واقع ہے بلکہ دونوں۔ ص ۲۸۰
موسی اور عیسی علیہ السلام کے درمیانی مدت

چودہ سو سال لکھا ہے حالانکہ سولا سو سترا (۱۶۱۷)
سال ہے۔ ف ۴۵۹
اونکا دعوی ہے کہ میرے سوا کسی مسلمان نے
مسیح موعود ہونے کا دعوی نہیں کیا حالانکہ
کرمیتہ نے یہ دعوی کر چکا ہے۔ ف ۵۴۰
اپنی نشانی قرار دی کہ حج بند ہوگیا۔ حالانکہ
کسی سال بند نہیں ہوا۔ ع ۳۹۴
مولوی ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ میں ایک
پیشگوئی بھی ثابت نہ کرسکے جس سے ظاہر ہے
کہ پیشگوئیوں کے وقوع کے کل دعوے
خلاف واقع ہیں۔ ف ۲۴۹
انکے سوائے اور بہت ہیں چنانچہ منجملہ اونکے
چند صفحات ذیل میں مذکور ہیں:۔
ف ۴۷ ف ۸۲ ف ۱۰۷ ف ۱۲۴ ف ۱۴۴
ف ۱۶۹ ف ۲۹ ف ۳۱۸ ص ۱۸۱ ص ۱۸۶
اشتہار میں غلط مشتہر کیا کہ محمد حسین صاحب
نے اپنی نسبت جو فتوی لکھا تھا اوسکو منسوخ کیا (ص ۲۱۴)
اشتہار دیا کہ براہین احمدیہ کے تین سو جزو
تیار ہیں چنانچہ اوسکی پیشگی قیمت بھی وصول

کرلی اور تخمیناً پینتیس جزو چھاپکر ختم کردیا۔ ص ۴۰

ایک مقدمہ اون پر دائر ہوا اوسمیں اپنی براءت کے لئے غلط بیانات وخلاف واقعات چھپواکر پیش کئے جسمیں بعض پیشگوئیوں مشتہرہ وزبانی سے بھی انکار فرمایا۔ ص ۲۶۱

انہوں نے کشف الغطا میں لکھا ہے کہ انیس۱۹ سال سے سرکار گورنمنٹ کی خدمت کر رہا ہوں پھر آٹھ مہینے کے بعد ستارہ قیصر میں چھاپ دیا کہ تیئیس۲۳ سال سے خدمت کر رہا ہوں۔ ص ۷۴

آتھم کے معاملہ میں سر اجلاس عدالت میں اپنی خلاف بیانی کا اقرار کرلیا۔ ص ۱۸۹

اسکے بعد اونکا وہ قول بھی ملاحظہ ہو جو فرماتے ہیں کہ جھوٹ شرک ہے۔

قسمیں

قسم کھائی کہ اب کسی سے مباحثہ نہ کرینگے اوسکے بعد اعلان دیا کہ علما مباحثہ کیلئے آئیں اور جب آئے تو گریز کیا۔ ص ۲۳۴

د کہا کہ پندرہ مہینے میں مسٹر آتھم مرنگا اور جہنم میں ڈالا جائیگا خدا کی قسم ہے کہ اللہ جلشانہ ایسا ہی کریگا۔ پھر وہ مدت گذر گئی اور وہ نہ مرا۔ ص ۱۶۶

د خدائے تعالی کی قسم ہے کہ میں اس بات میں سچا ہوں کہ خدائے تعالی کی طرف سے الہام ہوا کہ مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا۔ اور اگر دوسرے سے ہوا تو تین۳ سال کے اندر اوسکا شوہر اور باپ مرجائیگا۔ حالانکہ نکاح ہوکر پندرہ سولا سال ہوگئے اور اب تک شوہر زندہ اپنی زوجہ کے ساتھ خوش و خرم ہے۔ ص ۲۰۵-۱۹۴

د خدایا میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ اگر تین سال میں کوئی ایسا نشان تو نہ دکھلائے جو انسان کے ہاتھوں سے بالاتر ہو تو میں اپنے آپ کو مردود وملعون کافر بے دین اور خائن سمجھ لونگا۔ پھر باوجودیکہ کوئی ایسا نشان ظاہر نہوا مگر ابتک وہ اپنے کو ملعون کافر وغیرہ نہیں سمجھتے۔ ص ۱۶۸

مد حلفاً لکھ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تین ہزار کے قریب قبول ہوچکی ہیں۔ مگر ضرورت کے وقت ایک بھی اثر ندارد۔ ع ۲۹۱

مہدی کی حدیث اپنے پر منطبق کرنیکی غرض سے حاضرین جلسہ کی فہرست مرتب کرکے بکمی و زیادتی ۳۱۳ نام کی تکمیل فرضی طور پر کردی۔ س ۱۹

فرماتے ہیں مجھے دنیا کے بے ادبوں اور بدزبانوں سے مقابلہ پڑتا ہے اسلئے اخلاقی قوت اعلیٰ درجہ کی دی۔ س ۲۰

اسکے بعد فہرست انکی گالیوں کی بھی عصائے موسیٰ میں پڑھ لیجائے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب کی تفسیر کی غایت درجہ کی تعریفیں اخبار میں چھپوائیں ک ۵۳۔ س ۱۹

اب اسی تفسیر کی نسبت اخبار میں شائع فرماتے ہیں کہ ہمنے اوس تفسیر کو کبھی نہیں پڑھا۔ س ۲۰

الہام

الہام ہوا کہ وہ زمانہ بھی آنیوالا ہے کہ حضرت مسیح نہایت جلالت کے ساتھ دنیا میں اترینگے اور گمراہی کو نیست و نابود کردینگے۔ اوسکے بعد جب مطور ہوا کہ اوسکے آنیکا جھگڑا ہی مٹادیا جائے اور مسیح موعود خود بنجائیں تو کہدیا کہ خدا نے مجھے بھیجا اور خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہوچکا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ موقع موقع پر الہام بنالیا کرتے ہیں۔ ص ۱۵ ۲۶

الہام فبشرنی ربی بموتہ فی ست ستہ۔ یہ الہامی عبارت غلط ہے اس لئے وہ الہام رحمانی نہیں ہوسکتا۔ ص ۱۹۱

الہام ہوا کہ قادیاں میں طاعون نہ آئیگا۔ اور ہوا یہ کہ طاعون سے قادیان ویران ہوگیا۔ ص ۲۲۳

الہام ہوا کہ اول لڑکا ہوگا جسکا حلیہ بھی بیان کیا گیا تھا لیکن لڑکی ہوئی۔ ۲۰ع

الہام پر بشیر موعود کی بشارتیں اشتہاروں میں چھپوائی گئیں اور بہت سا روپیہ عہد وغیرہ بنوانے کیلئے منظور بھی کیا گیا لیکن بعد تکمیل بشارتوں کے اوسکا انتقال ہوگیا۔ ۱۴ع

کل پیشگوئیوں کا ابطال مولوی ثناء اللہ صاحب نے کردیا جسکا مفصل حال رسالہ الہامات مرزا

میں مذکور ہے۔

قل یا ایہا الکفار والا الہام جھوٹا ہی اسلئے کہ خود فرماتے ہیں کہ میں مخالفین کو کاذب نہیں سمجھتا ص ۲۳۸ / ۲۴۵

۵۔ مجھے خبر لگگئی ہے کہ جو میرے مقابلہ میں کھڑا ہو وہ ذلیل اور شرمندہ ہوگا مگر مسٹر آتھم کے مقابلہ سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب ہی ذلیل ہوئے۔ ص ۱۶۸ / ف ۸۳

میاں عبدالحق کے مقابلہ میں مباہلہ کے وقت بھی مرزا صاحب ذلیل ہوئے۔ ص ۲۳۸

مرزا احمد بیگ صاحب کے مقابلہ میں بھی ذلیل ہوئے۔ ص ۱۹۴

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے مقابلہ میں بھی ذلیل ہوئے۔ ص ۲۱۳

مولوی ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ میں بھی ذلیل ہوئے۔ ص ۲۲۶

مولوی عبدالمجید صاحب کے مقابلہ میں بھی ذلیل ہوئے۔ ص ۲۲۷

علمائے ندوہ کے مقابلہ میں بھی ذلیل ہوئے۔ ص ۲۳۰

مسٹر کلارک کے مقابلہ میں بھی ذلیل ہوئے ص ۱۸۱

پیر مہر علی شاہ صاحب کے مقابلہ میں نہ آنیسے بھی ذلیل ہوئے۔ ع ۱۴۷

مولوی عبدالحق صاحب غزنوی نے اعلان دیا کہ مرزا صاحب مع تیس ہزار حواریین دعا کریں کہ عبدالکریم (جو مرزا صاحب کے اعلیٰ درجہ کے موئد اور دوست ہیں) اونکی ایک آنکھ اور ٹانگ صحیح ہوجاوے۔ اور ہم دعا کرینگے کہ اوسکو تاعیش حیات خدا کانا اور لنگڑا ہی رکھے۔ اور ہم چالیس روز پیشتر ہی پیشگوئی کرتے ہیں کہ وہ ایسا ہی رہیگا۔ اس موقع میں بھی مرزا صاحب کو سخت ذلت ہوئی کہ وہ لنگڑے اور کانے ہی رہے۔ ع ۱۴۵

حالانکہ ازالۃ الاوہام ص ۸۱۱ میں لکھا ہی کہ دعائیں اپنی اور اپنے حق میں قبول ہوئی ہیں جو غایت درجہ کا دوست ہو

والد مولوی محمد حسین کی میعاد موت ایک سال ٹھیرائی تھی وہ غلط ثابت ہوئی۔ ع ۱۴۱

اشتہار دیا کہ اس سال بارش ہوگی اگر
بارش نہ ہوئی تو ہمارے مریدوں پر رحمت
نازل ہوگی۔ اسکا ظہور اسطرح ہوا کہ بارش کا
خوب امساک ہوا اور مریدوں پر رحمت یہ
ہوئی کہ ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور کی نوٹس پر
رات بھر اشتہار مرہم عیسی کو بازاروں
گلیوں کوچوں سے اوتارتے میں حیران و
سرگرداں رہے۔ ع ۸۷

سید مہر علی صاحب اور علمائے ندوہ وغیرہم
کے مقابلہ میں نہ آنے اور گریز کر جانے سے
ثابت ہوا کہ الہام سنلقی فی قلوبہم الرعب
یعنے خدا نے اوسے کہا کہ اون لوگوں کے
دلوں میں ہم رعب ڈالدینگے) جھوٹا ثابت ہوا
اور نیز اشجع الناس والا الہام بھی جھوٹا
ہوگیا۔ ل ۱۹۳

اتہم وغیرہ کے مقابلہ میں ذلیل ہونیسے ثابت ہوا
کہ الہام ینصرک اللہ فی مواطن یعنے اللہ تیری
مدد کریگا ہر مقام میں جھوٹا ہے۔ ل ۱۹۶

۹۔ الہام ہوا کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بھاری
جماعت ہیں یہ لوگ سب بھاگ جائیں گے۔
اور پیٹھ پھیر لینگے۔ ابتک اسکا ظہور نہ ہوا
مخالفین کے حملے تو روز افزوں ہیں خود مرزا صاحب
ہی کی جماعت کے بعض افراد مثل ڈاکٹر محمد عبد الحکیم خانصاحب
اونکے مقابل میں ہوکر حملے پر حملے کر رہے ہیں
جنکا جواب وہ دے نہیں سکتے اور آیندہ بھی
اسکے ظہور کی توقع نہیں اسلئے کہ اب تو وہ
زمانہ آگیا کہ یاس کے الہامات ہونے
لگے ہیں۔ ل ۱۳۴

اسی طرح اس الہام کے سچے ہونیکا بھی موقع
گذر گیا۔ ہم عنقریب نشانیاں دکھلائیں گے
حجت قایم ہوجائیگی اور فتح کھلی کھلی ہوگی۔ ل ۱۳۶

الہام ہوا کہ عنمو ائیل اور بشیر نام اپنے گھر لڑکا
پیدا ہوگا سخت ذہین اور فہیم ہوگا علوم ظاہری
و باطنی سے پر کیا جائیگا صاحب شوکت و دولت
ہوگا قومیں اوس سے برکت پائیں گی اور
حماتیں مبارکہ سے نسل بہت ہوگی پھر خوشخبری
شائع کی کہ وہ مولود مسعود پیدا ہوگیا ہے
اور اوسکے عقیقہ میں ضرورت سے زیادہ دھوم

دہام ہوئی مگر وہ سب پیشگوئیاں رکھی رہیں
اور طعولیت ہی میں اپنے بادشاہ پدر بزرگوار
کو وہ داغ لگا گئے۔ س ۲۳

مرزا صاحب نے ۱۸۹۸ء میں پیشگوئی کی جسکا
ماحصل یہ کہ سنہ ۱۹۰۰ء میں طاعون پنجاب میں
پھیلے گا مگر مرزا صاحب کی تخمین میں خوبصورت
پیشگوئی تھی خطا ہوئی اور اسکے بعد دو سال
تک ملک میں امن رہا۔ س ۳۵

مرزا احمد بیگ صاحب کی لڑکی کے نکاح کے
باب میں الہام جھوٹا ثابت ہوا۔ ۲۰۱

دعا

ابھی معلوم ہوا کہ مولوی عبدالحق صاحب ہی کی
دعا عبدالکریم صاحب کے کانے اور لنگڑے
رہنے کے باب میں قبول اور مرزا صاحب
کی دعا قبول نہیں ہوئی۔

سید امیر شاہ صاحب رسالدار میجر کو مرزا صاحب
نے عہد نامہ لکھدیا کہ ایک سال میں انکو
فرزند ہونیکے لئے دعا کرونگا۔ اگر اس

مدت میں نہ ہوا تو میری نسبت جس طور کا بد اعتقاد
چاہیں اختیار کریں سا اور پانسو روپیہ بھی
دعا کرنیکے واسطے وصول کر لے اور سال بھر
کمال جد وجہد سے دعا بھی کی مگر قبول
نہ ہوئی۔ ۱۵۱ ج

بشیر فرزند کی صحت کیلئے اقسام کی دوائیں
اور بعد دعائیں کیگئیں مگر کچھ اثر نہوا۔ ۱۹۹ ج

اتھم والی دعا میں مرزا صاحب کے ساتھ تمام
جماعت مریدین بھی مصروف رہی مگر قبول
نہ ہوئی اور اتھم ہی کی دعا قبول ہو گئی۔ ۱۹۹ ج

مرزا احمد بیگ صاحب کے لڑکی کے نکاح کے باب میں
ہزارہا مریدوں سے مسجدوں میں دعائیں
کرائیں تو خود بدولت کی اضطراری دعاؤنکا
کیا حال ہوگا مگر کوئی قبول نہوئی۔ ص ۱۹۵

عبدالکریم صاحب کی آنکھ اور ٹانگ درست
درست نہو سکنے کے باب میں مولوی عبدالحق صاحب
ہی کی دعا قبول ہوئی اور باوجود تحدی
کے مرزا صاحب کی دعا قبول نہوئی۔ ۱۵۱ ج

سید مہر علی صاحب کو بذریعہ اشتہار اطلاع

دی کہ اگر ایک ہفتہ میں اپنے قصور کی معافی نہ چاہیں اور چھپوا نیکے لئے خط نہ بھیجیں تو پھر آسمان پر میرا اور انکا مقدمہ دایر ہوگا مگر انہوں نے کچھ پروانہ کی اور انکا کچھ نقصان بھی نہ ہوا۔ ع ۴۳

مرزا صاحب سرکار کی جانب سے روک دیے گئے کہ کسی پر بددعا نہ کریں دعا کرکے اس مزاحمت کو بھی نہیں اٹھا سکتے۔ ص ۲۱۵

جن جن مقابلوں اور معرکوں میں مرزا صاحب کو ذلتیں ہوں اوسکا سبب یہی ہے کہ انکی دعائیں ضرورت کے وقت قبول نہیں ہوتیں اور خدائے تعالی کو منظور ہوتا ہے کہ وہ ذلیل ہوں۔ اس موقع میں اونکا وہ دعوے بھی پیش نظر رہے کہ خدا اوسسے بے پردہ ہوکر باتیں اور ٹھٹھے کرتا ہے اور بارہا کہا کہ ہر دعا تیری قبول کرونگا۔

تدیّن

اپنی غرضیں پوری کرنیکی غرض سے قرآن کی آیتوں میں تعارض پیدا کرتے ہیں۔ ق ۴۹۵ ۴۸۳

قیامت کا انکار۔ ق ۲۵۲

باوجود فرض ہونیکے ابتک حج کو نہیں گئے۔ س ۱۷

زکوۃ کا مال اپنی کتابوں کی قیمت میں لیتے ہیں۔

لوگوں کے مال میں اقسام کی بدعنوانیاں۔

بعض مریدین نے حج فرض کو جانیکا مشورہ لیا تو فال دیکھکر کہدیا کہ مناسب نہیں۔ ع ۴۲

اپنی اہلیہ ثانیہ کی خاطر سے شرعی وارثوں کو محروم الارث کرنیکی غرض سے جائداد کو اہلیہ ہی کے پاس رہن رکھا۔ ع ۴۲

زیور طلائی مردونکو پہننے کی اجازت۔ ع ۱۸

تقویت اعصاب وغیرہ کے لئے انگریزی وہ دوائیں کہاتے ہیں جنمیں شراب ہوتی ہے۔ ع ۴۴

پہلی اولاد وپسران کو بلا دلیل شرعی عاق اور محروم الارث کردیا۔ ص ۲۰۰

اپنی خواہش نفسانی پوری کرنے کی غرض سے

خدا کی طرف سے جھوٹا پیام پہنچا دیا۔ ص ۱۹۴

اپنی بیوی کی خاطر خدا کی مخالفت۔ ص ۲۰۰

وعدہ خلافی

پیر مہر علی شاہ صاحب چشتی کو بذریعہ اشتہار اطلاع دی کہ مباحثہ کے لئے چالیس علما کے ساتھ جن کے نام بھی لکھے تھے لاہور میں آویں اگر میں حاضر نہوا تب بھی کاذب سمجھا جاوں شاہ صاحب تو بحسب دعوت مع علما لاہور تشریف لائے مگر مرزا صاحب نے پہلوتہی کی آخر بذریعہ اشتہارات اونکو اطلاع دیگئی مگر اسپر بھی صدائے برنخاست جب کئی روز کی اقامت کے بعد شاہ صاحب واپس تشریف لیگئے تو مرزا صاحب نے اشتہار دیا کہ شاہ صاحب نے چال بازی کی۔ ۱۷ اع

بذریعہ اشتہار وعدہ کیا کہ کوئی شخص ایسا مفتری علی اللہ دکہائے جس نے ۲۳ سال کی مہلت پائی ہو تو ہم اوسکو پانچ سو روپیہ انعام دینگے اوسپر حافظ محمد یوسف صاحب نے ایک فہرست پیش کی۔ مگر ایفائے وعدہ ندارد۔ ص ۱۱۱

سراج منیر وغیرہ رسالے چھاپنے کا وعدہ کیا مگر ایفا ندارد۔ ص ۲۱

بذریعہ اشتہار وعدہ کیا کہ اگر علما قادیان کے قریب مباحثہ کے لئے ایک مجلس مقرر کریں تو قرآن وحدیث وعقل وآسمانی تائیدات اور خوارق وکرامت کے رو سے میں اونکو اوس قاعدہ سے اپنی شناخت کرادونگا جو سچے نبیوں کی شناخت کے لئے مقرر ہے مگر جب علمائے ندوہ نے مباحثہ کے لئے خط لکھا تو جواب ندارد۔ ص ۲۳۵

براہین احمدیہ کی نسبت وعدہ کیا کہ اوس سے مجادلات کا خاتمہ ہوجائیگا مگر یہ وعدہ بھی غلط ثابت ہوا۔ ص ۱۰

مولوی ثناء اللہ صاحب کو دعوت دی کہ اگر قادیان میں آکر کسی پیشگوئی کو جھوٹی ثابت کردیں تو ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ دونگا جب وہ قادیان گئے تو خوب مغلظات سنائیں اور مناظرہ کی نوبت ہی نہ آنے دی۔ ص ۲۲۶

وعدہ کیا کہ اگر آتھم پندرہ مہینے میں نہ مرے تو میرا منہ کالا کیا جائے اور میرے گلے میں رسا ڈالا جائے اور مجھکو پھانسی دیجائے باوجودیکہ اس مدت کے بعد بھی وہ زندہ رہا مگر انہوں نے منہ کالا کرنے کی بھی اجازت نہ دی۔ ص ۱۶۷

فتنہ انگیزی

حق تعالیٰ فرماتا ہے وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ یعنے فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے۔

مرزا صاحب ضرورۃ الامام میں لکھتے ہیں کہ حق تعالے جو فرماتا ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اسکی رو سے انگریز ہمارے اولوالامر میں داخل ہیں اسلئے میری نصیحت اپنی جماعت کو بھی ہے کہ دل کی سچائی سے اونکے مطیع رہیں۔ اوسکے بعد مسلمانوں کی جھوٹی شکایت کرتے ہیں کہ مسلمان انگریزوں کے برخلاف بغاوت کی کھچڑی پکاتے رہتے ہیں۔ ع ۲۶

مرزا صاحب ستارۂ قیصریہ میں لکھتے ہیں کہ دو عیب اور غلطیاں مسلمانوں میں ہیں ایک تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا رکن سمجھتے ہیں دوسرا خونی مسیح اور خونی مہدی کے منتظر ہیں۔ مسلمانوں کے جہاد کا عقیدہ مخلوق کے حقمیں بداندیشی ہی۔ میں اگر وہ خطرناک وحشیانہ عقائد چھوڑکر ایک سچا خیرخواہ گورنمنٹ کا بنگیا۔ مقصود یہ کہ سب مسلمان گورنمنٹ کے بدخواہ ہیں اونکو سزا دیجائے۔ ع ۳

مرزا صاحب تمام مسلمانوں کو آئے دن اپنی طرف سے خونی مہدی اور خونی مسیح کا منتظر ٹھہراکر اور صرف خود اور جماعت چند مریدیں کو خیرخواہ سرکار قرار دیکر دوسرے تمام مسلمانوں کو بگڑوانے اور سزا دلوانے کے لئے درخواستیں بھیجتے رہتے ہیں۔ ع ۲۲

غدر کے واقعہ میں جو بے رحمیاں اور ظلم ہوے اونکا فوٹو کھینچکر پیش کردیا اور علمائے اسلام کے ذمہ یہ الزام لگادیا کہ یہ سب کچھ اونکے

فتووں سے ہوا۔ ص ۲۹

اخلاقی حالت

کیسی ہی ذلت کی صفت ہو جب مرزا صاحب
میں آتی ہے تو قابل افتخار ہو جاتی ہے چنانچہ
زمینداری کی انہوں نے ذلت بیان کی اور
اسی کو اپنے لئے باعث افتخار و تکبر قرار دیا۔ ص ۲۱۲
اپنی بیوی کی خاطر قطع رحمی کی پہلی اولاد کو
عاق کر دیا۔ ص ۲۰۰
پیرانہ سری میں ایک لڑکی سے نکاح کرنے کی
غرض سے جھوٹ کہا۔ خدا پر افترا کیا۔ جھوٹی
قسم کھائی۔ الہام بنا لیا۔ بے گناہ بہو کو طلاق
بدعی دلانے کی کوشش کی۔ فرزند کو محروم الارث
کر دیا۔ قطع رحمی کی۔ ص ۲۰۹
کسی کے مقابلہ میں مغلوب ہو کر شرمندہ ہوتے
ہیں اور خصم پر غصہ نہیں نکال سکتے تو تماشہ بینوں کو
گالیاں دینے لگتے ہیں جیسا کہ آتھم کے واقعہ سے
ظاہر ہے۔ ص ۱۷۴
علماء و مشائخین کو گالیاں دینے میں مرزا صاحب
کو ایسی مشاقی ہو گئی ہے کہ ہر وقت نئی تراش
و خراش ہوتی رہتی ہے مثلاً اندھیرے کے
کیڑے و جھوٹ کا گوہ کھایا۔ رئیس الدجالین۔
ذریت شیطان۔ عقعق الکلب۔ غول الاغوال
کھوپری میں کیڑا۔ مرے ہوئے کیڑے۔
لومڑی۔ ہامان الہالکین۔ علیہم نعال لعن اللہ
الف الف مرۃ۔ اور خنزیر۔ کتے۔ حرام زادہ
ولد الحرام۔ اوباش۔ چوہڑے۔ چمار۔ زندیق
ملعون وغیرہ تو معمولی الفاظ بے تکلف اور
بے اختیار نکل آتے ہیں۔ جیسا کہ عصائے موسیٰ
اور المسیح الدجال سے ظاہر ہے۔ ص ۱۶
مرزا صاحب کو حق تعالیٰ نے بذریعہ الہام فرمایا
انا زوجنا کہا یعنے مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے ساتھ
تیرا نکاح کر دیا۔ مگر مرزا سلطان محمد صاحب نے
اوس لڑکی کو نکاح کر کے لیگئے اور بفضلہ تعالیٰ
ابتک اون کے بطن سے گیارہ بچے بھی
ہو چکے ہیں۔ ص ۲۹
مرزا صاحب کو چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی مثلیت کا دعویٰ ہے چنانچہ وما ارسلناک

الا رحمۃ للعالمین وغیرہ فضائل کے بھی الہام
اونکو ہو گئے ہیں اسلئے یہ الہام بھی ہوا
جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زینب
رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بارہ میں یہ وحی
ہوئی تھی زوجنا کہا جو ومن یقنت کے
دوسرے رکوع میں ہے یعنے حق تعالی نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ
ہمنے زینب کا نکاح تم سے کردیا چنانچہ اسی
وحی کی بناپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر
اطلاع کے اونکے مکان میں تشریف لے گئے
اور وہی نکاح کافی سمجہا گیا اور پیام اور ایجاب
وقبول اور گواہوں کی ضرورت نہ ہوئی
کیوں نہ ہو جب خدائے تعالی خود نکاح
کردے تو اوسکے تصرف کے مقابلہ میں کسکا
تصرف نافذ ہو سکتا ہے۔ مگر یہاں معاملہ
بالعکس ہو گیا۔ اب یہاں حیرانی یہ ہے
کہ مرزا صاحب کا الہام تو بالکل یقینی ہے
جسمیں اونکو یقینی ہے جسمیں اونکو ذرا بھی
شک نہیں اور قرآن کے مطابق اونکا

نکاح صحیح ہی ہو گیا جسکی وجہ سے وہ مرزا صاحب
کی اعلی درجہ کی منکوحہ کہلائیں۔ اور مشاہدہ ہے
کہ کیسا ہی غریب آدمی ہو اگر کوئی اوسکی
جورو کو لیجائے تو کچہ نہیں تو سرکار میں وہ
ضرور دعوی کریگا مگر مرزا صاحب نے طلب
زوجہ کا دعوی بھی نکیا یہانتک کہ گیارہ بچے
اس بیوی کو ہو گئے۔ اگر سرکار میں یہ دعوی
کیا جاتا تو ضرور کامیابی ہوتی کیونکہ الہام
مرزا صاحب کا خود دوسروں پر حجت ہے۔
پہر افراد امت نے ضرور شور مچایا ہو گا کہ
ام المومنین کو ہم کسی جابر غاصب کے قبضہ میں
ہرگز دیکھ نہیں سکتے۔ اوسپر بھی مرزا صاحب
راضی برضا ہو کر اغماض حلم وتدبر وخوش خلقی
کو کام فرمایا۔ پہر مرزا صاحب ازالۂ حیثیت عرفی
کے دعوی بھی علماپر کیا کرتے ہیں آخر یہ
ازالہ بھی اوس سے کم نہیں کیونکہ یہ تو ملک کا
ازالہ تھا۔ بہر حال جب ہم اس واقعہ کے
دونوں پہلو پر نظر ڈالتے ہیں تو عجیب پر لیتا نے
ہوتی ہے مگر جب غامض نظر سے دیکھتے ہیں تو

یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے جو صاحب عصاے موسیٰ
نے لکھا ہے کہ ضعف و ناتوانی کی یہ حالت ہے
کہ اونمیں اتنی بہی قدرت نہیں کہ اپنی منکوحہ
آسمانی پر قبضہ کر سکیں۔ ع ۶۸
اسلئے کہ اونکا اشجع الناس ہونا الہام سے
ثابت ہے گو وہ کیسا ہی ہو آخر الہام ہے
کسی مناسبت سے ہوا ہوگا اور یہ ممکن نہیں
کہ کوئی شجیع اس قسم کا عار گوارا کرے
اسلئے ہم یقیناً کہتے ہیں کہ مرزا صاحب صرف
کسی مصلحت سے وہ الہام بنالیا تھا اگر کسی کو
اوسمیں کلام ہو تو مرزا صاحب کو قسم دیکے
پوچھ لے کہ کیا زوجنا کہا کہکر خدا نے اوس
بیوی کا نکاح انکے ساتھ کر دیا تھا تو وہ
ہرگز قسم نہ کہا سکیں گے۔ اس سے یہ بات
بداہتہً ثابت ہے کہ مرزا صاحب ہر موقع
میں الہام بنا لیا کرتے ہیں۔
مرزا صاحب جس وقت ایسی فراغت سے
آبیٹھتے ہیں تو سوائے خودستائی خودنمائی
تکفیر عالم اور عالمگیر سب و شتم کے اور

کچھ گفت و گو ہی نہیں ہوتی۔ س ۱۵
ڈاکٹر صاحب نے نظائر پیش کرکے لکھا ہے
کہ یہانتک یہ تو صاف طور پر ثابت ہو چکا
کہ مرزا صاحب سخت عیار مسرف کذاب
خائن آرام پسند متکبر بے ور بدفہم بدعقل
تنگ ظرف بیحیا مقلوب الغضب منکر
خود پسند خودستا شیخی باز بدچلن سنگدل
فحش گو اور بدظن انسان ہیں۔ س ۴۱
خود حکیم نور الدین صاحب نے مرزا صاحب سے
کہدیا کہ یہ لوگ یہاں آکر بجائے درست
ہونیکے زیادہ خراب ہو جاتے ہیں اور ایسیں
ذرا بھی پاس اور لحاظ نہیں رکھتے لہذا یہ سالانہ
جلسہ بند کیجئے اور مریدونکا اس طرح جمع ہونا
بند فرمائیے۔ س ۴۲
حکیم الامت کی گواہی سے مرزا صاحب کی
صحبت کا اثر معلوم ہوا کہ لوگ زیادہ خراب
ہوتے ہیں۔
مولوی ڈاکٹر محمد عبد الحکیم صاحب نے اپنی
بیویاں اور تمام متعلقین سکے کہانے پینے میں

کمی کرکے اپنی ذاتی آمدنی سے ہزار ہا روپئے مرزا صاحب کی تائید میں خرچ کئے اور مقروض ہوے جسکو خود مرزا صاحب اول المومنین فرمایا کرتے تھے لیکن جب بعض اصلاحات ضروری کی انہوں نے تحریک کی تو استقدر بگڑے کہ خدا کی پناہ۔ ک ۳۱

دنیاداری

زمینداروں اور کھیتی کرنے والوں میں ہونے کا افتخار۔ ص ۲۱۲

امیرانہ بلکہ شاہانہ خوراک لباس فرش و فروش و مکانات باغات جائداد زیور رکھتے ہیں اور عیش و عشرت میں مستغرق ہیں۔ ۳۷۹

اپنی اور اپنے اہل بیت کی تصویریں بیچکر روپیہ حاصل کرنا اور اقسام کے چندے ماہواری اور موقت و غیر معمولی وغیرہ میں دائمی اشتعال۔ ۳۸۹

مرزا صاحب کی حالت دنیاداری نے اونکے اوس الہام کو باطل کردیا۔ کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل اگر خدانے اونسے کہا تھا تو بے خان و مان مثل عیسیٰ علیہ السلام کے رہتے۔ ۲۴۲

طرح طرح کے چندوں کا بار مریدوں کی حیثیت سے بڑھکر اونپر ڈالاجاتا ہے اور اون غریبوں کے خون سے کیوڑا۔ عنبر۔ مشک۔ بیدمشک مفرحات و مقویات کی بھرمار رہتی ہے بیوی سونے کے زیورات سے لدگئی مکانات وسیع ہوگئے قورما پلاؤ بافراط کہایا جاتا ہے اور حکم جاری کیا گیا ہے کہ جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے وہ جماعت سے خارج کیا جائیگا۔ س ۴۲

چندہ وغیرہ کا روپیہ قوم سے لیکر بیوی صاحبہ کے سپرد کردیتے ہیں پھر نہ اوسکا حساب نہ نگرانی۔ ک ۲۹



تدابیر

عام کامیابوں کی تدبیر

براہین احمدیہ میں بمقابلۂ آریہ وغیرہ وحی کی ضرورت ثابت کی ہے ۸۴ وحی منقطع نہیں
کیونکہ وحی اور الہام ایک ہیں۔ اور الہام منقطع نہیں۔ ص ۱۶۲ ہے ۲۱۵ الہام قطعی
اور یقینی ہے ص ۱۶۳ الہام دوسروں پر حجت ہے ص ۱۶۳ ہمارا دعوی الہام سے
پیدا ہوا ص ۱۶۲ ہر شخص کو حسن ظن کی ضرورت ہے ی ۱۰۶۔ ھم الہام اور
کشف کو سنکر چپ ہونا چاہیئے ص ۲۸۸ الہام الہی وکشف صحیح ہمارا موید ہے ص ۲۸۸

اس زمانہ میں نبی کی ضرورت ثابت کرنیکی تدبیر

جب دل مردہ ہوجائیں اور ہر کسی کو جیفہ دنیا ہی پیارا دکہائی دیتا ہے۔ اور ہر طرف سے
روحانی موت کی زہرناک ہوا چل رہی ہو تو ایسے وقت خدا کا نبی ظہور فرماتا ہے ی ۵۳۰
جب یہ ظلمت اپنے اوس انتہائی نقطہ تک پہنچ جاتی ہے جو اوس کے لئے مقرر ہے
تو صاحب نور اصلاح کے لئے بھیجا جاتا ہے ی ۵۳۹ خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ظہور کے وقت ایسی ظلمانی حالت پر زمانہ آچکا تھا جو حقتعالی فرماتا ہے

ہو الذی یصلی علیکم و ملئکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور ی ۴۰ ع ۵ اوسوقت بجز دنیا اور دنیا کے ناموں اور دنیا کے آراموں اور دنیا کی عزتوں اور دنیا کی راحتوں اور دنیا کے مال ومتاع کے اور کچھ اونکا مقصود نہیں رہا تھا ی ۴۹ ع ۵ (جیسا کہ مرزا صاحب کے حالات موجودہ سے ظاہر ہے) اسی طرح جب گمراہی اپنی حد کو پہنچ جاتی ہے اور لوگ راہ راست پر قائم نہیں رہتے تو اوس حالت میں بھی وہ ضرور اپنی طرف سے کسی کو مشرف بوحی کر کے اور اپنے نور خاص کی روشنی عطا فرما کر ضلالت کی تاریکی کو اوسکے ذریعہ سے اٹھاتا ہے ی ۴ ع ۵۵ ضرورت کے وقتوں میں کتابوں کا نازل کرنا خدائے تعالی کی عادت ہے ی ۵۵۶ ۔

اسکے بعد مرزا صاحب نے کوشش کر کے اپنے زمانہ کو اوس زمانہ کا مشابہ اور مثیل ثابت کیا جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونیکی ضرورت ہوئی تھی چنانچہ فرماتے ہیں اس زمانہ میں ظلمت عامہ اور تامہ پھیل گئی ہے ف ۱۷ مگر اسکے دیکھنے کی ہر آنکھ میں صلاحیت نہیں جیسے خفاش جاہیئے مسلمانوں کی یہ حالت ہوگئی کہ بجز بدچلن اور فسق وفجور کے اونکو کچھ یاد نہیں ف ۲ جس طرح یہود کے دلوں سے توراۃ کا مغز اور بطن اٹھایا گیا تھا قرآن کا مغز اور بطن مسلمانوں کے دلوں سے اٹھایا گیا ل ۶۹۲ خدا نے قرآن میں فرمایا کہ ۱۸۵۷ء میں میرا کلام اٹھایا جائیگا ف ۲۷ قرآن زمین سے اٹھالیا گیا ف ۲۷

اس موقع میں مرزا صاحب کو اون سب باتوں کے بھولنے کی بھی ضرورت ہوئی جو براہین میں لکھا تھا کہ شریعت فرقانی مکمل ومختتم ہے۔ قرآن کی ہزارہا تفسیریں حافظ ہیں مسلمانوں کا تنزل ممکن نہیں وغیرہ ذالک۔

نبی بننے کی تدبیر

الہام ہوا ھوالذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ل ۱۹۲ یعنے خدانے اونسے کہا کہ اللہ ہی نے اپنے رسول (غلام احمد قادیانی) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ تمام دینوں پر اوسکو غالب کردے۔ اور الہام ہوا قل جاءکم نور من اللہ فلاتکفروا ان کنتم مومنین ل ۱۹۲ یعنے خدانے اوسے کہا کہ کہدے (اے غلام احمد) کہ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا ہے سو تم اگر مسلمان ہو تو اوسکا انکار مت کرو اور الہام ہوا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اوسکو قبول نہیں کیا لیکن خدا اوسے قبول کریگا ل ۲۳۳ الہام ہوا قل جاء الحق وزہق الباطل یعنے حق آیا اور باطل نابود ہو گیا اور الہام ہوا کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی الا ان حزب اللہ ہم الغالبون ل ۱۹۷ یعنے خدا لکھ چکا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب ہونگے یاد رکھو کہ اللہ ہی کا گروہ غالب ہے ۔ اور الہام ہوا قل انی امرت وانا اول المومنین ل ۱۹۲ یعنے خدانے اونسے کہا کہ (اے غلام احمد) اون لوگوں سے کہدے کہ میں مامور ہوں اور میں ایمانداروں میں پہلا شخص ہوں یعنے اونکی نبوت اور اونکے دین پر اونکے ایمان کے بعد اونکی امت ایمان لائیگی کیونکہ پہلے نبی کو اپنی نبوت پر ایمان لانے کی ضرورت ہے جیسا کہ حق تعالی قرآن شریف میں فرماتا ہے قل انی امرت وانا اول المسلمین اونکے اس الہام سے ظاہر ہے کہ اونکے دین کے کارخانہ کی ابتدا مستقل طور پر اونسے ہوئی ورنہ وہ ہمارے دین میں اول المومنین نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ مرزا صاحب تواضع کی راہ سے یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہوں مگر اونکی

امت کے کامل الایمان افراد ہرگز باور نہیں کرسکتے وہ ضرور کہیں گے ظل کیسا وہ تو ایک مہمل اور بے اصل چیز ہے ۔ ہمارے اعلیٰ حضرت چیز دیگر ہیں اونکو وہ بات حاصل ہے کہ نعوذ باللہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل نہ تھی وہاں جبرئیل کا واسطہ تھا یہاں خود خدا بے پردہ ہوکر باتیں کرتا ہے چنانچہ اپنے روبرو سے اونکو نذیر اور رسول بناکر بھیجدیا ہر کہ شک آرد کافر گردد چنانچہ خود مرزا صاحب نے فرمادیا کہ میرا منکر کافر ہے اسیوجہ سے اونکا خاتم الانبیا ہونا مسلم ہو چکا ہے جیسا کہ تحریرات سے ظاہر ہے ۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر مرزا صاحب سچے دل قسم کھاکر بھی کہیں کہ میں ظلی نبی ہوں جب بھی وہ قابل قبول نہیں اسلئے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمادیا ہے کہ میرے بعد جو رسول یا نبی ہونیکا دعوے کرے وہ کذاب ہے دجال ہے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ظلی نبی یا رسول ہونیکا دعوی کرے تو مضایقہ نہیں ۔

عیسیٰ بننے کی تدبیر

مسیح کے آنیکا بیان قرآن میں اجمالا اور احادیث میں تصریحا ہے ص ۱۳۱ اور احادیث اس باب میں متواتر ہیں ص ۱۷۲ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ وہ آسمان سے اترینگے ۔ اور دمشق کے منارہ کے پاس اترینگے ۔ اور دجال کو قتل کرینگے جو یہودی ہوگا ۔ اور انکے سوا جو علامات مختصہ مرزا صاحب میں نہیں پائی جاتیں وہ قابل تاویل بلکہ غلط ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کشف میں (نعوذ باللہ) غلطی ہوگئی تھی اور عیسیٰ اور دجال اور یاجوج و ماجوج کی حقیقت حضرت پر کھلی نہ تھی ص ۶۹۱

دمشق وغیرہ ظاہر پر محمول نہیں سب نے صرف پیشگوئی پر ایمان لایا تھا ص ۲۸۱
اگر دمشق والی حدیث ماننی ضروری ہے تو اوس سے مراد اصلی دمشق نہیں بلکہ قادیان
ہے ص ۲۸۳ رہا منارسو وہ تو مرزا صاحب نے قادیان میں بنا ہی لیا ف ۱۱۷
مرزا صاحب نے مسیح موعود بننے کے دو طریقے اختیار کئے ایک مثیل مسیح ہونا اوسکی
تدبیر یہ کہ پہلے تو کل علما مثیل انبیا ہیں ص ۲۹ پہر الہام سے خدا نے خاص طور پر نوح
اور ابراہیم اور موسی وغیرہ انبیا علیہم السلام کا مثیل اونکو بنا دیا ف ۵۲۳ پہر الہام ہوا کہ
روحانی طور پر وہ مسیح ہیں ص ۱ اگرچہ مسیح علیہ السلام اپنے وقت مقررہ پر آجائینگے
مگر اونکا مثیل جو موعود ہے وہ مرزا صاحب ہیں ص ۳۱ دوسرا طریقہ یہ کہ جس نبی کا کوئی
مثیل ہوتا ہے خدا کے نزدیک اوسکا وہی نام ہوتا ہے یعنے خدا کے نزدیک مرزا صاحب
کا نام عیسی ابن مریم ہے ص ۲۷۳ بلکہ خدا نے اونکا نام عیسی رکہکر براہین احمدیہ میں
چھپوا کر مشہور بھی کر دیا ص ۲۷ پہر الہام ہوا کہ عیسی ابن مریم فوت ہوگیا۔ اور
یہ بھی الہام ہوا کہ جعلناک المسیح ابن مریم یعنے ہمنے تجھکو مسیح ابن مریم تو بنادیا اور الہام ہوا
کہ یاعیسی انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا
الی یوم القیمہ ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ اس عبارت کا ترجمہ
خود مرزا صاحب نے لکہا ہے اے عیسی میں تجھے وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاونگا
اور وہ جو تیرے تابع ہوے ہیں انہیں اون دوسرے لوگوں پر جو تیرے منکر ہیں
قیامت کے دن تک غالب رکہونگا خدا وہ قادر ہے جس نے اپنے رسول کو
ہدایت اور سچائی دیکر بھیجا تا سب دینوں پر حجت کی رو سے اوسکو غالب کرے
یہ وہ پیشگوئی ہے جو پہلے سے قرآن شریف میں انہیں دنوں کیلئے لکھی گئی ص ۱۹۲

مطلب اسکا ظاہر ہے کہ انی متوفیک ورافعک میں جو جھگڑے ہو رہے ہیں فضول ہیں
نہ اصل عیسی علیہ السلام کی موت سے اوسکو تعلق ہے نہ اونکے رفع سے بلکہ اوسمیں
یہ خبر دیگئی ہے کہ مرزا صاحب مرکے اٹھائے جائینگے (مگر دفن بھی کئے جائیں گے
یا نہیں اوسکی خبر نہیں دیگئی) اور جو لوگ اونکی عیسویت کا انکار کرتے ہیں وہ قیامت
تک مرزائیوں کے مغلوب رہیں گے۔ ایک الہام کی جوڑ لگانے سے پوری آیت
مرزا صاحب کے قبضہ میں آگئی اور خدا کے کہنے سے اونکو معلوم ہوگیا کہ حق تعالی نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے ذریعہ سے جو خبر دی کہ اذ قال اللہ یا عیسی انی
متوفیک ورافعک جسکا مطلب یہ سمجھا گیا تھا کہ خود عیسی علیہ السلام سے خدا تعالے
نے بطور پیشگوئی فرمایا تھا کہ تم اٹھائے جاؤ گے سو وہ (نعوذ باللہ) غلط تھا۔ دراصل
وہ پیشگوئی انہیں دنوں کے لئے تھی کہ مرزا صاحب مرینگے یہ تو قرآن سے اونکی
عیسویت کا ثبوت تھا اب احادیث سے بھی اسکا ثبوت لیجئے۔ الہام ہوا
لامبدل لکلمات اللہ انا انزلنا قریبا من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل
صدق اللہ ورسولہ۔ جسکا ترجمہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ خدائے تعالی نے اون
وعدوں کو جو پہلے سے اوسکے پاک کلام میں آچکے ہیں کوئی بدل نہیں سکتا یعنے وہ ہرگز
ٹل نہیں سکتے اور اوسکے بعد فرماتا ہے ہمنے اوس مامور کو مع اپنی نشانیوں اور عجائبات
کے قادیاں کے قریب اتارا اور سچائی کے ساتھ اتارا اور سچائی کے ساتھ اترا اور
اوسکے رسول کے وعدے جو قرآن وحدیث میں تھے آج سچے ہوئے ل ۱۹۲ یعنے جو
قرآن میں مرزا صاحب کا ذکر ہے اور احادیث میں عیسی علیہ السلام کے نزول کا ذکر یعنے
مرزا صاحب کے قادیان میں اترنے سے وہ سب وعدے پورے ہوگئے۔ یہ خبر خود خدا نے

مرزا صاحب کو ری - اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مرزا صاحب کو مسلم نہیں مگر مسلمانوں کے اعتقاد کے لحاظ سے اونکو بے باپ کے بھی عناصر در تھا اسلئے فرماتے ہیں کہ مثالی طور پر بھی عاجز عیسیٰ ابن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اسکا کوئی باپ روحانی ہے کیا تم ثبوت دیسکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ میں کسی سلسلہ میں یہ داخل ہے پہر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے ل ۶۵۹ یہ بات تو سچ ہے کہ مرزا صاحب بے پیرے ہیں مگر اتنی بات تو کل ملحدوں اور بے دینوں پر بھی صادق آتی ہے پہر کیا مرزا صاحب اسکا ثبوت دیسکتے ہیں کہ اونکا کوئی باپ روحانی ہے یا سلاسل اربعہ میں کسی سلسلہ میں داخل ہیں پہر کیا اونکو بھی اس سوال میں شامل فرمالینگے کہ وہ ابن مریم نہیں تو کون ہیں -

وحی اتارنیکی تدبیر

مرزا صاحب نے یہ تو دیکھ لیا کہ مخالفین کی کوششوں سے بعض مسلمان عیسائی اور مرزائی وغیرہ ہوجاتے ہیں مگر یہ نہیں دیکہا کہ علمائے اسلام کے وعظ و نصائح سے ہر طرف لاکہوں مختلف ادیان والے جوق جوق اسلام میں داخل ہوتے جاتے ہیں جیسا کہ اخباروں سے ظاہر ہے باوجود اسکے اس زمانہ کو خالص کفر کا زمانہ قرار دیکر لکھتے ہیں کہ جب گمراہی اپنی حد کو پہنچ جاتی ہے تو خدائے تعالے ضرور اپنی طرف سے کسی کو مشرف بوحی کرکے بھیجتا ہے ی ۵۵۴ اور ضرورت کے وقتوں میں کتابوں کا نازل کرنا بھی خدائے تعالے کی عادت ہے ی ۵۵۶ اور اوسکی علت یہ لکھتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ خدا پتھر کی طرح خاموش رہے ی ۲۹۴ اور الہام کا دروازہ کہلا ہوا ہے ی ۲۰۳ دیگر مدعیونکی وہاں تک

رسائی نہیں) پھر اس الہام سے اپنے پر وحی کا اترنا ثابت کیا قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی یعنے
کہہ اے غلام احمد کہ میں صرف تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں مگر مجھپر وحی آتی ہے ص ۵۱۱
مرزا صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ جن اعلامات الہیہ کا نام ہم وحی رکھتے ہیں علمائے
اسلام اپنے عرف میں الہام بھی کہا کرتے ہیں ص ۱۶۲ جسکا مطلب یہ ہوا کہ صرف نام کا
فرق ہے در اصل اپنی وحی الہام ہی ہے جو اوروں کو بھی ہوا کرتا ہے مگر جب خدا نے
اونکو یہ کہنے کا حکم کیا کہ مجھپر وحی اترتی ہے تو اب کسکا خوف ہے صاف کہدیتے کہ یہ وہ
وحی نہیں جو اور ملہموں کو بھی ہوا کرتی ہے بلکہ یہ وہ وحی ہے جو خاص پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم پر اترتی تھی کیونکہ خدائے تعالی نے اس باب میں مجھپر بھی وہی وحی کی جو
پیغمبر صلی اللہ وسلم پر کی تھی یعنے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی۔ مگر جو بات بنائی ہوئی ہوتی
ہے کتنی بھی جرات سے کہی جائے اندرونی کمزوری کے آثار اوسپر نمایاں ہو ہی
جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لکھتے ہیں کہ وحی رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے ص ۲۱۵
اب دیکھئے خود کہتے ہیں کہ خدا نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اپنے پر وحی کا اترنا بھی
خدا کے کلام سے ثابت کرتے ہیں۔ اور مگر ہی حد کو پہنچنے سے رسول اور وحی اور کتاب
آسمانی کا اترنا مقتضائے وقت بتلاتے ہیں تو اب وحی رسالت میں کونسی کسر رہگئی
مگر یہ بھی ایک قسم کا دھوکا ہے در اصل انکو وحی رسالت ہی کا دعوی ہے اسلئے کہ تصریح
کر رہے ہیں کہ اپنی وحی قطعی اور دوسروں پر حجت ہے ص ۱۶۳ اور ظاہر ہے کہ یہ قوت
سوائے وحی رسالت کے اوروں کے الہاموں کو نہیں یہ تو سب اونکے دعوے ہیں
مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی میں بالکل اشتباہ نہیں
اور مرزا صاحب کے اکثر بلکہ کل الہام جھوٹے ثابت ہوے تو عقل خداداد صاف حکم

کردیتی ہے کہ یہ سب انکے داؤ پیچ ہیں۔

امام مہدی بننے کی تدبیر

امام مہدی کے خروج کے باب میں احادیث جو وارد ہیں متواتر ہیں جسکی تصریح محدثین نے کی ہے اونمیں مصرح ہے کہ امام مہدی عیسی علیہ السلام سے پیشتر نکلیں گے اور جب عیسے علیہ السلام اترینگے تو وہ امام مہدی کی اقتدا کرینگے ف ۱۵۶ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ وہ سب حدیثیں غلط ہیں ف ۱۵۹ عیسی علیہ السلام کے وقت میں کوئی مہدی نہوگا اور ممکن ہے کہ امام محمد کے نام سے کوئی مہدی آجاوے ف ۱۶۳ البتہ حدیث لامہدی الا عیسی بلایق اعتبار ہے ف ۱۶۱ حالانکہ محدثین نے تصریح کی ہے کہ یہ حدیث ضعیف منکر منقطع مجہول ہے ف ۱۶۱ غرضکہ اس تدبیر سے اتنا ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کے زمانہ میں کوئی مہدی نہیں ہو سکتا مگر منصب مہدویت فوت ہوے جاتا تھا اسلیئے اونکی یہ تدبیر کی جو لکھتے ہیں کہ احادیث نبویہ کا لب لباب یہ ہے کہ تم جب یہود بنجاؤ گے تو تم میں عیسی ابن مریم آئیگا (یعنے غلام احمد قادیانی) اور جب تم سرکش ہوجاؤ گے تو محمد بن عبداللہ ظہور کریگا جو مہدی ہے اور یہ نام اوسکا اللہ کے نزدیک ہوگا اور دراصل وہ مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ف ۱۶۶ اور اپنا مثیل ہونا اسطور پر ثابت ہے کہ بار بار احمد کے خطاب سے مخاطب کرکے خدا نے ظلی طور پر مجھے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا ف ۵۳ الحاصل گو نام اپنا غلام احمد ہے مگر اللہ کے نزدیک محمد ابن عبداللہ نام ہے جو مہدی موعود ہے۔ جلسہ تعطیلات دسمبر ۱۸۹۰ء میں جو لوگ قادیان میں جمع ہوے تھے اونکی فہرست میں نے خود طیار کی تھی جو دافع الوساوس میں شائع ہوئی

بعد ازاں حدیث کو جو آپ کو معلوم ہوئی جسمیں یہ ذکر ہے کہ مہدی اپنے اصحاب کو جمع کریگا اونکی تعداد اہل بدر کے مطابق ۳۱۳ ہوگی اور اونکے نام مع سکونت وغیرہ ایک کتاب میں درج کریگا تب اپنے اصل فہرست میں تراش خراش کرکے ۳۱۳ ناموںکی فہرست انجام اتہم میں شائع کردی بعض نام پہلی فہرست میں سے نکالدیے اور بعض نئے نام ایزاد کردیے س ۱۹ ۔

حارث بننے کی تدبیر

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص حارث نام امام مہدی کی تائید کے لئے لشکر لیکر ماوراء النہر سے روانہ ہوگا جسکے مقدمۃ الجیش پر ایک سردار ہوگا جسکا نام منصور ہوگا ہر مسلمان پر اوسکی نصرت ضروری ہے ف ۱۷۴

مرزا صاحب نے دیکھا کہ عیسیٰ اور مہدی تو بن گئے مگر روپیہ فراہم کرنیکا ابتک کوئی دستاویز ہاتھ نہ آیا۔ البتہ حارث کو نصرت دینے کا حکم ہے یہاں داؤ چل سکتا ہے کہ نصرت سے مراد چندے ہیں اسلئے فرمایا کہ الہام سے مجھپر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ حارث جسکا ذکر حدیث میں ہے اوسکا مصداق یہی عاجز ہے ف ۵۲ اور اگر ظاہری معنی دیکھتے ہو تو حارث زمیندار کو کہتے ہیں اور میں زمیندار ہوں ف ۱۷۵ اور اگرچہ میں ماوراء النہر سے لشکر لیکر نہیں نکلا مگر میرے اجداد تخمیناً چارسو برس کے بیشتر ایک جماعت کثیر کے ساتھ سمرقند سے بابر بادشاہ کے پاس دہلی کو آئے تھے ف ۱۷۸

اسمیں شک نہیں کہ دسویں گیارہویں پشت میں مرزا صاحب کا گو خیالی وجود نہ سہی مگر کسی احتمالی قسم کا وجود تو ضرور تھا۔ بہر حال مرزا صاحب حارث بھی ہیں اور ماوراء النہر سے

بھی لشکر لیکر نکل آئے - اب رہگیا یہ کہ اوس لشکر کا سردار منصور نام ہوگا سو اوسکی تدبیر یہ ہے
کہ آسمانوں پر منصور کے نام سے وہ پکارا جاتا ہے ف ۱۸۰ یہاں مرزا صاحب نے لشکر کا
نام تو لیلیا مگر اوسکے ساتھ ہی خلجان پیدا ہو گیا کہ کہیں بغاوت کا الزام قائم نہ ہو جائے
اسلئے گورنمنٹ کو سمجھانے کی یہ حکمت عملی کی کہ اگرچہ اوس منصور کو سپہ سالار کے طور پر
بیان کیا ہے - مگر اس مقام میں درحقیقت جنگ و جدل مراد نہیں بلکہ ایک روحانی
فوج ہوگی کہ اوس حارث کو دیجائیگی جیسا کہ کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا ف ۱۸۱
مطلب یہ کہ حدیث میں جو لفظ رایات سود اور مقدمۃ الجیش وغیرہ لوازم لشکر مذکور ہیں
وہ حضرت کے کشف کی (نعوذ باللہ) غلطی تھی -
اور امام مہدی کے تائید کی غرض سے حارث کے نکلنے کی تدبیر یہ کہ آل محمد سے اتقیائے
مسلمین جو سادات قوم ہیں اور شرفائے ملت ہیں اسوقت کسی حامی دین کے محتاج
ہیں ف ۱۸۲ یعنے مرزا صاحب اب خاصے حارث ہیں اور مسلمانوں پر اونکی مدد
واجب ہے چنانچہ اسی وجہ سے کئی شاخیں چندوں کی کھولی گئیں ف ۱۷۰

اپنی اولاد میں عیسویت قائم کرنیکی تدبیر

ص ۲۴۳
براہین احمدیہ میں مرزا صاحب نے ایک الہام لکھا جسمیں خدا نے اونکو یا مریم کہکر پکارا
اسی بنا پر لکھتے ہیں کہ اوس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں ہے جسکا نام
ابن مریم رکھا گیا ہے اسلئے کہ خود مریم ہیں ص ۲۴۳ اور لکھتے ہیں کہ قطعی اور یقینی
پیشگوئی میں خدا نے ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا
جسکو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی وہ آسمان سے اتریگا ف ۵۶۹ اور

لکھتے ہیں کہ حقتعالےنے فرمایا ہے کہ میں تیری ذریت کو بڑھاؤنگا اور تیرے خاندان کا تجھ سے ہی ابتدا قرار دیا جائیگا ایک اولی العزم پیدا ہوگا وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا وہ تیری نسل سے ہوگا فرزند دلبند گرامی وارجمند مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء ۵۶۹ واضح ہے کہ مرزا صاحب کو جس طرح یامریم کا خطاب ہوا اسی طرح یاعیسی کا بھی خطاب ہوا جیسا کہ ابھی معلوم ہوا ان الہاموں کی رو سے مرزا صاحب میں مریم اور عیسی دونوں کی حقیقت صنفیہ جمع ہے جسکا کشف اونکو ہوا جب ایسی باحرمت حقیقتوں کے اجتماع سے فرزند دلبند پیدا ہو تو اوسکے احترام صاحب زادگی میں کیا کلام تعجب نہیں کہ اپنے زمانہ میں وہ ثالث ثلثہ کا مصداق بنجائے۔ بہرحال مرزا صاحب ہی فقط عیسی نہیں بلکہ اونکی اولاد میں بہت سے عیسی ہونے والے ہیں اور یہ سلسلہ بہت دور تک خیال کیا گیا ہے جیسا کہ اس الہام سے ظاہر ہے یاتی علیک زمان مختلف بازواج مختلفۃ وتری نسلا بعیدا ل ۳۵ ۶ یعنے تجھپر ایک زمانہ مختلف آئیگا ازواج مختلفہ کے ساتھ اور دیکھیگا تو دور کی نسل کو۔ ازواج مختلفہ سے غالبًا اس الہام کی طرف اشارہ ہے۔ یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ ص ۹ ۲۲ جسکے معنی خود بتلائے ہیں کہ زوج سے مراد اپنا تابع ہے اگرچہ الہامات مختلفہ سے ازواج مختلفہ کا ثبوت ملتا ہے مگر نسل بعید کی توجیہ غور طلب ہے ممکن ہے کہ بعید سے ملہم کی مراد بعید عن العقل ہو۔ ہمیں اسمیں کلام نہیں کہ حقایق مختلفہ کا اجتماع کیونکر جایز رکھا گیا مگر ہم یہ پوچھتے ہیں کہ جب ایسے بعید عن العقل امور جایز رکھے جاتے ہیں تو عیسی علیہ السلام کا آسمان پر جانا اور وہاں مثل فرشتوں کے رہنا کیوں مستبعد اور قابل انکار سمجھا جاتا ہے۔

خارق عادات معجزوں سے سبکدوشی کی تدبیر

مرزا صاحب نے نبوت کا دعوی کر کے یہ تو کہدیا کہ میرے معجزے تمام انبیا کے معجزوں سے بڑھکر ہیں ص ۵۳۹ مگر چونکہ ممکن نہ تھا کہ کوئی خارق العادت معجزے دکھلاتے اسلیئے فرمایا کہ کھلے کھلے معجزے ہرگز وقوع میں نہیں آسکتے ص ۸۳ اور انبیا کے معجزے مکروں کے مشابہ محجوب الحقیقت ہیں ص ۲۷ پرانے معجزے مثل کتھا کے ہیں جسکا ایمان عیسائیوں اور یہودیوں اور ہندونکی طرح صرف قصوں اور کہانیوں کے سہارے پر موجود ہو (یعنے معجزوں پر) اوسکے ایمان کا کچھ ٹھکانا نہیں ص ۲۶۶ پہر جن معجزوں کا ذکر قرآن شریف میں ہے اونکو مسمریزم قرار دیا ص ۵۶ اور لکھا کہ یہ کام قابل نفرت ہے اسلیئے میں اوسکا مرتکب نہیں ہوسکتا ص ۲۹۹ اوسکے بعد معجزوں کے دو قسم کیئے ایک نقلی جنکو کتھا قرار دیا دوسرے عقلی یعنے داؤپیچ اور عقلی معجزے ایسے یقینی ہیں کہ محجوب الحقیقت یعنے نقلی معجزے اونکی برابری نہیں کرسکتے ص ۲۷ پہر مدعیان نبوت ومہدویت وغیرہ کے کارناموں سے مدد لیکر طبیعت کے خوب سے جوہر دکہائے۔ اور لکھا کہ خوارق عادات ہم بھی دکھا سکتے ہیں مگر اونکے ظہور کیلیئے یہ شرط ہے کہ طالب صادق کینہ ومکابرہ چھوڑ کر بہ نیت ہدایت صبر وادب سے انتظار کرتا رہے ل ۲۴ جس سے مقصود یہ کہ نہ کوئی ایسا مودب ملے نہ وہ معجزہ ظاہر ہو۔ پہر چار سو بت پرستوں کو نبی قرار دیکر اونکی کشف کی غلطیاں ثابت کیں بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی کشفوں کو غلط قرار دیا ص ۲۶۷ تاکہ اپنے کشفوں اور الہاموں کی غلطیاں قابل اعتراض نہوں الحاصل خارق العادات معجزوں کو محال بتاکر صرف داؤپیچ میں معجزوں کو محدود کردیا

اور اوسمیں بھی گریز کا موقع لگا رکھا کہ اگر کوئی داؤ نہ چلے تو اوسی قسم کی غلطیوں میں شریک کر لیا جائے۔

الہاموں کی تدبیر

ایسی شرطیں لگا دیں کہ جن سے گفتگو کو گنجایش ملے جیسے اتہم پندرہ مہینے میں مر یگا بشرطیکہ رجوع الی الحق نہ کرے ص ۱۶۶ قرائن سے کام لینا جیسے لیکھرام کی بدزبانیوں سے یقین ہوگیا کہ مسلمان اوسکے دشمن ہوگئے مارا جائیگا الہام ہوگیا کہ چھ برس میں اوسپر عذاب نازل ہوگا جو خارق العادت ہے۔

مناسب حال ایک طویل مدت قرار دینا جیسے لیکھرام اور اتہم کی موت کی مدت سے بالائی تدابیر سے کام لینا مثلاً اتہم کو وہ دہمکیاں دیں کہ بھاگا پہرا اوسی کا نام رجوع الی الحق رکھدیا۔ اور مرزا احمد بیگ کی لڑکی سے نکاح کے باب میں یہ خیال کیا کہ خوشامدوں اور داؤ پیچ سے کام نکل آیگا ص ۱۹۴ پہلو دار الفاظ کا استعمال جیسے ہاویہ اور رجوع الی الحق اتہم والے الہام میں اگر وقوع ہوگیا تو مقصود حاصل ہے ورنہ احتمالی دوسرا پہلو موجود ہے اسی طرح عفت الدیار محلہا و مقامہا کے معنی پہلے طاعون کے لکھے پہر جب زلزلے ہونے لگے تو اوسکے وہی معنی مشتہر کر دے ص ۴۰

داؤ پیچ سے کام لینا جیسا کہ مولوی محمد حسین صاحب والے الہام میں دہوکا دیکر ایک فتوی حاصل کیا اور اوسکی تطبیق اونپر کر دی ص ۲۱۱ خلاف واقع باتیں گھڑ لینی جیسا کہ مولوی محمد حسین کی ذلت والے الہام میں عزت کی چیزوں کو بھی ذلت قرار دی۔

مالا لی تدابیر سے عاجز کرنا مثلاً تین برس میں ایک رسالہ اعجاز احمدی لکھکر اس غرض سے
ص ۲۱۸
بھیجا کہ پانچ روز میں اسکا جواب دو جو ممکن نہ تھا اور اعلان دیدیا کہ یہی معجزہ ہے
ابتدا میں کمال جرات اور انتہا میں گریز جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت
پیشگوئی کی کہ پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے وہ ہرگز نہ آئینگے اگر آویں تو ایک لاکھ
پندرہ ہزار روپیہ اونکو دیے جاینگے - اور جب آگئے تو گالیاں دیکر گریز کر گئے
بعضے الہاموں کا ایک جز ثابت ہوتا ہے اور اکثر حصہ غلط اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
شیاطین بھی اونکو خبر دیتے ہیں ص ۴۰ جس طرح ابن صیاد نے بجائے دخان
دخ کی خبر دی تھی -
کبھی تخمین سے الہام بنایا گیا جو غلط نکلی مثلاً دیکھا کہ طاعون ملک میں پھیل رہا ہے
الہامی پیشگوئی کردی کہ دو سال میں طاعون پنجاب میں آجائیگا مگر نہ آیا ص ۳۵

قرآن کی تحریف کی تدبیر

سب سے پہلے اسکی ضرورت ہوئی کہ تفاسیر ساقط الاعتبار کردیجائیں چنانچہ لکھا کہ تفاسیر
موجودہ فطرتی سعادت اور نیک روشنی کے مزاحم ہیں جنھوں نے مولویوں کو خراب
کردیا ص ۲۲۵ اور احادیث کو بیکار محض بنا دیا - اور اجماع کی نسبت لکھدیا
کہ گو اوسمیں اولیا بھی داخل ہوں مگر وہ معصوم نہیں ہوسکتا ل ۱۴۳ - جب یہ دلائل قوی
جن پر اہل سنت وجماعت کا مدار تھا بیکار کردیے گئے تو اب شیطان کو رد کرنے والا کون
اسکے ساتھ ہی یہ الہام ہوگیا الرحمن علم القرآن ل ۹۲ یعنے اونکے خدا نے خود اون کو
قرآن کی تعلیم کردی - اور تعلیم کیا ہوئی کہ انبیا ساحر تھے اور معجزے مسمریزم و رقیات

حالانکہ ہر مسلمان قرآن میں پڑھتا ہے بے اصل وغیر ذالک۔ اور لکھتے ہیں کہ معارف قرآن بذریعہ کشف والہام زیادہ تر صفائی سے کھلتے ہیں۔ مگر یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو کشف والہام ہمیشہ غلط اور مصنوعی ثابت ہوا کریں اونکے ذریعہ سے جو معارف پیدا ہوں وہ تحریفات ہیں۔ ناموں میں تصرف کرکے خود مصداق بنجاتے ہیں چنانچہ قولہ تعالی مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کو اپنی شان میں کہدیا کیونکہ خود احمد ہیں اور الہام کی رو سے رسول بھی ہیں۔ اور یا عیسی انی متوفیک ورافعک کا خطاب اپنی نسبت فرماتے ہیں کیونکہ الہام سے عیسی بن چکے ہیں۔ محرف کتابوں کو پیش کرکے قرآن کے معنی بدل دیتے ہیں ص ۵۰ حقیقت کی جگہ مجاز اور مجاز کی جگہ حقیقت لیکر انی متوفیک اور اماتہ اللہ میں تحریف کردی ۳۵۳ف بروزاور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دعوی کرکے چند الہاموں کی جوڑ لگادی اور خاتم النبیین بن گئے۔

خاتم الانبیا بننے کی تدبیر

الہام ہوا یا احمدی ۲۴۲ اور فرماتے ہیں ہیں مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور فرماتے ہیں میں ظلی طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں ف ۵۳ پھر اون الہامونکی بھرمار کردی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہیں مثلاً وما ارسلناک الارحمۃ للعالمین ص ۵۰۶ لولاک لما خلقت الافلاک یا ایہا المدثر انا فتحنا لک فتحاً مبینا۔ زوجنا کہا۔ وغیرہ الہامات مذکورہ۔

مرزا صاحب کو حضرت کی ظلیت کا دعوی ہے اور اسی بنا پر حضرت کی خصوصیات کے بھی مدعی ہیں۔ مگر یہ امر مشاہد ہے کہ ظل میں کوئی بات اگر ظاہر ہوتی ہے تو اوسی قسم کی ہوتی

ہے جو اصل یعنے ذی الظل میں سوس ہو مثلاً حرکت اور شکل من وجہ پھر اوسکے کیا معنی کہ
حضرت کی خصوصیات کا تو دعوی ہے اور امور محسوسہ بالکلیہ مفقود ایک ہی بات
دیکھ لیجئے کہ وہاں دنیا سے من جمیع الوجوہ اجتناب مشاہد تھا اور یہاں ہمہ وجوہ
انہماک استغراق محسوس ہے۔ مرزا صاحب نے خاتم النبیین بننے کا ایک طریقہ یہ بھی نکالا
کہ میں فنافی الرسول ہوں ل ۵ ے ۵ مگر عقل سلیم اسکو بھی ہرگز قبول نہیں کرسکتی۔
اسلئے کہ مرزا صاحب اپنی بیوی کی رضاجوئی میں ہمہ تن مستغرق ہیں چنانچہ اقسام
کے چندے اسی غرض سے کئے جاتے ہیں کہ جو روپیہ حاصل ہو اونکو پہنچے۔ سونیکے
زیوروں سے اونکو لادیا فرزندوں کو محروم کرکے اپنے املاک بیا اونکو قابض کردیا
حالانکہ اس قسم کی کوئی بات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں پائی گئی الغرض
یہ استغراق و انہماک اونکا بہ آواز بلند کہہ رہا ہے کہ مرزا صاحب فنافی الرسول تو ہرگز ہو نہیں سکتے

پیسہ پیدا کرنے کی تدبیر

یوں تو جتنی تدابیر اور کارروائیاں مرزا صاحب کی ہیں سب سے مقصود اصلی اور علت غائی
یہی ہے جسپر اونکی طرز معاشرت گواہ ہے ۳۰۹ مگر ادہیں سے چند وہ تدابیر لکھی جاتی ہیں
جنکو اس مسئلہ سے زیادہ خصوصیت ہے۔ باوجودیکہ مرزا صاحب کو عیسی اور مہدی اور
امام الزماں اور مجدد اور محدث وغیرہ ہونے کا دعوی ہے جنکے مدارج دین میں نہایت
اعلی ہیں مگر انہوں نے روپیہ فراہم کرنیکی غرض سے حارث یعنے کسان بننے کو بھی قبول کرلیا ہر چند
حارث کے معنی وہ زمیندار لکھتے ہیں ۔ مگر کتب لغت سے اوسکی غلطی ثابت ہے چنانچہ غیاث
نفائس وغیرہ میں معنی مصرح ہیں کہ حارث بمعنی مزارع ہے جسکو ہندی میں کسان کہتے ہیں ۔ اور کسان

ایک ایسی ذلیل قوم ہے کہ زمینداروں کے نوکروں کے نزدیک بھی اونکی کوئی وقعت نہیں
اقسام کی تصویریں اپنی اور اپنے اہل بیت کی اور خاص جماعت کی اتروا کر بیچتے ہیں
جس سے لاکھوں روپیوں کی آمدنی متصور ہے ۳۸ منارۃ المسیح جسمیں گھڑی اور
لالٹین لگائی گئی اوسکی تعمیر کے لئے دس ہزار روپیہ کا چندہ کیا گیا ۳۷ مسجد اور
مدرسہ کیلئے چندہ جیساکہ اخبار الحکم سے ظاہر ہے - کتابوں کی پیشگی قیمت وصول
کرلیجاتی ہے اور کتاب ندارد ۳۵ ایک کتاب کے دو نام رکھکر دونوں کی قیمت
وصول کیجاتی ہے ۴۱ پریس کاغذات اور کاپی نویس کے واسطے دہائی روپیہ سو
کا ماہانہ چندہ ۴۲ کتاب کی قیمت لاگت سے تگنی چوگنی رکھی جاتی ہے ۴۳
دعا کی اجرت پیشگی لیجاتی ہے اور اثر ندارد ۴۳ اموال و املاک و زیورات وغیرہ
کی زکوۃ دینے کی ترغیب و ترہیب اس غرض سے کیجاتی ہے کہ اپنی تصنیفات اوس سے
خریدی جائیں ۴۲ تمام چندہ مع مد زکوۃ بلا حساب مرزا صاحب ہی کے پیٹ
میں ہضم ہو رہے ہیں سن ۱۵ پھر جب اہلیان سیالکوٹ نے آمد و خرچ کے انتظام
کے لئے کمیٹی کی درخواست کی تو طیش میں آکر جواب دیا گیا میں کسی کا خزانچی ہوں
پھر جب مہمانوں کو تکلیف ہونیکی شکایت ہوئی تو جواب دیا گیا میں بھٹیاری ہوں سن ۱۵
مرزا صاحب کا حکم ہے کہ جو لنگر میں چندہ ندے وہ اسلام سے خارج ہے ک ۲۷
قیمت کتب وغیرہ وصول کرکے اشتہار دلوادیا کہ امام وقت و خلیفۃ اللہ کو بنیوں بقالوں
تنگ دلوں ذرپرستوں کے حساب سے کیا کام گویا وہ مال غنیمت تھا ۴۳
فرماتے ہیں ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً - اوسکے معنی یہ ہیں خدا جسکو چاہتا ہے
حکمت عنایت کرتا ہے اور جسکو حکمت دی اوسکو بہت سا مال دیا گیا ی ۱۷۴ اور

فرماتے ہیں دوسرا حصہ انبیا اور اولیا کی عمر کا فتح میں اقبال ہیں یا دولت میں بمرتبہ کمال ہوتا ہے ی ۲۵۴ یہ تدبیر قابل ملاحظہ ہے کیونکہ کوئی مرید اور امتی مرزا صاحب کا ایسا نہیں جسکو مرزا صاحب کی حکمت اور ولایت بلکہ نبوت کا اقرار نہیں اسلئے اونپر فرض ہوگا کہ جس طرح انہوں نے دمشق کا منارہ قادیان میں سوا کر اپنے نبی کی عیسویت کی تکمیل کی اسی طرح ایسے نبی کے آخری حصہ عمر میں بہت سامال دیکر دولت کے درجہ کمال تک اونکو پہنچا دینگے تاکہ ایسے نبی کی حکمت اور ولایت کی تکمیل ہوجائے۔ مگر یاد رہے کہ یہ منارۃ المسیح نہیں کہ دس بارہ ہزار روپیہ سے کام چل جائے۔ اگر دس بیس لاکھ روپیہ بھی مرزا صاحب کی نذر کریں تو بھی اس زمانہ کے لحاظ سے وہ بہت سامال اور دولت بمرتبہ کمال نہیں ہوسکتی اس زمانہ میں ادنی مہاجن کروڑ ہا روپیہ کا مالک ہے۔ اس موقع میں ہم بھی پیشگوئی کرتے ہیں کہ مرزا صاحب مال و دولت میں ہرگز اوس یہودی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے جو اس زمانہ میں دولتمندی میں کامل سمجھا گیا جسکا حال اخباروں میں مندرج ہے۔

ایک مقبرے کی بنیاد ڈالی جس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا اور اوسمیں دفن ہونے کی یہ شرط لگائی کہ دفن ہونے والا اپنی جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت کرے ک ۵۲ اب ایسا کوئی شقی ہوگا کہ اس حقیر بضاعت کو دینے میں دریغ کر کے ہمیشہ کے لئے بہشت کا حصہ خرید نہ کرے۔ اسکے بعد صرف ایک الہام کی ضرورت ہے کہ جو اس بہشتی مقبرہ میں دفن نہ ہو وہ دوزخی ہے اور وہ غالباً وہ اس عرصہ میں ہوگیا ہوگا یا آئندہ موقع پر ہو جائے گا۔

مرزا صاحب کے استفادات

یوں تو مرزا صاحب کی طبیعت جودت پسند اور اختراعات پر قادر ہے مگر اسکا انکار ہو نہیں سکتا کہ ہر فن میں ابتداءً اساتذہ سے استفادہ کی ضرورت ہے۔ الغرض جب ممارست وہ دولت سے جب ملکہ پیدا ہوتا ہے تو پھر کسی کی تقلید کی ضرورت نہیں رہتی اسی وجہ سے براہین احمدیہ اور ازالۃ الاوہام کی تصنیف کے زمانہ کی نسبت اب دنوں کی کارروائیاں مرزا صاحب کی روز افزوں ترقی کر رہی ہیں جیسا کہ الحکم وغیرہ سے ظاہر ہے اب ہم اون کے ابتدائی زمانہ کی چند تقلیدیں بیان کرتے ہیں۔

حیلے

اس بوسرت سے ونشر لیسی کو جو ایک فاضل جہد تھا ایک مدت تک دلوانہ سا رکھا پھر موقع پر اوسکو عالم بناکر ہزاروں مسلمانوں کو تباہ کیا ص ۳۳۴ اسحق کئی سال گنگا رکر ایک دوا کے استعمال سے نبی بن بیٹھا ص ۳۲۱ رسالہ الہامات مرزا میں مرزا صاحب کی کارروائیاں قابل دید ہیں جنکی نظیریں متقدمین میں بھی مل نہیں سکتیں اونکی پیشگوئیں ملاحظہ ہوں ص

واقعات میں تصرف

یوذاسف مدعی نبوت نے ابراہیم علیہ السلام کے واقعات مندرجہ قرآن میں تصرف اور ادلٹ پھیر کرکے اونکو مجوسی قرار دیا۔ اسی طرح مرزا صاحب عیسیٰ علیہ السلام کے

واقعات میں تصرف کرکے اونکو ساحر قرار دیئے ہیں صہ ۱۲۹

غزلت ریاضت اظہار تقدس

پولس مقدس عیسائیوں کے دین کو خراب کرنے کی غرض سے سمت چھوڑ کر شہر بگداؤ صہ ۳۲۲ خود رسمائی ایسے قرابت دار کو امام زمان بنانے کے واسطے زہد و تقوے میں اسنے کو بے نظیر ثابت کیا صہ ۳۲۵ اسحق یہود حاصل کرنے کی غرض سے دس برس ننگا اور کس میرس حالت میں مشقتیں گوارا کرتا رہا صہ ۳۲۴ فاصل وسری یہی ابن تومرت کو امام زمان ثابت کرنے کے لئے ایک مدت دراز ننگا اور دیوانہ بنا رہا صہ ۳۲۴ چنانچہ سب اپنے اپنے مقاصد میں کامیاب بھی ہوئے ۔ مرزا صاحب نے بھی ایک مدت دراز عزلت اختیار کی جسمیں براہین احمدیہ کی تصنیف اور مذاہب باطلہ کی کتابیں اور اونکی کامیابیوں کے طریقے دیکھتے اور تدبیریں سوچتے رہے اور وہ تقدس ظاہر کیا کہ غیر مقلد علما کو بھی اپنے الہام منوا کر چھوڑا گو وہ لوگ ایک مدت کے بعد انکی غرض پر مطلع ہو کر علیحدہ ہو گئے ۔

امور غیبیہ مثل کشف و الہام وغیرہ

ہر زمانہ میں جھوٹے وعلما ہوا کرتے ہیں جنکا کام بغیر اظہار امور غیبیہ مثل کشف الہام خواب وغیرہ کے چل نہیں سکتا جو صرف حسن ظن سے مان لئے جاتے ہیں ۔ اگر حسن ظن کرنے والوں سے پوچھا جائے کہ اونکا کشف والہام تو نہ محسوس ہے نہ عقل سے اوسکا ثبوت ہو سکتا ہے تو اونسے سوائے اسکے کچھ جواب نہ ہو سکیگا کہ ایسے مقدس شخص کیوں جھوٹ کہیں گے

اسی وجہ سے پہلے دن لوگوں کو ایمان بالقدس ذہن نشین کرنیکی ضرورت ہوئی ہے۔ مرزا صاحب
جو تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارا دعوی الہام الٰہی کے رو سے پیدا ہوا صفحہ ۱۶۲ سو یہ کوئی نئی بات
نہیں بولس نے سلطنت چھوڑنے کا سبب اسی کشف کو بنایا تھا کہ عیسی علیہ السلام نے
تشریف لاکر مجھ پر لعنت کی اور میری بصارت چھین لی جس سے میں اونکی حقانیت کا قائل
ہو کر فقیر ہو گیا صفحہ ۳۱۷ اسی طرح اس نے جو ایسی سوت ایک بڑی قوم میں قائم کرلی اسی
کشف کی بدولت تھا کہ کشفی حالت میں فرشتوں نے نبی بنایا صفحہ ۳۲۲ ولیٹرلیسی اسی
کشف کے ذریعہ سے تقریباً لاکھ مسلمانوں کو قتل کروالا صفحہ ۳۳ فرقہ نزلغیہ کے سب لوگ
قائل تھے کہ ہم اپنے اپنے اموات کو ہر صبح و شام دیکھ لیا کرتے ہیں صفحہ ۳۵۰ مرزا صاحب
اور اون کے مریدوں کے بھی دعوے ہیں کہ خواب میں اونکی حقانیت کی تصدیق
ہو جاتی ہے اور بعض مریدنیکے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود فرمایا کرتے ہیں کہ
مرزا مسیح موعود اور خلیفۃ اللہ ہیں اونکی تصدیق فرض ہے صفحہ ۳۵۱

تعلیم من اللہ

مرزا صاحب متعدد مقاموں میں الہام وغیرہ کی رو سے فرماتے ہیں کہ خدا تعالی خود اونکو
قرآن کی تعلیم کرتا ہے صفحہ ۳۲۳ مرزا صاحب تو ذی علم شخص ہیں اخرس اور ولیٹرلیسی
نے تو اس دعوی کو اعجازی طور پر ثابت کر دکھایا تھا صفحہ ۳۲۴

عقلی معجزے

ابن تومرت نے فریب اور دغابازی کا نام معجزہ رکھا صفحہ ۲۳۱ بہافرید نے ایک قمیص

میں سے لاکر اوسکو معجزہ قرار دیا ص ۳۲۹ اسحق اخرس نے ایک قسم کا روغن منہ پر لگا کر اوسکو معجزہ قرار دیا ص ۳۲۲ سلیمان مصری کبوتروں کے ذریعہ سے پوشیدہ خط بھیجکر ہر شخص کا فرمائشی کھانا اپنے گھر سے منگواتا اسی عقلی معجزہ سے لوگ اوسکے معتقد تھے ص مرزا صاحب ایسی ہی مدبرانہ تدابیر کا نام عقلی معجزے رکھکر اونکو اپنی نبوت کی دلیل قرار دیتے ہیں ص ۲۷ اسود عنسی مدعی نبوت نے گدہے کے اتفاقی طور پر گرنے کو اپنا معجزہ قرار دیا تھا اسیطرح مرزا صاحب بھی اتفاقی امور مثل طاعون وغیرہ کو معجزہ قرار دیتے ہیں ص ۱۳۴ جو کلیں امریکہ یورپ وغیرہ میں ایجاد ہوئی ہیں وہ بھی انہی کا معجزہ ہے ص ۱۳۵ فرماتے ہیں حمار ریلوے انکی عبودیت کی علامت ہے ص

پیش گوئی

اس تومرت پیشگوئی کے وقوع کو اپنے امام الزماں ہونے کی دلیل قرار دیا تھا ص ۲۳۲ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں باوجودیکہ سچی ثابت نہیں ہوتیں مگر اونکو اپنی نبوت کا معجزہ قرار دیتے ہیں ص ۲۲۳

مامور من اللہ ہونا

اخرس نے اپنا مامور من اللہ ہونا فرشتوں کے قول سے ثابت کیا تھا ص ۳۲۳ مرزا صاحب ترقی کر کے فرماتے ہیں کہ خود خدا نے بالمشافہ اونکو یہ حکم دیدیا ہے ص

امام الزماں

مغیرہ نے پہلے امام الزماں ہونیکا دعوی کیا تھا لیکن بالآخر اوسکی نبوت تسلیم کرلیگئی ص ۳۴۰
اسی بنا پر مرزا صاحب ضرورۃ الامام صفحہ ۲۴ میں لکھتے ہیں کہ امام الزماں کے لفظ میں نبی
رسول محدث مجدد سب داخل ہیں یعنے یہ سب مدارج خود بدولت میں موجود ہیں اسی
وسعت کے لحاظ سے مرزا صاحب اب اسی لقب سے ذکر کیئے جاتے ہیں۔ مگر معلوم
نہیں کہ مرزا صاحب ابھی چند معنوں پر کیوں قناعت فرماتے ہیں ابوالخطاب اسدی
نے تو اس لفظ کے معنی میں الوہیت کو بھی داخل کرلیا تھا چنانچہ اوسکا قول ہے کہ امام زماں
پہلے انبیا ہوتے ہیں پھر اللہ ہو جاتے ہیں ص ۳۴۹ مرزا صاحب بھی نبوت سے ایک درجہ اور
ترقی کرگئے ہیں چنانچہ خدا کی اولاد کا سا مرتبہ اپنے کو بتلاتے ہیں اب صرف ایک ہی زینہ کی کسر
رہگئی ہے معمع کے گروہ کا عقیدہ ہے کہ دین فقط امام زماں کی معرفت کا نام ہے ص ۳۴۸
مرزا صاحب کا گروہ اس سے بھی ترقی کرگیا ہے اسلئے کہ اومیں کے بعض حضرات نے
علی روس الاشہاد کہدیا کہ جس حمد کے ساتھ مرزا صاحب کا ذکر نہ ہو تو وہ شرک ہے۔
ک ۲۵ احمد کیال اپنی قوت علمی کے لحاظ سے امام الزماں ہونیکی یہ شرط لگائی کہ وہ عالم آفاق
والنفس کو بیاں کرے اور آفاق کو اپنے نفس پر منطبق کر دکھائے مگر مرزا صاحب ضرورۃ الامام
میں اوسکی چھ شرطیں بیان فرماکر لکھتے ہیں کہ وہ سب شرطیں مجھ میں موجود ہیں اسلئے میں
امام الزماں ہوں۔ شرطیں یہ ہیں۔

(۱) قوت اخلاقی۔ ناظرین سے توقع کیجاتی ہے کہ تھوڑی محنت گوارا کرکے اسی
فہرست میں مرزا صاحب کی خوش اخلاقی کا حال ملاحظہ فرمالیں جس سے اذافات الشرط
فات المشروط خود بخود پیش نظر ہو جائیگا۔

(۲) امامت یعنے پیش روی کی قوت "مگر ایک عام قوت ہے جو کافروں کے اماموں میں بھی پائی جاتی ہے کیونکہ اس بات میں وہ پیش رو رہا کرتے ہیں کہ نہ خدا کی بات مانی جائے نہ رسول کی بلکہ دین میں طعن و تشنیع ہوا کرے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے۔ وان نکثوا ایمانہم من بعد عہدہم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر انہم لا ایمان لہم یعنے اگر وہ عہد شکنی کریں اور تمہارے دین میں طعن کریں اونکے اماموں کو قتل کر ڈالو۔ اب غور کیجئے کہ مرزا صاحب ہمارے دین میں کس قدر طعن کرتے ہیں کہ خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلطیاں پکڑتے ہیں اور تمام محدثین وصحابہ وتابعین وغیرہم کو مشرک قرار دیتے ہیں وغیرہ ولک اب وہ مسلمانوں کے امام کیونکر ہوسکتے ہیں۔ قیامت کے روز ہر گروہ اپنے امام کے ساتھ ہوگا خواہ مسلمان ہو یا کافر چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے یوم ندعوا کل اناس بامامہم اور فرماتا ہے حق تعالی وما امر فرعون برشید یقدم قومہ یوم القیمۃ فاوردہم النار یعنے فرعون اپنی قوم کے آگے آگے رہکر اونکو دوزخ میں پہنچا دیگا الحاصل پیش روی کی قوت مرزا صاحب کے مفید مدعا نہیں۔

(۳) "بسطت فی العلم" مرزا صاحب کی علمی غلطیوں کی فہرستیں لکھی گئی ہیں جن کا ایک جواب نہوا اونکے سوا متفرق غلطیاں اور بھی ہیں۔ یہ شرط بھی فوت ہی صفحہ ۲۱۹

(۴) "کسی حالت میں نہ تھکنا اور نہ نومید ہونا اور نہ سست ہونا" جتنے جھوٹے امامت ونبوت وغیرہ کا دعوی کرنیوالے گذرے سب کی یہی حالت تھی چنانچہ اسی کتاب کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگا کہ بعضوں نے جان تک دیدی مگر اپنے دعووں سے نہ ہٹے۔

(۵) قوت اقبال علی اللہ یعنے مصیبتوں کے وقت خدا کی طرف جھکتے ہیں جنکی دعاؤں سے ملاء اعلی میں شور اور ملائکہ میں اضطراب پڑ جاتا ہے "مرزا صاحب کی دعاؤں کا

حال بھی ملاحظہ فرمالیا جائے کہ کیسی کیسی مصیبتوں اور ضرورتوں کے وقت اونکی کوئی دعا قبول نہ ہوئی اور اونکے مخالفوں کی ہر دعا قبول ہوگئی۔

(۶) کشوف والہام کا سلسلہ" الہاموں کا بھی حال ملاحظہ فرمایا جائے کہ کسقدر غلط اور خلاف واقع ہوا کرتے ہیں۔

رسالت منقطع نہیں

ابو منصور نے یہ بات نکالی کہ رسالت کبھی منقطع نہیں ہوسکتی ص ۱۴۳ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ خدا پتھر کی طرح خاموس رہے۔ ص ۲۹۴

وحی

آیہ شریفہ واوحی ربک الی النحل کو صحابہ وتابعین وغیرہم ہمیشہ پڑھا کرتے تھے مگر کسی نے یہ دعوی نہیں کیا کہ ہم پر وحی اترتی ہے۔ سب سے پہلے مسیلمہ کذاب نے دعوی کیا کہ مجھپر وحی اترتی ہے ص ۱۲۹ اوسکے بعد بحسب ضرورت جھوٹے نبیوں میں یہ سنت جاری ہوگئی۔ مسیلمہ کذاب نے پورا مصحف اپنے وحیوں کا لکھا تھا جو مسجع تھا مرزا صاحب بھی ایک کتاب مسجع لکھکر جس طرح قرآن معجزہ ہے اوسکو اپنا معجزہ کہتے ہیں جسکا نام ہی اعجاز مسیح رکھا ہے ص ۱۳

نبوت

مسیلمہ کذاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو مانکر اپنی نبوت کا بھی دعوا کرتا تھا ص ۱۲۹ اسحاق جس کا قول ہوکہ فرشتوں نے اوسکو خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے انبیاء کے

خاتم تھے اور تم اس ملت کے نبی ہو جسکا مطلب یہ ہوا کہ خاتم الانبیاء کے بعد کوئی مستقل نبی
نہیں ہو سکتا اسلئے ظلی نبی ہو۔ مرزا صاحب بھی اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء
تسلیم کرکے نبوت کا دعوی کرتے ہیں۔

صلوٰۃ

سجاح مدعیہ نبوت نے جب مسیلمہ کذاب کے ساتھ نکاح کیا تو کمال مسرت کی حالت میں
اوسکو صلی اللہ علیک کہا ص ۲۲۳ یہی کلمہ مرزا صاحب کی امت بھی اونکے نام کے ساتھ
استعمال کرتے ہیں۔

معارف قرآنی

مغیرہ نے قرآن کے معارف جو لکھے ہیں قابل دید ہیں مثلاً آیہ شریفہ انا عرضنا الامانۃ میں
جو امانت مذکور ہے وہ یہ تھی کہ علی کرم اللہ وجہہ کو امام ہونے نہ دینا۔ اسکو انسان یعنے
ابوبکرؓ اور عمرؓ نے اٹھالیا کیونکہ وہ ظلوم وجہول تھے ص ۲۴۲ سید احمد خاں صاحب نے
بھی قرآن کے معارف دل کھولکر بیان کئے کہ جبرئیل اور ابلیس صرف انسانی قوتوں
کے نام ہیں اور نبی ایک قسم کے دیوانہ کو کہتے ہیں وغیرہ ذلک ص ۲۴۳ احمد کیال کی
معارف دانی سب سے بڑی ہوئی تھی کیونکہ علم میں بھی وہ یدطولی رکھتا تھا ص ۲۵۲
مرزا صاحب نے بھی اس قسم کے معارف بہت سے لکھے ہیں چنانچہ سورہ انا انزلنا
کے معارف سے ثابت کردیا کہ امریکہ اور یورپ میں جتنی کلیں ایجاد ہوئیں وہ سب
انہی نشانی ہیں۔ اور آیۃ شریف مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سے مراد میں ہوں

وغیرہ تک اگر انصاف سے دیکھا جائے تو مرزا صاحب کا خیال درست ہے آدمی دماغ پریشان کر کے محنت اٹھائے اور اوس سے کوئی نفع حاصل نہ کرے تو وہ بھی ایک قسم کی یاوہ گوئی ہے۔

عقلی استدلال

بولس مقدس نے عقلی دلیل پیش کی کہ خدا نے تمام جانور آدمیوں کو ہدیہ بھیجا ہے سب کو قبول کرنا اور کہانا چاہیئے سب نے اس دلیل کو قبول کر لیا اسی طرح اور بھی عقلی دلیلیں پیش کر کے دین عیسائی کو بدل دیا ص مرزا صاحب بھی ایسے ہی عقلی دلیلیں پیش کرتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام کرۂ زمہریر سے بچکر آسمانوں پر کیونکر گئے اور اگر وہاں وہ زندہ ہیں تو انکے کہانے پینے اور پایخانہ کا کیا انتظام ہے۔

آیتوں کا مِصداق بدل دینا

خوارج آیتوں کی شان نزول اور مصداق بدلدیا کرتے تھے چنانچہ انکا قول ہے کہ آیۂ شریفہ ومن یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ابن ملجم قاتل علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں نازل ہوئی اسیطرح مرزا صاحب آیہ برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد وغیرہ کو اپنی شان میں قرار دیتے ہیں ص

آیتوں سے جھوٹا اِستدلال

ابو منصور نے قولہ تعالی لیس علی الذین آمنوا وعلموا الصالحات جناح فیما طعموا اذا مااتقوا سے استدلال کیا کہ ہر چیز حلال ہے اسلئے کہ اوس سے نفس کی تقویت ہے ص

اسی طرح مرزا صاحب سورۂ انا انزلنا سے اپنے مامور من اللہ ہونے کا استدلال کرتے ہیں اس قسم کے استدلالوں میں مرزا صاحب کو ملکہ حاصل ہے۔

اپنی تعلی

ابن تومرت فخر کرتا تھا کہ میری جماعت میں ایک ذلیل شخص یعنی ونشریسی کا سینہ مثل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرشتوں نے شق کرکے قرآن و حدیث و علوم لدنیہ سے بھر دیا ص ۲۴۳ ابوالخطاب اسدی کا قول تھا کہ میری جماعت میں ایسے بھی لوگ ہیں جو جبرئیل اور میکائیل سے افضل ہیں ص ۳۴۹ مرزا صاحب نے اس قسم کی سخاوت تو نہیں کی مگر اپنی ذاتی تعلی کی غرض سے یہ تو لکھدیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کشفوں میں غلطیاں کھائیں اور صد ہا انبیا کے کشف غلط ثابت ہوئے بخلاف ایسے کشفوں کے کہ غلطی کا احتمال ہی نہیں اسلئے کہ خدائے تعالی منہ سے پردہ ہٹا کر صاف طور سے باتیں کیا کرتا ہے ص ۲۹۸ ایسے جیسے اونکے الہام دوسروں پر حجت ہیں ص ۱۶۳ احمد کیال جو امام زمان کہلاتا تھا اوسکا دعوی تھا کہ میں عالم کی تکمیل کے واسطے آیا ہوں اور میرا نام قائم رکھا گیا ابتک جو متضادہ کیفیتیں عالم میں تھیں اب وہ باطل ہو جائینگی اور روحانی جسمانی پر غالب ہوجائیگا یعنی قیامت قائم ہوگی ص ۳۵۲ مرزا صاحب بھی کہتے ہیں کہ اگر میں نہ ہوتا تو آسمان ہی پیدا نہ ہوتا اور خدا نے اونسے فرمایا کہ تیرا نام تمام ہوگا میرا نام تمام نہ ہوگا ص ۱۱ اور فرماتے ہیں قرآن اٹھ گیا تھا ثریا سے میں نے اوسے لایا ہے ص ۲۹۷ احمد کیال کا قول تھا کہ انبیا اہل تقلید کے پیشوا تھے اور قائم یعنے خود اہل بصیرت کا پیشوا ہے ص ۳۵۳ اور یہ بھی کہتا تھا کہ میں تمام عوالم کا جامع ہوں ص ۳۵۳ مرزا صاحب نے دیکھا کہ جھاڑ پہاڑ اور جانور انکے

کے جامع ہونیسے کیا فائدہ اسلئے اویں سے وہ چند امور کیلئے جو مفید اور بکار آمد ہوں مثلاً
عیسویت موسویت نبوت رسالت مجددیت امامت وغیرہ اور پیشوا ایسی امت کیلئے
جو قطعی جنتی ہے ص ۲۲

قدرت

عمر بیان مدعی نبوت کمال افتخار سے کہتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو اس گھاس کو ابھی
سونا بنا دوں ص ۶ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ عیسی کے معجزے عمل مسمریزم سے تھے
اگر یہ عمل قابل نفرت نہ ہوتا تو ان اعجوبہ نمائیوں میں اونسے کم نرہتا ص ۵۹ مغیرہ کا
دعوی تھا کہ میں اسم اعظم جانتا ہوں اوس سے مردوں کو زندہ کر سکتا ہوں ص ۳۴
بنان ابن سمعان کا دعوی تھا کہ میں اسم اعظم کے ذریعہ سے زہرہ کو بلا لیتا ہوں ص ۳۴
مرزا صاحب کا دعوی ہے کہ مجھے تو کن فیکون دیا گیا ہے ص ۵۳۹ یعنے جس معدوم کو چاہوں
کن کہکر موجود کر سکتا ہوں - اور اجابت دعا دیگئی ہے جو کچھ خدا سے مانگتا ہوں فوراً
مل جاتا ہے ص ۳۴۵

خدا کی صاحبزادگی

فیثاغورس کا دعوی تھا کہ میں اپنے خدا کا بیٹا ہوں - مرزا صاحب نے مقصود پر نظر کرکے
فرمایا کہ میں خدا کی اولاد کا ہم رتبہ ہوں کیونکہ پرستش رتبہ ہی کے لحاظ سے ہوا کرتی ہے
چنانچہ یہانتک تو نوبت پہنچ گئی ہے کہ جس حمد کے ساتھ مرزا صاحب کا ذکر نہو وہ شرک ہے

خدا کو دیکھنا

مغیرہ مدعی نبوت کا کنایتہً دعویٰ تھا کہ میں نے خدا کو دیکھا ہے ص ۳۴ مرزا صاحب کا بھی یہی دعویٰ ہے کہ خدا سے باتیں کرتے وقت وہ خیال کرتے ہیں کہ گویا خدا کو دیکھ رہے ہیں اور اوسوقت خدا کسی قدر پردہ اپنے روشن چہرہ سے اتار دیتا ہے ص ۲۹۸ مرزا صاحب نے یہ تو نہیں لکھا کہ اوسوقت میری آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں اس سے کنایتہً یہ دعویٰ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ اوس روشن چہرہ کو وہ دیکھ ہی لیتے ہیں۔

تکفیر

اخرس کا قول ہے کہ جو شخص بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجھپر ایمان نہ لاے وہ کافر ہے۔ ص ۳۲۴ مرزا صاحب بھی یہی فرماتے ہیں کہ میرا منکر کافر ہے۔ خوارج کبار صحابہ کی تکفیر کرتے تھے مرزا صاحب بھی صحابہ کے اعتقادات مردیہ کو شرک بتاتے ہیں۔

اعداد حروف

مرزا صاحب کو ناز ہے کہ اعداد حروف سے اپنے مطالب ثابت کرتے ہیں حالانکہ اسکا موجد فرقہ باطنیہ ہے جو اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے۔

ناموں میں تصرف

ذکر دیہ ابن مہدی اپنا نام محمد ابن عبداللہ ظاہر کر کے مہدی موعود بنا اسلئے کہ احادیث میں امام مہدی کا یہی نام وارد ہے ص ۳۲۵ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میرا نام بھی اللہ

کے نزدیک یہی ہے اور عیسی یہی ہے اسلئے میں مہدی بھی ہوں اور عیسی بھی ہوں ابومنصور کا قول تھا کہ میتہ اور دم خنزیر وغیرہ چند اشخاص کے نام تھے جنکی محبت حرام تھی اسی طرح صلوۃ صوم زکوۃ اور حج چند اشخاص کے نام تھے جنکی محبت واجب تھی اسلئے نہ کوئی چیز حرام ہے نہ کوئی عبادت فرض ص ۳۴۱ سید احمد خان صاحب بھی جبرئیل اور ابلیس وشیاطین آدمی کے قوی کا نام رکھکر فرشتوں اور شیاطین کے وجود سے منکر ہوگئے ص ۳۴۳ مرزا صاحب نے اسلام کو یتیم کا لقب دیکر زکوۃ لینے کا استحقاق ثابت کیا کیونکہ وہ اسلام کو پیدائش زمانہ ثانی ہے اور نیز قادیان کا نام دمشق رکھکر عیسی کا اوسمیں اترنا ثابت کردیا۔ اور گورنمنٹ اور پادریوں کا نام دجال رکھکر بڑے دجال کی نشانیوں سے سبکدوش ہوگئے۔

تحریک قوائے انسانی

باطنیہ قائل ہیں کہ ہر زمانہ میں نبی ووصی کی تحریک سے نفوس و اشخاص شرائع کے ساتھ متحرک ہوتے ہیں ص ۲۵۶ مرزا صاحب اسی بنا پر اپنے زمانہ ولادت سے یہ تحریکین ثابت کرتے ہیں۔

بروز

مرزا صاحب جو مسئلہ بروز کے قائل ہیں سو انہوں نے اس مسئلہ میں فیثاغورس کی پیروی کی ہے۔ ص ۳۰۴

یہ چند تقلیدیں بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھی گئیں اگر مرزا صاحب کی تصانیف بغور دیکھی جائیں اور ادعیان وحی و امامت و الوہیت وغیرہ کے احوال و اقوال پیش نظر

ہوں تو اسکی نظیریں بکثرت ملسکتی ہیں۔ عقلمند طالب حق کیلئے جس قدر لکھی گئیں وہ بھی
کم نہیں حق تعالی بصیرت عطا فرمائے۔

تعارض

لکھتے ہیں کہ قرآن کا مبدل ہونا محال ہے کیونکہ ہزارہا غیر میں اسکی موجود ہیں ص ۱۱
اور ظاہر ہے کہ تفسیریں معنوی تحریف سے روکتی ہیں۔ پھر یوں فرماتے کہ لاکھوں قرآن
موجود ہیں۔ پھر انہی تفاسیر کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ فطرتی سعادت اور نیک روشنی کے
مزاحم ہیں انہوں نے مولویوں کو خراب کیا ص ۲۲
لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا شرک اختیار کرنا خدا کی پیشگوئی کی رو سے محال ہے اور اون کا
تنزلزل ممکن نہیں ص ۴۴ ح ۱۱۰۔ [۵۴۵]
پہر لکھتے ہیں کہ میرا منکر کافر اور مردہ اور اسلام سے خارج ہے یعنے اب کل مسلمان کافر ہوگئے
لکھتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام دنیا میں اترینگے اور گمراہی کو نیست و نابود کردینگے ص ۱۵
پہر لکھتے ہیں کہ مسیح فوت ہوگیا اور یہ دونوں الہام ہیں یعنے خدا نے اونسے کہا ص ۲۷
لکھتے ہیں میں اپنے مخالفوں کو کاذب نہیں سمجھتا ہوں ص ۲۳ پہر لکھتے ہیں وہ مسلمان ہی
نہیں کافر اور اسلام سے خارج ہیں۔
لکھتے ہیں میں تمہاری طرح ایک مسلمان ہوں ص ۲۹ پہر لکھتے ہیں کہ میں رسول اللہ ہوں
نیا دین لایا ہوں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بلکہ بعض انبیا سے افضل ہوں ص ۴۷ ح
فرماتے ہیں مجھے اخلاقی قوت اعلی درجہ کی دیگئی ص ۳۰ مگر علما کو گالیاں اتنے دیتے ہیں
کہ جنکی ایک فہرست مرتب ہوگئی ص ۴۴ ح

لکھتے ہیں کہ بغیر قرآن کے عقل سے واقعات نہیں معلوم ہو سکتے ص ۱۰۶ اور مخالف قرآن و اناجیل عیسی علیہ السلام کے صلیب پر چڑہنے اور بھاگ جانیکا واقعہ دل سے گھڑ لیا ال

لکھتے ہیں کہ خدائے تعالی کھلی کھلی نشانیاں ہرگز نہیں دکھاتا - اور اسکے بھی قائل ہیں کہ معجزہ شق القمر دکھایا گیا ص ۱۲۵ -

لکھتے ہیں کہ ہر پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کھولی گئی تھی - پہر لکھتے ہیں کہ حضرت پر ابن مریم اور دجال وغیرہ کی حقیقت نہیں کھولی گئی ص ۲۶۷

لکھتے ہیں کہ مسلم شریف کی حدیث بخاری میں نہونے کی وجہ سے قابل اعتبار نہیں - اور ایک مجہول فارسی قصیدہ قابل وثوق ہے ص ۲۷۲

لکھتے ہیں کہ انجیلوں میں کوئی لفظی تحریف نہیں - پہر لکھتے ہیں کہ یہ انجیلیں مسیح کی انجیلیں نہیں اور ایک ذرہ ہم اونکو شہادت کے طور پر نہیں لیسکتے ص ۲۷۷

لکھتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام کے نزول پر صحابہ کا اجماع نہیں اگر ہو تو تین چار سو صحابہ کا نام لیا جائے مگر چودھویں صدی کے شروع مسیح آنے پر اجماع کیونکہ شاہ ولی اللہ صاحب اور نواب صدیق حسن خاں صاحب کی رائے ہے کہ شاید چودھویں صدی کے شروع میں مسیح اتر آئیں ص ۲۸۱ یعنے ان دو رایوں سے اجماع منعقد ہو گیا -

لکھتے ہیں احادیث اگر صحیح بھی ہوں تو مفید ظن ہیں والظن لایغنی من الحق شیئاً یعنے اونسے کوئی حق بات ثابت نہیں ہو سکتی ۹ پہر لکھتے ہیں کہ ایک حصہ کثیرہ دین کا احادیث سے ثابت ہے ۱۱

لکھتے ہیں کہ جو حدیث بخاری میں نہو وہ قابل اعتبار نہیں ۱۴ اور خود مسند امام احمدؒ اور ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان کی حصے کہ فردوس دیلمی وغیرہ

کی حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں ف ۶۳ ۶۸

بخاری شریف وغیرہ کے راویوں میں یہ احتمال نکالتے ہیں کہ ممکن ہے کہ انھوں نے قصداً یا سہواً جھوٹ کہدیا ہو اور نبی حدیث کا ایک ہی راوی ہو اور اوسکی تعدیل کنہیالال مراری لال اور بوٹا وغیرہ سے کرلتے ہیں ف ۱۷ بڑے دجال کے باب میں احادیث صحیحہ وارد ہیں کہ وہ پانی برسائیگا اور خوارق عادات اوس سے ظہور میں آئینگے اوسپر لکھتے ہیں کہ یہ اعتقاد شرک ہے کیونکہ اوس سے انما امرہ ان یقول لہ کن فیکون اوسپر صادق آجائیگا اور اپنی نسبت کہتے ہیں کہ مجھے بھی کن فیکون دیا گیا ہے ف ۵۸۹ اذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم انت قلت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ قال ماضی کا صیغہ ہے اور اوسکے اول اذ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آیا ہے۔ اور جب انھوں نے لکھا کہ مجھے وحی ہوئی عفت الدیار محلہا ومقامہا اور اسکے معنی یہ ہیں کہ عمارتیں نابود ہوجائینگی تو اوسپر اعتراض ہوا کہ عفت ماضی کا صیغہ ہے تو جواب میں لکھتے ہیں کہ ماضی بمعنی مستقبل آتی ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے اذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم انت قلت

انبیا علیہم السلام وغیرہم پر اونکے حملے

سوا اپنے تالیفات کے امام غزالی رح وغیرہ کی تالیفات قابل التفات نہیں۔ ۱۹۰ ع

مسلمان مشرکانہ خیال کے عادی ہیں ص ۲۶۷

حقیقت انسانیہ پر فنا طاری ہوگئی۔ ۲۰۷

تمام مسلمان اسلام سے خارج ہیں ص ۱۳۱

ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک معمولی انسان تھا جو تس میں آکر غلطی کھائی۔ ۱۳۸ ع

ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ مفسرین نے حق تعالی کی استاذی کا منصب اپنے لئے قرار دیا۔ ص ۳۴۶

نواس بن سمعان کی روایت جو عیسی علیہ السلام کے نزول کے بارے میں مسلم شریف میں مروی ہے

اقسام کے حملے۔ ص ۱۳۷

جائز ہے کہ حدیثوں کے راویوں نے عمداً
یا سہواً خطا کی ہو۔ ۲۷۰

بخاری اور مسلم میں بھی حدیثیں
موضوع ہیں۔ ۱۴۹

احادیث اگر صحیح بھی ہوں تو مفید ظن ہیں
جس سے کوئی بات ثابت نہیں ہو سکتی ص ۲۷

تفسیریں بیہودہ خیالات ہیں۔

انبیا کے معجزے مکروں کے مشابہ
محجوب الحقیقت ہیں۔ ص ۷۲

انبیا سے سہو و خطا ہوتی ہے۔ ص ۲۶۷

انبیا پیشین گوئی میں غلطی کھاتے ہیں ص ۱۱۵

موسیٰ علیہ السلام مسمریزم سے مردہ کو حرکت
دیتے تھے جسکا ذکر قرآن میں ہے یعنے
ساحر تھے۔ ص ۵۶

ابراہیم علیہ السلام نے مسمریزم سے چار پرندوں کو
بلا لیا تھا جسکا ذکر قرآن میں ہے ص ۶۴

عیسیٰ علیہ السلام کو مسمریزم میں
کچھ مشق تھی۔ ۵۷

عیسیٰ علیہ السلام مسمریزم سے قریب الموت
مردوں کو حرکت دیتے تھے۔ ۴۹

مسمریزم قابل نفرت ہے ورنہ اوسمیں بھی
میں مسیح سے کم نہ رہتا۔ ص ۲۹۹ ۵۹

عیسیٰ علیہ السلام بائیس برس اپنے باپ
یوسف نجار کے ساتھ نجاری کا کام کرتے رہے
اسلئے کھلونیکے چڑیاں بناتے تھے۔ ۳۰۰

عیسیٰ علیہ السلام کے دادا سلیمان
علیہ السلام تھے۔ ص ۳۰۰ ۷۷

اگر مسیح اس زمانہ میں ہوتا تو جو میں کر سکتا ہوں
ہرگز نہ کر سکتا اور اللہ کا فضل اپنے سے
زیادہ مجھ پر پاتا۔ ص ۳۰۰

چار سو انبیا کا کشف جھوٹا ثابت ہوا ص ۱۵۵

وہ چار سو شخص بت پرست تھے جنکا کشف
غلط تھا اونکو انبیا میں داخل کیا۔ ۱۴۱ ع ۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حقیقت عیسیٰ
اور دجال اور یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض
کی منکشف نہ ہوئی۔ ص ۱۱۵ ۲۶۷

حضرت کا کلام لغو اور بے معنی۔ ۲۸۲

نشانیوں میں جھگڑنا

حق تعالی فرماتا ہے ما یجادل فی آیات اللہ الا الذین کفروا یعنے سوائے کافروں کے خدا کی نشانیوں میں کوئی جھگڑا نہیں کرتا۔ اب دیکھئے کہ مرزا صاحب نے خدا کی نشانیوں میں کیسے کیسے جھگڑے ڈالدیے ہیں۔ اب اونکو کیا کہنا چاہئے فرماتے ہیں عیسی علیہ السلام کو جو نشانیاں دیگئی تھیں اوہام باطلہ تھے ص ۴۳ کافروں وغیرہ سے بڑھکر اون میں معجزے کی کوئی طاقت تھی ص ۴۵ اولوالعزم انبیا کے معجزے ایک قسم کے سحر یعنے مسمریزم تھے ص ۴۹ ص ۵۵ ص ۵۶ ص ۶ انبیا پیش گوئی کی تعبیر میں غلطی کھاتے تھے ۱۱۵۵ خدائے تعالی کھلی کھلی نشانیاں ہرگز نہیں دکھاتا ص ۴۳ جس کا مطلب یہ ہوا کہ جتنی کھلی کھلی نشانیاں قرآن میں مذکور اور حق تعالی آیات

بینات فرماتا ہے وہ سب نعوذ باللہ خلاف واقع ہیں فرماتے ہیں کہ یا عیسی انی متوفیک ورافعک جو قرآن میں ہے وہ میری نسبت ہے ل ۱۹۲۔ انبیا کے معجزات مکروں کے مشابہ محجوب الحقیقت ہیں حت ۷۲ پورانے معجزے مثل کتھا کے ہیں جسکا ایما عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح قصوں اور کھانی کے سہارے ہو یعنے معجزوں سے اوس کے ایمان کا کچھ ٹھکانا نہیں ص ۲۶۷ -

افترا علی اللہ

حق تعالی فرماتا ہے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا یعنے جو اللہ کی افترا کرے اوس سے بڑھکر کون ظالم جسکا مطلب یہ ہوا کہ کافر سے بھی زیادہ تر وہ شقی ہے ص ۱۶۲ مرزا صاحب بھی خدائے تعالی پر ہمیشہ افترا کیا کرتے ہیں چنانچہ چند یہاں لکھے جاتے ہیں۔ لکھا ہے کہ قرآن میں خدائے تعالی فرماتا ہے کہ ۱۸۵۷ء میں کلام اللہ آسمان پر اٹھا لیا جائیگا ف ۲۹ ۷ اتھم کے باب میں خدانے کہا کہ وہ پندرہ مہینے میں مریگا حالانکہ نہ مرا ص ۱۸۱ ص ۱۸۵ ص ۱۸۶ لیکھرام کے باب میں خدانے خبر دی کہ وہ خارق العادت موت سے مریگا حالانکہ ایسا نہ ہوا اور عبارت الہام غلط ہونیسے تو یقیناً افترا ثابت ہوگیا ص ۱۹۲ مرزا احمد بیگ صاحب کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنیکو خدانے کہا بلکہ انا زوجنا کہا کہکر نکاح کر بھی دیا جو نشانی مقرر کی تھی وہ غلط نکلی اور اوس لڑکی کا نکاح دوسرے سے ہوگیا۔ خدانے قرآن میں جو فرمایا ہے کہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سو وہ رسول میں ہوں۔ خدانے بارہا مجھے فرمایا کہ جو دعا تو کرے میں قبول کرونگا۔ حالانکہ اشد ضرورت کے وقت ہمیشہ اونکی دعائیں رد ہوتی ہیں۔ کن فیکون خدانے مجھکو دیا ف ۵۳ پھر اس کن سے کون سی

خرق عادت دکھلائے - میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں خدا نے مجھکو دین حق دیکر بھیجا ہے ۵۳۹
اور خدا انکو منہ سے پردہ ہٹا کر باتیں اور ٹھٹھے کرتا ہے۔ خدا نے کہا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا۔

مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اہل اسلام

حق تعالی فرماتا ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر
سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم یعنے جو مخالفت کرے رسول کی جب کھلگئی
اوسپر راہ ہدایت اور مسلمانوں کے رستہ کے سوا دوسرا رستہ چلے تو جو رستا وسنے اختیار کرلیا ہے
ہم اوسکو وہی رستہ چلائے جائینگے اور آخر کار اوسکو جہنم میں داخل کر دینگے ص ۵۴ مرزا صاحب
نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی مخالفت کا ایک عام طریقہ اور قاعدہ ہی ایجاد کردیا
کہ حدیث اگر صحیح بھی ہو تو مفید ظن ہے والظن لا یغنی من الحق شیئا جسکی شرح فرماتے ہیں کہ ظن سے
کوئی حق بات ثابت نہیں ہوتی جس سے لازم آگیا کہ کوئی حدیث قابل اعتماد وعمل نہیں بلا تردد
اوسکی مخالفت کیجائے۔ اور مسلمانونکی مخالفت کا طریقہ یہ ایجاد کیا کہ اور تو اور خود تمام مسلمانوں کا
اجماع بھی کسی مسئلہ پر ہوجائے تو وہ بھی خطا سے معصوم نہیں اور ظاہر ہے کہ جس بات میں خطا کا احتمال ہو
اوسپر عمل پیرا ہونیکی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ایسی بات قابل اعتماد و اعتقاد ہو سکتی ہے۔ پھر جو احادیث
واقوال صحابہ و تابعین و علما انکی غرض کو پوری نہیں ہونے دیتے اونکو اپنے مصنوعی الہاموں
سے باطل ٹھیرا کر ایک ایسا طریقہ ایجاد کیا جو غیر سبیل المومنین ہے اور اسکی کچھ پروا نکی کہ ان احادیث
واقوال کو تمام امت مرحومہ نے قبول کرلیا ہے۔ اسکا ثبوت اسی فہرست کے مضامین فضائل ادعائی
مرزا صاحب وغیرہ مقامات سے بخوبی ملسکتا ہے اسکی تفصیل کی حاجت نہیں الغرض رسول اللہ علیہ وسلم
اور مومنین کی مخالفت کو انہوں نے اعلی درجہ تک پہنچادیا۔ اسپر بھی اگر وہ مقتدا ہی مانے جائیں تو قسمت کی بات ہے۔

غلطنامہ مفاتیح الاعلام یعنی فہرست افادۃ الافہام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۸	نزول	نزول کا	۴۷	۱۰	قادردہم	فادردہم
۵	۲	رضی اللہ	رضی اللہ عنہ	″	۱۱	قوم	قوم کے
″	۵	رضی اللہ	رضی اللہ عنہ	۴۹	۱۳	غیرہ	غیر
۹	″	یہی	بھی	۵۱	۱۲	کہا	گیا
″	۱۶	سے	ہے	″	۱۷	قائم	قائل
۱۱	۱۸	گیا	کیا	۵۲	۲	مجددت	مجددیت
۱۴	۱۷	خوانیں	خواتین	۵۴	۱۲	تحرکیں	تحریکیں
۱۵	۲	ناشاہ	ناستاد				
″	۳	کرلے	کرلئے				
۱۸	۱۴	سرکا	سرکار				
۲۰	۱۸	یقینی	یقین				
۲۱	۶	مقلوب	مغلوب				
۲۵	۸	حرب	حرب				
۳۶	۱۱	الحق	الی الحق				
۴۲	۳	مزادولت	مزادلت				

بسم اللہ الرحمن الرحیم



اہل اسلام کو بشارت دیجاتی ہے کہ اندنوں مولانا مولوی محمد انوار اللہ صاحب
کی تصانیف جنکی بحسب اقتضائے زمانہ ضرورت تھی حسب تفصیل ذیل ہمارے
مطبع میں چھپکر تیار ہیں۔ اہل اسلام اگر ان کتابوں کو ملاحظہ فرماویں تو معلوم
ہوگا کہ کیسے کیسے مشکل ضروری مسئلے کس خوبی سے عام فہم کردئے گئے ہیں۔

کما فصلت

مفاتیح الاعلام۔ جس کے (۶۱) صفحہ ہیں

اسمیں قادیانی مذہب کا فوٹو کھینچدیا گیا ہے جسکے ضمن میں اسکا رد بھی ہوجاتا ہے
شایقین کی خدمت میں یہ کتاب مفت روانہ کیجائیگی صرف ایک آنہ کے ٹکٹ مؤلف صاحب
موصوف کے یہاں بدیں نشان (حیدرآباد دکن بازار سلیمانجاہ) بھیجدیں اور
اپنا نام و پتہ صاف لفظوں میں لکھیں۔

افادۃ الافہام۔ ہر دو حصہ جن کے صفحہ (۵۳۲) ہیں

یہ کتاب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ازالۃ الاوہام کا جواب ہے اسکے محققانہ

اور مدلل جواب دیے گئے ہیں اور انکے ضمن میں کئی ضروری مسائل کی تحقیقات اور نیز بہت سے ایسے حالات مندرج ہیں جنسے علم کی توسیع ہوتی ہے قیمت ہر دو حصہ
حصہ اول کاغذ چکنا اعلی - عہ۲ حصہ دوم کاغذ چکنا اعلی - عہ۱
ایضاً کاغذ کہرہ خانی - عہ ایضاً کاغذ کہرہ خانی - ۱۲

انوار احمدی - جس کے (۳۶۸) صفحہ ہیں

اسمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور درود شریف کے فوائد اور صحابہ کرام وغیرہم کے آداب اور چند ضروری مسائل کے تحقیقات ہیں جن کے اکثر مباحثہ ہوا کرتے ہیں - یہ کتاب مدلل بآیات واحادیث واقوال سلف ہے عموماً اہل سنت وجماعت اور خصوصاً واعظین کو نہایت مفید ہے قیمت کاغذ چکنا (عہ)

کتاب العقل - جس کے (۳۴۴) صفحہ ہیں

اسمیں عقل کی حقیقت کھولدیگئی ہے کہ دینی ابواب میں کہانتک چل سکتی ہے اور عقلی دلائل سے ثابت کردیا گیا ہے کہ وہ دائرہ محسوس سے باہر نہیں جاسکتی اور حکمت قدیمہ اور جدیدہ کا اثر جن مسائل دینیہ پر پڑھتا تھا انکے جوابات عقل سے دئے گئے ہیں قیمت کاغذ چکنا اعلی (۱۲) کاغذ کہرہ خانی (۸)

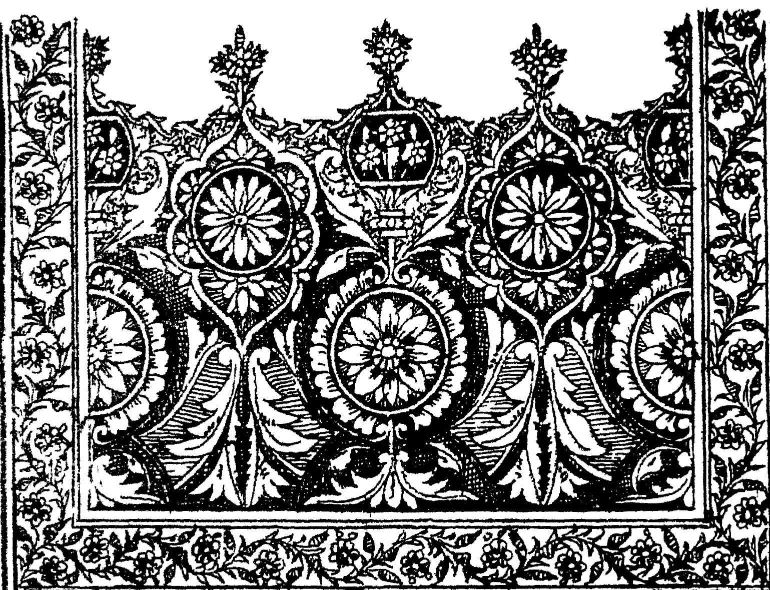
شائقین یہ کتابیں سید حسین صاحب تاجر کتب کی دوکان واقع گلزار حوض حیدرآباد دکن سے طلب فرما سکتے ہیں -

المشتہر

خاکسار سید رحیم الدین منیجر مطبع شمس الاسلام حیدرآباد

فہرست بعض مضامین حصۂ اول افادۃ الافہام

تمت



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

امّا بعد مسلمانون کا خیرخواہ محمد انوار اللہ ابن مولانا مولوی حافظ ابو محمد شجاع الدین صاحب
قندھاری دکنی اہل اسلام کی خدمت مین گزارش کرتا ہے کہ یہ امر پوشیدہ نہین کہ
جبتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم مین تشریف رکھتے تھے فیضان
صحبت اور غلبہ روحانیت کی وجہ سے تمام اہل اسلام عقائد دینیہ مین خودرائی سے
مبرّا اور خودغرضی سے معرا تھے اور اطاعت وانقیاد کا مادہ ان مین ایسا متمکن اور
راسخ تھا کہ مخالفت خدا ورسول کے خیال کو بھی وہان گذر نہ تھا پھر جب حضرت بعد
تکمیل دین تشریف فرماے عالم جاودانی ہوے بعض طبائع مین بمقتضاے جبلت خودسری
کا خیال پیدا ہوا اور عقل خودپسند بر خوف قرب البتہ انی کا دباؤ تھا کم ہونے لگا اور

دوسری اقوام کے علوم اپنے سبز باغ مسلمانون کو دکھلانے لگے اور ادھر امتداد زمانہ کی وجہ سے خلافت نبوت کی قوت مین بھی کسیقدر ضعف آگیا جس سے وحدت فقہی کا شیرازہ ٹوٹ گیا غرض اس قسم کے اسباب سے جدت پسند طبائع نے مخالفت کی بنیاد ڈالی۔ کسی نے اہل حق پر عدم تدین کا الزام لگاکر کمال تقوی کی راہ اختیار کی جو صرف نمایش ہی نمایش تھی اور درحقیقت وہ کمال درجہ کا فسق تھا جیسے خوارج کہ جنگ باہمی وغیرہ شبہات کی وجہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور جملہ صحابہ کی تکفیر کرکے مسلمانون کی جماعت سے علیحدہ ہوگئے۔ اور بعضون نے امامت کے مسئلہ پر زور دیکر اوس جماعت سے مخالفت کی جس سے اور ایک جدا فریق قایم ہوگیا۔ کسی نے مسئلہ تنزیہ مین وہ غلو کیا کہ صفات الٰہیہ کا انکار ہی کردیا اور اوس جماعت سے علیحدگی اختیار کرکے ایک فرقہ بنام معتزلہ اپنے ساتھ کرلیا بعضون نے مسئلہ جبر و قدر مین افراط و تفریط کرکے دو فرقے اوس جماعت سے علیحدہ بنالئے۔

الغرض اوس جماعت حقہ سے بہت سے لوگ علیحدہ ہوکر جداگانہ اسماء کے ساتھ موسوم ہوتے گئے پھر جو فرقے علیحدہ ہوتے عقل سے کام لیکر نئے نئے مسائل تراشتے اور اونکو اپنا مذہب قرار دیتے گئے جسکی وجہ سے بکثرت مذاہب ہوگئے لیکن ان تمام انقلابات کے وقت وہ جماعت کثیرہ جو ابتدائے اسلام سے قایم ہوئی تھی انہین اعتقادات پر قایم رہی جو اونکو وراثۃً آباؤاجداد سے پہونچے تھے انہون نے عقل کو نقل کے تابع کرکے قرآن و حدیث کو اپنا مقتدا بنا رکھا اور تمام اعتقادات مین قدم بقدم صحابہ کی پیروی کرتے رہے۔

یہ جماعت وہی ہے جو اہل سنت وجماعت کے نام سے اب تک مشہور ہے

اور جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے تفرقہ کا ذکر فرمایا وہان اس
جماعت کو اوس خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ یاد کیا کہ ہر شخص کو اوسمین شریک ہونیکی
آرزو آتی ہے مگر صرف آرزو سے کیا ہوگا وہان تو یہ شرط لگی ہوئی ہے کہ حضرت کے
اور صحابہ کے طریقہ پر رہین چنانچہ ارشاد ہے عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من
ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی وفی روایة احمد وابی داود
عن معاویة ثنتان وسبعون فی النار وواحدة فی الجنة کذا فی المشکوة۔

یون تو ہر مذہب والے دعوی کرتے ہین کہ ہم بھی صحابہ کے پیرو ہین اور احادیث
ہمارے یہان بھی موجود ہین مگر تحقیق کرنے سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ سوائے اہل سنت
وجماعت کے یہ بات کسی کو حاصل نہین فن رجال کی صدہا کتابین ہین جن سے ظاہر ہے
کہ علمائے اہل سنت نے جرح وتعدیل رواة اور تحقیق احادیث وآثار صحابہ مین
کسقدر جان فشانیان کین جنکی وجہ سے کسی مفتری بے دین کی بات کو فروغ ہونے
نہ پایا اور احادیث وآثار اونکی سعی سے ابتک محفوظ رہے اس امر کا اہتمام جسقدر
علمائے اہل سنت وجماعت نے کیا ہے اوسکی نظیر نہ امم سابقہ مین مل سکتی ہے نہ کسی
دوسرے مذہب مین یہ اہتمام اور خاص توجہ آواز بلند کہ رہی ہے کہ سوائے اہل سنت
وجماعت کے کوئی مذہب ناجی اور مصداق اس حدیث کا نہین ہوسکتا۔

یہان یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اہل سنت وجماعت کے سوا گو تمام
فرق اسلامیہ نے مسائل اعتقادیہ مین عقل کو دخل دیکر بہت سی نصوص مین اسقدر تاویلین
کین کہ اونکو بیکار ٹھیرا دیا مگر انمین کسی مقتدائے مذہب نے نبوت کا دعوی نہین کیا

بلکہ سب اپنے آپ کو صرف امتی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہتے رہے اسیوجہ سے
کل مذاہب حضرت ہی کی امت مین شمار کئے جاتے ہین چنانچہ حضرت نے بھی امتی کا
لفظ انکی نسبت فرمادیا ہے۔ بخلاف اونکے بعض لوگ ایسے بھی پیدا ہوئے کہ اونکی
غرض صرف مقتدا بننے کی رہی ہرچند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بھی تسلیم
کرتے تھے مگر اسکے ساتھ اپنی نبوت کو بھی لگا دیا کرتے چنانچہ مسیلمہ کذاب وغیرہ
باوجودیکہ حضرت کی نبوت کے قائل تھے جیسا کہ کتب احادیث و تواریخ سے ظاہر ہے
مگر خود بھی نبوت کا دعوی کرتے تھے اور چونکہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہین ہوسکتا اسوجہ سے وہ کذاب کے نام سے موسوم ہوئے
اور صحابہ وغیرہم نے اونسے جہاد کرکے اونکو مخذول کیا اور اونکا یہ دعوی کہ ہم نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرتے ہین کچھ مفید نہوا۔ جب اس قسم کے لوگون کی ابتدا
حضرت ہی کے زمانہ سے ہو چکی تو پھر کیونکر ہوسکتا تھا کہ وہ سلسلہ منقطع ہو اس لئے
کہ جون جون حضرت کے زمانہ مین دوری ہوتی ہے خرابیان اور بڑھتی جاتی ہین جیسا کہ
احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اسلئے حضرت نے پہلے ہی فرما دیا کہ قیامت تک اس
نبوت کاذبہ کا سلسلہ جاری رہیگا اور اوسکے ساتھ یہ بھی ارشاد فرما دیا کہ جو لوگ
نبوت کا دعوی کرینگے فی الحقیقت وہ دجال جھوٹے ہین انکو نبوت سے کوئی تعلق نہین ہے
جیسا کہ بخاری شریف کی اس روایت سے ظاہر ہے عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لاتقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلثین کلھم
یزعم انہ رسول اللہ۔ اس سے ظاہر ہے کہ اون تیس دجالون کے امتی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے امتی نہین ہوسکتے کیونکہ دجالون کا امتی ہونا قرین قیاس نہین پھر جب

بنی اونکے حضرت کے امتی نہون تو اونکے امتی حضرت کے امتی کیونکر ہوسکین۔

غرض جو مذہب نیا نکلتا ہے اوسمین داخل ہونیکے وقت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیون کو اتنا تو پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ بہتر مذہب سے خارج نہون جن پر حضرت کے امتی ہونے کا اطلاق کیا گیا ہے کیونکہ یہ مذاہب گو ناریہ ہون مگر مخلد فی النار نہین اور جو اون سے بھی خارج ہوا وسمین داخل ہونا تو ابدالآباد کے لئے اپنی تباہی اور ہلاکت کا سامان کرنا ہے۔

اسکی وجہ سمجھ مین نہین آتی کہ جب کوئی نیا مذہب نکلتا ہے تو لوگ اوسکی طرف فقط مائل ہی نہین بلکہ صدق دل سے اوسکے گرویدہ ہوجاتے ہین مسیلمہ کذاب نے جب نبوت کا دعوی کیا تو تھوڑی مدت مین ایک لاکھ سے زیادہ آدمی فراہم ہوگئے اور اس خوش اعتقادی کے ساتھ کہ جان دینے پر مستعد چنانچہ لڑائیون مین بہت سے مارے بھی گئے حالانکہ سوائے طلاقت لسانی کے جو کچھ فقرے گھڑ لیتا تھا کوئی دلیل نبوت کی اوسکے نزدیک نہ تھی بلکہ معجزہ کی غرض سے جو کچھ کرتا اوسکا خلاف ظہور مین آتا مگر وہ کور باطن اوسکا کلمہ پڑھتے اور باوجودیکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہزارہا معجزات اظہر من الشمس تھے مگر اونکے اعتقادون کو کوئی جنبش ہوتی اسی طرح اسوقت بھی کیفیت دیکھی جاتی ہے کہ نئی بات نئے مذہب کی طرف طبیعتین بہت مائل ہین چنانچہ فی زمانناہا ایک نیا مذہب نکلا ہے جسکو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ایجاد کیا ہے اور لوگ اوسکی طرف مائل ہوئے جاتے ہیں۔

ایک زمانہ تک مرزا صاحب کی نسبت مختلف افواہین سنی گئین کوئی کہتا تھا کہ اونکو مجددیت کا دعوی ہے کوئی کہتا تھا مہدویت کا بھی دعوی ہے کوئی کہتا تھا

عیسی موعود بھی اپنے آپ کو کہتے ہین - ان پریشان خبرون سے طبیعت کو نہایت پریشانی تو تھی - مگر اسوجہ سے کہ آخری زمانہ کا مقتضی یہی ہے کہ اس قسم کی نئی نئی باتین پیدا ہون طبیعت اوسکی تحقیق کی طرف مائل نہ تھی یہانتک کہ ایک شخص نے بطور ابلاغ پیام ایک اشتہار مجھکو دکھلایا جسمین اونکو نہ ماننے والون کی تکفیر تک تھی اوسوقت یہ خیال پیدا ہوا کہ آخر اس مذہب کی حقیقت کیا ہے اونکی کسی کتاب سے معلوم کرنا چاہئے چنانچہ تلاش کرنے سے مرزا صاحب کی تصنیف ازالۃ الاوہام ملی اور سرسری طور پر اوسکو دیکھا مگر مرزا صاحب کے فحوائے کلام سے معلوم ہوا کہ جبتک یہ کتاب پوری نہ دیکھی جائے انکے مذہب کی حقیقت اور اونکا مقصود معلوم نہو گا اسلئے اول سے آخر تک اوسکو دیکھا اوس سے کئی باتین معلوم ہوئین جنمین سے ایک یہ ہے کہ مرزا صاحب بڑے عالی خاندان شخص ہین مختصر حال اونکے خاندان کا یہ ہے کہ انکے جد اعلی بابر بادشاہ کے وقت جو چغتائی سلطنت کا مورث اعلے تھا ثمرقند مین ایک جماعت کثیر لیکر دہلی آئے اور بہت سے دیہات بطور جاگیر اونکو دئے گئے آپ نے وہان بہت بڑا قلعہ تیار کیا اور ایک ہزار فوج سوار اور پیادہ کے ساتھ وہان رہتے تھے جب چغتائی سلطنت کمزور ہوئی آپنے ایک ملک پر قبضہ کرلیا اور توپخانہ وغیرہ فراہم کرکے بطور طوائف الملوک مستقل رئیس ہوگئے - مرزا گل محمد صاحب جو مرزا صاحب کے پردادا ہین انہون نے سکھون سے بڑے بڑے مقابلے کئے اور تن تنہا ہزار ہزار سکھون کے مقابلہ مین کامیاب ہوئے مگر مسلمانون کی بدقسمتی تھی کہ باوجودیکہ انہون نے بہت کچھ کوششین کین کہ ایک وسیع ملک فتح کرکے اوسکو دارالاسلام بنادین مگر نہ ہوسکا - پھر اون کے فرزند مرزا عطا محمد صاحب کی عہد ریاست مین سوائے قادیان اور چند دیہات کے تمام

ملک قبضہ سے نکل گیا اور آخر سکھوں کے جبر و تعدی سے اپنا مستقر بھی اونکو چھوڑنا پڑا۔
کئی روز کے بعد مرزا غلام مرتضی صاحب مرزا صاحب کے والد دوبارا قادیان میں
جابسے اور گورنمنٹ برطانیہ کے جانب سے حصہ جدی سے قادیان اور تین گانون
اونکو ملے۔ اور گورنری کے دربار مین اونکی نہایت عزت تھی چنانچہ اونکو کرسی ملتی تھی
اور غدر مین پچاس گھوڑے اپنی ذات سے خرید کرکے اور اچھے اچھے سوار مہیا کرکے
پچاس سوار سے گورنمنٹ کی مدد کی اور گورنمنٹ کے اعلی احکام بلکہ صاحبان ڈپٹی کمشنر
اور کمشنر اونکے مکان پر آتے تھے۔ پھر ان تاریخی واقعات کو بیان کرکے مرزا صاحب
فرماتے ہین کہ اس تمام تقریر سے ظاہر ہے کہ یہ خاندان ایک معزز خاندان ہے جو
شاہان سلف کے زمانہ سے آجتک کسی قدر عزت موجود رکھتا ہے۔

اس تقریر سے واضح ہے کہ مرزا صاحب ایک اولوالعزم شخص خاندان
سلطنت سے ہین اور صرف ایک ہی پشت گذری ہے جو یہ دولت ہاتھ سے جاتی رہی
جسکی کمال درجہ کی حسرت ہونی ایک لازمۂ بشری ہے چونکہ مقتضی فطانت ذاتی کا
یہی تھا کہ مجد موثل کی تجدید ہو اسلئے ایک نئی سلطنت کی انھون نے بنیاد ڈالی۔

یہ بات قابل تسلیم ہے کہ شاہی خاندان کے خیالات خصوصًا ایسی حالت مین
کہ طبیعت بھی وقاد ہو اور ذہن کی رسائی بھی ضرورت سے زیادہ ہو کبھی گوارا
نہین کرسکتی کہ آدمی حالت موجودہ پر قناعت کرے۔ بخاری شریف مین مروی ہے
کہ جب ہدایت نامہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہرقل بادشاہ روم کو پہونچا اوس نے
ابوسفیان وغیرہ کو جو وہان موجود تھے بلاکر حضرت کے بہت سے حالات دریافت
کئے منجملہ اونکے ایک یہ بھی سوال تھا کہ آپ کے اجداد مین کوئی بادشاہ بھی گذرا ہے

اونھون نے کہا نہین تو اوس سے کہا میں یقین کرتا ہون کہ وہ نبی ہین کیونکہ اگر اونکے اجداد مین کوئی بادشاہ ہوتا تو یہ خیال کیا جاتا کہ اسلاف کی دولت زائل شدہ کے وہ طالب ہیں یہ روایت بخاری مین کئی جگہ مذکور ہے۔

ازالۃ الاوہام جو ہزارون صفحون میں لکھی گئی ہے اسمین صرف ایک ہی بحث ہے کہ مین مسیح موعود ہون اور یہ خدمت میری اتباع خصوصًا اولاد مین ہتی رہیگی اور کل مباحث اوسمین صرف اسی دعوی کے تمہیدات ولوازم ورفع موانع ہین اس کتاب کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کی پرزور طولانی تقریرون کا اثر بعض کم زور جوش اعتقادون کی طبیعتون پر ضرور پڑے گا اسلیئے مناسب سمجھا گیا کہ چند مباحث جس پر مرزا صاحب کی عیسویت کا مدار ہے لکھی جائیں تاکہ اہل اسلام پر یہ منکشف ہوجائے کہ اس بات مین مرزا صاحب نہ صرف مسلمانون سے بلکہ اسلام سے مخالفت کر رہے ہین۔

قبل بیان مقصود مرزا صاحب کے ابتدائی خیالات تہوڑے سے لکھے جاتے ہین جو قابل غور و توجہ ہیں مرزا صاحب جو کام کر رہے ہین یہ کوئی نیا خیال نہین بلکہ ابتدائی نشوونما سے وہ اونکے ہین لطف یہ کہ دیباچہ براہین احمدیہ صفحہ ۹۵ مین لکھے ہین

بہر مذہبے غور کردم بسے	شنیدم بدل حجت ہر کسے
بخواندم ز ہر ملتے دفترے	بدیدم ز ہر قوم دانشورے
ہم از کودکی سوئے این تاختم	درین شغل خود را بیند اختم
جوانی ہمہ اندرین باختم	دل از غیر این کار پرداختم

اور اسمین لکھے ہین مین سچ کہتا ہون کہ اس تالیف سے پہلے ایک بڑی تحقیقات

کبھی ہر ایک مذہب کی کتاب دیانت اور امانت اور خوض و تدبر سے دیکھی

انتہی اس سے ظاہر ہے کہ لڑکپن سے مرزا صاحب کو یہی شغل رہا کہ تمام مذاہب

باطلہ کے اقوال و احوال پر انہوں نے نظر ڈالی اور تمامی کتابوں کے مضامین

کو ازبر کیا اور عقلا کے تدابیر و ایجادات و اختراعات مین غور و فکر کرکے ایک

ایسا ملکہ بہم پہونچایا کہ کسی بات مین رکنے کی نوبت ہی نہین آتی پوری عمر انکی اسی

کام مین صرف ہوئی اور جس طرح اولیاء اللہ دل غیر خدا سے خالی کرتے ہین

مرزا صاحب نے اپنا دل غیر باطل یعنی حق سے خالی کیا جیسا انکا مصرعہ موزون ذیل مین

شہادت دیرہا ہے ع دل از غیر این کار پرداختہ۔ پھر یہ ادعا کہ مرزا صاحب نے

ایک مدت دراز تک خلوت نشین رہکر تصفیہ باطن حاصل کیا چنانچہ فنا فی اللہ

اور فنا فی الرسول وغیرہ مقامات کے حاصل ہونے کا دعوی خود بھی متعدد مقامات

اور تصنیفات مین کرتے ہین۔ ان تقریرون سے ظاہر ہے کہ وہ خلاف واقع ہے

اسلئے کہ جب پوری عمر مذاہب باطلہ کی کتابین دیکھنے اور نئے دین کے اختراع

کرنے مین گذری تو توجہ الی اللہ کا وقت بھی کب ملا اور ظاہر ہے کہ جب ایسے نقوش

متضادہ لوح خاطر پر منقش اور مرتکز ہون تو ممکن نہین کہ تصفیہ قلب ہوسکے جیسا کہ

اولیاء اللہ کی کتب سے ظاہر ہے اور جبتک تصفیہ قلب نہو قلب محل الہام

و تجلیات نہین ہوسکتا جیسا کہ احیاء العلوم اور فتوح الغیب وغیرہ کتب قوم

سے ظاہر ہے۔ غرض مرزا صاحب عمر بھر اسی اختراعی مذہب کے الٹ پھیر مین لگے رہے

جس کا نقشہ براہین احمدیہ مین تیار کیا اور اب اوسمین رنگ آمیزیان کر رہے ہین۔

انہون نے نئی بنیاد اس طرح ڈالی کہ ایک کتاب مسمی بہ براہین احمدیہ

علی حقیقتہ کتاب اللہ والنبوۃ المحمدیہ لکھی جسکے نام سے ظاہر ہے کہ قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی حقیقت اسمین ثابت کی گئی۔ اور اس کتاب کی ضرورت اسوجہ سے ثابت کی اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ عقل کو بری طور پر استعمال کرنے سے بہتون کی مٹی پلید ہو رہی ہے۔ ہمارے زمانہ کی نئی روشنی (خاک برفرق این روشنی) نوآموزون کی روحانی قوتون کو افسردہ کر رہی ہے اونکے دلونمین بجائے خدا کی تعظیم کے اپنی تعظیم سماگئی ہے اور بجائے خدا کی ہدایت کے آپ ہی ہادی بن بیٹھے ہین۔ سوفسطائی تقریرون نے نوآموزون کی طبائع مین طرح طرح کی پیچیدگیان پیدا کر دی ہین اونکی طبیعتون مین وہ بڑہی جاتی ہین اور وہ سعادت جو سادگی اور غربت اور صفائی باطنی مین ہے وہ اونکے مغرور دلون سی جاتی رہی جن جن خیالات کو وہ سیکھے ہین وہ اکثر ایسے ہین جن سے لا مذہبی کے وساوس پیدا کرنیوالا اونکے دلون پر اثر پڑ جاتا ہے اور فلسفی طبیعت کے آدمی بنتے ہین اور نیز عیسائی دین ترقی کر رہا ہے چنانچہ پادری ہکر صاحب نے لکہا ہے کہ ستائیس ہزار سے پانچ لاکھ تک شمار عیسائیون کا ہندوستان مین پہنچ گیا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جو فساد دین کی بیخبری سے پہیلا ہے اوسکی اصلاح اشاعت علم دین ہی پر موقوف ہے سو اسی مطلب کو پورا کرنیکے لئے ہم نے کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا ہے جس سے ہمیشہ کے مجادلات کا خاتمہ فتح عظیم کے ساتھ ہو جائیگا۔ یہ کتاب طالبین حق کو ایک بشارت اور منکران اسلام پر حجت ہے انتہی۔

اور براہین احمدیہ مین ایک اشتہار اس مضمون کا دیا کہ مین جو مصنف اس کتاب براہین احمدیہ کا ہون یہ اشتہار اپنی طرف سے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ

بمقابلہ جمیع ارباب مذاہب اور ملت کے جو حقانیت قرآن مجید اور نبوت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہین اتماماً للحجۃ شائع کرکے اقرار کرتا ہون کہ اگر کوئی بحسب
شرائط مندرجہ اوسکو رد کرے تو اپنی جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض ودخل
دیدونگا۔ ان تحریرات کے ظاہر کو دیکھکر کون مسلمان ہوگا جو مرزا صاحب پر جان
فدا کرنے کو آمادہ نہ ہوجاوے۔

اور قرآن شریف کی بھی بہت تعریفین اوسمین کین چنانچہ صفحہ ۱۰۹ سے لکھتے ہین کہ
قرآن شریف کی تعلیم بھی انتہائی درجہ پر نازل ہوئی پس انہین معنون سے شریعت
فرقانی مختتم اور مکمل ٹہیری اور پہلی شریعتین ناقص رہیں۔ اور قرآن شریف کیلئے
اب یہ ضرورت درپیش نہیں کہ اوسکے بعد اور کتاب بھی آوے کیونکہ کمال کے بعد
اور کوئی درجہ باقی نہین اور لکھتے ہیں صفحہ ۲۱۵ کہ وحی رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے
اور لکھتے ہین صفحہ ۱۱ کہ قرآن کا محرف اور مبدل ہونا محال ہے کیونکہ لاکہون مسلمان
اوسکے حافظ ہین ہزارہا اوسکی تفسیرین ہین پانچ وقت اوسکی آیات نمازون مین
پڑہی جاتی ہین۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح مین لکھتے ہین پس ثابت ہوا کہ آنحضرت
حقیقت مین خاتم الرسل ہین اور لکھتے ہین صفحہ ۵ جو اخلاق فاضلہ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم
کا قرآن مین ذکر ہے وہ حضرت موسیٰ سے ہزارہا درجہ بڑھکر ہے اور لکھتے ہین صفحہ ۳۰
ہان اون نعمتون کے حصول مین خاتم الرسل اور فخر الرسل کی بدرجہ کامل محبت بھی
شرط ہے تب بعد محبت نبی اللہ کے انسان اون نورون سے بقدر استعداد خود
حصہ پالیتا ہے۔ پھر مسلمانون کی بھی بہت کچھ تعریفین کین چنانچہ صفحہ ۱۱ لکھتے ہین۔

مسلمانون کا پھر ترک اختیار کرنا اس جہت سے ممتنعات سے ہے کہ خدائے تعالیٰ نے
اس بارہ مین بھی پیشین گوئی کرکے آپ فرما دیا ہے مایبدأ الباطل ومایعید
جب اون ایام مین کہ مسلمانون کی تعداد بھی قلیل تھی تعلیم توحید مین کچھ تزلزل واقع
نہین ہوا بلکہ روز بروز ترقی ہوتی گئی تو اب کہ جماعت اس موحد قوم کی بیس کروڑ سے
بھی کچھ زیادہ ہے کیونکر تزلزل ممکن ہے۔ اور لکھتے ہین عیسائی لوگ آسانی سے
دوسرے مذہبون کو ناممکنات ظاہر کرکے اونکے پیروؤن کو مذہب سے ہٹا سکتے ہین
مگر محمدیون کے ساتھ ایسا کرنا اونکے لئے ٹیڑھی لکیر ہے۔

اہل اسلام نے جب دیکھا کہ مرزا صاحب اسلام کے ایسے خیر خواہ ہین کہ اپنی جائداد تک راہ خدا مین مکفول کردی اور ایسی کتاب لکھی کہ جس کا جواب کسی دوسرے دین والے سے نہین ہوسکتا اسلئے اونکے معتقد ہوگئے۔

اگرچہ اوس کتاب کو لاجواب بنانے والی شرط کی جکڑبندیان ہین جن کو علما جانتے ہین مثلاً یہ کہ ہمارے دلائل کو نمبروار توڑے اور سادسیر مین منصف مقبولہ فریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کردین کہ ایفائے شرط جیسا کہ چاہئے تھا ظہور مین آگیا اور اپنی کتاب کے دلائل معقولہ جیسے ہمنے پیش کئے پیش کرین یا اوسکی خمس ورنہ بصراحت تحریر کرنا ہوگا کہ بوجہ ناکامل یا غیر معقول ہونے کتاب کے اس شق کے پورا کرنے سے مجبور اور معذور رہے۔ پھر اوس اقسام کے صفت بیان کئے اور یہ شرط لگائی کہ ہر صفت مین نصف یا ربع دلائل پیش کرنا ہوگا۔ غرض ایسے قیود و شروط اوس مین لگائے کہ بیسٹ صفحہ کا اشتہار ہوگیا۔ ان شروط کے دیکھنے کے بعد ممکن نہین کہ کوئی شخص بتوقع انعام اوسکے رد کا ارادہ کرسکے۔ اسی بھروسہ پر انہون نے جائیداد مکفول کرکے

مفت کرم داشتن کا مضمون پورا کیا مگر جاہلون مین تو نام آوری ہو گئی کہ مرزا صاحب نے
ایسی کتاب لکھی کہ آجتک نہین لکھی گئی اسلئے کہ غالباً کسی کتاب کے جواب پر اتنا انعام
مقرر نہوا ہوگا۔ مرزا صاحب نے ایسے اعلی درجہ کی یہ تدبیر نکالی کہ جسکا جواب نہین
تمام مسلمانون مین اونکی اور اونکی کتاب کی ایسی مقبولیت ہو گئی کہ علاوہ چار روپیہ کی
قیمتی کتاب کو پچیس پچیس روپیہ دیکر لوگون نے لیا اور مرزا نے جو بطور انعام یا
طبع کتاب کے لئے دیا وہ علیحدہ ہے۔

ہر چند مرزا صاحب نے تصریح کی کہ یہ کتاب صرف قرآن شریف اور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت کرنے کی غرض سے لکھی گئی مگر بحث نفس الہام
اور مطلق نبوت کی چھیڑ دی گویا روئے سخن آریہ اور برہمو سماج کی طرف ہے جو
منکر الہام و نبوت ہین اور یہ ثابت کیا کہ عقل سے کچھ کام چل نہین سکتا جبتک وحی
الہی نہو نہ واقعات گزشتہ معلوم ہو سکتے ہین نہ کیفیت حشر وغیرہ نہ مباحث الہیات
پھر یہ ثابت کیا کہ وحی قطعی چیز ہے جسکا انکار ہو نہین سکتا اور اسپر زور دیا کہ وحی
اور الہام ایک ہی چیز ہے اور اوسکا دروازہ ہمیشہ کے لئے کہلا ہوا ہے چنانچہ
لکھتے ہین کیا پھر یہ خدا کا حرج ہو گیا یا اوسکے منہ پر مہر لگ گئی یا الہام بھیجنے سے عاجز ہو گیا
اور رسالت مین بھی عام طور پر گفتگو کی کہ وہ ہر شخص کو مل نہین سکتی بلکہ حسب قابلیت
بعض افراد کو ملا کرتی ہے دیکھئے ابتدائی دعوی اثبات نبوت خاصہ اور کلام خاص یعنے
قرآن شریف کا تھا اور ثابت یہ کیا کہ خاص خاص لوگون کو نبوت ملا کرتی ہے اور ہمیشہ
کے لئے وحی کا دروازہ کہلا ہوا ہے چنانچہ اسی بناپر اب اونکو یہ دعوی ہے کہ خدا نے
مجھے رسول اور نبی بنا کر بھیجا ہے اور اپنے پر جو وحی ہوا کرتی ہے اور وہ لوگون پر حجت ہے

یہ اسی تخم کا پہل ہے جو براہین مین بویا گیا تھا۔ یہ بہت سے الہام اوسمین ذکر کیے انہیں
بعضے خوش کن جیسے وقت نزدیک رسید کہ پای محمدیان بر مینار بلند محکم افتاد۔ اور بعض
غرض کتاب سے بے تعلق جیسے یا عیسی انی متوفیک و رافعک الی۔ وکذلک منںا
علی یوسف لنصرف عنہ السوء یا احمد انا اعطیناک الکوثر۔ محمد رسول اللہ والذین معہ الایہ۔
انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ اور جس نبی کا نام
الہام مین ذکر کیا۔ ترجمہ مین لکہا کہ اس سے مراد مین ہون۔

چونکہ مرزا صاحب نے آریہ وغیرہ کو مخاطب کیا تھا اسلیئے علما نے خیال کیا
کہ اسلام کی جانب سے اسوقت وہ برسر مقابلہ ہین اور مبازرت کے وقت حریف
پر رعب ہونے کی غرض سے اپنا افتخار اور الحرب خدعۃ کے لحاظ سے خلاف واقع
بھی کچھ بیان کرنا شرعاً وعقلاً جائز ہے اگر ان تدابیر سے خصم پر غلبہ ہو جائے اور
وہ نفس الہام کو مان لے اور قرآن پر ایمان لائے تو ایک بڑا مقصود حاصل ہوجائیگا
رہی افراط و تفریط جو مرزا صاحب کے کلام مین ہے اوسکی اصلاح ہو رہے گی اور
نیز مرزا صاحب نے یہ طریقہ بھی اوسمین اختیار کیا کہ الہامون مین خوب ہی اپنی
تعلیان کر کے آخر مین لکہدیئے ہین کہ یہ سب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
طفیل اور عنایت اور اتباع کے سبب سے ہے جس سے مسلمانون نے یہ خیال کر لیا کہ
جب اتباع کی وجہ سے ایسے کمالات حاصل ہو سکتے ہین تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے کمالات کس درجہ کے ہونگے غرض اس قسم کے اسباب سے کسی کو انکے رد کی طرف
توجہ نہوئی اور انہون نے دل کہول کے الہام لکھ ڈالے اور اپنے الہامی کارخانہ کی بنیاد
بخوبی قایم کر لی۔ اگرچہ یا عیسی انی متوفیک کے الہام سے انہون نے اپنا مقصود ظاہر

کر دیا تھا کہ خدا نے مجھے عیسی کہکر پکارا اگر لوگون کو دہوکا یہ ہوا کہ محمد رسول اللہ وغیرہ بھی الہامون مین شریک ہین اور اسکے معنی خود وہ بیان کرتے ہین کہ انسے مثلیت عامہ مراد ہے جیسے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل مین ہے - پہر جب اونکو دعوی ہی نہین تو جواب کی کیا ضرورت ظاہری عبارتون کو فضول یا لغو سمجھکر علما نے التفات نکیا -

ہر چند براہین احمدیہ مین سب کچھ لکھ گئے مگر اس ہوشیاری کے ساتھ کہ کسی کو رد کرنے کا موقع ہی نہ ملے اور عیسویت کے دعوی سے تو ایسی تبری کی کہ کسی کے خیال مین بھی نہ آئے کہ آیندہ وہ اوسکا دعوی کرینگے چنانچہ اسی مین صفحہ ۵۰۵ لکھتے ہین الہام عسی ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکافرین حصیرا خدا یتعالی کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کرینگے اور ہم نے جہنم کو کافرون کے لئے قید خانہ بنا رکہا ہے یہ آیت اس مقام مین حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنے اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف واحسان کو قبول نہین کرینگے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کہل گیا ہے اوس سے سرکش رہین گے تو وہ زمانہ بھی آنیوالا ہے کہ جب خدائے تعالی مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال مین لائیگا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا مین اترینگے اور تمام راہون اور سڑکون کو خس وخاشاک سے صاف کرینگے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی سے نیست ونابود کر دیگا اور یہ زمانہ اوس زمانہ کے لئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے یعنے اوسوقت جلالی طور پر خدائے تعالی اتمام حجت کرے گا اب بجائے اوسکے جمالی طور پر یعنے رفق واحسان سے اتمام حجت

کر رہا ہے انتہی مرزا صاحب نے اس الہام کے معنی مین صاف و صریح طور پر یہ بتلادیا کہ عیسیٰ موعود
آئندہ آنیوالے ہین اور مین عیسیٰ موعود نہین ہون بلکہ بطور پیش خیمہ ہون اور اون کی
سواری نہایت کروفر سے آئیگی اور گمراہی کو وہ بالکل نیست و نابود کر دینگے۔ اب
دیکھئے کہ براہین احمدیہ مین کیسے حزم و احتیاط سے کام لیا اور کس طرح پہلو بچا بچا کر گفتگو کی
کہ کسی کو پتا ہی نہ لگے کہ آئندہ وہ کیا کرنیوالے ہین پھر جب وہ کتاب تمام ہوگئی اور
خالی الذہن علما نے اوسکی توثیق بھی کی اور بہت سے مسلمانون نے اونکو اپنا مقتدا
مان لیا جس سے پورا اطمینان اونکو ہوگیا اور رقم کافی اوس کتاب کی بدولت مل گئی
اوسوقت آریہ وغیرہ کو چھوڑکر مسلمانون پر الٹ پڑے اور اونکو پکڑلیا کہ تم سب نے
میری کتاب کی توثیق کی ہے اور مجھے عیسیٰ موعود مان لیا ہے اب اگر انکار کروگے تو
تم سب کافر ملعون بے دین دوزخی ہین۔ اسوقت مسلمانون کی آنکھ کھلی کہ یہ کیا ہوگیا ہمنے
تو براہین احمدیہ کو یہ سمجھا تھا کہ اوس سے کافر مسلمان ہونگے نئی روشنی والے
فلسفہ کی ظلمت سے نکل کر اپنے قدیم دین کی تصدیق کرینگے مگر وہ تو مسلمانون ہی کو کافر
بنانے لگی خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم ہماری وہ ساری خوشیان اور انتظار کہ کفار پر
حجت قائم ہوگئی اب وہ مسلمان ہوئے جاتے ہین اور پادری مسلمان ہوکر گورنمنٹ
پر اثر ڈالدیے ہین سب خاک مین ملگئے ہزارہا روپیہ برباد گئے شیخ چلی سمجھے گئے۔ اور
ہوا یہ کہ اسلئے ہمین کافر بنائے گئے کیا اتنا روپیہ ہمنے اسواسطے خرچ کیا تھا کہ کافر
بنائے جائین مگر اب کیا ہوتا ہے یہ مرزا صاحب کا عقلی معجزہ تھا جو بغیر اثر کئے رہ نہین سکتا
کیونکہ آئندہ یہ بات معلوم ہوگی کہ عقلی معجزات کیسے قوی الاثر اور کم مدت مین پر زور
اثر ڈالتے ہین۔

جب مسلمانون نے مرزا صاحب سے پوچھا کہ حضرت آپ تو براہین احمدیہ مین
تمام انبیاء کے مثیل تھے جنمین ایک عیسے بھی ہین اور اسکی تصریح بھی کی تھی کہ وہ زمانہ آنیوالا
ہے کہ جسمین عیسی علیہ السلام بڑی شان وشوکت سے تشریف فرما ہونگے پھر عیسی علیہ السلام
کے مثیل وغیرہ ہونے کی تخصیص کیسی تو اوسکے جواب مین ازالۃ الاوہام مین صفحہ ۲۶۱ فرماتے ہین
کہ براہین احمدیہ مین صاف طور پر اس بات کا تذکرہ کیا تھا کہ یہ عاجز روحانی طور پر
وہی مسیح ہے جسکی اللہ ورسول نے پہلے سے خبر دے رکھی ہے - ہان اس بات کا
انکار نہین کہ شاید پیشگوئیون کے ظاہری معنون کے لحاظ سے کوئی مسیح موعود بھی آیندہ
پیدا ہو مگر فرق اسوقت کے بیان مین اور براہین احمدیہ کے بیان مین صرف اسقدر ہے
کہ اسوقت بباعث اجمال الہام کے اور نہ معلوم ہونے ہر ایک پہلو کے اجمالی طور پر
لکھا گیا تھا اور اب مفصل طور پر لکھا گیا انتہی براہین کے الہام مین اجمال یہ تھا کہ
مسیح علیہ السلام خود آکر گمراہی کے تخم کو نیست ونابود کر دینگے اور اوسکی تفصیل یہ ہے
کہ مسیح مرگئے اب نہ وہ آئینگے اور نہ گمراہی کو مٹائینگے اور اونکی جگہ مین مسیح موعود
ہون - اس اجمال وتفصیل کا سمجھنا بھی ہر کسی کا کام نہین کیونکہ اجمال وتفصیل مین
مطلب دونون کا ایک ہوا کرتا ہے اور یہان تباین وتناقض ہے - اور نیز ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۹۷
مین لکھے ہین مین نے براہین مین جو کچھ مسیح ابن مریم کے دوبارہ دنیا مین آنے کا ذکر لکھا ہے
نہ صرف ایک مشہور عقیدہ کے لحاظ سے ہے جسکی طرف آجکل ہمارے مسلمان بھائیون
کے خیالات جھکے ہوے ہین سو ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے مین نے براہین مین لکھدیا تھا
کہ مین صرف مثیل موعود ہون - یہ بیان جو براہین مین درج ہوچکا ہے صرف اوس
سرسری پیروی کی وجہ سے تھا جو ملہم کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار

مردہ ہونے کے لحاظ سے لازم ہے کیونکہ جو لوگ خدائے تعالی سے الہام پاتے ہین وہ بنیر بلائے
نہین بولتے اور بغیر سمجھائے نہین سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعوی نہین کرتے اور
اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہین کرسکتے انتہی آپنے دیکھ لیا کہ مرزا صاحب نے
براہین احمدیہ مین ایک خاص الہام وان عدتم عدنا کا اسغرض سے بیان کیا تھا کہ اگر
مرزا صاحب کی بات لوگ نہ مانین تو جب عیسے علیہ السلام جلالی طور پر آئینگے تو
وہ لوگ معذب ہونگے۔ معتقدین نے اوسکو یہی سمجھا تھا کہ مثل دوسری وحیون کے
مرزا صاحب پر یہ وحی بھی ہوئی ہے کیونکہ اوسوقت اونہون نے کوئی استثباہ
اوسمین بیان نہین کیا اور نہ یہ فرمایا تھا کہ مین اپنی طرف سے مقلدانہ بیان کرتا ہون
اور ازالۃ الاوہام مین فرماتے ہین کہ وہ ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے مین نے لکھا تھا
یعنے وہ الہام و وحی نہ تھی اگر فی الواقع وہ وحی تھی تو جو دعوی مرزا صاحب اب
کررہے ہین کہ عیسے مرگئے اور مین ہی مسیح موعود ہون اس سے لازم آتا ہے
کہ وہ اپنے خدا کی تکذیب کررہے ہین جس نے پہلے وحی بھیجی تھی۔ اور نیز اونکا یہ کہنا
کہ مین نے اپنی طرف سے لکھدیا تھا جھوٹ ثابت ہوگا۔ حالانکہ جھوٹ کہنے کو
انہون نے شرک لکھا ہے۔ اور نیز یہ کہنا کہ ملہم اپنی خودی سے کچھ کہ نہین سکتا خلاف
واقع ہے اسلئے کہ ازالہ کی تقریر سے ثابت ہے کہ وہ الہام اپنی خودی سے بنالیا تھا
اور اگر فی الواقع وہ الہام نہ تھا تو براہین احمدیہ مین اوسکو الہامون مین داخل کرنا
خلاف واقع اور اوسکے الہام ہونے کا دعوی جھوٹا تھا۔ غرض ان دونون کتابون
سے ایک کتاب جھوٹی ضرور ثابت ہوتی ہے اور علی سبیل البدلیت دونون کتابین
ساقط الاعتبار ہوگئین جس سے مرزا صاحب کے کل دعاوی قطعاً بے اعتبار ہوگئے۔

الحاصل جو ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین کہ مسیح کے دوبارہ دنیا مین آنیکا ذکر جو براہین مین لکھا تھا وہ مشہور اعتقاد کے لحاظ سے تھا اس سے ظاہر ہے کہ براہین مین یہ لحاظ رکہا گیا تھا کہ کوئی ایسی بات نہ لکھی جائے جس سے دلون کو انقباض ہو اور مقصود فوت ہو جائے اسی وجہ سے مسلمانون کی بہت سی تسکین کی گئی ہے کہ قیامت تک وہ مشرک اور گمراہ نہین ہو سکتے تاکہ اس قسم کی ابلہ فریب باتون سے جب وہ پورے طور سے اپنے دام مین آجائین گے اور اپنے نامرد ہونیکی وجہ سے زوجیت متحقق ہو جائے گی تو خود اپنا دوسرے طرف جانے سے حیا مانع ہوگی

کیونکہ براہین احمدیہ مین یہ الہام لکھتے ہین کہ یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ یعنے اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع ہو رفیق ہے جنت مین انتہی۔

مرزا صاحب نے براہین احمدیہ مین سوائے عیسویت کے اور بہت سے امور کی بنیادین ڈالین جو مختصراً یہان لکھے جاتے ہین۔

(۱) اپنی ضرورت اس الہام سے ففہمناہا سلیمان براہین صفحہ ۵۱۰ جسکا مطلب یہ بتلایا کہ طریقہ حال کے لوگون پر مشتبہ ہو گیا ہے اس عاجز سے پوچھ لین براہین صفحہ ۵۲۱

ابھی براہین کی عبارتون سے معلوم ہوا کہ شریعت فرقانی مختتم اور مکمل ہے کسی نئے الہام کی ضرورت نہین اور مسلمان قیامت تک گمراہ اور متزلزل نہین ہو سکتے پھر مرزا صاحب کی کیا ضرورت قرآن و حدیث سے جو طریقہ معلوم ہوا وہ تو ظاہر ہے اب نیا طریقہ سوائے اسکے کہ مرزا صاحب اپنی طرف سے ٹہیرائین اور کیا ہو سکتا ہے اگر وہ طریقہ دین سے خارج ہوگا تو باطل ہے اور اگر داخل ہوگا تو بہتر مذہب مین سے کوئی ایک مذہب ہوگا پھر مرزا صاحب کی اس طریقہ کو تبلانے کی ضرورت ہی کیا

اور اس مدت مین سوا ایک عیسویت کے مسئلہ یا اوسکے لوازم و مناسبات کے کوئی تصنیف دیکھنے مین ہی نہ آئی جس سے معلوم ہو کہ مقصود عیسویت کیا ہے اور اُس مین کونسی تحقیقات کی گئین۔

(۲) وحی کا اپنے پر مستقل طور سے اترنا اس الہام سے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی براہین ص۱۱۵ یعنے اللہ نے فرمایا کہ کہو مجھپر وحی اترتی ہے۔

(۳) جو وحی اترتی ہے اسکو امت مین رواج دینا اس الہام سے واتل علیہم ما اوحی الیک من ربک براہین ص۲۴۲ یعنے تجھپر جو وحی تیرے رب کے طرف سے اترتی ہے وہ انکو پڑہکر سنایا کر۔ مرزا صاحب کی موت کا انتظار ہے مرتے ہی انکے خلیفہ تمام وحی متلو کو جمع کرکے فرماوینگے کہ جس طرح قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد جمع ہوا اسی طرح یہ نیا قرآن انکے بعد جمع کیا گیا اور اسکا منکر کافر ہے مسیلمہ کذاب چونکہ قتل کیا گیا اور اسکی امت بھی مقتول و مخذول ہوئی اس لئے اسکا قرآن جسکو اسکی امت نے قبول کرلیا تھا باقی نہ رہا مگر مرزا صاحب کا قرآن تعجب نہین کہ باقی رہ جائے۔

(۴) اپنا کعبہ جدا اس الہام سے فاتخذوا من مقام ابراہیم مصلی براہین ص۵۱۱ اور اس الہام سے الم نجعل لک سہولۃ کل امر بیت الفکر و بیت الذکر و من دخلہ کان آمنا براہین ص۵۵۸ یعنے جو انکے گھر مین داخل ہو وہ امن والا ہے اور وہ مقام ابراہیم ہے اسکو مصلی بناؤ یہ دو نون آیتین کعبہ کی شان مین اتری ہین۔

اس الہام مین سہولت کا جو ذکر ہے درست ہے اس سے بڑھکر کیا سہولت ہوگی کہ صدہا ہزار ہا روپیہ صرف کرکے سفر کی مشقتین اٹھاکر مکہ شریف کو جانا پڑتا تھا

جب مرزا صاحب کا گھر ہی کعبہ ٹھہر گیا تو وہ سب مشقتین جاتی رہین اور صرف زرکثیر کی ضرورت نہ رہی اسی وجہ سے نہ مرزا صاحب نے حج کیا نہ اب اسکی ضرورت ہے اور انکی امت کو یہ سہولت ہوگئی کہ ڈسمبر کی تعطیل مین جو معمولاً مجمع مریدین کا قادیان مین ہوتا ہے وہی اجتماع حج ہوا اور ڈسمبر ذی الحجہ قرار پایا جائے - ابرہیہ کے کعبہ کو وہ بات نصیب نہ ہوئی جو مرزا صاحب کے کعبہ کو حاصل ہے اسلئے کہ وہ ایک ایسے زمانہ مین بنا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف اور ظہور حق کا زمانہ بہت قریب تھا اسوجہ سے وہ تباہ ہوا مرزا صاحب کا کعبہ ایسے زمانہ مین بنا ہے کہ اس سے قیامت قریب ہے جس کے آثار وعلامات مین ایسے چیزون کا وقوع ضروری ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کعبہ دیرپا رہے گا۔

(۵) خلافت الٰہی جو آدم علیہ السلام کو دیگئی تھی اپنے لئے مقرر ہونا ذیل کے الہامون سے ثابت کرتے ہین یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ براہین صفحہ ۴۹۶ اور ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۹۵ مین لکھتے ہین کہ وہ آدم جس کا نام ابن مریم بھی ہے بغیر وسیلہ ہاتھون کے پیدا کیا جائیگا اسی کے طرف وہ الہام اشارہ کررہا ہے کہ براہین مین درج ہوچکا ہے اردت ان استخلف فخلقت آدم۔

(۶) اپنے اگلے پچھلے گناہون کی مغفرت اس الہام سے اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک براہین صفحہ ۵۶۰ یعنے اب جو جی چاہے کر تیرے سب گناہون کی مغفرت مین نے کردی۔

بخاری شریف مین یہ حدیث موجود ہے کہ قیامت کے روز جب اہل محشر بغرض شفاعت انبیا کے پاس جائینگے تو وہ سب اپنے اپنے گناہون کا ذکر کرکے

کہیں گے کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہے اسلئے کہ اونکے گناہونکی مغفرت پہلے سے ہو چکی ہے۔ اس الہام کی ضرورت مرزا صاحب کو بہت تھی اسلئے کہ پیشین گوئیوں انہون نے بہت سی بد عنوانیان کین داؤپیچ کئے عہد شکنی کے دہوکے دے جہوٹ کہی افترا کیا جہوٹی قسمین کہائین غرض کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکہا جیسے رسالہ الہامات مرزا مین مذکور ہین اور انشاء اللہ تعالی اس کتاب مین بھی متفرق مقام سے معلوم ہوگا باوجود ان حالات کے مرزا صاحب کے امتیون کے اعتقاد مین کوئی فرق نہ آیا اسلئے کہ انکے گناہون کی مغفرت تو پہلے ہی ہو چکی ہے۔

(۷) انکے امتی جنتی ہونا اس الہام سے یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ نفخت فیک من لدنی روح الصدق براہین صہ ۴۹۶ یعنے اے احمد تو اور تیری زوجہ جنت مین رہو مین نے تجھ مین صدق کی روح اپنے طرف سے پھونک دی اور زوج سے مراد تابع اور رفیق بتلایا اب مرزا صاحب کی امت کو کس قدر خوشی ہوگی کہ اپنی ام المومنین کے مقام مین ہوکر مرزا صاحب کے ساتھ جنت مین عیش کرینگے اگرچہ ظاہر الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی باغ مین اپنی زوجہ کے ساتھ رہنے کا انکو حکم ہے مگر چونکہ یہ سنا نہین گیا کہ کسی باغ مین وہ اپنی امت کے ساتھ رہتے ہین اسلئے اسکا مطلب یہی ہوگا کہ اوس عالم مین ساری امت کے ساتھ جنت مین رہیں اور یہ ممکن بھی ہے کہ اوس عالم مین قلب ماہیت ہوکر مرد عورتین بنجائین غرض حوصلہ افزائیان ایسے ہی وعدون سے ہوا کرتی ہین۔

(۸) انکی امت پر عذاب نہونا اس الہام سے ما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم براہین صہ ۵۱۵ اور اس الہام سے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین براہین صہ ۵۰۰ یعنے ہمنے تجھکو عالمین کے واسطے رحمت بھیجا اور تو جس قوم مین ہے اسپر اللہ عذاب نہ کریگا۔

(۹) مسیح کا اپنی اولاد مین ہونا اس الہام سے یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ
براہین صفحہ ۴۹۶ یعنی اے مریم تو اور تیرا زوج جنت مین رہ۔ اور اس اجمال کی تفصیل ازالۃ الاوہام
مین یون کرتے ہین کہ اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کے ذات مین ہے جسکا نام
رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین مین مریم کے نام سے بھی پکارا گیا انتہی مقصود یہ کہ مسیحیت
خاتمہ مرزا صاحب پر ہونیوالا نہین ہے یہ سلسلہ انکی ذریت مین بھی جاری رہے گا۔
بلکہ مرزا صاحب کی تقریر سے تو ظاہر ہے کہ مسیح موعود اونکی اولاد ہی مین ہوگا کیونکہ ازالۃ الاوہام
مین لکھتے ہین کہ اس بات کا انکار نہین کہ شاید پیش گوئیون کے ظاہری معنی کے لحاظ
مسیح موعود آیندہ پیدا ہوا نتہی۔ یہ مضمون کہ ذریت مین اونکے کوئی مسیح ہوگا الہام کے
اشارۃ النص سے نکالا گیا کہ جب مرزا صاحب مریم ہوے تو ابن مریم بھی کوئی ضرور ہوگا
یعنے مرزا صاحب کا لڑکا اور عبارۃ النص سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب جنت مین کبھی
مریم بنے رہین گے اور کبھی آدم یعنے مرد اور عورت اور است کبھی زوج ہوگا اور کبھی
اسلئے کہ زوج سے مراد وہ تابع اور رفیق فرماتے ہین اگرچہ اسکا سمجھنا مشکل ہے لیکن بہرحال
دونون صورتین انکے امت کے لئے بشارت سے خالی نہین۔

جب براہین احمدیہ مین لوگون نے یہ الہام دیکھا ہوگا کہ حق تعالیٰ انکو یا مریم
فرماتا ہے تو کسی کو یہ خیال نہ آیا ہوگا کہ مرزا صاحب آیندہ چل کے اس الہام سے سلسلہ
عیسائیون کا قایم کرینگے غرض کسی نے اسکو مہمل سمجھا ہوگا اور کسی نے کسی قسم کی
تاویل کرلی ہوگی مگر مرزا صاحب نے اسوقت اپنے دل کا بھید اور مقصود نہین بتایا اسیطرح
اور الہامون کا بھی حال سمجھ لیا جاے مگر مرزا صاحب نے ان تمام الہامون کے مجموعہ کو
عیسویت کا دعوی کرکے ازالۃ الاوہام مین پیش کردیا کہ وہ سب اہل اسلام کے مقبولہ ہین۔

ان تمام کارروائیون کے بعد کیا عقلاً پھر یہ بات پوشیدہ رہے گی کہ براہین احمدیہ
کس غرض سے تصنیف کیگئی تھی علانیہ کہا جاتا ہے کہ وحی مستقل کعبہ مستقل خلافت الٰہی مستقل
مغفرت جملہ معاصی حاصل ساری امت اپنی خفتی غرض جتنے امور کلیہ مرغوبہ پیش نظر تھے
سب اسمین طے کردیئے گئے ایک مدت تک مرزا صاحب چپ چاپ طبیعتون کا اندازہ
کرتے ہوے ہوشیاری سے قدم جماتے جاتے تھے اور ادہر لوگ اس غفلت مین کہ آخر الہام
بھی مرتاض لوگون پر ہوا ہی کرتے ہین اور اسکا ظاہری معنون پر حمل کرنا بھی ضروری نہین
ممکن ہے کہ خواب کی سی کوئی تعبیر لیجائے مگر مرزا صاحب نے نبوت کے دعوی کے ساتھ
جب وہ تمام دعوی شروع کردیئے اسوقت لوگ چونکے اور جنکو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ تعلق باقی رکھنا منظور رہا وہ علیحدہ ہوگئے یہی وجہ تھی کہ علما جبتک دین کا
فائدہ خیال کرتے تھے مصلحتاً اونکے الہامون کی تکذیب نہین کی جیساکہ مرزا صاحب

ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین تعجب ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ان تمام الہامونکی صہ ۱۹۱

اگرچہ ایمانی طور پر نہین مگر امکانی طور پر تصدیق کرچکے اور بدل وجان مان چکے مگر اون کو

بھی منکرانہ جوش دل مین اٹھتا ہے انتہی۔ تعجب کی کوئی بات نہین اوسوقت یہ خیال جما
ہوا تھا کہ مرزا صاحب سچ مچ مسلمانون کی طرف سے کفار کا مقابلہ کررہے ہین اسلئے اون
الہامون کو مصلحۃً دائرہ امکان مین داخل کردیا مگر وہ امکان ایسا ہے جیسے کروڑ سر کا آدمی
پیدا ہونا ممکن ہے جس کا بدل وجان ماننا ممکن نہین پھر جب مرزا صاحب کا حال معلوم ہوگیا
کہ مسلمانون کے بلکہ اسلام کے دشمن ہین اسلئے اونکو بھی مثل تمام مسلمانون کے انکار کا
جوش پیدا ہوگیا۔

یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسکی کیا وجہ کہ باوجود ان تمام دعوون کے

مرزا صاحب نے نبوت مستقلہ کا دعوی نہین کیا اور اپنی نبوت و رسالت کو ظلی بتاتے ہین

اسکا جواب یہ ہے کہ یہ یقین کیونکر کیا جائے کہ استقلال کا دعوی انکے پیش نظر نہین ہے

براہین احمدیہ کی تصنیف کے زمانہ مین بھی تو کوئی دعوی نہ تھا صرف تمہید ہی تمہید تھی

مگر جب موقع ملگیا تو وہ سب تمہیدات دعوون کے شکل مین آگئے اسیطرح بحسب ضرورت

باقی دعوے بھی وقتاً فوقتاً ظہور مین آتے جائینگے اور اسپر قرینہ بھی موجود ہے کہ ان

تمام دعوون مین کہین بھی ظلیت کا نام نہین لیا گیا چونکہ مقصود کامیابی ہے سو وہ لفظ

طفیلیت کے بدولت ہو رہی ہے اگر مستقل نبوت کا دعوی کرین تو اندیشہ لگا ہوا

ہے کہ کہین کل تمہیدات اور بنی بنائی بات بگڑ نہ جائے کیونکہ اسپر کوئی مسلمان راضی

نہوگا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی مستقل نبی ہوا اور بظاہر یہ بھی

ممکن نہین معلوم ہوتا کہ کوئی دوسرے فرقے والا اونکی نبوت کی تصدیق کرے اسلئے

کہ ایک مدت دراز سے اشتہارات اور کتابین شائع کر رہے ہین مگر اب تک کوئی

عیسائی یا ہندو قادیانی سنا نہین گیا یہ تو آخری زمانہ والے مسلمانون ہی کی

قسمت ہے جو جوق جوق کھینچے جاتے ہین۔

غرض جب انہون نے دیکھا کہ ایک بنی بنائی امت صرف لفظ طفیلی اور

ظلی کہدینے سے اپنی امت ہو جاتی ہے تو اس لفظ کے کہنے سے کیا نقصان بلکہ اس

قسم کے اور کئی الفاظ کہدئے جائین تو بھی کیا قباحت اسی وجہ سے ازالۃ الاوہام ص ۱۳۶

مین لکھتے ہین کہ ایک لفظ قرآن کا کم و زائد نہین ہو سکتا۔ اور لکھتے ہین ص ۱۳۷ کہ کوئی ایسا

الہام نہین ہو سکتا جس سے قرآن مین تغیر ہو۔ اسی قسم کے اور عبارتین بھی ہین جن سے

کمال درجہ کا تدین نمایان ہے مگر چونکہ اغراض ذاتی ثابت کرنے مین اکثر قرآن و حدیث

کی مخالفت کی ضرورت پڑتی تھی اسلئے یہ قاعدہ قرار دیا جو ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۳۹ مین لکھا ہے

کہ کشف سے معانی قرآن نئی طور سے کہلتے ہین تو لوگ اسکا انکار کرتے ہین انتہی اب قرآن مین کمی و زیادتی کی ضرورت ہی کیا آسان طریقہ نکل آیا کہ جو آیت قرآنی اپنے مقصود کے مخالف ہوا وسکے معنی کشف سے بحسب ضرورت گہڑ لئے اور قرآن بلا کم و زیادت اپنی جگہ رکہا رہا جیسے ایک جعلی نبی کو حرمت علیکم المیتہ والدم ولحم الخنزیر الایہ مین کشف سے معلوم ہوا تھا کہ میتہ اور دم وغیرہ پڑہنے سے مراد چند معین اشخاص تھے جنکے لئے حرمت کا لفظ استعمال کیا گیا۔ مردار اور سور اور خون وغیرہ سے اس آیت کو کیا تعلق یہ سب چیزین حلال طیب ہین دیکھئے ابھی معلوم ہوا کہ مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۹۷ مین لکھتے ہین کہ یہ بیان جو براہین مین درج ہو چکا ہے اوس سرسری پیروی کی وجہ سے تھا

جو ملہم کو قبل انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار مرویہ کے لحاظ سے لازم ہے انتہی آثار مرویہ کے مضامین جو مرزا صاحب نے براہین مین لکھے ہین اور اوسکی ابھی نقل کیگئی یہی ہین کہ عیسی علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا مین اترینگے۔ اور الہام سے اونکو معلوم ہوا کہ وہ مر گئے اب نہ اترینگے۔ اور آثار نبویہ سے معلوم ہوا کہ عیسی علیہ السلام آکر کچھ اور نا راست کا نام و نشان دنیا مین باقی نرکھین گے۔ اور الہام ہوا کہ ایسا نہوگا بلکہ عیسے یعنی مرزا صاحب ایسے داوپیچ کرینگے کہ اونکا سمجھنا مشکل ہوگا۔

آثار نبویہ مین ہے کہ عیسی علیہ السلام کے وقت جلال الہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی سے نیست و نابود کر دیگا۔ اور الہام یہ ہوا کہ ایسا نہوگا بلکہ کروڑہا مسلمان جو موجود ہین وہ بھی کافر ہو جائینگے۔ جب نبی کے ارشاد اور راستی کے الہام مین اسقدر فرق ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کے وجود کی خبر دین الہام اوسکا عدم

ثابت کرے تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ نبی کی تکذیب الہام سے درست ہے پھر جب تکذیب درست ہو تو تنسیخ کونسی بڑی بات ہے۔ بہرحال مرزا صاحب کے الہام معمولی نہین نبوت کے رنگ مین ہین رفتہ رفتہ بہت کچھ رنگ لانیوالے ہین۔

غرض اس قسم کے قاعدے اسی غرض سے قرار دئے کہ مطلب برآری مین کوئی رکاوٹ نہ رہے اور خوش کن الفاظ بھی اپنی جگہ قایم رہین پھر اگر پابندیون سے کوئی مجبوری واقع ہو اور موقع ملجائے تو ان خوش کن الفاظ کو ہٹا دینا کون بڑی بات ہے دیکھ لیجئے ازالۃ الاوہام مین صفحہ ۱۹۰ لکھتے ہین کہ مین یہ دعوی ہرگز نہین کیا کہ مین مسیح ابن مریم ہون جو شخص یہ الزام میرے پر لگادے وہ سراسر مفتری و کذاب ہے اور نیز ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین کہ مین نے براہین احمدیہ مین جو کچھ مسیح ابن مریم کے دوبارہ دنیا مین آنے کا ذکر لکھا ہے ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے لکھا ہے اور ص ۴۲۱ مین لکھتے ہین کہ یہ بات بہ بداہت ثابت ہے کہ ابن مریم سے وہ ابن مریم رسول اللہ مراد نہین ہے جو فوت ہوچکا ہے اور خدا یتعالی کی حکمت عجیبہ پر بھی نظر ڈالو کہ اس نے آج سے قریبًا دس برس پہلے اس عاجز کا نام عیسی رکھا اور بتوفیق و فضل براہین مین چھپوا کر ایک عالم مین اس نام کو مشہور کردیا اور ایک مدت دراز کے بعد خاص الہام سے ظاہر فرمایا کہ یہ وہی عیسی ہے جسکے آنے کا وعدہ تھا خدا یتعالی نے دس برس تک اس دوسرے الہام کو جو پہلے الہام کے لئے بطور تشریح تھا پوشیدہ رکھا انتہی اسکا مطلب ظاہر ہے کہ دس برس پیشتر اسکی تمہید کی تھی اور نیز ازالۃ الاوہام ص ۵۶۱ مین لکھتے ہین کہ خدا یتعالی نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہوچکا ہے چنانچہ اسکا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہوچکا ہے اور اسکے رنگ مین

ہوکر وعدہ کے موافق تو آیا ہے وکان وعداللہ مفعولا۔

آپنے دیکھ لیا کہ ابتدا مین تمہیداً کہا گیا تھا کہ مین مثیل مسیح ہون اور مسیح علیہ السلام بڑی شان وشوکت سے خود تشریف لانیوالے ہین اس سے کسی کو خیال بھی نہ ہوا کہ مرزا کو مسیحائی کا دعوی ہے اور خصوصاً ایسی حالت مین کہ وہ خود ازالۃ الاوہام مین صفحہ ۱۹۹ لکھتے ہین

کہ مثیل کہنا ایسا ہے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اسکے بعد یہ الہام کتاب مین درج کردیا کہ تو عیسی ہے اسپر بھی لوگون نے چندان توجہ نہ کی کہ الہامون کے اصلی ولفظی معنی لینے کی ضرورت نہین اسکے بعد یہ الہام ہوگیا کہ عیسی اب کہان وہ تو مرگئے مسیح موعود تو ہی ہے اور لکھتے ہین ع

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم	ازالہ ص۱۵۸	عیسی کجا است تا بنہد پا بمنبرم

اور تلافی مافات اسطور سے کی گئی کہ عیسی کا دوبارہ آنا ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے لکھا گیا تھا اور خدا کی قدرت ہے کہ اس آخری الہام سے دس برس پہلے خدا نے اپنا نام عیسی کہکر مشہور کردیا تھا اسی طرح جب ظل اور طفیل وغیرہ الفاظ کو ہٹانا منظور ہوگا تو ایک الہام ہوجائے گا کہ ہمنے تجھے مستقل نبی کردیا۔ اسوقت اگر پرانے خیال والا کوئی معترض چون وچرا کرے تو کمال غیظ وغضب سے فرمادینگے کہ تم بھی عجب بیوقوف ہو ارے میان خدا سے بالمشافہ بات کرنیوالا جسپر وحی بھی اترتی ہوا اور اوسکو خدا نے اپنا خلیفہ بھی بنادیا اور تمام قدرت اوسکے قبضہ مین دیدی کہ جو چاہئے کن کہکر کرڈالے کہین طفیلی ہوسکتا ہے۔ یہ الفاظ ہمنے صرف ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے سرسری پیروی کے طور پر لکھدئے تھے اور اس حکمت عجیبہ پر نظر ڈالو کہ بیس پچیس برس پہلے خدا نے اس عاجز کو تمام فضائل مذکورہ مستقل طور پر دیکر عالم مین مشہور کردیا تھا۔ دیکھتے ہو

کہین ان فضائل مین ظلی اور طفیلی کا نام بھی ہے۔

مرزا صاحب کو اپنی عیسویت جو ابتدا سے مد نظر تھی اوسکے ثابت
کرنے مین کیسی کیسی کارروائیان کرنی پڑی ہین۔ ابتدا یون کی گئی کہ حدیث شریف مین وارد ہے
علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اسلئے مین تمام انبیا کا مثیل ہون اور چونکہ اسمین کوئی
خصوصیت اونکی نہ تھی اسلئے کہ تمام علماء اس بشارت مین شریک تھے اسوجہ سے
خدا کی طرف سے پیام پہنچایا گیا کہ خاص طور پر فلان فلان نبی کے مثیل مرزا صاحب ہین
چنانچہ وہ آیتین الہام مین پیش کی گئین جنمین انبیا کے نام تھے جیسا ففہمنا ہا سلیمان
اور یا عیسی انی متوفیک وغیرہ اور انکے ترجمہ مین لکھدیا کہ اس سے مراد عاجز ہے۔ یہ کارروائی
اس خیال سے کی گئی کہ حمقا اس زوردار حکم کو ہرگز رد نہ کرینگے پہلے تو آیت قرانی
اور اسپر الہام ربانی اور جہلا جب ان آیتون کو قرآن مین دیکھ لین گے اور اس کے
الہامی معنی سمجھ لین گے تو ان کو کامل یقین ہوجائیگا کہ مرزا صاحب اس پایہ کے
شخص ہین کہ خداتعالی نے پہلے ہی سے انکی خبرین قرآن مین دے رکھی ہین کیونکہ جاہلون
کو ایسی باتون کا یقین اکثر ہوجایا کرتا ہے۔ چنانچہ کسی گانون کا واقعہ ہے کہ وہان
ایک ہندو زمیندار تھا جسکا نام ابا تھا اور تعظیماً اسکو لوگ اباجی کہتے تھے ایک معمر
عقلمند شخص ہونے کی وجہ سے اوسکی وقعت رعایا کے دل مین جمی ہوئی تھی اتفاقاً کوئی
مولوی صاحب اس گانون مین گئے ایک شخص نے اونسے پوچھا کہ حضرت ہمارے
اباجی کا بھی نام آپکے قرآن مین ہے مولوی صاحب نے کہا ہان موجود ہے ابی واستکبر
وکان من الکافرین اور اتفاقاً وہ کمبخت کانا بھی تھا یہ سنتے ہی وہان کے لوگون کو بڑا
فخر ہوگیا کہ ہمارے کانے اباجی کا ذکر مسلمانون کے قرآن مین بھی موجود ہے ۔

ان کو مرزا صاحب نے خاص طریقہ اور غرض سے اختیار کیا کیا کہ الہاموں میں منتشر ہو کر مرزا صاحب کا ذکر آئندہ ہو جو دیسے اور یہ بھی غرض تھی کہ علما کے نظر نہ پڑے یعنی الہامی الہام دوسرے الہاموں میں چھپا رہے اور کسی کو اس طرف توجہ نہ ہو کہ یا عیسی کہکر مرزا صاحب کو خدا کا خطاب کرنا کیسا ۔ پھر بتدریج دعوی خاص مثیل عیسی ہونے کا دعوی شروع کیا چنانچہ

ازالۃ الاوہام میں لکھتے ہین کہ آٹھ سال سے برابر شائع ہو رہا ہے کہ مین مثیل مسیح ہون ص ۱۹۱

اور اسمین لکھتے ہین کہ اس عاجز کو اللہ تعالی نے آدم صفی اللہ کا مثیل قرار دیا اور کسی کو

علماہین سے اس بات پر ذرہ بھی رنج دل مین نہین گذرا اور پھر مثیل نوح اور مثیل یوسف اور

مثیل داؤد اور مثیل ابراہیم علیہم السلام قرار دیا یہانتک نوبت پہونچی کہ بار بار یا احمد کے

خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا تو بھی کوئی

جوش وخروش مین نہین آیا اور جب خدائے تعالی نے اس عاجز کو عیسی یا مثیل عیسی کر کے

پکارا تو سب غضب مین آگئے ۔ یہ بات قرین قیاس نہین ہے کیونکہ یہ الہام براہین مین لکھا جا چکا ہے اوسوقت تو لوگ مرزا صاحب کو اپنے جیسے مسلمان سمجھتے تھے یہ غضب اسوقت آیا کہ وہ مسلمانون سے خارج ہو کر دوسری راہ لی اور سب کو چھوڑ کر عیسویت کی تخصیص کی ۔ اور جسوقت وہ الہام براہین مین لکھا تھا اوسوقت جو نہین پوچھا کہ اس تخصیص کی کیا وجہ اوسکی وجہ یہی تھی کہ مرزا صاحب سے یہ توقع کسی کو نہ تھی کہ مسلمانون ہی کو کافر بنائین گے کیونکہ اسوقت وہ مسلمانون کی طرف سے کافرون کا مقابلہ کر رہے تھے ۔ غرض اسوقت صرف مثیل مسیح کہا گیا تھا اس سے کوئی تعلق نہین کہ مسیح آنیوالے بھی ہین یا مرگئے چونکہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ مین باور کرا دیا تھا کہ مسیح بڑی شان وشوکت سے آئین گے اور مین بطور پیشخیمہ ہون اسوجہ سے مسیح علیہ السلام کے موت کے طرف کسی کو توجہ نہوئیگا

کوئی سنتا ہی نہ تھا۔ اسکے بعد مثیل مسیح موعود بڑھایا گیا جس سے دیکھنے مین تو یہ بات ہو کہ مسیح موعود کے مثیل ہین اور در باطن تمہید اسکی تھی کہ لفظ موعود صفت مثیل کی قرار دیجائے چنانچہ معتقدین مین سینہ بسینہ یہ بات رواج پا گئی اسکے بعد لفظ مسیح کہ مثیل اکثر مثیل موعود کہدیا اور اسکے ساتھ الہام کی جوڑ لگا دی کہ مسیح جو نبی تھی وہ مرگئے اور انکی جگہ مین آیا ہون اور مثیل موعود مین ہون اور جتنے آیات و احادیث مین صراحۃً عیسی علیہ السلام کے آنیکا ذکر ہے کہدیا کہ اوس سے مین ہی مراد ہون پھر صرف اپنے ہی پر مسیحیت کو ختم نہین کیا بلکہ انہین پہلے الہامون کی بنا پر یہ سلسلہ اپنے اولاد مین بھی قائم کر دیا اور اسکی دلیل یہ بیان کی کہ میرا نام براہین مین مریم بھی خدا نے رکھا ہے اسلئے ابن مریم ضرور میری اولاد مین ہوگا اور وہ الہام جو براہین مین بے تکے سے معلوم ہوتے تھے کیونکہ مقصود اس کتاب کا صرف کفار کا مقابلہ تھا اس مین اس قسم کے الہامون سے کیا تعلق وہ الہام اتنی مدت کے بعد اب کام آگئے اور وہ غرض پوری ہوئی جو براہین احمدیہ کی تصنیف سے تھی۔

یہان وہ عبارت بھی قابل دید ہے جو مرزا صاحب نے علما کے نام سے معذرتی نیاز نامہ مین لکھا ہے جو ازالۃ الاوہام مین صفحہ ۱۹۰ درج ہے اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونیکا دعوی کیا ہے جسکو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہین آٹھ سال سے برابر شائع ہو رہا ہے کہ مین مثیل مسیح ہون اور یہ میری طرف سے کوئی نئی بات ظہور مین نہین آئی کہ مین نے اپنے رسالون مین اپنے تئین وہ موعود ٹھیرایا ہے جس کے آنے کا قرآن شریف مین اجمالا اور احادیث مین تصریحًا بیان کیا گیا ہے کیونکہ مین تو پہلے بھی براہین مین بتصریح لکھ چکا ہون کہ مین وہی مثیل موعود ہون جسکے آنے کی خبر روحانی طور پر قرآن اور احادیث نبویہ مین پہلے سے وارد ہو چکی ہے انتہی اس عبارت پر غور کیا جائے کہ اوس سے عیسی علیہ السلام کا آیندہ

آنا ثابت ہوتا ہے یا مرزا صاحب کا جانشین قرار پایا مرزا صاحب نے اس عبارت مین صنعت نا فقا کام مین لایا ہے جسکا حال بتقریب معلوم ہوگا۔ مولویون کو اسمین یہ سمجہانا کہ آٹھ سال سے مین اپنے کو فقط مثیل مسیح کہہ رہا ہون اور یہ کہ موعود کا یعنے مسیح موعود کا مثیل ہون کوئی نئی بات نہین نکالی کہ وہ موعود اپنے تئین ٹہیرایا کہ جس کے آنیکا ذکر قرآن و حدیث مین ہے وہ تو اپنے وقت پر آئین گے جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے۔

اور اسی عبارت سے معتقدین کو یہ سمجہایا کہ مین وہی مثیل ہون جو موعود ہے اور آٹھ سال سے مثیل مسیح ہونیکا دعوی کر رہا ہون اور یہ بات کہ اپنے تئین وہ موعود ٹہیرایا جسکا ذکر قرآن و حدیث مین ہے کوئی نئی بات نہین نکالی قدیم سے یہی کہہ رہا ہون کہ مین مثیل موعود ہون۔ میرے ہی آنے کا وعدہ قرآن و حدیث مین ہے۔

اب غور کیا جائے کہ مرزا صاحب نے اس مسئلہ مین کس قدر داؤ پیچ کئے اسپر یہ ارشاد ہوتا ہے کہ مولوی لوگ لومڑی کے طرح داؤ پیچ کیا کرتے ہین اگر انصاف سے دیکہا جائے تو لومڑی کتنی ہی مسن ہو مرزا صاحب کو نہین پہنچ سکتی۔

اہل سنت والجماعت بقول مرزا صاحب لکیر کے فقیر ہین جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس حد سے وہ خارج نہین ہوسکتے دیکہئے عیسی علیہ السلام کے قیامت کے قریب آنے کی تصریح متعدد حدیثون مین فرمائی ہے کہ آنیوالے وہی عیسی بن مریم ہین جو روح اللہ اور نبی اللہ تھے اسمین کہین مثیل کا نام بھی نہین یہی اعتقاد تمام امت کا ابتدا سے آجتک ہے جسپر ہزارون کتابین گواہ ہین اب اسمین داؤ پیچ کی اہل سنت والجماعت کو ضرورت ہی کیا۔

مرزا صاحب کی تقریر سے بھی معلوم ہوا کہ مسیح موعود جسپر حدیث کی پیشگوئیان

صادق آئیگی وہ مرزا صاحب کی اولاد مین ہوگا جسکے مثیل مرزا صاحب ہین - جب موعود وہ ہوا تو مرزا صاحب کا موعود ہونا کسی طرح صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ حدیث شریف مین صرف ایک مسیح موعود ہین اگر مثلیت کی وجہ سے خود موعود ہونا چاہتے ہین تو اولاد اوس سے محروم ہو جاتی ہے مگر چونکہ مرزا صاحب نے مہر پدری سے لفظ موعود اپنے فرزند کو ہبہ کر دیا ہے تو اب اس ہبہ مین عود کرنا انکی شان سے بعید ہے اسلئے بہتر یہ ہے کہ خود ہی اوس سے دست بردار ہو جائین یا یون کہیے کہ جناب مرزا صاحب نے اپنے مضامین موعودیت کو براہین مین اسطرح سے روا رکہا تھا کہ آخر عمر مین اس دعوی کا انتقال اپنی نسل کیلئے کر جائین اور چونکہ اب مرزا صاحب کی عمر آخر ہے لہذا یہ دعوی بصراحت لکھا گیا ہے کہ اونکی اولاد مین مسیح موعود پیدا ہوگا -

براہین احمدیہ مین جو مرزا صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ نئے روشنی والون اور پادریون وغیرہ مذاہب باطلہ پر یہ کتاب حجت ہوگی اور اوس سے ہمیشہ کے مجادلات کا خاتمہ فتح عظیم کے ساتھ ہو جائیگا - چنانچہ اسی بات پر لوگون نے زر خطیر اسپر صرف کیا جسکا حال ادپر معلوم ہوا افسوس ہے کہ یہ وعدہ غلط ثابت ہوا اسلئے کہ اس کتاب سے نہ کوئی نیچر راہ راست پر آیا نہ پادری وغیرہ مسلمان ہوے - بلکہ برخلاف اسکے بیس کروڑ سے زیادہ مسلمان جنکی نسبت خود مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ خدا تعالی نے پیش گوئی کی ہے کہ قیامت تک وہ گمراہ ہونگے مشرک اور کافر قرار پائے چنانچہ الحکم مین وہ لکھتے ہین کہ جو کوئی میری نبوت کی تکذیب کرے یا اوسمین تردد کرے اوسکے پیچہے نماز پڑہنی میری جماعت پر حرام اور قطعی حرام ہے کیونکہ وہ ہلاک شدہ قوم اور مردہ یعنے کافر ہے -

الغرض تحریر سابق سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ مین

کمال درجہ کی عیاری سے اسرار پوشیدہ رکھے تھے جو بظاہر مرزا صاحب کے مقصود کے
خلاف تھے - پھر جب انہون نے دیکھا کہ ضرورت کے موافق روپیہ اور ہم خیال لوگ
جمع ہوگئے اوسوقت اون اسرار کے ظاہر کرنے کے طرف متوجہ ہوے اور ایک
کتاب تخمیناً ساٹھ جزو کی لکھی جس کا نام ازالۃ الاوہام رکھا - اس نام سے ظاہر ہے
کہ اوسمین اون خیالات کا دفعیہ ہے جو مصلحتاً اونکی عیسویت کے مخالف اوسمین
درج کئے گئے تھے اور اس پوری کتاب مین صرف اسی بحث پر زور دیا کہ مین مسیح موعود
ہون - چونکہ اونکا مسیح موعود ہونا دو باتون پر موقوف تھا - ایک عیسے علیہ السلام
کی موت کا ثبوت دوسری اونکا خدا کی طرف سے مامور ہونا - دوسری شق کی تمہید
براہین مین کی جسکا حال کسی قدر معلوم ہوا اگر اس نظر سے وہ کتاب دیکھی جائے
جسکی خبر ہم دیرہے ہین تو عجب فہم و نزاکت طبع معلوم ہوگا کہ کس قدر داوپیچ مرزا صاحب
نے اوسمین کئے ہین - امور کلیہ کو اوسمین طے کردیا مثلاً اگلے لوگون کے برابر ہم
ہوسکتے ہین - الہام حجت ہے سلسلہ الہام کا ہمیشہ جاری ہے - وحی بحسب ضرورت
نازل ہوتے ہین الہام و وحی ایک ہین - الہام قطعی ہوتا ہے - الہام کی قابلیت شرط ہے
پھر اپنے الہام درج کئے جمین سے چند یہان درج کئے جاتے ہین - قل جاء الحق وزہق الباطل
الذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ - قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحمدک اللہ من عرشہ ویحمدک ویصلی - وماکان اللہ معذبہم وانت فیہم - انی معک
وکن معی - یاعیسی انی متوفیک - انا فتحنا لک فتحاً مبیناً - ولوکان الایمان بالثریا
لنالہ انار اللہ برہانہ - یا احمد یرفع اللہ ذکرک ویتم نعمتہ علیک فی الدنیا والآخرۃ -
یاایہا المدثر قم فانذر - اور جو معجزات انبیا علیہم السلام کے قرآن وحدیث مین

یہ منقول ہین سب گوستاخانہ طور پر کہنا قرار دیکر عقلی معجزات کی ضرورت بتائی اور
لکھا اگر یہ نہ آتا تو جہان مین اندھیرا ہوجاتا میرے متبعین کو غلبہ قیامت تک ہوئے وغیرذلک
اور شق اول یعنے عیسی علیہ السلام کی موت کی بحث ازالۃ الاوہام مین کرکے اپنی
عیسویت کو جمایا چنانچہ لکھا ہے کہ دیکھو یا عیسی کا مجھکو خطاب ہوا تھا اور مین رسول
بھی ہون اور خدا نے ہدایت کے لئے مجھے بھیجا ہے وغیرہ وغیرہ - اب رہی یہ بات
کہ احادیث وغیرہ سے عیسی علیہ السلام کا زندہ آسمانون پر جانا ثابت ہے تو انمین
تاویل کر ڈالی بلکہ ساقط الاعتبار کردیا - اور تفسیرون کے نسبت یہ لکھدیا کہ بیہودہ
خیالات ہین - اور لکھا کہ کوئی شخص زندہ آسمانون پر جا نہین سکتا - اور اسی بنا پر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی کا انکار ہی کردیا اور جو احادیث صحیحہ اوس باب
مین وارد ہین اونکی تغلیط کی - اور قولہ تعالی وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ
وَرَافِعُکَ سے یہ استدلال کیا کہ خدا تعالی نے اونکو خبر دی تھی کہ تم مرنیوالے ہو
اور تم کو مین اٹھانیوالا ہون - چونکہ اس آیت مین پہلے اونکی وفات کا ذکر ہے -
اوس سے ثابت کیا کہ وفات پہلی ہوئی - اور اسکو نظر انداز کیا کہ واو ترتیب کے لئے نہین ہے
حالانکہ کئی آیتون سے ثابت ہے کہ واو سے جو عطف ہوتا ہے اوسمین ترتیب نہین ہوتی
اسی بنا پر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو روایت ہے کہ اس آیہ شریفہ مین معنی تقدیم
و تاخیر ہے اوسکی نسبت کہا کہ انہون نے اپنے لئے خدا کی استادی کا منصب قرار دیا
پھر اپنے زعم مین عیسی علیہ السلام کو میت قرار دیکر لکھا کہ کسی مرے ہوے کو خدا زندہ
کیا ہی نہین حالانکہ متعدد واقعات مین ہزارہا مردون کا زندہ ہونا قرآن شریف سے
ثابت ہے - سب مین تاویلین کرکے اونکا انکار کردیا اور جس قدر احادیث انبیا مین

وارد ہین سب کو غلط ٹھہرایا پہر اس مسئلہ مین یہانتک ترقی کی کہ قیامت مین بہی عیسی علیہ السلام کا زمین پر آنا غیر ممکن بتایا۔ اور حشر اجساد سے صاف انکار کردیا اور دجال اور امام مہدی کے باب مین جتنی حدیثین وارد ہین سب کی تکذیب کی۔

غرض کہ اپنے مقاصد مین جس آیت یا حدیث کو مارج دیکہا سب کی تکذیب یا تحریف کرڈالی۔ انکی سوا اور بہت سے مباحث ہین جنکا ذکر موجب تطویل ہے حاصل یہ کہ براہین احمدیہ اور ازالۃ الاوہام خاص اپنی عیسویت اور نبوت ثابت کرنیکی غرض سے لکہی جیساکہ الہامات مذکورۂ بالا سے ثابت ہے۔

نبوت کی آرزو ابتدا مین مسیلمہ کذاب کو ہوئی اوسکے بعد اکثر عقلا کو ہوا کی اور چونکہ آیۂ شریفہ خاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی اونکی تکذیب کرتی تہی اوسکے جواب کے لئے بہت سی تدابیر سوچی گئین بعضون نے معنی مین تصرف کیا بعضون نے یہ تدبیر کی کہ لانبی بعدی کے بعد الا ان یشاء اللہ روایت مین زیادہ کردیا مگر کسی کی چلی نہین گو بعض بے دینون نے مان لیا مگر عموماً اہل اسلام ان کی تکذیب ہی کرنے سے مرزا صاحب نے دیکہا کہ اس زمانہ مین روایت کی بہی ضرورت نہین اپنی جرات سے لانبی بعدی کے بعد الانبی ظلی بڑہا دیا۔ کیونکہ وہ ظلی نبوت کو مع جمیع لوازم موت حقیقۃً جایز رکہتے ہین اور خوش اعتقادون نے اسپر بہی امنا وصدقنا کہدیا۔

قرائن قویہ سے یہ بات ثابت ہے کہ مرزا صاحب کو نبوت مستقلہ کا دعوی ہے مگر یہ خوف بہی لگا ہوا ہے کہ کہین کوئی مسلمان پکڑلے کہ وہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے تو رہائی مشکل ہوگی اسلئے انہون نے فرار کی یہ راہ نکالی کہ ظلی کہکر چہوٹ جائینگے

اور یہی عقلا کا طریقہ بھی ہے کہ قدم الخروج قبل الولوج کو ہمیشہ پیش نظر رکہا کرتے ہین بلکہ کتب لغت اور تفاسیر مین تو یہ بھی لکھا ہے کہ بعض ہوشیار جانورون کا بھی اسپر عمل ہے چنانچہ جنگلی چوہے کی عادت ہے کہ جس زمین مین گہر بناتا ہے اوسمین ایک سوراخ ایسا بھی بنا رکہتا ہے کہ اگر کوئی آفت آئے تو اوس راہ سے نکل جائے اس احتیاطی راستہ کو عرب نافقا کہتے ہین۔ مسلمانون مین بھی اس قسم کے عقلا پیدا ہو گئے تھے کہ ظاہری موافقت اہل اسلام کو جان بچانے کی راہ بنا رکھی تھی حقتعالے نے ایسے عقلا کا نام منافق رکہا جنکی نسبت ارشاد ہے اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یعنے منافق کفار سے بھی بدتر ہین جنکا ٹھکانا دوزخ کے نیچے کے طبقہ مین ہے۔

جس طرح نبوت کے دعوی مین مرزا صاحب نے گریز کا طریقہ نکال لیا اسی طرح ہر موقع مین بھی کیا کرتے ہین چنانچہ تمام فضائل سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پر چسپان کرکے گریز کا یہ طریقہ نکالا کہ بطور ظلی وہ سب فضیلتین حق تعالی نے انکے کودین اور نیز دعوی کیا کہ ہر قسم کے معجزات وخوارق عادات مین دکھلا سکتا ہون اور گریز کا طریقہ یہ نکالا کہ طلب کرنیوالا نہایت خوش اعتقاد اور طالب حق ہونا شرط ہے اگر ذرا بھی اعتقاد مین فرق آجائے تو کوئی خارق عادت ظاہر نہین ہو سکتی پیشگوئیون مین بھی یہی کیا چنانچہ اتہم صاحب والی پیش گوئی مین لکھا کہ وہ اتنی مدت مین مرجائیگا بشرطیکہ رجوع الی الحق نکرے۔ اور جب مدت معینہ مین وہ نہین مرا تو کہدیا کہ اوس نے رجوع الی الحق کی تھی حالانکہ اونکو انکار رہے۔ اگر اونکی کتابین دیکھی جائین تو اسکی نظائر بہت ملسکتی ہین۔

مرزا صاحب نے جتنے فضائل کے دعوی کیئے ہین - کہ مین محدث ہون امام زمان
ہون حارث ہون جو امام مہدی کے زمانہ مین اونکی تائید کے لئے نکلے گا اور جسکی تائید
تمام مسلمانون پر واجب ہوگی - امام مہدی ہون - عیسی موعود ہون - خدا نے مجھے
بھیجا ہے - مین نبی ہون مجھپر سچی وحی اترتی ہے - خدا بے پردہ ہوکر مجھسے باتین کرتا ہے
بلکہ ٹھٹھے کرتا ہے - خدا کی اولاد کے برابر ہون - میری تکذیب کی وجہ سے طاعون خدا
نے بھیجا - میرا منکر کافر ہے وغیرہ وغیرہ - یہ سب ایسی باتین ہین کہ کسی کو خبر نہین ہو سکتی
کہ مرزا صاحب سچ کہ رہے ہین یا جھوٹ - ہر فاسق خبر دیسکتا ہے کہ خدا نے مجھ سے
یہ فرمایا دیکھ لیجیئے جتنے جھوٹون نے نبوت کا دعوی کیا سب کے دعوی اسی قسم کے
ہوا کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ میرا سینہ شق کر کے فرشتہ نے علم لدنی سے اوسکو بھر دیا -
کوئی کہتا تھا کہ خدا نے مجھے یا نبی یعنے اے میرے پیارے لڑکے کہا - کوئی کہتا تھا کہ
مین عیسی مہدی یحیی زکریا محمد ابن حنفیہ جبریل اور روح القدس وغیرہ ہون ایسے امور مین
اندرونی مقابلہ پر کوئی مطلع نہین ہوسکتا ممکن ہے کہ اونکو شیطان کا مشاہدہ ہوتا ہو
اور اوسکو انہون نے خدا سمجھ لیا ہو جیسا کہ بعض بزرگوارون کے واقعات سے معلوم
ہوتا ہے جنکا حال آیندہ معلوم ہوگا اور شیطان کا وحی کرنا بھی اس آیہ شریفہ سے ثابت
ہے قولہ تعالی وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِينَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ
يُوحِي بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ تعجب نہین کہ شیطان نے وحی اونپر ٹھٹھے سے یہ اتاری ہو
کہ تم سب کچھ ہو یہانتک کہ یہ بھی کہدیا کہ انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون
یعنے تم جو کچھ پیدا کرنا چاہو تو کن کہدیا کرو وہ چیز فورًا وجود مین آجاے گی - مرزا صاحب
کو اس وحی کے بعد حق تھا کہ ملہم سے کہدیتے کہ حضرت مین نے براہین احمدیہ کس محنت سے

انکی ہورا ہونیکے صلہ مین کیسی دقتون سے روپیہ جمع کیا۔ لوگون کی خوشامدین کین برا بھلا کہا
مار دلائی اور لوگون نے میرے اس وعدہ کے بہروسہ پر مدد دی کہ پہر اور جملہ فرق باطلہ
پر انپر فتح عظیم ہوجاتی ہے۔ مین کفا سے کہتے کہتے تہک گیا کہ مسلمان ہوجاؤنگا مگر
اب تک کوئی مسلمان نہوا امیدین ہزارہا آلن بیکار گئے اور جا رہے ہین ایسا کن
آپ ہی کو مبارک۔ میری تائید اسی قدر ہو تو کافی ہے کہ جو وعدے مین نے براہین مین
کئے تھے جن پر تمام مسلمان فریفتہ ہوگئے تھے وہی پورے کرا دئے جائین۔

غرض ادنیٰ تامل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ مرزا صاحب کے کل دعوی مجرد ہین جنکے ساتھ
کوئی دلیل نہین جیسے اور دنیا دارونکی عادت ہے کہ جب دیکہتے ہین کہ بغیر اس قسم کے دعوٰونکے کام
نہین نکلتا تو جھوٹ سچ کہکر کام نکال لیتے ہین مرزا صاحب نے بھی یہی کام کیا کہ اپنی
خوب سی تعلیان کین اور براہین احمدیہ مین وعدے کئے کہ پہر دن سے مقابلہ کرتا ہون
پادریون کو قائل کرتا ہون آریہ وغیرہ کو الزام دیتا ہون وغیرہ وغیرہ مگر ایفا ایک کا بھی نہوا
اور اس ذریعہ سے مسلمانون سے ایک رقم خطیر حاصل کرلی جسکے دینے پر وہ ہرگز راضی
نہین۔ کیا جن لوگون نے روپیہ دیا تھا اب وہ اس بات پر فخر کرسکتے ہین کہ ہمارا روپیہ
ایسے کام مین صرف ہوا کہ تمام روے زمین کے مسلمان اوسکی بدولت کافر بنائے جا رہے
ہین۔ کیا اونکو یہ ندامت نہو گی کہ مرزا صاحب نے ہمین احمق بنا کر اسقدر روپیہ ہم سے
لے لیا اور ایسے کام مین لگایا کہ ہمارے ہی دین کی بیخ کنی ہو رہی ہے۔ کیا اب وہ
اس بات پر افسوس نہین کرتے کہ اگر ذرا بھی ہمین معلوم ہوتا کہ اس کارروائی کا انجام یہ
ہونے والا ہے تو اوسوقت اسکا دہ چند روپیہ مخالفت مین صرف کرتے تاکہ وہ آتش فتنہ
اسقدر بہڑکنے ہی نہ پاتی۔

حق تعالی فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ یعنے اے مسلمانو ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ سے نہ کھاؤ۔ ہان تراضی طرفین سے تجارت مین اگر مال لیا جائے تو مضائقہ نہین۔

مرزا صاحب براہین احمدیہ کی تصنیف اور طبع کے زمانہ مین بخوبی جانتے تھے کہ یہ ایسا خنجر بنایا گیا ہے کہ جب بے رحمی سے مسلمانون کے گلون پر چلایا جائے گا تو باپ کو بیٹے سے بھائی کو بھائی سے جورو کو شوہر سے جدا کر دیگا۔ ایک دوسرے کا جانی دشمن اور خون کا پیاسا ہو جائے گا۔ مسلمانون مین ایک تہلکہ عظیم برپا ہوگا جس سے مخالفون کو اقسام کے موقع ہاتھ آجائین گے مسلمانون کی حالت کو دیکھکر وہ خوش ہون گے بغلین بجائین گے ناچین گے کہ اب یہ قوم ایک زمانہ تک خانہ جنگیون سے فرصت نہین پا سکتی اگرچہ پہلی مخالفتین بھی بہت تھین مگر امتداد زمانہ کی وجہ سے اونکا احساس کم ہوگیا تھا اس نئی مخالفت کے پرانی ہونے کو ایک مدت دراز درکار ہے۔

الحاصل اس نئی مخالفت نے تمام مسلمانون کو ایک ایسے تہلکے مین ڈالدیا ہے کہ الامان۔ علاوہ شماتت اعدا کے اس خانہ جنگی نے مخالفین اسلام کو پورا موقع دیدیا ہے کہ بے فکری سے اپنی کامیابیون مین کوشش کرین۔ کیا اس تفرقہ انداز بلائے ناگہانی کے مول لینے پر کوئی مسلمان راضی ہو سکتا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ مال مسلمانون کی رضامندی سے انہون نے حاصل کیا تھا پھر باوجود اسکے کہ خدائے تعالی نے ایسا مال لینے سے منع کر دیا ہے دھوکا دیکر جو مال مسلمانون سے انہون نے لیا اوسکا خدا کو کیا جواب دینگے۔ اب ہم اونکے تقدس کو کتنا ہی مانین مگر اسکا کیا علاج کہ اونکی کارروائیان

پکار پکار کر کہہ رہی ہین کہ انہون نے بدنیتی سے فتنہ انگیزی کی مسلمانون مین تفرقہ ڈالا جھوٹ کے مرتکب ہوئے۔ بیوفائی خیانت وعدہ خلافی نمک حرامی اور خدا ورسول کی مخالفت کی دہوکا دیا۔ داؤ پیچ سے ناجائز طور پر مسلمانون کا مال ٹٹولا۔

ناظرین یہان یہ خیال نہ فرماوین کہ مرزا صاحب جو الفاظ علما ومشائخین کی شان مین استعمال کیا کرتے ہین ہم نے اونکا جواب دیا کیونکہ ہمنے کوئی لفظ غصہ کی حالت مین نہین کہا صرف مسلمانون کو اون کے حالات معلوم کرانے کی ضرورت تھی تاکہ اونکی کارروائیون پر مطلع ہون۔ پہر اونکی کارروائیان جو الفاظ پیش کر رہی ہین اگر وہ بیموقع ہین اور اونکی جگہ دوسرے الفاظ ملسکتے ہین تو ہمین بھی اوسمین کلام نہین غرض ہمنے یہ سب ٹہنڈے دل سے لکھا جسکو مرزا صاحب بھی جائز رکھتے ہین بخلاف اون کے کہ وہ غصہ کی حالت مین جو جی چاہتا ہے کہہ جاتے ہین جیساکہ ان الفاظ سے ظاہر ہے جو علما ومشائخین کی شان مین تحریر فرماتے ہین۔ پلید۔ دجال۔ خفاش۔ لومڑی۔ کتے گدہے۔ خنزیر سے زیادہ پلید۔ چوہڑے۔ چمار۔ غول الاغوال۔ روسیاہ۔ دشمن قرآن۔ منافق۔ نمک حرام وغیرہ وغیرہ۔ جو عصائے موسیٰ مین اونکی تصانیف سے نقل کرکے بلحاظ حروف تہجی ایک طولانی فہرست مرتب کیا ہے۔ اور ہم نے جو لکھا اوسکی اجازت مرزا صاحب کی تحریر بھی ثابت ہے چنانچہ ازالۃ الاوہام ص ۱۳ مین تحریر فرماتے ہین۔ جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپان ہو دشنام نہین ہے دشنام ورسب وشتم فقط اوس مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقع اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جائے۔ ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے کہ سچی بات کو پوری پوری طور پر مخالف گم گشتہ کے کانون تک پہنچا دیوے اور تلخ الفاظ جو اظہار حق کیلئے

ضروری ہین اور اپنے ساتھ اپنا ثبوت رکھتے ہین وہ ہر ایک مخالف کو صاف صاف سنا دینا نہ صرف جائز بلکہ واجبات سے ہے تا مداہنت مین مبتلا نہ ہو جائے۔

یون تو بسبب اقتضائے زمانہ ہزارہا مسلمان نیچر کرستان آریہ وغیرہ بنے اور بنتے جارہے ہین ہر شخص اپنی ذات کا مختار ہے ہمین اوسمین کلام نہین خود حق تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا یعنے جسکا جی چاہے ایمان لائے اور جسکا جی چاہے کافر ہو جائے ہمنے ظالمون کے لئے آتش دوزخ تیار کر رکھی ہے۔ مگر چونکہ مسلمان خوش اعتقادی سے مرزا صاحب کو عیسیٰ موعود اور نبی وغیرہ سمجھکر اونکی اتباع مین خدا و رسول کی خوشنودی خیال کرتے ہین اسلئے بمصداق الدین النصیحۃ صرف خیر خواہی سے مرزا صاحب کے حالات اور خیالات جو اون کی تصانیف مین موجود ہین ظاہر کر دینے کی ضرورت ہوئی اسپر بھی اگر وہ نیا دین ہی قبول کرنا چاہین تو ہمارا کوئی نقصان نہین وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ۔

مرزا صاحب کو چونکہ نبوت کا دعوی ہے اور معجزات اوسکے لوازم ہین اونکو فکر ہوئی کہ باتین بنانا تو آسان ہے طبیعت خداداد سے بہت سے حقائق و معارف تراش لئے جائینگے۔ مگر خوارق عادات دکھلانا مشکل کام ہے کیونکہ وہ خاص خداتعالیٰ کی رضامندی اور مدد پر موقوف ہے اسلئے انکو اس مسئلہ مین بڑا ہی زور لگانا پڑا۔ دیکھا کہ الہام کا طریقہ بہت آسان ہے جب وہ ثابت ہو جائیگا تو پھر کیا ہی بات بات مین الہام و وحی اتار لیجائیگی۔ اسلئے براہین احمدیہ مین الہام کی ایک وسیع بحث کی۔ اگرچہ بظاہر وہ مخالفین اسلام کے مقابلہ مین تھی اسلئے کہ وہان صرف وحی اور نبوت ثابت کرنا ظاہرا منظور تھا مگر ایسا بین بین طریقہ اختیار کیا کہ عام طور پر الہام ثابت ہو جائے۔

اور اہل اسلام اسکا انکار بھی نہ کرسکین - پھر اپنے الہامات پیش کئے اور الہامی پیشگوئیون
کا دروازہ کھول دیا اور انمین ایسی ایسی تدابیر عمل مین لائی گئین کہ انہین کا حصہ تھا جیسا کہ
مسٹر اتہم وغیرہ کی پیش گوئیون سے ظاہر ہے - مرزا صاحب باوجودیکہ نبوت کا دعوے
کرتے ہین مگر معجزات سے متعلق اونکی عجیب تقریرین ہین - ازالۃ الاوہام صہ ۲۹۶ مین عیسیٰ علیہ السلام
کے معجزات بیان کرکے لکھتے ہین کہ ان تمام اوہام باطلہ کا جواب یہ ہو کہ وہ آیات جنمین
ایسا ہی تشابہات ہین اور یہ معنی کرنا کہ گویا خدا نے اپنے ارادہ اور اذن سے عیسیٰ کو
صفات خالقیت مین شریک کر رکھا تھا صریح الحاد اور سخت بے ایمانی ہے - اگر خدا
اپنے اذن وارادہ سے اپنی خدائی کی صفتین بندون کو دیسکتا ہے تو بلاشبہ وہ اپنی
ساری صفتین خدائی کی ایک بندے کو دیکر پورا خدا بنا سکتا ہے پس اس صورت مین
مخلوق پرستون کے کل مذاہب سچے ٹھہر جائین گے یہ حملہ ان لوگون پر ہے جنکا ایمان اس
آیہ شریفہ پر ہے وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ
أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ
وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا
تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ -
ترجمہ وہ یعنے عیسیٰ بن مریم ہمارے پیغمبر ہونگے جنکو ہم بنی اسرائیل کی طرف بھیجینگے اور
وہ ان سے کہین گے کہ مین تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانیان یعنے معجزات لیکر
آیا ہون کہ مین پرندہ کی شکل کا سا بناؤن پھر اسمین پھونک مارون اور وہ خدا کے حکم
اڑنے لگے اور خدا کے حکم سے مادرزاد اندھون اور کوڑھیون کو بھلا چنگا اور مردون کو
زندہ کردون اور جو کچھ تم کھا کر آؤ اور جو کچھ تم نے گھرون مین سینت رکھا ہو تمکو بتادون

بیشک اس بیان مین نشان ان لوگون کے واسطے ہے جو ایمان لاتے ہین یہ خبر حق تعالےٰ
نے مریم علیہا السلام کو عیسی علیہ السلام پیدا ہونے سے پیشتر دی تھی جس کا حال بیان
کر کے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نشانی انہی لوگون کے واسطے ہے جو ایمان لاتے ہین اور
یہ ظاہر بھی ہے کہ جن کو خدا کی خبرون پر ایمان نہ ہوا ونکو یہ بیان کیا مفید ہوگا مرزا صاحب
جیسے شخص اسکو نہین مانتے تو کفار اوسکی کیونکر تصدیق کرسکین۔ مگر الحمد للہ اہل اسلام
کو اوسکا پورا یقین ہے اور مرزا صاحب کے تشکیک سے وہ زائل نہین ہوسکتا

مرزا صاحب نے براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۶ مین لکھا ہے۔ لیکن قرآن شریف کا کسی امر کے بارہ مین

خبر دینا دلیل قطعی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ دلائل کاملہ سے اپنا منجانب اللہ اور مخبر صادق
ہونا ثابت کرچکا ہے۔ شاید مرزا صاحب نے یہ بات آریہ وغیرہ کے مقابلہ مین مصلحۃً
کہی تھی ورنہ وہ تو قرآن کی خبرون کو دلیل قطعی تو کہان دلیل ظنی بھی نہین سمجھتے۔
بلکہ اسپر ایمان لانے کو شرک و الحاد سمجھتے ہین۔ انہون نے یہ خیال نہین کیا کہ خدا تعالےٰ
کے ارشاد سے صاف ظاہر ہے کہ بے ایمان اوسکی تصدیق نہ کرینگے۔ حیرت ہے کہ
جس طرح ابلیس نے دہوکا کھایا تھا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا شرک ہے کیونکہ مسجودیت
خاص صفت باری تعالیٰ ہے۔ مرزا صاحب بھی اسی دہوکے مین پڑگئے کہ ایسی قدرت
عیسی علیہ السلام مین خیال کرنا شرک ہے۔ مرزا صاحب مسلمانون پر شرک کا الزام جو لگا
رہے ہین درپردہ وہ خدائے تعالیٰ پر لاعلمی کا الزام لگارہے ہین دیکھئے براہین احمدیہ صفحہ ۱۱۱

مین لکھے ہین کہ مسلمانون کا پھر شرک اختیار کرنا اس جہت سے ممتنعات سے ہے کہ خدائے تعالےٰ

اس بارے مین پیشین گوئی کرکے فرمادیا ہے کہ مَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ
ادنی تامل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اگر یہ عقیدہ جو مسلمانون نے اختیار کیا ہو شرک ہے تو

خدائے تعالی کی ہیں گو نبی اسکی تصدیق مرزا صاحب کر چکے ہین نعوذ باللہ بقول مرزا صاحب جھوٹی ہوئی جاتی ہے مگر اُنھون نے اپنی ذاتی غرض کے لحاظ سے اوسکی کچھ پروانہ کی اور صحابہ تک کے کل مسلمانون پر شرک کا الزام لگا دیا۔

اور ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۱۱ مین لکھے ہین کہ نبی لوگ دعا اور تضرع سے معجزہ مانگتے ہین معجزہ نمائی کی ایسی قدرت نہین رکھتے جیسا کہ انسان کو ہاتھ ہلانے کی قدرت ہے انتہی

اور نیز ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۲۲ مین یہ بھی لکھا ہے کہ اناجیل اربعہ کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح جو کام اپنی قوم کو دکہاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہین اور قرآن شریف مین بھی کسی جگہہ یہ ذکر نہین کہ مسیح بیمارون کے چنگا کرنے یا پرندون کے بنانے کے وقت دعا کرتا تھا بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جسکو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکہاتا تھا چنانچہ جس نے کبھی غور سے انجیل پڑہی ہوگی وہ ہمارے اس بیان کی بیقین تمام تصدیق کریگا اور قرآن شریف کے آیات بھی بہ آواز بلند پکار رہی ہین کہ مسیح کے ایسے عجائب کامون مین اس کو طاقت بخشی گئی تھی اور خدائے تعالی صاف فرما دیا ہے کہ وہ ایک فطرتی طاقت تھی جو ہر ایک فرد بشر کی فطرت مین مودع ہے مسیح سے اسکی کچھ خصوصیت نہین چنانچہ اس بات کا تجربہ اس زمانہ مین ہو رہا ہے۔ مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جسمین ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم و مفلوج و مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے لیکن بعد کے زمانون مین جو لوگون نے اس قسم کے خوارق دکھلائے اسوقت تو کوئی تالاب بھی موجود نتھا انتہی۔ دعا کا ذکر نہونے سے مرزا صاحب جو یہ ثابت کرتے ہین کہ

وہ عجائب جسکا ذکر حق تعالی بطور اعجاز بیان فرماتا ہے وہ معجزات تھے تو اس لحاظ
سے فطرتی قوت بھی ثابت نہ کرنا چاہیے اسلیئے کہ اسکا بھی ذکر اس آیۂ شریفہ مین نہین ہے
پھر اپنی رائے سے ایک غیر مذکور چیز کو ثابت کرنا اور خدائے تعالی کی خبر کو نہ ماننا کس قسم
کی بات ہے۔ اگر معجزہ کے لئے یہ شرط ہے کہ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھکر وقت خاص
مین دعا کیجائے اور اوسکی قبولیت کے لئے حضار مجلس آمین آمین اوسوقت تک کہتے
رہین کہ آثار اجابت ظاہر ہوجائین تو اس آیۂ شریفہ مین دعا کرنا بھی باقتضاء النص مقدر
سمجھا جا سکتا ہے جسکو اصول شاشی پڑھا ہوا شخص بھی جانتا ہے۔
پھر اگر وہ کام فطرتی طور پر ہوتے تھے تو اون پر ایمان لانے کی کیا ضرورت مثلاً
اگر کہا جائے کہ ایک نجار صندوق مین قفل نصب کرتا ہے یا کسی کل کے ذریعہ سے فلان
کام کرتا ہے تو کیا اس قسم کی خبر کی نسبت یہ کہا جائیگا کہ تم اسپر ایمان لاؤ ہرگز نہین۔
حالانکہ یہان حق تعالی صاف فرماتا ہے کہ جو لوگ ہماری باتون پر ایمان لاتے ہین وہ
اسکو آیت یعنی نشانی قدرت کی سمجھتے ہین۔ اصل بات یہ ہے کہ خدائے تعالی کے کلام پر
ایمان لانا منظور نہین جب ہی تو حیلے اور بہانے ہو رہے ہین ورنہ خود براہین احمدیہ مین
صہ ۴۹۵
لکھتے ہین۔ واصل کو جمع الاضداد ہونا پڑا کہ وہ کامل طور پر رو بخدا بھی ہوا اور پھر کامل طور پر
رو بخلق بھی پس وہ ان دونون قوسون الوہیت اور انسانیت مین ایک وتر کی طرح واقع
ہے جو دونون سے تعلق کامل رکھتا ہے۔ جب کامل تزکیہ کے ذریعہ سے سیر الی اللہ اور
سیر فی اللہ کے ساتھ تحقیق ہوجائے اور اپنی ہستی ناچیز سے بالکل نابدید ہوکر اور غرق
دریائی بیچون وبیچگون ہوکر ایک جدید ہستی پیدا کرے جسمین بیگانگی اور دوئی اور جہل
اور نادانی نہین ہے اور صبغۃ اللہ کے پاک رنگ سے کامل رنگینی میسر آئے الخ اب دیکھیئے

کہ مرزا صاحب خود اپنے ذاتی تجربہ کی خبر دیتے ہین کہ اولیاء اللہ وقت واحد مین رو بخلق و رو بخدا ہوتے ہین اور یہ باتفاق جمیع اہل اسلام مسلم ہے کہ انبیا کا رتبہ بہ نسبت اولیاء اللہ کے بدرجہا بڑھا ہوا ہے تو اسی نسبت سے انکی حضوری بھی اولیا کی حضوری سے بڑی ہوئی ہوگی اور ظاہر ہے کہ اس حضوری مین درخواست و اجابت فوراً ہوسکتی ہے۔ پھر جب حق تعالی ان معجزات کی خبر دیتا ہے تو اتنا تو حسن ظن کر لیتے کہ جس طرح ہمنے کسی مقام مین لکھا ہے کہ وقت واحد مین ہم رو بحق اور رو بخلق رہتے ہین اسی طرح عیسی علیہ السلام بھی ہونگے مگر اس تحریر کے وقت وہ بات مرزا صاحب کے حافظہ سے نکل گئی اگر واقع مین اونکی ایسی حالت ہوتی تو بھول نہ جاتے۔ اب غور کیا جائے کہ آپ تو انبیا کے ساتھ بھی حسن ظن نہین رکھتے اور شکایت یہ کہ اپنی نبوت کا حسن ظن نہین کیا جاتا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا صاحب عیسے علیہ السلام کو تقرب الہی مین اپنے برابر بھی نہین سمجھتے۔

مرزا صاحب کی تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ عیسی علیہ السلام کا دعا کرنا ثابت نہین باوجود اسکے یہ عجائبات صادر ہوتے تھے تو یہ بات سمجھ مین نہین آتی کہ بغیر دعا کے خلاف عقل معجزات انسے کیونکر صادر ہوگئے اسلئے بہتر یہ ہے کہ وہ معجزات انہی کے اقتداری افعال ٹھیرائے جائین احمد مرزا صاحب اسپر اسقدر اڑے ہین کہ کتنی ہی حدیثین جو اس باب مین وارد ہین سنائیے ایک نہین سنتے دیکھ لیجئے کہ تمام تفاسیر و کتب احادیث پر انکی پوری نظر ہے اور وہ بہ آواز بلند سنا رہے ہین کہ وہ معجزات خدا کے اذن اور حکم و اجازت سے تھے اور اونکی ذاتی قدرت کو اسمین کوئی دخل نتھا مگر اونکے سمجھ مین نہین آتا۔ نہ وہ کسی کی سنتے ہین نہ سمجھتے ہین کہ جب حق تعالی نے

انکے معجزون کی خبر دی ہے تو ضرور اسکا وقوع ایسے طور پر ہوا ہے کہ اوسپر ایمان لانے مین
کوئی شرک نہین مثلاً یون سمجہا جائے کہ حق تعالی کو انکی نبوت دلون مین متمکن کرنا اور
جو نہ مانین انپر حجت قائم کرنا منظور تھا اسلئے انکے دعوی کے وقت خود حق تعالی ان
چیزون کو وجود بخش دیتا تھا تو کسی قسم کا شرک لازم نہین آتا۔ اب دیکہئے کہ باوجودیکہ
آیات قرآنیہ کے معنی پورے طور پر بن جاتے ہین مگر صرف اس غرض سے کہ عیسیٰ علیہ السلام
کے معجزے ثابت ہون تو اپنی مساوات فوت ہوجاتی ہے قرآن کے معنی بگاڑ رہے
ہین جس سے حق تعالی پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ایسی بات قرآن مین بیان کی جس سے
لوگ مشرک ہوگئے نعوذ باللہ من ذلک۔ مسلمان کو لازم ہے کہ ایسی ہٹ دہرمیون سے
بہت احتراز کیا کرین کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے۔ قَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا
فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ الآیہ۔ یعنے فرشتون کے سوال کے جواب مین دوزخی کہین گے
کہ اگر ہم سنتے یا سمجہتے تو اہل دوزخ مین نہوتے فَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ۔

مرزا صاحب عبارت مذکورۂ بالا مین لکھتے ہین کہ قرآن شریف

کی آیات بھی باواز بلند پکار رہی ہین کہ مسیح کے ایسے عجائب کامون مین اسکو طاقت
بخشی گئی تھی انتہی ہم بھی تو اسی آواز کو سنکر ایمان لارہے ہین کہ احیاے موتی اور ابراء
اکمہ و ابرص وغیرہ عجائب اس قوت سے کرتے تھے جو انکو حق تعالی نے بخشی تھی یہ کسنے
کہا تھا کہ وہ اپنی ذاتی اور فطرتی قوت سے جو ہر فرد بشر مین رکھی ہے یہ کام کرتے تھے
مگر مرزا صاحب کہتے ہین کہ وہ عام فطرتی طاقت سے کام لیتے تھے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا
اگر یہی بات ہے تو مرزا صاحب مین بھی وہ فطرتی طاقت جو ہر فرد بشر مین مودع ہی موجود ہے
میدان مین آکر دعوی وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ

وغیرہ کیا کرین۔ اور جس طرح حق تعالی کی اخبار سے ہمین اسکی تصدیق ہوگئی ہے اسطرح اپنے دعوی کی بھی تصدیق کرا دین مگر یہ انکی حد امکان سے خارج ہے یہ کاغذ کے سفید چہرے کو سیاہی سے زینت دینا نہین ہے کہ قلم اٹھایا اور چند صفحے لکھڈالے۔ یہان نہ قلم کی ضرورت ہے نہ زبان آوری کی حاجت۔ ادہر کن باذن اللہ منہ سے نکلا اودہر جو چاہا فوراً وجود مین آگیا۔

مرزا صاحب جو لکھتے ہین کہ خدا تعالی نے صاف فرمادیا ہے کہ وہ ایک فطرتی طاقت تھی جو ہر فرد بشر کی فطرت مین مودع ہے مسیح سے اسکی کچھ خصوصیت نہین سو یہ افترائے محض ہے ممکن نہین کہ اس دعوی پر کوئی آیت پیش کرین قال اللہ تعالی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ براہین احمدیہ صفحہ ۳۴۵ مین انجیل یوحنا سے نقل کیا ہے کہ یروشلیم مین ایک حوض ہے اسکے پانچ اسارے ہین انہین ناتوانون اور اندہون اور لنگڑون اور پژمردون کی ایک بڑی بہیڑ پڑی تھی جو پانی کے ہلنے کے منتظر تھے کیونکہ ایک فرشتہ بعض وقت اس حوض مین اتر کر پانی کو ہلاتا تھا پانی کے ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اسمین اترتا کیسی ہی بیماری کیون نہو اس سے چنگا ہوجاتا تھا انتہی۔ اور نیز براہین احمدیہ صفحہ ۳۴۵ مین لکھتے ہین۔ بلا ریب اس حوض عجیب الصفات کے وجود پر خیال کرنے سے مسیح کی حالت پر بہت سے اعتراضات عائد ہوتے ہین جو کسی طرح اٹھ نہین سکتے انتہی۔

اور ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۲۲ مین لکھتے ہین کہ یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بناکر اور انمین پھونک مارکر انہین سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہین بلکہ صرف عمل الترب یعنے مسمریزم تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر

ہوگیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کیلئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جسمین روح کی تاثیر رکھی گئی تھی بہرحال یہ معجزہ صرف کھیل کی قسم مین سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی جیسے سامری کا گوسالہ فتدبر فانہ نکتہ جلیلۃ ما یلقیھا الا ذو حظ عظیم انتہی۔

مرزا صاحب خود ہی براہین احمدیہ مین صفحہ ۳۳ لکھتے ہین۔ انجیل بوجہ محرف اور مبدل ہوجانیکے ان نشانیون سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب ہے بلکہ الہی شان اکے طرز سے معمولی راستے اور صداقت کہ جو ایک منصف اور دانشمند متکلم کے کلام مین ہونی چاہئیے انجیل کو نصیب نہین۔ کم بخت مخلوق پرستون نے خدا کے کلام ہدایت کو خدا کے نور کو اپنے ظلمانی خیالات سے ایسا ملا دیا کہ اب وہ کتاب بجائے رہبری کے رہزنی کا ایک پکا ذریعہ ہے۔ ایک عالم کو کس نے توحید سے برگشتہ کیا اسی مصنوعی انجیل نے۔ ایک دنیا کا کس نے خون کیا انہین تالیفات اربعہ نے۔ عیسائیون کے محققین کو خود اقرار ہے کہ ساری انجیل الہامی طور پر نہین لکھی گئی انتہی۔

اب دیکھئیے کہ جن کتابون کو محرف مبدل ظلمانی خیال اور باعث گمراہی خود ہی بتاتے ہین اپنی کتابون سے ایک قصہ نقل کرکے قرآن مین شبہات پیدا کررہے ہین کہ قرآن مین جو عیسی علیہ السلام کے معجزات مذکور ہین انکا مدار اس حوض پر تھا جسکا ذکر اناجیل محرفہ مین ہے۔ اور انکی نبوت کا ذکر جو قرآن مین ہے اور جو منشا معجزات ہے وہ ایک فطرتی قوت تھی جو ہر فرد بشر مین ہوا کرتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے عیسی علیہ السلام کو اپنے مساوی کردینے مین خوب ہی زور لگایا۔

مگر حق تعالی فرماتا ہے وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ

یعنے جب انکے پاس کوئی آیت قرآنی آتی ہے تو کہتے ہین ہم ہرگز نہ مانین گے جب تک خبر نہ دیجاوے جو رسول کو دیگئی۔ اللہ اس مقام کو بہتر جانتا ہے جس کو رسالت کیلئے خاص کرتا ہے۔ جو لوگ خود پسند ہین گناہگار ہین انکو عنقریب اللہ کے ہان ذلت و رسوائی اور بڑا سخت عذاب انکی فتنہ انگیزیون کے سبب پہنچے گا۔ حاصل یہ کہ جو لوگ انبیا کی خصوصیات و مراتب دیکھکر نبوت کی تمنا کرتے ہین دنیا مین رسوا اور آخرت مین عذاب شدید کے مستحق ہوتے ہین۔ جسکو خدا کے کلام پر پورا ایمان اور تھوڑی بھی عقل ہو ممکن نہین کہ کسی نبی کی برابری کا دعوی کرے۔

یہان یہ بات قابل توجہ ہے کہ جب ایسا حوض عیسی علیہ السلام کے زمانہ مین تھا کہ مایوس العلاج امراض والون کو صرف اسمین ایک غوطہ لگانے سے شفا ہوجاتی تھی تو تمام روے زمین کے بیمار وہان جمع رہتے ہونگے تو پانچ اسارون مین ان کی گنجایش کیونکر ہوتی تھی۔ اور جب یہ یقین تھا کہ جو پہلے حوض مین کودے اسی کو صحت ہوتی ہے تو ہر شخص یہی چاہتا ہوگا کہ سبقت کرکے سردست صحت حاصل کرلے یہ تو ممکن نہین کہ ہر شخص دوسرے سے کہے کہ تم صحت پاکر جلدی سے چلے جاؤ اور ہم اُس فرشتے کے انتظار مین یہان سڑتے پڑے رہین گے اور اُن پانچ اسارون مین کس قدر کشت و خون اور کیسی خانہ جنگیان ہوتی ہونگی۔ کتنے تو اس بھیڑ مین دم گھٹ کر مرتے ہونگے اور کتنے پانی مین گرا کر ڈبوئے جاتے ہونگے اور کتنون کے زد و ضرب سے خون ہوتے ہونگے

پھر اس فرشتے کے اُترنے کا وقت معلوم نہونیکی وجہ سے لوگون کا ہمیشہ مجمع رہتا ہوگا
جس سے ہوا مین عفونت اور سمیت پیدا ہو کر صدہا آدمی مرتے ہونگے۔ غرض کوئی
عاقل قبول نہین کرسکتا کہ ایک غیر معین شخص کی صحت کے واسطے صدہا موتین گوارا
کیجاتی ہونگی۔ پھر اس فرشتے کو اتنا بخل یا آدمیون سے عداوت کیون تھی کہ کبھی
پانی مین اتر کر ہلا دیتا تھا اگر گھنٹے یا آدھے گھنٹے پر پانی مین اترتا تو کیا اوسکو سردی ہوجاتی
یا فالج وغیرہ کا مادہ پیدا ہوجاتا۔ اور اسکی کیا وجہ کہ ایک آدمی جو سب سے پہلے اُسمین
کودے وہی شفا پائے اگر کوئی زہریلا مادہ اسمین تھا تو ہر طرف تھا کیونکہ کوئی ایک
جگہ معین نہ تھی کہ شفا اس سے متعلق ہو۔

الغرض عقل کی رو سے یہ بات ہرگز سمجھ مین نہین آتی کہ ایسے حوض کا کبھی
دنیا مین وجود ہوا ہو مرزا صاحب نے انجیل پر ایمان لاکر قرآن پر اس حوض سے
ایسے اعتراضات قائم کردئے جنکی نسبت فرماتے ہین کہ وہ اعتراضات اُٹھ نہین سکتے
مگر افسوس ہے کہ قرآن پر ایمان لاکر یہ نہ فرمایا کہ حق تعالی نے جو معجزات عیسےٰ علیہ السلام
کو دئے تھے وہ ایسے نہ تھے کہ انمین ایسے مصنوعی قصون سے کسی قسم کا شبہ واقع ہو
اسلئے کہ حق تعالی فرماتا ہے وَ اٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنَاتِ یعنے عیسیٰ علیہ السلام
کو ہمنے کھلے کھلے معجزے دئے تھے۔ جنمین کوئی شک و شبہ ممکن نہ تھا۔

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام ص ۳۱۱ مین لکھتے ہین کہ حضرت مسیح کے عمل الترب
یعنے مسمریزم سے وہ مردے جو زندہ ہوتے یعنے وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرسے
زندہ ہوجاتے تھے وہ بلا توقف چند منٹ مین مرجاتے تھے کیونکہ بذریعہ عمل الترب
روح کی گرمی اور زندگی صرف عارضی طور پر انمین پیدا ہوجاتی تھی انتہی قرآن شریف

مین صاف طور پر وَيُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ہے مگر مرزا صاحب کہتے ہین کہ کوئی
مردہ انہون نے زندہ نہین کیا بلکہ جیسے قریب الموت شخص کو جواہر مہرہ وغیرہ سے
چند منٹ کے لئے گرمی آجاتی ہے اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام بھی چند منٹ کے لئے قریب الموت
کو کسی قسم کی گرمی پہنچا دیا کرتے تھے۔ مگر اسکا ذکر نہ قرآن مین ہے نہ حدیث مین نہ
ابتک کوئی مسلمان اسکا قائل ہوا بلکہ مسیح کا نام اسلام مین احیاے اموات اور
شفاے بیمارون کے باب مین ایسا مشہور اور ضرب المثل ہے جیسے حاتم کا نام جود و سخا
مین۔ قرآن و حدیث سے مرزا صاحب کو وہین تک تعلق ہے کہ اپنا مطلب بنے
اور جب کوئی بات اونکی مرضی اور مقصود کے خلاف نکلی تو پھر نہ قرآن کو مانین نہ حدیث
کو کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے یہی معنی سمجھے ہونگے کہ وہ مسمریزم سے حرکت
دیا کرتے تھے مسمریزم کو نکلکر تو سو برس بھی نہین ہوئے چنانچہ فن مسمریزم کی کتابون مین
لکھا ہے کہ یورپ وسطی مین۔ راس نام ایک بڑا دریا ہے جس کے کنارے پر چھوٹا سا
قصبہ سٹین نام مشہور ہے اوس قصبہ مین ۵ مئی ۱۸۳۴ء مین ایک مشہور ڈاکٹر جس کا
نام انتونی مسمر تھا پیدا ہوا اوس نے اپنی بیحد کوششون سے اس فن کو ایجاد کیا چنانچہ
اسی کے نام سے مسمریزم مشہور ہوا۔ اب مرزا صاحب کے اوس قول کو بھی یاد کر لیجئے
جو فرمایا تھا کہ قرآن کا ایک لفظ کم و زائد نہین ہو سکتا۔ دیکھ لیجئے قرآن کے کل الفاظ
اپنی جگہ رکھے رہے اور مرزا صاحب نے عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا خاتمہ کر دیا۔
غرض مرزا صاحب نے جو معنی اس آیہ شریفہ کے تراشے ہین وہ ایسے ہین جیسے ابو منصور
نے قولہ تعالیٰ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ کے معنی تراشے تھے
مسلمانون کو انکی پیروی مین سخت ضرر اخروی ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ

یُحَادُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ کُبِتُوْا کَمَا کُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ یعنے جو لوگ خدا ورسول کی مخالفت کرتے ہین خوار و ذلیل ہونگے جیسے وہ لوگ ذلیل ہوے جو ان سے پہلے تھے اور ارشاد ہے قولہ تعالی وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا یعنے جو مخالفت کرے رسول اللہ کی جب کھل گئی اُس پر راہ ہدایت اور مسلمانون کے رستے کے سوا دوسرا رستہ چلے تو جو رستہ اس نے اختیار کرلیا ہے ہم اسکو وہی رستہ چلاے جائین گے اور آخر کار اسکو جہنم مین داخل کردینگے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

ادنی تامل سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ اس آیۂ شریفہ مین کمال درجہ کی تخویف ہے اسلئے کہ اس سے ظاہر ہے کہ جو شخص نیا طریقہ ایجاد یا اختیار کرے اُس سے توفیق الہی مسدود اور منقطع ہوجاتی ہے اور صراط مستقیم سے علٰحدہ کرکے حق تعالے اسکو ایسے راستہ پر چلاتا ہے جو سیدھا جہنم مین نکلے۔ ہم یہ نہین کہتے کہ آجکل کے مسلمانون مین جو فتور و قصور عمل ہوگیا ہے وہی طریقہ اختیار کیا جاے بلکہ مقصود یہ ہے کہ کتب اہل سنت وجماعت مین جو طریقہ عمل و اعتقاد کا مذکور ہے وہ اختیار کیا جائے

مرزا صاحب کو اسکا بڑا ہی غم ہے کہ نیچری قرآن وحدیث کو نہین مانتے

چنانچہ ازالۃ الاوہام مین تحریر فرماتے ہین کہ حال کے نیچریون کے دل مین کچھ بھی عظمت قال اللہ وقال الرسول کی باقی نہین رہی انتہی مگر مشکل یہ ہے کہ اگر وہ مرزا صاحب کی اس قسم کی تقریرین کہین سن لین تو یہ کہنے کو مستعد ہوجائین گے کہ مرزا صاحب کے دل مین بھی عظمت نہین جب ہی تو خدا ورسول جنکی عظمت بیان کرتے ہین وہ انکی توہین

کرتے ہین۔ اور اپنی ذاتی غرض کے مقابلہ مین نہ خدا کی بات مانتے ہین نہ رسول کی آپنے
دیکھ لیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے جنکو متعدد مقامون مین حق تعالیٰ نے ذکر فرمایا
اور۔ اونکو آیات بینات کہا مرزا صاحب نے اونکے ابطال مین کیسی کیسی باتین بنائین
مشرکانہ خیال انکو قرار دیا اور کہا کہ وہ معمولی طاقت بشری سے صادر ہوتے ہین
اور حوض کی وجہ سے وہ مشتبہ ہو گئے تھے۔ اور مسمریزم کا وہ اثر تھا۔ آب زمزم گذشت
چہ یک نیزہ و چہ یکدست۔

اور اس معجزہ مین بھی مرزا صاحب کو کلام ہے جو اس آیہ شریفہ مین مذکور ہے
قولہ تعالیٰ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ
فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ یعنے اے بنی اسرائیل جب تم نے ایک شخص کو مار ڈالا اور
لگے اوسکے بارے مین جھگڑنے اور جو تم چھپاتے تھے اللہ کو اسکا پردہ فاش کرنا
منظور تھا۔ پس ہم نے کہا کہ گای کے گوشت کا کوئی ٹکڑا مردے کو مارو اسی طرح
جیسے وہ مردہ زندہ ہوا اللہ مردون کو جلائیگا اور اللہ تم کو نشانیان دکھلاتا ہے کہ
تم سمجھو کہ قیامت کا ہونا برحق ہے۔ تفسیر درمنثور و ابن جریر وغیرہ معتبر تفاسیر مین
ابن عباسؓ اور دیگر صحابہ و تابعین کی متعدد روایتون سے یہ واقعہ منقول ہے
کہ بنی اسرائیل مین ایک بڑا مالدار شخص تھا اوسکو کسی نے قتل کر کے دوسرے قبیلے
مین ڈالدیا اس غرض سے کہ قاتل کا پتہ نہ لگے۔ اس قتل سے قبیلون مین سخت خصومتین
اور فساد پھیلا عقلا نے کہا کہ خدا کے رسول موسیٰ علیہ السلام اسوقت موجود ہین انسے
دریافت کرلو اصل واقعہ ابھی معلوم ہو جائیگا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کی طرف

رجوع کیا تو انہون نے ایک گای لانے کو کہا وہ لوگ اسکی تعمیل نہ کرکے فضول باتین
پوچھنے لگے کہ وہ کیسی ہونی چاہئے اسکا رنگ روپ وغیرہ کس قسم کا ہو۔ غرض جن
اوصاف کی گای بیان کیگئی زر خطیر صرف کرکے اسکو خریدا۔ موسی علیہ السلام نے
کہا اسکو ذبح کرکے ایک ٹکڑا اسکا مقتول پہ مارو وہ زندہ ہوجائیگا پھر جو چاہو
اسی سے پوچھلو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور وہ شخص زندہ ہوا اور قاتل کا نام بیان
کرکے مرگیا۔ یہ خلاصہ قرآن وحدیث کا ہے۔ مرزا صاحب نے یہ خیال کیا کہ اگر
عیسی علیہ السلام کی موت ثابت بھی کردی جاوے تو یہ احتمال پیش ہوگا کہ ممکن ہے
کہ زمین پر اترنے سے پہلے وہ زندہ کئے جائین اس احتمال کو رد کرنے کی غرض سے تمام
قرآن پر انہون نے نظر ڈالی اور جن جن آیتون مین یہ ذکر ہے کہ خدا تعالی نے
مردون کو زندہ کیا اون سب مین تاویل کرکے اپنی مرضی اور غرض کے مطابق قرآن
بنا لیا چنانچہ اس آیت کو اس طرح رد کرتے ہین۔ ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۵۳ مین فرماتے ہین ایسے
قصون مین قرآن شریف کی کسی عبارت سے نہین نکلتا کہ فی الحقیقت کوئی مردہ زندہ
ہوگیا تھا اور واقعی طور پر کسی قالب مین جان پڑگئی تھی بلکہ یہودیون کی ایک جماعت نے
خون کیا تھا انکو یہ تدبیر سمجھائی گئی کہ ایک گای ذبح کرکے لاش پر نوبت بہ نوبت اسکی
بوٹیان مارین اصل خونی کے ہاتھ سے جب لاش پر بوٹی لگے گی تو اس لاش سے ایسی
حرکات صادر ہونگی جس سے خونی پکڑا جاوے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق مسمریزم کا
ایک شعبہ تھا جسکے بعض خواص سے یہ بھی ہے کہ جمادات یا مردہ یا حیوانات مین
ایک حرکت مشابہ بحرکت حیوانات پیدا ہوکر اس سے بعض مشتبہ اور مجہول امور کا
پتہ لگ سکتا ہے انتہی مرزا صاحب جو فرماتے ہین کہ کسی عبارت سے زندہ ہونا نہین نکلتا

کیا یہ کافی نہین کہ حق تعالیٰ تمام قصہ بیان کرکے فرماتا ہے کَذٰلِكَ یُحۡیِ اللّٰہُ الۡمَوۡتٰی
جسکا مطلب ظاہر ہے کہ جیسے یہ شخص زندہ ہوا اسی طرح حق تعالیٰ مردون کو زندہ کریگا۔
مرزا صاحب کے قول پر اسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جیسے بوٹی مارنے سے اوس کو
حرکت ہوئی ویسا ہی خدا مردون کو زندہ کریگا یعنے کسی قالب مین جان نہ پڑیگی۔
چونکہ مرزا صاحب حشر اجساد کے قائل نہین اسلئے یہ بات انکے مذہب پر ٹھیک
ہوجاتی ہے۔

آیۂ موصوفہ سے اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اون لوگون
پر دو باتون کی فرمایش کی تھی ایک گای کو ذبح کرنا دوسری اوسکی بوٹی مقتول پر مارنا
بقول مرزا صاحب تیسری تدبیر یہ بھی بتائی گئی کہ قاتل مسمریزم کی مشاقی بھی حاصل کرلے
چونکہ وہ بغیر سیکھنے کے نہین آتی اسلئے ضرور موسیٰ علیہ السلام نے قاتل کو بلا کر مسمریزم
کا طریقہ سمجھا دیا ہوگا کہ اس طرح سے بوٹی مارو تو لاش حرکت کریگی جس سے تم گرفتار
ہوجاؤگے اور قاتل نے بھی اسکو بطیب خاطر قبول کرکے مسمریزم مین مشاقی حاصل
کرلی کیونکہ بغیر مشاقی کے مسمریزم کا عمل پورا نہین ہوتا چنانچہ مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صہ ۳۱۲

مین لکھتے ہین کہ عمل الترب یعنے مسمریزم مین مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے
یہ بات غور طلب ہے کہ ایسا عمدہ طریقہ قاتل کے گرفتار کرنے کا اس مقام مین قرآن
مین کیون بیان نہین کیا گیا جہان بوٹی مارنے کا ذکر ہے مسمریزم کا ذکر بھی ہوجاتا اور
اوس سے بہت بڑا فائدہ یہ تھا کہ پولس کو قاتل کے گرفتار کرنے مین بڑی مدد ملتی
اور بہت سے بیجرم رہائی پاتے۔ اب تو مسمریزم شائع بھی ہے اگر مرزا صاحب گورنمنٹ
کو یہ رائے دین تو مرزا صاحب کی بڑی نام آوری ہوگی یہ بھی مرزا صاحب کی قرآن

معارف قرانی ہے جسپر میرے نظیر ہونے کا انحصار ہے چنانچہ ازالۃ الاوہام میں صفحہ ۶۳۶ فرماتے ہیں کہ
خدائے تعالیٰ کی عنایت خاصہ میں ایک یہ بھی مجھپر ہے کہ اوس نے علم حقایق معارف
قرانی مجھکو عطا کیا ہے اور ظاہر ہے کہ مطہرین کی علامتوں سے یہ بھی ایک عظیم الشان
علامت ہے کہ علم معارف قرانی حاصل ہو کیونکہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے لَا يَمَسُّهُ
إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ۔ انبیا کے معجزات بینہ قرآن کی حقیقت جو مرزا صاحب پر کھلی
کہ مسمریزمی عمل تھا فی الحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک کسی پر
نہ کھلی ۔ مگر ظاہرین تو یہی سمجھینگے کہ نصاری کو یہ کام کرتے دیکھکر اپنے قیاس جمایا ۔
اگر مسمریزم کے خود موجد ہوتے تو کسی قدر اس خیال کو گنجایش تھی کہ آپ کے کشف
والہام کو اسمین دخل ہے اب اس الہام کا انحصار حاصل ہے تو مسمر صاحب کو ہے
جو کل مسمریزمی خیالون کے اوستاد ہین ۔

مرزا صاحب کو اس باب مین جو الہام ہوا ہے وہی الہام ہے جو
مسمر صاحب کو ہوا تھا البتہ اسقدر فرق ہے کہ وہ اوس کے موجد ہونے کی وجہ سے
نیکنام ہوے اور مرزا صاحب اس بات کے موجد ہین کہ اوسکو انبیا کے معجزات قرار دیتے
اب ایسا الہام جو ابتداءً ایسے دل پر ہوا تھا جو تثلیث کی نجاست مین متلطخ تھا ۔
کیونکر اس قابل سمجھا جاسکے کہ پاک دلون کو مکدر اور رنجس کرے اور اس یقین کے بعد
کیا کوئی مسلمان لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ والے پاکیزہ دلون پر اوسکا اثر کرنا
خیال کرسکتا ہے یہ الہام مشت نمونہ از خروارے ہے جس سے اور الہامونکا حال
بھی اہل فراست سمجھ سکتے ہین ۔

اگرچہ مرزا صاحب نے مسمریزم پر معجزہ کا قیاس اس قرینہ اور اٹکل سے کیا ہے

کہ مسمریزم کا عمل ہے ہر شخص نہین کر سکتا اور ایسا شخص لوگون مین ممتاز بھی ہوجاتا ہو
مگر ایسے اٹکلون اور قیاسون سے ہمارا دین مانع ہے حق تعالی فرماتا ہے قُتِلَ
الْخَرَّاصُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ترجمہ مارے گئے اٹکل دوڑانیوالے
وہ جو غفلت مین بھولے ہوے ہین اور خود بھی ازالۃ الاوہام مین لکھتے ہین ایک نئے
معنی اپنے طرف سے گھڑ لینا بھی تو الحاد اور تحریف ہے خدا سے تعالی سب مسلمانونکو اس سے
بچاوے آپ خود غور فرماوین کہ حق تعالی اکابر انبیا کے معجزات کی خبر دیکر اونکی
فضیلت اپنے کلام پاک مین بیان فرماتا ہے اون معجزات کو مسمریزم قرار دینا کہانتک
معنی نہین ہین بقول آپکے یہی تو الحاد ہے - یہ امر پوشیدہ نہین کہ حق تعالی نے
جن انبیا کے معجزات قرآن شریف مین بیان کئے اوسکا مطلب یہی ہے کہ اپنے
غیبی تائیدین دیکر اونسے ایسے ایسے افعال عجیبہ صادر کرائے جنکا صدور دوسرون
سے ممکن نہین اور یہ غیبی تائیدین اون حضرات کی عظمت اور علو شان پر دلیل ہین
مگر مرزا صاحب جہانتک ہو سکتا ہے مسمریزم مین اونکو داخل کرکے اونکی توہین و
تذلیل کرتے ہین چنانچہ ازالہ مین لکھتے ہین یاد رکہنا چاہئے کہ یہ عمل مسمریزم ایسا قدر
کے لائق نہین جیسا کہ عوام الناس اوسکو خیال کرتے ہین اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ
اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالی کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا ہے کہ ان
اعجوبہ نمائیون مین حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا - مرزا صاحب کے اس قول پر کہ مین بھی
اگر چاہتا تو عیسی علیہ السلام کے معجزات دکھلاتا عمیر تیان کا قول یاد آتا ہے جس کو
ابن حزم رح نے ملل و نحل مین لکھا ہے کہ عمیر تیان نے کوفہ مین نبوت کا دعوی کرکے
بہت سے لوگون کو فراہم کر لیا تھا جب اپنے اصحاب مین بیٹھتا تو اکثر کہتا کہ اگر مین

چاہوں تو اس کہانس کو ابھی سونا بنادون آخر خالد ابن عبداللہ قیصری نے اوسکو قتل کیا انتہی ۔ غرض مرزا صاحب کے تقریر سے ظاہر ہے کہ عیسی علیہ السلام اور دوسرے انبیا جو معجزات دکہلاتے تھے وہ دراصل عمل مسمریزم تھا جو مکروہ اور قابل نفرت ہے یہان یہ امر محتاج بیان نہین کہ جو لوگ ایسے قبیح کام کرکے اونکو معجزہ من جانب اللہ بتاوین وہ کس قسم کے آدمی سمجھے جاوینگے ۔ حالانکہ حق تعالی اونکی فضیلت کی تصریح فرماتا ہے کما قال اللہ تعالی تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ترجمہ وہ سب رسول فضیلت دی ہمنے ایک کو دوسرے سے اللہ نے بعضون سے کلام کیا اور بعضون کے درجہ بلند کئے اور دین ہم نے عیسی بن مریم کو نشانیان صریح اور قوت دی ہمنے روح القدس سے انتہی ۔ اب اس کلام کے سننے کے بعد بھی کیا کسی مسلمان کو جرات ہوسکتی ہے کہ ان معزز حضرات مین سے کسیکی توہین و تذلیل کرے حق تعالی فرماتا ہے وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ یعنے اللہ کو عزت ہے اور اوسکے رسول کو اور مسلمانون کو لیکن یہ بات منافق لوگ نہین جانتے ۔ مرزا صاحب ازالۃ الاوہام ص ۱۳۹ مین فرماتے ہین

افسوس ہماری قوم مین ایسے لوگ بہت ہین جو بعض حقائق و معارف قرآنیہ اور دقائق

آثار نبویہ کو جو اپنے وقت پر بذریعہ کشف والہام زیادہ تر صفائی سے کہلتے ہیں

محرمات اور بدعات ہی مین داخل کرلیتے ہین خود ہی غور فرمائین کہ جب حقائق قرآنیہ یہ ہون کہ حق کی حقیقت باطل یعنے معجزہ کی حقیقت مسمریزم اور عزت کی حقیقت ذلت اور نبی معزز کی حقیقت ذلیل وغیرہ ثابت ہو رہی تو تھوڑی الٹ پلٹ مین اسلام

کی حقیقت کفر اور کفر کی حقیقت اسلام ثابت ہوجانے کو کیا دیر لگے گی اور تعجب نہین
کہ اسی قسم کا خیال پختہ بھی ہو گیا ہو۔

افسوس ہے کہ مرزا صاحب کو جسقدر کہ مسمریزم سے خوش اعتقادی اور اوسپر
وثوق ہے خدائے تعالی کی قدرت پر نہین اگر عقل کی راہ سے بھی دیکھا جائے
تو خدائے تعالی کا اوس مردہ کو زندہ کرنا جس قدر اطمینان بخش ہے مسمریزم کی بدنما
کارروائی سے نہین ہوسکتا مگر مرزا صاحب کی عقل اوسی کی مقتضی ہوئی۔ سید
احمد خانصاحب بھی اس مردہ کے زندہ ہونے کو نہین مانتے چنانچہ تفسیر القرآن
مین لکھتے ہین کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص مارا گیا تھا اور قاتل معلوم نہ تھا اللہ تعالے
نے حضرت موسے علیہ السلام کے دل مین یہ بات ڈالی کہ سب لوگ جو موجود ہین اور انہین مین
قاتل بھی ہے مقتول کے اعضا سے مقتول کو مارے جو لوگ در حقیقت قاتل نہین
وہ بسبب یقین اپنی بے جرمی کے ایسا کرنے مین کچھ خوف نہ کرینگے مگر اصلی قاتل
بسبب خوف اپنے جرم کے جو از روے فطرت انسان کے دل مین اور بالتخصیص
جہالت کے زمانہ مین اس قسم کے باتون سے ہوتا ہے ایسا نہین کریگا اور اسیوقت
معلوم ہوجائے گا اور وہی نشانیان جو خدا نے انسان کی فطرت مین رکھی ہین لوگونکو
دکھا دیگا انتہی۔ خانصاحب تو خدا کا نام تبرکاً لیا کرتے ہین تاکہ مسلمانون مین بھی
اپنا نام رہے اسلئے اونکا صفت احیاء موتی سے انکار کرنا بیموقع نہین مگر مرزا صاحب
سے حیرت ہے کہ اس مسئلہ مین وہ بھی اونکے ہم خیال ہوگئے اور صرف اتنی اصلاح
کی کہ مردہ کی حرکت مسمریزم کی وجہ سے تھی خانصاحب کی رائے مرزا صاحب سے
کم نہ تھی مگر چونکہ وہ فن تاریخ مین مہارت رکھتے تھے انکو معلوم تھا مسمریزم کا اوسوقت

وجود ہی نہتا اسلیئے اس رائے کو پسند نہین کیا۔ مرزا صاحب نے دیکہا کہ جو لوگ
خلاف قرآن وحدیث حسن ظن سے اپنی بات کو مان لین گے اون پر خلاف تاریخ
مان لینا کیا دشوار ہے۔ غرض ان لوگون نے قرآن کو کہلونا بنالیا ہے اسکی کچہ پروا
نہین کہ خدا کے کلام کو بگاڑنا اور اوسکی مرضی کے خلاف تفسیر کرنا کس درجہ کا
گناہ ہے اور طرفہ یہ ہے کہ مرزا صاحب یہ بہی لکہتے ہین کہ تفسیر بالرائے کرنا مسلمان کا
کام نہین اس سے یہ غرض کہ حسن ظن والے سمجہ جائین کہ وہ تفسیر بالرائے نہین کرتے
اس آیۂ شریفہ مین بہی مرزا صاحب کو کلام ہے حق تعالی فرماتا ہے وَاِذْ قَالَ
اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ
لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ
عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ
عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ترجمہ اور جب کہا ابراہیم نے اے رب دکہا مجہکو کیونکر جلادیگا تو
مردے فرمایا کیا تم نے یقین نہین کیا کہا کیون نہین لیکن اسواسطے کہ تسکین ہو میرے
دل کو فرمایا تم پکڑو چار جانور اڑتے پہر اونکو ہلاؤ اپنے ساتھ پہر ڈالو ہر پہاڑ پر اونکا
ایک ایک ٹکڑا پہر اونکو پکارو کہ وہ آوین تمہارے پاس دوڑتے اور جان لو کہ
اللہ زبردست حکمت والا ہے انتہی۔ مقصود ان پرندون کے ہلانے سے یہ تہا
کہ ابراہیم علیہ السلام کو اس بات مین پوری شناخت اونکی ہو جائے اور زندہ ہونیکے
بعد اونکی آواز پر دوڑ آئین اور ابراہیم علیہ السلام کو شناخت کی وجہ سے دوسرے
پرندون کا اشتباہ نہو ابن عباس فرماتے ہین کہ فصرھن کے معنی ٹکڑے ٹکڑے
کرنیکے ہین جیسا کہ بخاری شریف مین ہے فصرھن ای قطعھن درمنثور مین امام سیوطی رح

نے نقل کیا ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فصرہن قال ہی بالنبطیہ شققہن اور

اوسی مین یہ بھی عبارت ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال وضعہن علی سبعۃ اجبل

واخذ الروس فجعل ینظر الی القطرۃ یلقی القطرۃ والریشۃ یلقی الریشۃ حتی صرن احیاء

لیس لہن روس فجئن الی روسہن فدخلن فیہا یعنے ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے

ہین کہ ابراہیم علیہ السلام نے اون پرندون کے ٹکڑے کرکے سات پہاڑون

پر رکھدیے اور سرون کو اپنے ہاتھ مین لے لیا پہر قطرہ سے قطرہ اور پر سے پر

ملنے لگے جسکو وہ دیکھ رہے تھے یہانتک کہ وہ زندہ ہوگئے اپنے اپنے سرون کے پاس آملے

ان روایات کے بعد اسکا انکار نہین ہوسکتا کہ اون چارون پرندون کی بوٹیان

پہاڑون پر رکھی گئی تھین جو زندہ ہوکر ابراہیم علیہ السلام کے پکارنے پر آگئے اور

انہون نے اون کے زندہ ہونے کو بچشم خود دیکھ لیا - اور سیاق آیت سے بھی یہی معلوم

ہوتا ہے اس لئے کہ اونکی درخواست یہ تھی کہ مردون کو زندہ کرنے کی کیفیت دکھلائی

جائے کما قال رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ اوسپر ارشاد ہوا کیا تمہین اس پر

ایمان نہین عرض کیا ایمان تو ہے لیکن مین اس سے اپنی خلت کا اطمینان چاہتا ہون کہ اگر

مین فی الواقع خلیل ہون تو یہ دعا مقبول ہوجائے - درحقیقت انہون نے اس دعا کی

اجابت کو اپنی خلت کی تسلی قرار دی تھی نفس احیای موتی سے چندان تعلق نہ تھا

چنانچہ امام سیوطی رح نے درمنثور میں لکھا ہے عن ابن عباس رض فی قولہ ولکن لیطمئن

قلبی یقول انک تجیبنی اذا دعوتک وتعطنی اذا سألتک یعنے یہ اطمینان چاہتا ہون

کہ اگر خلت متحقق ہے تو میری دعا قبول ہوگی اور جو مانگونگا وہ تو دیگا اور نیز درمنثور

مین ہے عن السدی یقول رب ارنی کیف تحیی الموتی حتی اعلم انی خلیلک قال اولم

تومن یقول تصدق بانی خلیلاک قال بلی ولکن لیطمئن قلبی بجلو ئتاک یعنے احیای موتی کی دعا اس غرض سے کی کہ اوس کے قبول ہونے سے خلت کا یقین ہو جاے ارشاد ہوا کیا اسکا یقین نہین عرض کی یقین تو ہے لیکن اطمینان چاہتا ہون جو دعا کی قبولیت پر موقوف ہے اب اس سوال وجواب اور دوسرے قرائن پر غور کرنیکے بعد عقل سے تھوڑا سا کام لیا جاے کہ باوجود قدرت کے خداے تعالی اپنے خلیل کو نشانی دکھلاکر مطمئن فرمایا ہوگا یا نہین ادنی تامل سے معلوم ہوسکتا ہے نہ بحسب روایات اسکا انکار ہوسکتا ہے نہ بحسب درایت مگر مرزا صاحب کہتے ہین کہ نہ کوئی پرندہ زندہ ہوا نہ خلیل اللہ کی دعا قبول ہوئی بلکہ دعا پر یہی حکم ہوا کہ مسمریزم کے ذریعہ سے پرندون کو اپنی طرف کھینچ لو تو معلوم ہو جائیگا کہ مردے بھی ایسے ہی زندہ ہونگے چنانچہ لکھتے ہین یاد رکھنا چاہئے کہ جو قرآن مین چار پرندون کا ذکر لکھا ہے کہ اونکو اجزا متفرقہ یعنے جدا جدا کرکے چار پہاڑیون پر چھوڑا گیا تھا اور پھر وہ بلانے سے آگئے تھے یہ بھی مسمریزم کی طرف اشارہ ہے ممکن ہے کہ انسان کی قوت مقناطیسی اس حد تک ترقی کرے کہ کسی پرند یا چرند کو صرف اپنی طرف کھینچ لے فتدبر ولا تغفل انتہی اہل علم پر پوشیدہ نہین کہ فخذ اربعۃ من الطیر مین جو فا ہے گویا تفریع اوسی دعا پر ہے جو مردون کو زندہ کرنیکے باب مین تھی جس سے ظاہر ہے کہ وہ دعا قبول ہوئی اور پرندون کو ذبح کرنے کا حکم ہوا ورنہ صاف ارشاد ہو جاتا کہ یہ دعا کیسی مردونکو زندہ کرنا تو اس عالم مین نہین ہوسکتا بلکہ خلاف مرضی دعا ہوتی تو اوسپر عتاب ہو جاتا جیسے دیدار الہی کی درخواست کرنیوالون پر عتاب ہوا تھا جن پر بجلی گرائی گئی اور وہ جلکر مرگئے کما قال تعالی قالوا ارنا اللہ جھرۃ فاخذتھم الصاعقۃ

غرض جب قرائن سے معلوم ہوا کہ دعاے احیای موتی قبول ہوئی تو اسکے بعد بجاے
احیاے موتی مسمریزم کا خیال کرنا گویا در پردہ یہ کہنا ہے کہ نعوذ باللہ حق تعالی کو احیاے
موتی کی قدرت نتھی اور مسمریزم کے عمل کے بعد بھی اونکا مقصود جو خلت کی نشانی
معلوم کرنا تھا حاصل نہ ہوا کیونکہ نشانی تو احیا تھی اور اوس عمل سے جو معلوم ہوا اسی قدر
تھا کہ انسان کے روحانی تصرف سے جانور بھی مسخر ہو جاتے ہین جس سے اونکی دعا
کو کوئی تعلق نہین اور اگر یہ غرض تھی کہ اوسپر قیاس کرین کہ جیسے پرندے بلاتے ہی
آجائینگے روحون کو بھی خداے تعالی ایسا ہی بلالیگا تو یہ مثال قائم کرنیکے لئے
اس سے آسان طریقہ یہ تھا کہ کسی خادم کو پکارنیکا حکم ہو جاتا جو پرندون سے بھی پہلے
پکارتے ہی آکھڑا ہوتا اور مسمریزم کی مشاقی حاصل کرنے کی زحمت جو ضرورت سے
زیادہ تھی اٹھانی نہ پڑتی۔ پھر ابراہیم علیہ السلام کو احیای موتی دیکھنے سے خواہ
خلت کی نشانی معلوم کرنا منظور ہو یا مشاہدہ احیا اس مسمریزم سے دونون مقصود
فوت ہین اور ایمان بالغیب جو پہلے تھا وہی اوسکے بعد بھی رہا نہ دعا سے کچھ فائدہ
ہوا نہ اجابت دعا سے بلکہ بہت بڑا نقصان یہ لازم آتا ہے کہ خلت کا جو پہلے سے
ایمان تھا نعوذ باللہ وہ بھی جاتا رہے اسلئے کہ باوجود قدرت کے جب اوسکی نشانی
نہین دکھلائی جاے تو یہی یقین ہوگا کہ در اصل اوسکا وجود نہین حالانکہ انبیا اپنے
اطمینان کے لئے جب نشانی طلب کرتے ہین تو اونکو دکھلائی جاتی ہے چنانچہ زکریا
علیہ السلام کے قصہ سے ثابت ہے کما قال تعالی قال رب انی یکون لی غلام وقد بلغنی الکبر
وامراتی عاقر قال کذلک اللہ یفعل ما یشاء قال رب اجعل لی آیۃ قال آیتک ان لا تکلم
الناس ثلثہ ایام الا رمزا حاصل یہ کہ جب فرشتون نے زکریا علیہ السلام کو اللہ تعالی کیطرف سے

خوش خبری سنائی کہ آپ کو ایک فرزند ہونگے جن کا نام یحیی ہے عرض کی کہ اے
رب مجھے کیونکر لڑکا ہوگا ایسی حالت مین کہ میں بوڑھا ہون اور میری بی بی بانجھ ہین
فرمایا خدا تعالی جو چاہے کر سکتا ہے پھر عرض کی اے رب اوسکی کوئی نشانی مقرر
فرما جس سے حمل کا وقت معلوم ہو جائے ارشاد ہوا کہ تین روز تک تم لوگون سے بات
نہ کر سکوگے سوائے اشارہ کے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ زکریا علیہ السلام کی عمر ایکسو
بیس سال کی تھے اور اونکی بی بی کی عمر اٹھانوے سال کی اسوجہ سے انکو استعجاب ہوا
کہ ایسی حالت مین کیونکر لڑکا ہوگا اور نشانی طلب کرنیکی ضرورت ہوئی اور
نشانی جو قرار دیگئی تھی اوسکا ظہور اس طرح سے ہوا کہ تین روز تک سوائے ذکر الہی
اگر کوئی بات کرنا چاہے تو زبان رک جاتی صرف ہاتھ یا پیر کے اشارہ سے کوئی
طلب ظاہر کرسکتے تھے غرض سنت الہی جاری ہے کہ انبیا علیہم السلام جب کسی بات
کے یقین یا اطمینان حاصل ہونیکے لئے کوئی نشانی طلب کرتے ہین تو اونکو دکھلائے
جاتی ہے پھر خاص خلیل کو اونکے خلت کے متعلق نشانی باوجود طلب کے نہ بتلائے
جانا ہرگز قرین قیاس نہین اور یہ ایسا لغو خیال ہے کہ کوئی مسلمان جسکو خلت کے
معنی معلوم ہون اور قدرت الہی کو جانتا ہو ہرگز اس طرف توجہ نہین کرسکتا کہ مسمریزم
سے وہان کام لیاگیا مرزا صاحب کو صرف اتنا موقع ملگیا کہ آیہ شریفہ فَخُذْ اَرْبَعَةً
مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا مین
لفظ ذبح نہین ہے اسلئے ہر پرندے کو چار پرندونکا جز قرار دیا جس کا مطلب یہ ہوا
کہ ہر پہاڑ پر اون چار پرندون کا ایک ایک جز و یعنے ایک ایک پرندہ چھوڑ دو
اہل فصاحت پر پوشیدہ نہین کہ مرزا صاحب ثم اجعل الخ کا جو مطلب بتاتے ہین کہ

وہ پرندے پہاڑون مین جدا کر کے چھوڑ دو اسکے لئے تو یہ الفاظ ثم فرقہن فی الجبل کافی ہے اس مطلب کے لئے ثم اجعل علی کل جبل منہن جزأ کہنا قطع نظر فصاحت و بلاغت کے فوت ہوجانیکے مضمون بھی دوسرا ہو ہی جاتا ہے اسلئے کہ اگر یہ مضمون بیان کرنا ہو (ہر پہاڑ پر اونکا ایک ایک ٹکڑا رکھدو) تو سوائے ثم اجعل علی کل جبل منہن جزأ کہنے کے یہ مضمون ہرگز ادا نہ ہوسکے گا۔ پھر جب مرزا صاحب والا مضمون دوسرے الفاظ مین ادا ہوسکتا ہے اور یہ مضمون سوائے الفاظ آیۃ شریفہ کے ادا نہین ہوسکتا اور اسی مضمون کی تصدیق صحابہ خصوصاً ابن عباسؓ جیسے صحابی کے قول سے ہو رہی ہے اور اس تصریح کے ساتھ کہ چار پرندون کے ٹکڑے سات پہاڑون پر رکھے گئے تھے تو اوسکو چھوڑ کر ایسا مضمون نکالنا جس سے کلام پایۂ بلاغت و فصاحت سے گرجائے اور کلام الٰہی پر ایسا بدنما دھبہ لگے جسکو کوئی مسلمان قبول نہین کرسکتا کس قدر جرات کی بات ہے اگر مرزا صاحب مثلاً یہ کہنا چاہین کہ چار شخص ہمنے معین کئے پھر اونمین سے ہر ایک کو ایک ایک گاؤن کو بھیجا تو کیا یہ فرماوینگے ثم ارسلت الی کل قریۃ منہم جزأ مین سمجھتا ہون کہ بجائے جزأ کے واحداً فرمائینگے بشرطیکہ اس بحث کا تعلق معلوم نہوا سلئے کہ ایسے موقع مین جب کوئی پوری جز بیان کرنا ہو تو جزأ نہین کیا جاتا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ دیکھ لیجئے ایک نبی بقول مرزا صاحب تمام انبیاء کا جز رہے مگر بین جزا منہم نہین فرمایا یہان یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جن معنی کے مرزا صاحب قائل ہین کہ واقع مین پرندے پہاڑون پر چھوڑ دئے گئے تھے اس معنی پر تو قرآن شریف کی عبارت غلط ٹھہرتی ہے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا پھر اسی پر اکتفا نہین ضمناً یہ بھی ثابت ہے

کہ اس مقام مین قرآن مین غلطی ہے۔

مرزا صاحب اپنی عیسویت پر یہ استدلال بھی پیش کرتے ہین کہ کریم بخش کی گواہی سے یہ ثابت ہے ازالہ کہ ایک بزرگ گلاب شاہ نام نے پیشگوئی کی تھی کہ عیسی لدھیانہ مین آکر قرآن کی غلطیان نکالیگا اگر وہ بزرگ فی التحقیقت صاحب کشف تھے تو پیشگوئی اونکی صحیح نکلی۔ مگر مقام تردد یہ ہے کہ پھر انہون نے عیسی کیون کہا کہدیتے کہ ایک شخص ایسا کام کریگا اوسکی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ انہون نے کشف مین مرزا صاحب کا دعوی عیسویت بھی دیکھا تھا اسلئے عیسی کہدیا یعنے عیسی ادعائی اور چونکہ قرآن مین غلطیان نکالنا عیسی موعود کے شان کے منافی ہے اسلئے انہون نے ضمنا یہ بھی کہدیا کہ اگرچہ عیسویت کے مدعی ہون مگر عیسی نہین ہوسکتے اسکی مثال ایسی ہے کہ کسی مجلس مین لوگ کہین کہ فلان شخص شیر ہے اور ایک شخص کہے کہ شیر ایسا ہے کہ بکری سے ڈرتا ہے تو اوسکا شیر کہنا اعتراف نہ سمجھا جائیگا بلکہ وہ منافی صفت بیان کرنا اس بات پر دلیل ہوگا اس صفت کا ابطال اوسکو مقصود ہے۔

امام فخر الدین رازی رح نے تفسیر کبیر مین سحر کے کئی اقسام بیان کئے ہین منجملہ اون کے ایک سحر اصحاب اوہام اور نفوس قویہ کا ذکر کیا ہے اوسکی کیفیت یہ ہے کہ آدمی جب قوت وہمیہ اور نفسانیہ بڑہانے مین کوشش کرتا ہے تو وہ قوتین اسقدر بڑھتی ہین کہ اون سے عجائبات صادر ہونے لگتے ہین۔ اور ایک قسم استعانت بالارواح الارضیہ لکھا ہے یعنے ارواح ارضیہ کی مدد سے امور عجیبہ ظاہر کئے جاتے ہین۔ یہ بات بتواتر ثابت ہے کہ ساحر لوگ عملی تدابیر سے ارواح مناسبہ پر کچھ ایسا اثر ڈالتے ہین کہ وہ مسخر اور فرمان بردار ہو جاتی ہین چنانچہ حدیث شریف ان من البیان لسحرا سے بھی

اشارۃً یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جیسے سحر۔ ارواح ارضیہ مین تاثیر کرکے اونکو مسخر کرلیتا ہے ایسا ہی بعض بیان بھی اپنے پرزور اثر سے اپنا مسخر بنا لیتے ہین۔ اسکی تصدیق کیلئے مرزا صاحب کی تقریر بیتاثیر گواہ ناطق ہے۔ غرض سحر مین بعض ارواح پر نفسانی اثر ڈالا جاتا ہے جس سے وہ مسخر ہوجاتی ہین پھر اون سے وہ وہ کام لئے جاتے ہین جو بالکل غیر معمولی اور حیرت انگیز ہوتے ہین۔ الحاصل سحر مین نفوس ساحرہ کی تاثیر بھی ہوتی ہے اور ارواح بھی اوس سے مسخر ہوتی ہین جو مسمریزم مین ہوا کرتا ہو دیکھئے مسمریزم کی کتابون مین وہی تدابیر بتلائی گئی ہین کہ جن سے شخص معمول کی روح مسخر ہوجا اور ایسے کام کرنے لگے جو غیر معمولی اور ظاہرا خارق عادات ہون اس سے ثابت ہو کہ مسمریزم ایک قسم کا سحر ہے جسمین مسمر صاحب نے ترقی کرکے اسکو ایک مستقل فن سحر قرار دیا اور چونکہ وہ تعلیم و تعلم سے حاصل ہوتا ہے اسلئے وہ خوارق عادات کی حد تک بھی نہین پہونچ سکتا چہ جائیکہ معجزہ کا اوسپر اطلاق ہوسکے کیونکہ معجزہ تو خاص اوس فعل کا نام ہے جو حق تعالی اپنی قدرت کاملہ سے کسی نبی کے ہاتھ پر اس غرض سے ظاہر کرے کہ سب عاجز ہون اور کسی دوسرے کو اوسپر قدرت نہو۔ مرزا صاحب اون چار پرندون کے زندہ ہونے کو مسمریزمی قوت بتلاتے ہین اور نیز عیسی علیہ السلام کے معجزات جو قرآن شریف مین مذکور ہین اونکو بھی مسمریزمی عمل قرار دیتے ہین حالانکہ حق تعالی عیسی علیہ السلام کے بارہ مین فرماتا ہے قولہ تعالی اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ یعنے عیسی علیہ السلام کے معجزے یہ تھے کہ پرندے بنا کر اونمین پھونکتے

جس سے وہ زندہ ہو جاتے اور مادر زاد اندہون کو بینا اور برص والون کو اچھے کرتے
اور مردون کو زندہ کرتے تھے۔ یہ تو حق تعالی فرماتا ہے اور مرزا صاحب ازالۃ الاوہام ص ۳۰۸
مین لکھتے ہین کہ یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن وحکم الہی
الیسع کی طرح عمل مسمریزم مین کمال رکھتے تھے۔ یہ بات جاننا چاہئے کہ سلب امراض کرنا
اپنی روح کی گرمی جماد مین ڈالنا درحقیقت یہ سب عمل مسمریزم کی شاخین ہین ہر ایک
زمانہ مین ایسے لوگ ہوتے رہتے ہین اور اب بھی موجود ہین جو اس روحانی عمل کے ذریعہ
سے سلب امراض کرتے رہتے ہین اور مفلوج و نیز برص و مدقوق وغیرہ اونکی توجہ سے
اچھے ہوتے رہتے ہین۔ حضرت مسیح کے عمل مسمریزم سے وہ مردہ زندہ ہوتے تھے
یعنے وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سر سے زندہ ہو جاتے تھے وہ بلا توقف چند
منٹ مین مر جاتے تھے۔ واقعی اور حقیقی حیات پیدا نہین ہوتی تھی بلکہ جھوٹی حیات
جو عمل مسمریزم کے ذریعہ سے پیدا ہو سکتی ہے ایک جھوٹی جھلک کی طرح ادنمین نمودار
ہو جاتی تھی۔ ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ مسمریزم کے ذریعہ سے پھونک کے ہوا مین
وہ قوت پیدا ہو جائے جو اوس دخان مین پیدا ہوتی ہے جسکی تحریک سے غبارہ اوپر
چڑھتا ہے۔

اب اہل ایمان غور فرماوین کہ عمل مسمریزم جو یقینی طور پر سحر ہے مرزا صاحب
کہتے ہین کہ اسی عمل کے ذریعے سے الیسع اور عیسی علیہما السلام عجائبات دکھلا کر لوگونکو
مسخر کرتے تھے اور ابھی معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے جو پرندون کو زندہ کیا تھا اور
موسی علیہ السلام کے وقت مین جو مردہ زندہ ہوا تھا وہ سب مسمریزم ہی کے ذریعہ سے
تھا جس کا مطلب صاف و صریح طور پر ظاہر ہے کہ یہ انبیائے اولوالعزم ساحر اور

جادوگر تھے نعوذ باللہ من ذالک اب ہر شخص قرآن پڑہنے والا سمجھ سکتا ہے کہ نبی کو ساحر
کون لوگ کہا کرتے تھے اونکی تصریح کی ہمین ضرورت نہین۔
غرض مرزا صاحب جو معجزہ خارق عادت دیکھتے ہین اسکو حتی الامکان مسمریزم
مین داخل کردیتے ہین جو ایک قسم کا سحر اور قوت بشری کے حد کے اندر ہے۔ اب مشکل
یہ ہے کہ قرآن شریف سے ظاہر ہے کہ ہر زمانہ مین کفار معجزات کو سحر اور انبیا کو ساحر
کہا کرتے تھے یہ کوئی نہین کہتا تھا کہ خداے تعالی نے انبیا کو ایک غیر معمولی قدرت
دی ہے جس سے ان خوارق عادات کا صدور صرف باذن الہی ہوتا ہے اور
مرزا صاحب بھی اسی کے قائل ہین کہ ان معجزات کا صدور مسمریزمی قوت انسانی سے
ہوتا تھا معلوم نہین کہ ان دونون مذہبون مین مابہ الامتیاز کیا ہوگا۔ پہر اگر اسی مسمریزمی
قوت کے آثار معجزات تھے تو مسمریزم کے عمل کرنیوالون کو بھی انبیا کہنا چاہئے اور اگر
معجزہ خاص اور مسمریزم عام ہے تو تصادق کے لحاظ سے نبی کو من وجہ نبی اور من وجہ
ساحر کہنا پڑیگا۔ اس آیہ شریفہ مین مرزا صاحب سے پہلے خانصاحب نے تفسیر مین
بہت زور لگایا کہ ممکن نہین کہ وہ پرندے خلاف فطرت زندہ ہوے ہون اور نہ کوئی عاقل
ایسا سوال کرسکتا ہے کہ دنیا مین مردے کو زندہ کر دکہاے بلکہ ابراہیم علیہ السلام نے
درخواست کی کہ خواب مین یہ بات دکہلا دیجاے چنانچہ اونکی درخواست منظور ہوئی
اور خواب مین چار پرندون کو زندہ ہوتے دیکھ لیا مرزا صاحب نے یہ ترمیم کی اسکو
خواب محمول کرنے کی ضرورت نہین مسمریزم سے کام نکل سکتا ہے جس سے مقصود بھی
حاصل ہو جائیگا کہ معجزہ ثابت نہ ہوگا اور واقعہ کا انکار بھی نہوگا۔ الحمد للہ مرزا صاحب
خداے تعالی کا بہت ادب کرتے ہین ورنہ جیسے انبیا کو ساحر قرار دیا اور عیسی علیہ السلام

کے احیائے موتی وغیرہ معجزات کو مشرکانہ خیال بتایا ممکن تھا کہ خدائے تعالی کی نسبت
بھی کچھ کہدیتے کہ ساحرون کے قصہ بیان کرکے لوگون کو نعوذ باللہ گمراہ کر رہا ہے
بات یہ ہے کہ عقلا کی عادت ہے کہ ایسی کوئی بات دل مین آئے تو کسی لیسے پیرایہ
مین ظاہر کر دیا کرتے ہین کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح کی رو سے مقصود بھی حاصل ہو
اور تصریح قبیح سے بھی احتراز ہو یہ تمام دقتین اور خرابیان اسی وجہ سے ہین کہ
مرزا صاحب کو نبوت کا دعوی ہے اور خارق عادت معجزہ ان سے ظہور مین
آنا محال ہے اس سلئے وہ معجزات کی توہین کے درپے ہوگئے چنانچہ براہین احمدیہ
مین لکھتے ہین جو معجزات بظاہر صورت ان مکرون سے مشابہ ہین گو کہ وہ سچے بھی
ہون تب بھی محجوب الحقیقت اور ان کے ثبوت کے بارے مین بڑی بڑی دقتین
ہین اور نیز براہین احمدیہ مین صفحہ ۱۳۲ لکھتے ہین تہمید ہنجم۔ جس معجزہ کو عقل شناخت کرکے
اس کے منجانب اللہ ہونے پر گواہی دے وہ ان معجزات سے ہزار ہا درجہ افضل
ہوتا ہے کہ جو صرف بطور کتھا یا قصہ کے مدمنقولات مین بیان کئے جاتے ہین
اس ترجیح کے دو باعث ہین ایک تو یہ کہ منقولی معجزات ہمارے سلئے جو صدہا
سال پیچھے پیدا ہوئے ہین جب معجزات دکھلائے گئے تھے مشہود اور محسوس کا حکم
نہین رکھتے اور اخبار منقولہ ہونیکے باعث سے وہ درجہ انکو حاصل نہین ہو سکتا جو
مشاہدات اور مرئیات کو حاصل ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جن لوگون نے منقولی
معجزات کو جو تصرف عقل سے بالاتر ہین مشاہدہ کیا ہے ان کے سلئے بھی وہ تسلی تام
کے موجب نہین ٹھہر سکتے۔ کیونکہ بہت سے ایسے عجائبات بھی ہین کہ ارباب شعبدہ بازی
انکو دکھلاتے پھرتے ہین گو وہ مکر و فریب ہی ہین مگر اب مخالف بد اندیش یہ کیونکر

ثابت کر کے دکہلاوین جو عجائبات اس قسم کے ظاہر ہوتے ہین۔ کسی نے سانپ
بنا کر دکہلا دیا اور کسی نے مردہ زندہ کر کے دکہلا دیا اس قسم کی دست بازیون سے
ہرہ ہین جو شعبدہ باز لوگ کیا کرتے ہین یہ مشکلات کچھ ہمارے زمانہ ہی مین نہین
ہوئین بلکہ ممکن ہے کہ انہین زمانون مین یہ مشکلات پیدا ہو گئے ہون اسے نتیجے۔
فی الحقیقت جو معجزات مشاہد و محسوس ہون زیادہ تر مفید علم ہونگے اور بڑا فائدہ
ان سے یہ ہوگا کہ محسوس ہونے کی وجہ سے انبیائے سابقین کی تصدیق اور زیادہ
ہوگی کہ جب امتی لوگ ایسے ایسے معجزات دکہلاتے ہین تو انکے نبی کے معجزات
جو بالاصالت صادر ہوتے تھے ضرور اعلی درجہ کے ہونگے اور سب جتنے خلاف عقل
معجزات کتابون مین لکھے ہین سب کو مان لینے پر عقل مجبور ہو جائیگی اور گویا ان
سب کا وقت واحد مین مشاہدہ ہو جائے گا اسی وجہ سے جس جس زمانہ مین اولیاء اللہ
کی کرامات لوگون نے برای العین دیکھ لین انکو وقوع معجزات مین ذرا بھی شک
نہ رہا بلکہ جو لوگ اس امت مرحومہ مین اولیاء اللہ کے معتقد ہین کرامات کے تواتر
سے معجزات کا انکو کچھ ایسا یقین ہے کہ اگر کسی ضعیف روایت سے بھی کوئی معجزہ
ثابت ہو تو اسکے وقوع مین ذرا بھی تردد نہین ہوتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس زمانہ
مین اگر معجزات صادر ہون تو مسلمانون کے اعتقاد کو اصلی معجزات کی تصدیق
مین راسخ اور مستحکم کر دینگے جس سے نبوت پر ایمان مکمل ہو جائیگا۔ اور نئی روشنی والے
جو عقلون کی اطاعت سے ایمان سے علیحدہ ہوئے جاتے ہین دین سے خارج
نہونگے۔ اور ادیان باطلہ پر حجت قایم ہوگی کہ جس نبی کے تابع کا یہ حال ہو تو
متبوع یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا حالت ہوگی۔ پھر اس مشاہدہ کی بدولت

جنکی طبیعت مین صلاحیت ہے وہ مشرف باسلام بھی ہونگے اور حدیث شریف علماء
امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا مضمون پوری پوری طور پر صادق آجائیگا۔ یہی وجہ تھی
کہ ہندوستان وغیرہ مین لاکھون آدمی اولیاء اللہ کی کرامات دیکھکر مشرف باسلام
ہوتے گئے جس سے دین کی روز افزون ترقی ہوئی جیسا کہ بزرگان دین کے
تذکرون اور تواریخ سے واضح ہے۔

مگر مرزا صاحب ان معجزات کو گنتھا اور قصون کے مدین داخل کرکے فرماتے
ہین کہ ممکن ہے کہ وہ شعبدہ بازیان ہون۔ مسلمان تو پہلے ہی سے ضعیف الاعتقاد
ہو رہے تھے اگر مرزا صاحب کی تقریر خدانخواستہ اثر کرجائے تو رہا سہا ایمان بھی
گاؤخورد ہوجائے گا۔ اور پوری پوری نیچریت طبیعتون مین آجائیگی۔ مرزا صاحب
کو کس نے مجبور کیا تھا کہ خواہ مخواہ معجزے دکھلائین جسکے دفعیہ کی یہ تدبیر نکالی جسکا
مقتضی یہ ہے کہ معجزے کل انبیا کے بے اصل ٹھہر جائین۔ ہان جب انہون نے نبوت کا
دعوی کیا تو ہر شخص کو بینہ اور نشانی طلب کرنے کی ضرورت ہوئی۔ کیونکہ معجزہ نبوت کا
لازمہ ہے۔ اگر فرماوین کہ مین نے تو ظلی نبوت کا دعوی کیا تھا جو اولیاء اللہ کو حاصل ہے
تو پوچھا جائیگا کہ کس ولی نے ظلی نبوت کا دعوی کرکے بطور تحدی معجزے دکھلانے کو
کھڑا ہو گیا تھا جیسے آپ کہ معجزے اس غرض سے دکھلا رہے ہین کہ نبوت ثابت ہو
کسی تذکرہ یا تاریخ مین بتلادین کہ فلان ولی نے یہ دعوی کیا تھا کہ مین نبی و رسول اللہ
ہون خدا نے مجھکو بھیجا ہے اور جو شخص مجھپر ایمان نہ لائے وہ کافر اور دوزخی ہے
اور اسکے پیچھے نماز درست نہین اور میرے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جائے
اور میری بی بی کو ام المومنین کہو اور اسکے بعد یہ دعوی کیا ہو کہ مین معجزے بھی دکھلاتا ہون

الحاصل ظلی نبوت اگر معنی ولایت لیجاوے تو اسکے لئے معجزہ شرط نہین پہر معجزات دکہلانے کا دعوی ہی کیون کیا اور اگر اس نبوت کا دعوی ہے جسکے لئے معجزہ شرط اور لازم ہے تو اُن معجزات کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ ایسی کہلی کہلی نشانیان ہون کہ ہر شخص سمجھ جاوے کہ انکا تعلق خاص خداے تعالی کی قدرت سے ہے اور بداہتہً یہ معلوم ہو جاوے کہ وہ امور آدمی کے اقتدار سے خارج ہین۔ نہ مسمریزم کو ان مین دخل ہے نہ سحر کو انسے تعلق۔ نہ کاہنون کی کہانت کو گنجایش ملے جو پیشگوئیان کرتے ہین نہ عقل کا انمین تصرف ہو۔

علامہ زرقانی رح نے شرح مواہب اللدنیہ مین لکہا ہے کہ قبیلہ کندہ کا ایک وفد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا جسمین اسی سوار تھے انہون نے بطور امتحان کسی ظرف مین ٹڈے کی آنکھ بند کرکے کہا فرمائیے کہ اسمین کیا ہے حضرت نے فرمایا سبحان اللہ یہ کام تو کاہنون کا ہے اور کاہن و کہانت کا انجام دوزخ ہے۔ انہون نے کہا پہر ہمین کیونکر معلوم ہو کہ آپ اللہ کے بھیجے ہوے رسول ہو۔ حضرت نے وہین پڑی ہوئی چند کنکریان اٹھاکر فرمایا دیکھو یہ کنکریان میری رسالت پہ گواہی دیتی ہین چنانچہ ان کنکریون کی تسبیح کی آواز انہون نے اپنے کانون سے سن لی اور فوراً سب بول اٹھے کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ بیشک آپ رسول اللہ ہو۔ دیکھئے معجزہ اسکو کہتے ہین کہ جسکے صدور مین سوائے قدرت الہی کے کسی چیز کا لگاؤ نہین نہ تصنع ہے نہ شروط و قیود نہ کوئی پیچدار عبارت نہ پہلودار فقرے کہ جن سے موقع پر گریز کا رستہ ملے جیسا کہ مرزا صاحب کے الہامات مین یہ سب باتین ہوا کرتی ہین۔

مرزا صاحب کو عیسی علیہ السلام کے تمام معجزات مین صرف ایک
معجزہ لیسنا اور قابل تصدیق معلوم ہوا جو براہین احمدیہ مین لکہا ہے یعنی وہ اسکا یوطی
کی ہرا سبت پر مسیح کا مطلع ہوجانا اسکا ایک معجزہ ہی تہا جو اپنے شاگرد دان اور
صادق الاعتقاد لوگون کو دکہایا۔ اگرچہ اسکے دوسرے عجیب کام بباعث قصہ حوض
اور بوجہ آیۂ مذکورہ بالا (وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ) کے مخالف کی نظر مین قابل
انکار اور محل اعتراض ٹہر گئے اور اب بطور حجت مستعمل نہین ہوسکتے لیکن معجزہ مذکورۂ
بالا منصف مخالف کی نظر مین بہی ممکن ہے کہ ظہور مین آیا ہو انتہی معجزہ مذکورۂ بالا
کا اشارہ اس طرف ہے کہ ایک شخص نے عیسی علیہ السلام سے نشانی طلب کی انہون نے
کہا کہ کوئی نشان دیا نہ جائیگا اسکی نسبت مرزا صاحب کہتے ہین کہ ممکن ہے کہ وہ ظہور
مین آیا ہو جس معجزہ کو خود قبول کرتے ہین اسکی نسبت فرماتے ہین کہ ممکن ہے کہ ظہور مین
آیا ہو جس سے ظاہر ہے کہ دوسرے معجزات تو حیز امکان ہی سے خارج ہین جس کا
مطلب یہ ہوا کہ جتنے معجزات عیسی علیہ السلام کے حق تعالی نے قرآن مین بیان کئے
ہین انکا ظہور مرزا صاحب کے نزدیک ممکن ہی نہین جب قرآن کی تصدیق مین
یہ حال تو حدیث و اجماع کو کون پوچہتا ہے۔

جن معجزات کی نسبت حق تعالی فرماتا ہے وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ
یعنے انبیا کہلے کہلے معجزے اپنی قومون کو دکہلایا کرتے تھے ایسے معجزے ممکن نہین کہ
مرزا صاحب دکہلا سکین اسلئے کہ وہ قوت بشری کے امکان سے خارج ہین۔ اور
مرزا صاحب کو معجزے دکہلانے کی ضرورت ہے اسلئے انہون نے اصلی معجزات سے
گریز کی یہ تدبیر نکالی کہ معجزون کے دو قسم کردئے ایک نقلی دوسرے عقلی چنانچہ ازالۃ الاوہام

مین لکھتے ہین دوسرے عقلی معجزات ہین جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے
ظہور پذیر ہوتے ہین جو الہام الٰہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کا وہ معجزہ جو
صرح ممرد من قواریر ہے جسکو دیکھکر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا اور سیر اثیمین لکھتے
ہین اس سے کچھ تعجب نہین کرنا چاہئیے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کیطرح
اسوقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہوا ور ایسا معجزہ دکھلانا عقل سے بعید نہین
کیونکہ سال کے اکثر صناع ایسی چڑیان بنا لیتے ہین کہ وہ بولتی بھی ہین۔

بلقیسؑ کے اسلام کا واقعہ سورۂ نمل مین بشرح و بسط مذکور ہے۔ ہدہد کا
نامہ لیجانا تخت کا ایک لمحہ مین صدہا کوس سے آجانا۔ صرح ممرد من قواریر یعنی شیش محل
اسی سے متعلق ہین۔ چونکہ کبوتر کی نامہ بری مشہور ہے شاید ہدہد کا ایلچی پر قیاس
کیا جائیگا کہ اسکو بھی تعلیم دیگئی ہوگی مگر ادنیٰ تامل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ تعلیم پذیر
نہین اسلئے کہ وہ وحشی الطبع ہی قفس سے چھوٹتے ہی اڑ جاتا ہے اور پھر واپس
آنیکی توقع نہین اور کبوتر کتنا ہی دور اڑے اپنے مالک کے گھر کو آجاتا ہے غرض
ہدہد کے ذریعہ سے نامہ و پیام ایک ایسا معجزہ تھا کہ انسانی قوت کو اسمین کوئی
دخل نہین۔ اور اس سے بڑھکر تخت کے منگوانے کا معجزہ تھا۔ تفاسیر مین لکھا ہے
کہ بلقیسؑ کو تخت سے نہایت دلچسپی تھی جب سلیمان علیہ السلام کی طرف جانے کا
قصد ہوا تو اس تخت شاہی کو ایک ایسے مکان مین رکھا جسمین سات حجرے در حجرے
تھے ساتوین حجرہ مین اسکو رکھکر تمام حجرون کو مقفل کر دیا تا کہ کسی کا گذر وہان نہ ہو
پھر مزید احتیاط کے لئے پہرے چوکیان اس مکان کی حفاظت کیلئے مقرر کئے۔
اب خیال کیجئے کہ جس تخت کے ساتھ ملکہ کو ایسی دلچسپی ہو اسمین کیسی کیسی خوردہ کاریان

اور صنعتین ہونگی - یہی وجہ تھی کہ سلیمان علیہ السلام نے انکی تمام ریاست واملاک سے صرف اسی تخت کو منتخب کرکے منگوالیا تاکہ انکا تعلق خاطر اس مرغوب و محبوب چیز سے رہے چنانچہ مولانائے روم رح فرماتے ہین -

چونکہ بلقیس از دل و جان عزم کرد
بر زمان رفتہ ہم افسوس خورد

ترک مال و ملک کرد او انچنان
کہ بترک نام و ننگ آن عاشقان

ہیچ مال و ہیچ مخزن ہیچ رخت
می دریغش نامد الا جز کہ تخت

پس سلیمان از دلش آگاہ شد
کز دل او تا دل او راہ شد

دید از دورش کہ آن تسلیم کیش
تلخش آمد فرقت آن تخت خویش

آن بزرگی تخت کز حد می فزود
نقل کردن تخت را امکان نبود

خوردہ کاری بود و تفریقش خطر
ہمچو اوصال بدن با ہمدگر

پس سلیمان گفت گرچہ فی الاخیر
سرد خواہد شد برو تاج و سریر

لیک خود با این ہمہ بر نقد حال
جست باید تخت او را انتقال

تا نہ گردد خستہ ہنگام لقا
کودکانہ حاجتش گردد روا

پھر بلقیس کی اقامت کے لئے ایک محل بنوایا جسکا فرش شیشے کا تھا اور اسکے تلے ایک حوض جسمین مچھلیان چھوٹی ہوئی ان شفاف شیشون سے نمایان ہوتی تھین جب بلقیس آئین سلیمان علیہ السلام نے کہا اہکذا عرشک یعنے کیا تمہارا بھی تخت ایسا ہی تھا - اسکے جواب مین اس خیال سے کہ اتنا بڑا اپنا تخت اس مدت قلیل مین صحیح وسالم کیونکر پہنچ سکتا ہے بادی النظر مین یہ کہہ دیا کہ کانہ ہو یعنے یہ ہوبہو ویسا ہی ہے مگر سلیمان علیہ السلام کے سوال کو سوچا کہ اس سے عقل کا

امتحان مقصود ہے اور تخت کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنا ہی تخت ہے جو معجزہ سے صحیح وسالم پہنچ گیا ہے اور فوراً کہدین کہ واوتینا العلم من قبلہا وکنا مسلمین یعنے ہمکو تو اس معجزہ سے پہلے ہی آپکا برگزیدہ خدا ہونا معلوم ہوگیا تھا اور تب ہی آپکو مان گئے تھے۔ اس سوال وجواب کے بعد بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل مین جاؤ انہون نے وہان پانی خیال کرکے پائینچے اٹھالئے کہا گیا اسکی ضرورت نہین شیشے کا فرش ہے اسوقت انہون نے کہا رب انی ظلمت نفسی واسلمت مع سلیمان للہ رب العالمین یعنے مین نے بیشک اپنے نفس پر ظلم کیا کہ ایسے جلیل القدر نبی کے پاس آنے مین تامل کی جنکی سلطنت ظاہری کا یہ حال کہ پرند چرند جنات تک تابع فرمان اور سلطنت باطنی کی یہ کیفیت کہ محال کو تصرف باطنی اور معجزے سے واقع کرد کھاتے ہین اور شفقت اور عزت بخشی کی یہ صورت کہ ایسا بیمثل وبے نظیر مکان آنے سے پہلے تیار کررکھا غرض اس معذرت کے بعد اپنے قدیم ایمان کو اسلمت مع سلیمان للہ رب العالمین کہکر سلیمان علیہ السلام کی تسکین کردی۔

اب دیکھئے کہ بلقیس کا ایمان تخت دیکھنے کے وقت قرآن شریف سے ثابت ہے جسپر وکنا مسلمین گواہی دیرہا ہے اور مرزا صاحب کہتے ہین کہ شیش محل کا عقلی معجزہ دیکھکر انہون نے ایمان لایا۔ افسوس کا مقام ہے کہ صرف اس غرض سے کہ کوئی عقلی معجزہ ثابت کرکے اپنی عقلی تدابیر کو معجزے قرار دین اور نبی بن بیٹھین قرآن مین تصرف کررہے ہین کہ واقعات کی شکل بدل کر تحریف اور تفسیر بالرائے کرتے ہین پہر جہان خود کو ضرورت ہوتی ہے تو فرماتے ہین تفسیر بالرائے کرنا مسلمان کا کام نہین اب اونکو کیا کہنا چاہئے۔ اس سے بڑہکر قرآن مین کیا تصرف ہوگا کہ حق تعالے علیہ السلام

کے معجزے کے باب مین فیکون طیرًا باذن اللہ فرماتا ہے کہ انکی بنائی ہوئی چڑیان پرندے
ہوجاتی تھین اور وہ کہتے ہین پرندہ نہین ہوتی تھین بلکہ جس مٹی سے وہ چڑیان بناتے
وہ اپنے حال پر رہتی تھی یعنے پرند نہین بنتی تھین کما مر۔

مرزا صاحب براہین احمدیہ صفحہ ۱۵۹ مین جہان وحی اور کتاب آسمانی کی ضرورت
ثابت کرتے ہین لکھتے ہین کہ جو لوگ اپنی عقل کے زور سے خدا کی معرفت کا دعوی کرتے
ہین اونکا یہ خیال ہے کہ ہمنے اپنی ہی عقل کے زور سے خدا کا پتہ لگایا ہے اور ہمین
انسانون کو ابتدا مین یہ خیال آیا کہ کوئی خدا مقرر کرنا چاہئے اور ہماری ہی کوشش سے
وہ گوشۂ گمنامی سے باہر نکلا وغیرہ پھر لکھتے ہین کہ یہ اعتقاد بت پرستون کے اعتقاد سے
کچھ کم نہین انتہی۔

جب عقل سے خدا کو پہچاننا بغیر وحی آسمانی کے بت پرستی سے کم نہو تو
عقل سے وحی الہی کو رد کرنے کا کیا حال ہونا چاہئے اور نیز براہین احمدیہ صفحہ ۳۰۰ مین لکھتے ہین
پس اس صورت مین ہماری نہایت کم ظرفی اور سفاہت ہے کہ ہم اس اقل قلیل عقل کے
پیمانہ سے خدا کی غیر محدود حکمتون اور قدرتون کو ناپنے لگین۔ اور نیز براہین احمدیہ صفحہ ۱۹ مین
لکھتے ہین اے لوگو اس بات کے سمجھنے مین کچھ بھی دقت نہین کہ عقل انسانی مغیبات کے
جاننے کا آلہ نہین ہو سکتی انتہی فی الواقع یہ بات بدیہی ہے کہ زمانہ گزشتہ کے واقعات
ہمارے حق مین مغیبات ہین جنمین عقل چل نہین سکتی پھر اسکو آلہ بناکر قرآن کو رد کیون
کر رہے ہین۔ شاید یہان یہ کہا جائیگا کہ بذریعہ الہام معلوم ہوا کہ انکے بنائے ہوے پرندے
طیر نہین ہوتے تھے تو ہم کہین گے کہ خدا تعالی فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ فرماتا ہے اور انکا
الہام اسکی تکذیب کرتا ہے تو ایسا الہام بیشک شیطانی ہے جسکے مرزا صاحب بھی قائل ہین۔

تقریر بالا سے معلوم ہوا کہ کلون کا ایجاد کرنا شیشے کا فرش بچھانا مرزا صاحب کے نزدیک معجزات ہین جو نبوت پر دلیل ہوسکتے ہین جیسا کہ انہون نے سلیمان اور عیسی علیہما السلام کے معجزات سے ثابت کیا۔ اس صورت مین یہ کہنا پڑے گا کہ امریکہ اور یورپ مین جتنے کلین ایجاد کرنیوالے ہین سب انبیا ہین پھر مرزا صاحب کی کیا خصوصیت۔ شاید یہان یہ کہا جائے گا کہ ہمین الہام بھی ہوتا ہے سو یہ جواب نہین ہوسکتا اسلیے کہ شہد کی مکھی کو بھی الہام بلکہ وحی ہوتی ہے کما قال وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ اور ہر فاسق وفاجر کو بھی الہام ہوتا ہے کما قال تعالی فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا جب بھی مرزا صاحب کی خصوصیت نرہی۔

عقلی معجزات ثابت کرنے سے مرزا صاحب کا مقصود یہی معلوم ہوتا ہے کہ جتنی کارروائیان وہ کمال دانائی سے کررہے ہین جنکی تہ تک ہر کسی کی عقل نہین پہنچ سکتی معجزے سمجھے جائین مثلاً براہین احمدیہ کو اس چالاکی اور جزم سے لکھا کہ بہت سے مولویون نے اسکی تصدیق کرلی اور انکو خبر تک نہوئی کہ ہم کن باتون کی تصدیق کررہے ہین پھر آہستہ آہستہ وہی الہام جو براہین مین لکھے تھے انکی تفسیر کرکے مولویون کو کافر اور اپنے کو عیسی موعود بنالیا۔ اور نیز پیشگوئیین ایسے مفید شروط وقیود لگاتے ہین کہ ہر پہلو پر کامیابی ہو۔ مثلاً مسٹر اتہم کی موت کی پیش گوئی کی کہ اگر رجوع الی الحق نہ کرے تو اتنے سال مین مرجائیگا جب اس مدت مین نہ مرا تو فرمایا کہ اس نے رجوع الی الحق ضرور کی تھی۔ اب وہ ہزار طرح سے کہے کہ مین نے رجوع الی الحق نہین کی مگر سب کا ایک ہی جواب کہ دشمن کی بات کا اعتبار ہی کیا۔

جحا کے حالات مین لکہا ہے کہ کسی دوست نے ان سے گدہا مانگا انہون نے
عذر کیا کہ کسی نے لیگیا ہے یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ گدہے نے پکارا اس دوست
نے کہا کہ حضرت گدہا تو گہر مین موجود ہے جحا صاحب تہے بڑے ہوشیار فوراً جوابدیا
کہ تم بہی عجیب آدمی ہو مین خود کہہ رہا ہون کہ گدہا نہین ہے اور تم گدہے کی بات کا
اعتبار کرتے ہو کیا گدہے کی گواہی بہی قبول ہوسکتی ہے۔

اخر بس جس کا حال آیندہ معلوم ہوگا اسکے واقعہ سے ظاہر ہے کہ
کس دانائی اور عقلی معجزے سے اسنے اپنی نبوت جمائی جسپر لوگون نے ایمان بہی لایا
مگر اسلام اسکو اسی نگاہ سے دیکہتا ہے جو کسی کذاب مفتری جعلساز کو دیکہنا چاہیے
اس قسم کی کارروائیون کو معجزات تو کیا استدراج بہی نہین سمجھ سکتے غرض مرزا صاحب
کے عقلی معجزے معجزات ہی سمجہے جائین تو جتنے جہوٹے نبیون نے اس قسم کے معجزے
دکہلائے اُنکی نبوت کی بہی تصدیق کرنی پڑے گی اسلئے کہ نبوت ملزوم ہے اور
معجزات اسکے لازم مساوی اور یہ قاعدہ مسلم ہے کہ لازم مساوی کے وجود سے
ملزوم کا وجود ہوجاتا ہے غرض کہ ان معجزات کی تصدیق سے نبوت کی خود تصدیق
ہوجاویگی مگر جو شخص خاتم النبیین پر ایمان لایا ہو وہ انکی نبوت کی تصدیق کو کفر
جانتا ہے اسلئے مرزا صاحب کے عقلی معجزے اعتبار کے قابل نہین۔ مرزا صاحب
ازالۃ الاوہام مین صفحہ ۲۸۱ لکہتے ہین کہ یہی معجزہ آسمان سے اترنے کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے بہی مانگا گیا تہا اور اسوقت اس معجزہ کے دکہلانیکی بہی ضرورت تہی کیونکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار رسالت کرنے سے جہنم ابدی کی سزا تہی مگر پہر بہی خداتعالی
نے یہ معجزہ نہ دکہلایا اور سائلون کو صاف جواب ملا کہ اس دارالابتلا مین ایسے

کہلے کہلے معجزات خدائے تعالی ہرگز نہین دکہاتا تا ایمان بالغیب کی صورت مین
فرق نہ آئے انتہی مرزا صاحب کی اس تقریر سے ظاہر ہے کہ کہلے کہلے معجزات حق تعالی
ہرگز نہین دکہاتا مگر حق تعالی نے اس خیال کا رد پہلے ہی فرما دیا چنانچہ قرآن شریف مین
انبیا کے معجزات کی نسبت بکرات و مرات آیات بینات کا لفظ فرمایا ہے جس کے
معنی کہلے کہلے معجزات کے ہین۔ یہان مرزا صاحب کو اسوجہ سے موقع ملا کہ کفار باوجو
کہلے کہلے معجزات دیکہنے کے اقسام اقسام کے معجزے طلب کرتے تھے کوئی کہتا کہ
زمین سے چشمے جاری کردو تاکہ زراعت خوب ہونے لگے۔ کوئی کہتا کہ اپنے لئے بہت ہی
شاداب باغ بنا لیجئے جسمین نہرین نخلستان انگور کے منڈوے وغیرہ بکثرت ہون
کوئی کہتا کہ ایک سونے کا گہر تیار کر دکہائے۔ کوئی کہتا کہ آسمان توڑ کر اسکا ایک
ٹکڑا گرا کر دکہائے کوئی کہتا کہ آسمان پر جا کر ایک کتاب ہمارے نام اتار لائے۔
اس قسم کے واہی فضول سوال ہر طرف سے ہونے لگے جس سے حق تعالی کا عتاب
ان پر ہوا۔ اسپر مرزا صاحب نے یہ بات جمائی کہ کہلے کہلے معجزات دکہلانے سے
حق تعالی انکار کرتا ہے۔ کیا شق القمر کہلی نشانی نتھی جسکی مرزا صاحب بھی ازالۃ الاوہام
مین تصدیق کرتے ہین یا جمادات و نباتات و حیوانات مین پورا پورا تصرف اس قابل تھا
کہ کہلی نشانی سمجہا جائے۔ معجزہ کی حقیقت اگر سمجھ لیجائے تو معلوم ہوگا کہ کفار کے اس
قسم کے سوالات کیسے فضول اور بے موقع تھے۔ بات یہ ہے کہ جب خدائے تعالی نے
کسی نبی کو کسی قوم مین بہیجا تو انکو چند نشانیان ایسی دین کہ جنکو تھوڑی بھی عقل اور
طبیعت مین راستی تھی وہ مان گئے کہ بیشک یہ نشانیان خدا ہی کے دی ہوئی ہین
ممکن نہین کہ کوئی مفتری اس قسم کا کام کر سکے اسلئے وہ انبیا کی تصدیق کرتے اور اون پر

ایمان لاتے تھے - اسکی توضیح کے لیئے ہم ایک مثال بیان کرتے ہین اگرچہ خداے تعالے
کے کارخانہ کی کوئی مثال نہین بن سکتی مگر سمجھنے کے لیئے ان مثالون سے تائید ملتی ہے
یہ بات ہر شخص جانتا ہے اور اکثر اسکا تجربہ ہے کہ جب کسیکو اپنے مکان سے مثلاً
کسی چیز کے منگانے کی ضرورت ہوتی ہے تو مالک مکان کسی اعتمادی شخص کے
ہاتھ بطور نشانی کوئی ایسی چیز بھیجتا ہے کہ گھر والے جان لین کہ وہ مالک مکان
کی بھیجی ہوئی ہے - پھر وہ فرستادہ شخص جب وہ نشانی ان لوگون کو دکھا دیتا ہے
تو وہ لوگ سمجھ جاتے ہین کہ مقصود مالک کا اس نشانی کے بھیجنے سے یہ ہے کہ
اسکو دیکھکر فرستادہ شخص کو اپنا اعتمادی سمجھین اور جو کچھ کہے مان لین اور اس کی
تعمیل کرین اسی وجہ سے کیسی ہی بیش قیمت چیز وہ طلب کرے فوراً دیدین گے
اور اگر نہ دین تو مالک مکان ان پر عتاب اور بازپرس کریگا کہ مین نے خاص اپنی
ایسی نشانی بھیجی تھی جو تم اسکو جانتے تھے کہ وہ میری ہی بھیجی ہوئی ہے پھر تم نے
اسکو دیکھکر میرے حکم کی تعمیل مین کیون توقف کیا - اسی طرح اگر وہ لوگ اُس
بھیجی ہوئی نشانی پر کفایت نہ کرکے یہ کہین کہ فلان نشانی لے آؤ مثلاً مالک کی پگڑی
اُتار لاؤ یا مہر وغیرہ جب بھی قابل عتاب ہونگے اور مالک اُنسے پوچھیگا کہ مین نے
جو نشانی بھیجی تھی اس سے مقصود حاصل ہو گیا تھا کہ وہ شخص میرا ہی بھیجا ہوا ہے
پھر اسپر کفایت نہ کرکے میرے بھیجے ہوے شخص کی توہین کیون کی گئی اور اس
مسخرگی کی کیا وجہ کہ فلان نشانی اور فلان نشانی لاؤ جس سے سراسر میری توہین کی گئی
اور میرا فعل لغو ٹھہرایا گیا - ادنی تامل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس سوال کا جواب
ان بیہودہ سوال کرنے والون سے کچھ نہو سکے گا - ہان اس نشانی مین یہ ضرور ہے

کمالات کے ساتھ اوسکو ایسی خصوصیت ہو کہ کسی جعل ساز کی کارروائی اور دما بازی کا اشتباہ نہو سکے اور اگر مشتبہ نشانی کی تصدیق کرلین جو کوئی شخص اپنی عقل سے بنا سکتا ہے جب بھی قابل بازپرس ہونگے اسلئے کہ اکثر بدمعاش مشتبہ نشانیان بنا کر لوگون کو دہوکے دیا کرتے ہین اور بیوقوف انکی تصدیق کرکے نقصان اٹہاتے ہین

اب غور کیجیے کہ نبی کی نشانی کس قسم کی ہونی چاہئے۔ اگر بقول مرزا صاحب عقلی تدبیر ہی معجزہ ہو جیسے شیش محل وغیرہ تو کیا یہ سمجہا جائیگا کہ وہ خاص خدا کی دی ہوئی نشانی ہے۔ ہرگز نہین وہ تو ہر شخص جسکو معمولی عقل سے کچھ زیادہ ہو بنا سکتا ہے

مواہب اللدنیہ مین علامہ قسطلانی رح نے لکھا ہے کہ مسلمہ کذاب نے ایکبار کسی تدبیر سے شیشے مین سالم انڈا داخل کرکے قوم کے روبرو پیش کیا کہ دیکھو معجزہ اسے کہتے ہین چونکہ وہ تدبیر کسی کو معلوم نہ تھی سب مان گئے اور اسی قسم کے اور عقلی معجزے دکہاتا تھا جنکو جہلا آیات بینات سمجہتے تھے چنانچہ علامہ زرقانی رح نے شرح مواہب مین لکھا ہے کہ جب وہ مارا گیا ایک شاعر نے مرثیہ لکھا جسکا مطلب یہ کہ اس نے کہلی کہلی نشانیان مثل آفتاب ظاہر کین کما قال۔

لہفی علیک ابا ثمامہ	لہفی علی رکنی یمامہ
کم آیۃ لک فیہم	کالشمس تطلع من غمامہ

کتاب المختار مین لکھا ہے کہ بعض دوائین ایسی بھی ہین کہ اگر سوتے وقت اسکا بخور لیا جائے تو آئندہ کے واقعات معلوم ہوتے ہین چنانچہ جہوٹے مدعی اسی قسم کی تدابیر سے پیشگوئیان کیا کرتے ہین۔

بولس کا عقلی ہی معجزہ تھا کہ سلطنت چھوڑکر نصاری مین درویشی بہت سے

گیا اور انکا معتمد علیہ بنکر خوش بیانی اور پر زور تقریرون سے انکو انکے قبلہ سے منحرف کر دیا کل جانور حلال کر دئے عیسی علیہ السلام کو انکا خدا ٹھیرا دیا۔

اسحٰق اخرس کا عقلی ہی معجزہ تھا کہ دس برس گنگا رہا اور ایک رات کسی تدبیر سے چہرہ کو سنوار بنا قرآن نہایت تجوید سے پڑہ علی روس الاشہاد دعوی کیا کہ مجھ سے جاہل اور گنگے شخص کو نبوت ملی چنانچہ تمام کتب آسمانی مجھے یاد ہو گئے اور اب بفضلہ تعالی عالم ہون جو چاہے مناظرہ کر لے۔

خوزستانی کا عقلی ہی معجزہ تھا کہ کوفہ مین ایک مدت ریاضت شاقہ اٹھا کر اپنی پر زور تقریرون سے سب کا معتمد علیہ بن گیا اور آخر تقلید وغیرہ چہوڑا کر من لم یعرف امام زمانہ کی حدیث پر زور دیا اور ایک شخص کو امام زمان بنا کر ایک عالم کو تباہ کیا

بہا فرید بن ماہ کا عقلی ہی معجزہ تھا کہ ایک مہین قمیص جو کسی نے ویسا دیکہا نتھا پہنکر دعوی کیا کہ مجھے یہ خلعت خدا نے دی ہے اور اسکے ساتھ کئی الہام اور مکاشفات شریک کر کے نبی بن بیٹھا۔

محمد ابن تومرت کا عقلی ہی معجزہ تھا کہ ایک عالم کو جاہل پاگل بنا کر ساتھ رکھ لیا پھر ایک مجمع کثیر مین اسکو عالم بنا دیا اور نجوم سے پیش گوئی کی جو سچی نکلی جس سے ہزار آدمی معتقد ہو گئے۔

فتوحات اسلامیہ مین ہے کہ ایک شخص نے مسیحیت اور ایک نے مہدویت کا دعوی ایک ہی زمانہ مین کیا اور مسیح نے بہت سے عقلی معجزات دکہلائے جس سے لوگ دونون کے تابع ہو گئے۔

مغیرہ ابن سعید نے ایک فرقہ مغیریہ جو قائم کر لیا تھا عقلی ہی معجزات

دکھلا رہے تھے جواز قسم نیرنجات وطلسمات تھے۔

مقنع نے چند عقلی معجزات دکھلا کر الوہیت کا دعوی کیا۔

ہزریع کا عقلی ہی معجزہ تھا کہ اپنے گروہ سے متفق اللفظ کہلوادیا کہ ہم ہر صبح وشام اپنے بزرگون کو دیکھ لیا کرتے ہین۔

احمد کیال کا عقلی ہی معجزہ تھا کہ قرآن کے معارف اور علوم انفس وآفاق بیان کرکے لوگون کو تقریر مین بند کردیتا تھا جسکا دعوی تھا کہ اپنا سا مقرر کسی زمانہ مین پایا نہین گیا۔

فارس بن یحیی عقلی ہی معجزات سے عیسی موعود بن گیا تھا۔

تفصیلی حالات ان لوگون کے حسن ظن کی بحث مین لکھے ہین وہان دیکھ لئے جائین اس کے سوا عقلی معجزے بہت ہین کہان تک لکھے جائین طالبین حق کیلئے اتنے ہی کافی ہوسکتے ہین۔

مرزا صاحب نے ایک رسالہ موسوم باعجاز المسیح لکھکر اعلان دیا ہے کہ ستر دن مین یہ کتاب مینے لکھی اور سید مہر علیشاہ صاحب نہ لکھ سکے اسلئے یہ کتاب معجزہ ہے چنانچہ اسی اشتہار مین لکھتے ہین یہی تو معجزہ ہے اور معجزہ کیا ہوتا ہے۔ یہ کتاب اگر معمولی خط سے لکھی جائے تو چار جزسے زیادہ نہین ہے اسپر مرزا صاحب کا اپنے مکان مین لکھنا مخالفین کو اس اشتباہ کا موقع دیتا ہے کہ خود نے لکھی ہے یا کسی اور سے لکھوائی چنانچہ خود اسی اعلان مین فرماتے ہین کہ مخالفین کا خیال ہے کہ یہ اس شخص کا کام نہین کوئی اور پوشیدہ طور پر اسکو مدد دیتا ہے۔ ستر دن مین چار جز کی کتاب لکھنا یا لکھوانا اگر معجزہ ہے تو باوجود قلت علم کے اس زمانہ مین بھی

ایسے معجزات بکثرت ظاہر ہوسکتے ہین - اگر مرزا صاحب کسی ادیب کے سامنے بیٹھکر قلم برداشتہ کوئی کتاب لکھدین توبھی وہ معجزہ نہین ہوسکتا کیونکہ منشی ایسے کام کیا ہی کرتے ہین چہ جائیکہ اتنی مدت مین ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا جاوے اور اسمین دوسرے کی مدد کا گمان بھی ہو تو وہ کیونکر معجزہ سمجھا جاوے - اگر مرزا صاحب کوئی اعلان جاری فرمادین کہ اتنی ہی بڑی مسجع کتاب کوئی لکھدے تو مین نبوت کے دعوی سے توبہ کرتا ہون تو ملاحظہ فرمالینگے کہ کتنے رسالے شائع ہوجاتے ہین -

مرزا صاحب نے ستر دن کی مہلت اس چار جز کے رسالہ کے واسطے جو قرار دی تھی اور مقابلہ کیلئے شاہ صاحب وغیرہ کو بلوایا تھا اس سے ظاہر ہے کہ طبیعت آزمائی اور لیاقت نمائی اس سے مقصود تھی کیونکہ سجعون کی تلاش اور ترکیبدی وغیرہ کے لئے کتب لغت وغیرہ کی مراجعت ضرور ہے اور اگر شاہ صاحب نے فی الواقع باوجود اقرار کے اس مدت مین کوئی کتاب نہین لکھی تو بیشک مرزا صاحب کی ذکاوت طبع اور ممارست فن ادب اونسے زیادہ ثابت ہوگی مگر اس سے نبوت کا ثبوت محال ہے - عبارت مین تکلف سے سجعون کا فراہم کرنا اور صنائع وبدائع کا التزام زائدانہ ضرورت ہے جو صرف طبیعت آزمائی اور لیاقت نمائی کی غرض سے ہوا کرتا ہے - نبوت سے اسکو کچھ تعلق نہین بلکہ ایسے تکلفات مذموم سمجھے جاتے ہین بخاری شریف مین ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کیف اغرم یارسول اللہ من لاشرب ولااکل - ولانطق ولااستھل فمثل ذلک بطل حضرت نے فرمایا انما ہذا من اخوان الکھان یعنے یہ تو کاہنون کا بھائی ہے - چونکہ اعجاز المسیح مین اسکا التزام کیا ہے تو اس سے ظاہر ہے کہ انکو اظہار لیاقت مقصود ہے - اس مقام مین مخالف فیضی کی تفسیر کو ضرور پیش کریگا

جسکی نسبت مرزا صاحب نے براہین احمدیہ ص ۳۷۴ مین لکھا ہے کہ بے نقط عبارتون کا لکھنا نہایت سہل اور آسان ہے اور کوئی ایسی صنعت نہین ہے جسکا انجام دینا انسان سخت مشکل ہو اہے اسیوجہ سے بہت سے منشیون نے اپنی عربی اور فارسی املا مین اس قسم کی بے نقط عبارتین لکھی ہین اور اب بھی لکھتے ہین بلکہ بعض منشیون کی ایسی بھی عبارتین موجود ہین جن کے تمام حروف نقطہ دار ہین اور کوئی بے نقطہ حرف انہین داخل نہین انتہی۔

جب ذکاوت طبع ہی دکہانا منظور تھا تو کاش ایسی تفسیر لکھدیتے جسمین تمام حروف نقطہ دار ہون جس سے مرزا صاحب کی ذکاوت کا حال بھی معلوم ہوجاتا کہ فیضی کے برابر ہے یا زائد۔ اور تمام مخالفین مان لیتے کہ مرزا صاحب ہمارے زمانہ مین فخر روزگار ہین۔ اس موقع مین ہم فیضی کو ضرور قابل تحسین کہین گے کہ باوجودیکہ پورے قرآن کی ایسی تفسیر لکھی مگر نہ دعوی نبوت کیا نہ اسکو معجزہ قرار دیا ادہر مرزا صاحب چار ہی جز کا رسالہ وہ بھی ایسا کہ تقریبًا نصف مین تو سب وشتم اور مدح وذم وخودستائی وغیرہ معمولی باتین ہین اور باقی مین اکثر حصہ عیسویت سے متعلق مباحث ہین جو ایک زمانہ کی مشاقی اور مزاولت وممارست سے مرزا صاحب کو حفظ ہین ستر دن مین لکھکر اسکو معجزہ قرار دیتے ہین یہ زمانہ کے انقلاب کا اثر ہے اگر مرزا صاحب کا یہ دعوی ہے کہ وہ رسالہ الہام سے لکھا گیا ہے جیسا کہ اس عبارت اشتہار سے ظاہر ہے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ حقیقت مین ایک اور ہے جو مجھے مدد دیتا ہے لیکن وہ انسان نہین بلکہ وہی قادر توانا ہے جسکے آستانہ پر ہمارا سر ہے اس صورت مین مرزا صاحب کے غلبہ کی آسان تدبیر یہ تھی کہ شاہ صاحب کو لکھ بھیجتے

کہ آپ مع چند علما اور ہم کسی جگہ جمع ہون پہر آپ جس سورۃ کی تفسیر چاہین لکہنے کی فرمایش کردین ہم بلا تکلف مسجع اور بلیغ و فصیح الہامی عبارت متصل کہتے جاینگے اور آپ لکہ لیا کرین پہر جب مرزا صاحب اسی طرح عبارت لکہوا دیتے تو کسی کو کلام کی گنجایش ہی نہ رہتی اور ایک ہی جلسہ مین فیصلہ ہوجاتا اور ممکن ہے کہ اب بہی یہی تدبیر فرمادین کیونکہ خدا کی مدد تو ابہی منقطع نہوی ہوگی۔

مگر یاد رہے کہ انشا پردازی کیسی ہی بلاغت و فصاحت کے ساتھ بے نقط کیون نہو اگر اعلی درجہ تک ترقی کرجائے تو بہی متنبی بنا سکتی ہے نبی نہین بنا سکتی کیونکہ رسول کے ساتھ نشانی ایسی ہونی چاہیے کہ اوسکو بہیجنے والے کے ساتھ خصوصیت ہو تاکہ پرسش کے وقت کسی کو اس عذر کا موقع نہ ملے کہ الہی وہ نشانی جو ہمین دکہلائی گئی تہی وہ تو ہمارے جیسے آدمی نے اپنی عقل سے بنالی تہی کوئی بات مافوق العادت نہ تہی جو انسان کی قدرت سے خارج ہو۔

نشانی طلب کرنا انسان کے جبلیت مین داخل ہے اسی وجہ سے جب کبہی خداتعالی نے کسی قوم مین رسول بہیجا اسکے ساتہ کوئی نشانی بہی ایسی دی جس سے پوری حجت قائم ہوجاتی تہی ورنہ ماننے والون پر عذاب نازل ہوتا چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ یعنے اون لوگون کو رسولون نے کہلی کہلی نشانیان دکہلائین۔ پہر جب انہون نے نہ مانا تو اللہ نے انکو پکڑا اور اللہ قوی اور شدید العقاب ہے۔

اب دیکہئے کہ جن نشانیون کے قبول نہ کرنے پر سخت مواخذہ ہو وہ کیسی

کھلی خوارق العادات ہونی چاہیے جسمین کسی قسم کی جعل سازی کا اشتباہ نہو اسی وجہ
سے حق تعالی رسولون کو بھیجنے سے پہلے انکو نشانیان دیا کرتا تھا چنانچہ اس آیت سے
ظاہر ہے اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيَاتِيْ یعنے اے موسی تم اور تمہارے بھائی
میری نشانیان لیکر فرعون کی طرف جاؤ اور ان نشانیون یعنے عصا اور ید بیضا کا
امتحان پہلے ہی کرا دیا گیا جیسا کہ قرآن شریف مین مذکور ہے۔ پھر جب فرعون کے
پاس وہ گئے تو پہلے ہی کہا کہ ہم خدا کے بھیجے ہوے اسکی نشانیان لیکر تیرے پاس
آئے ہین کما قال تعالی قَدْ جِئْنَاكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ اور آخر یہی نشانیان
دیکھکر ہزارہا جادوگر وغیرہ مسلمان ہوگئے اور جان کی کچھ پروا نکی جیسا کہ حق تعالے
فرماتا ہے قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا
فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ نشانیان اس قوت کی ہوتی ہین کہ ایک ہی جلسہ مین
اجنبیون کو ایسے مسخر کرلیا کہ جان دینے پر مستعد ہوگئے۔ اور کل انبیا کی نشانیان ایسی
ہی ہوا کین چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ اٰيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا
هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا
یعنے جب انکے پاس ہماری نشانیان آئین آنکھین کھول دینے والین تو لگے کہنے
یہ تو صریح جادو ہے اور باوجودیکہ انکے دل یقین کر چکے تھے مگر انھون نے ظلم اور
شیخی سے انکو نہ مانا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگرچہ نشانیان دیکھکر کفار انکار تو کرتے تھے
مگر ان کے دل انکی منجانب اللہ ہونے کا یقین کر لیتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ جبتک
وہ نشانیان قدرت بشری سے خارج نہ ہون کبھی اس قسم کا یقین نہین ہو سکتا
اسی وجہ سے جہان لفظ آیات کا استعمال قرآن شریف مین ہوا ہے ایسی ہی

چیزون مین ہوا جو قدرت بشری سے خارج ہین مثلاً قولہ تعالیٰ وَمِنْ آیَاتِہِ اللَّیْلُ وَالنَّہَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وقولہ تعالیٰ وَمِنْ آیَاتِہِ یُرِیکُمُ الْبَرْقَ وقولہ تعالیٰ وَمِنْ آیَاتِہِ اَنْ یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ وغیر ذلک ہر چند یہ نشانیان خاص قدرت الٰہی پر دال ہین اور انبیا سے متعلق نشانیان انکی نبوت پر دال تھین لیکن حق تعالیٰ نے ان دونون قسمون پر آیات ہی کا اطلاق فرمایا اسلئے کہ دونون کا صدور خاص قدرت الٰہی سے متعلق ہے اسی وجہ سے کل آیات کا انکار قدرت الٰہی کے انکار کو مستلزم ہے اور عموماً آیات مین جھگڑنے والون کی شان مین حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا یُجَادِلُ فِیْ آیَاتِ اللّٰہِ اِلَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یعنے اللہ کی نشانیون مین وہی لوگ جھگڑتے ہین جو کافر ہین وقال تعالیٰ کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ اَلَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْ آیَاتِ اللّٰہِ بِغَیْرِ سُلْطَانٍ اَتَاھُمْ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ وَعِنْدَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ یعنے ایسا ہی گمراہ کرتا ہے اللہ ان لوگون کو جو حد سے بڑھے ہوئے ہین اور شک مین پڑے ہوئے ہین اور بغیر سند کے اللہ کے نشانیون مین جھگڑتے ہین انکو بڑی بیزاری ہے اللہ کے ہان اور ایماندارون کے ہان۔ اسی طرح مہر کرتا ہے اللہ ہر متکبر سرکش کے دل پر۔ یہ بات یاد رہے کہ مرزا صاحب نشانیون کے باب مین جو جھگڑتے ہین انکے پاس بھی کوئی سند نہین۔ کیا ممکن ہے کہ حوض کا قصہ قرآن کے مقابلہ مین سند بن سکے ہرگز نہین اور حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْ آیَاتِ اللّٰہِ بِغَیْرِ سُلْطَانٍ اَتَاھُمْ اِنْ فِیْ صُدُوْرِھِمْ اِلَّا کِبْرٌ مَّا ھُمْ بِبَالِغِیْہِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

یعنے جن لوگون کے پاس کوئی سند تو نہین اور ناحق خدا کی نشانیون مین جھگڑے نکالتے ہین
انکے دلون مین تو بس بڑائی کی ایک ایسی ہی ہوس سمائی ہے کہ وہ اپنے اس
مراد کو کبھی پہنچنے والے نہین - ان لوگون کی شرارتون سے خدا کی پناہ مانگتے رہو -
بیشک وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے -

مرزا صاحب مین اس بڑائی کی ہوس سمائی ہے کہ عیسی علیہ السلام کے
برابر کسی طرح بنجائین مسیحائی کے درجہ تک تو ترقی ممکن نہین اسلئے انکی تنقیص
مین اپنا مقصود حاصل کرنا چاہتے ہین - اور حق تعالی فرماتا ہے وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ
كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُو
قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝
یعنے اور جس دن گھیر بلاوینگے ہم ہر فرقے سے ایک گروہ کو جو جھٹلاتے تھے
ہماری نشانیان پھر انکی مثلین بنائی جائینگی یہانتک کہ جب وہ خدا کے روبرو
حاضر ہونگے تو خدا ان سے پوچھے گا کہ باوجودیکہ تم نے ہماری نشانیون کو اچھی
طرح سمجھا بھی نہ تھا کیا تم نے انکو بے سمجھے جھٹلایا یا اور کیا کرتے رہے -

اسمین شک نہین کہ مرزا صاحب نے نشانیون کی حقیقت سمجھی نہین
جبھی تو انہون نے عیسی علیہ السلام کے خوارق عادات کا انکار ہی کر دیا -
اور حق تعالی فرماتا ہے وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ
فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ یعنے جو لوگ مخاصمانہ ہماری نشانیون کے توڑنیکے
پیچھے پڑے رہتے ہین وہ عذاب مین رکھے جائین گے - ازالۃ الاوہام کے دیکھنے
سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب آیتون کے توڑنیکے کیسے پیچھے پڑ گئے ہین

گویا انھون نے اپنا کمال اسی مین سمجھ رکھا ہے یہ نشانیون مین جھگڑنے والونکی خرابیان تھین جنکو مرزا صاحب بھی قرآن مین پڑھتے ہونگے مگر کچھ پروا نہین کرتے اور جو لوگ اُن پر ایمان لاتے ہین انکے لئے کیسی کیسی خوشخبریان اور بشارتین ہین کہ نہ قیامت مین انکو خوف ہوگا نہ غم بلکہ اپنی بیبیون کے ساتھ جنت مین جاکر اعلی درجہ کے عیش مین ہمیشہ رہین گے جیساکہ حق تعالی فرماتا ہے یَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ٭ يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ اب ہر شخص مختار ہے چاہے ایمان لاکر یہ دولت بے زوال حاصل کرے یا جھگڑے کرکے وہ عذاب و نکال حق تعالی صاف فرماتا ہے فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ۔

اگر اللہ تعالی کسی کو رسول بناکر بھیجے اور نشانی دکھلانا اسی کے ذمہ کردے کہ تو ہی اپنی عقل سے کوئی بات بنالے مین اپنی خاص قدرتی کوئی نشانی تجھے ندونگا تو رسول کو عرض کرنے کا حق ہوگا کہ الہی کوئی بات عقل سے مین بنالون تو آخر انمین بھی عقلمند لوگ ہین اگر بھید کھل جائے یا ویسی ہی عقلی بات کوئی دوسرا بناکر پیش کردے تو صرف میری رسوائی نہوگی بلکہ تیری قدرت پر بھی الزام آئیگا کہ کیا خدا کوئی ایسی نشانی نہین دکھلا سکتا تھا کہ آدمی کی قدرت سے خارج ہو اس سے تو رسالت کا مقصود ہی فوت ہوجائیگا۔

اب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر غور کیا جائے کہ

کیسے کیسے کہلی قدرتی نشانیان تھین کہ عقل کے وہان پر جلتے ہین جمادات نباتات حیوانات
مین بلکہ عالم علوی تک تصرف کردکہایا کہ ایک اشارہ سے قمر کو شق فرمادیا کیا ممکن ہے
کہ ایسی نشانیون پر کوئی یہ الزام لگا سکے کہ حضرت نے اپنی عقل سے کام لیا تہا جب
ایسی ایسی خارق العادت کہلی کہلی قدرتی نشانیان دیکہکر بھی پہر اور نشانیان
کفار نے طلب کین تو حکم الٰہی ہوگیا کہ بس اب انسے کہدیا جاے کہ جو نشانیان مجہے
دیگئی تھین وہ تمہین دکہلادین مجہے کوئی ضرورت نہین کہ تمہاری منہ بولی نشانیان
بھی دکہلایا کرون۔ البتہ انکو اسقدر حق تہا کہ انصاف کی راہ سے یہ شبہ پیش کرتے
کہ جتنی نشانیان دکہلائی گئین انکے آسمانی ہونے مین تامل ہے مگر ممکن نہ تہا کہ اس قسم
کا شبہ پیش کرسکتے ہان بے ایمانی اور قصور عقل سے ساحر اور شاعر کہتے تھے اسلیے
کہ انکی طبیعتون مین متمکن تہا کہ جو خلاف عقل کام ہو وہ سحر ہے چنانچہ جب انسے
قیامت کا حال بیان کیا جاتا کہ تم مرکر پہر اٹھوگے تو بھی کہتے کہ یہ تو کہلے طور پر سحر ہے
کما قال تعالیٰ وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ
الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ مگر یہ دعوی اسوقت قابل التفات
ہوتا کہ کسی ساحر کو نظیراً پیش کردیتے کہ شق القمر وغیرہ ما فوق العادت کام اسنے
کیا تہا یا کوئی ایسی کتاب پیش کردیتے کہ فصاحت وبلاغت مین قرآن سے بڑہکر
یا برابر ہے۔ غرض صدہا خارق العادت نشانیان دکہلانیکے بعد حضرت کو کوئی ضرورت
نہ تھی کہ انکی فرمایشی نشانیان بھی پیش کرتے۔

ہان اسمین شک نہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات وفات شریف
تک جاری رہے بلکہ اب تک جاری ہین مگر وہ کفار کے مقابلہ مین اور بر سبیل تحدی نہ تھے

چونکہ حضرت کو تصرف فے الاکوان حاصل تھا جس چیز سے چاہتے ایسا کام لیتے جیسے خدمت گارون سے لیا جاتا ہے مثلاً جب میدان مین حاجت بشری کا تقاضا ہوتا تو جھاڑون کو کہلا بھیجے وہ باہم ملکر مثل بیت الخلا کے ہوجاتے اسی طرح جب پانی کی ضرورت ہوتی تو خشک کنوین کو حکم ہوجاتا فوراً اس سے پانی ابلنے لگتا اور اس قسم کے صدہا بلکہ ہزارہا معجزے متصل وقوع مین آتے جنمین نہ کسی کا مقابلہ پیش نظر ہوتا نہ تحدی ۔ چونکہ انمین تحدی مقصود نہ تھی اسلئے بعضون نے ان خوارق کا نام معجزہ ہی نہین رکھا کیونکہ یہ امور حضرت کے حق مین ایسے معمولی تصرفات تھے جیسے ہمارے تصرف اپنے اعضا و جوارح مین ہوتے ہین چنانچہ حکما بھی اس بات کے قائل ہین جیسا کہ شیخ رح نے اشارات کے نمط تاسع مین لکھا ہے والنبی متمیز باستحقاق الطاعۃ لاختصاصہ بالآیات تدل علی انہا من عند ربہ یعنے کمالات ذاتیہ کی وجہ سے نبی کو استحقاق حاصل ہوتا ہے کہ لوگ اسکی اطاعت کرین جسکی وجہ سے وہ تمام عالم مین ممتاز ہوتا ہے اسلئے کہ جو نشانیان اسکو دیجاتی ہین وہ یقیناً دلالت کرتی ہین کہ اللہ کی طرف سے ہین اور وہ نشانیان اسی کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہین کوئی دوسرا وہ نشانیان نہین دکھلا سکتا انتہی اور نیز شیخ نے اشارات کے نمط عاشر مین لکھا ہے ولا یستبعدن ان یکون لبعض النفوس ملکۃ یتعدی تاثیرہا بدنہا او یکون لقوتہا کانہا نفس ما للعالم یعنے عقلاً یہ بعید نہین کہ بعضے نفوس کو ایسا ملکہ اور قوت حاصل ہو کہ بدن سے متجاوز ہوکر دوسری اشیا پر اسکا اثر پڑے یا وہ نفس بکمال قوت کی وجہ سے یہ درجہ رکھتا ہو کہ گویا تمام عالم کا نفس ناطقہ ہے اور اسمین ایسا متصرف ہے جیسے دوسرے نفوس اپنے ابدان متعلقہ مین تصرف کرتے ہین

یہان مرزا صاحب ضرور اعتراض کرینگے کہ یہ عقیدہ شرک فی التصرف ہے جیساکہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ تخلیق طیر وغیرہ مین کہا تھا مگر اسکا جواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے بعض صفات مختصہ اپنے بندون کو بھی عطا کئے ہین جیسے سمع بصر علم قدرت ارادہ وغیرہ گو یہ صفات حق تعالیٰ مین علی وجہ الکمال اور اصالتہً ہین اور بندون مین ناقص طور پر لیکن عطائے الٰہی ہونے کی وجہ سے آخر بندہ بھی سمیع و بصیر وغیرہ کہلاتا ہے پھر انمین بھی باہم تفاوت ہے مثلاً کوئی بہت دور سے باریک چیز کو صاف دیکھتا ہے اور کوئی نزدیک سے موٹی چیز کو بھی پورے طور پر نہین دیکھ سکتا مگر بصیر دونون کو کہین گے اسی طرح ہر شخص کو کچھ نہ کچھ تصرف بھی دیا گیا ہے کسی کو اپنے گھر مین کسی کو محلہ مین کسی کو شہر پر کسی کو ملک و اقلیم پر پھر تصرف بھی اقسام کے ہین کوئی اقلیم مین ایسا تصرف کرتا ہے جو دوسرا اپنے گھر مین بھی نہین کر سکتا پھر جیسے حکام ظاہر پر تصرف کرتے ہین طبیب اور عامل آدمی کے باطن مین تصرف کرتے ہین جسکے آثار ظاہر جسم پر نمایان ہوتے ہین۔ اسی طرح مسمریزم والا روح پر ایسا تصرف کرتا ہے کہ شخص معمول غیب کی خبرین دینے لگتا ہے۔ اور ساحر ارواح خبیثہ پر تصرف کرکے نادر امور ظاہر کرتا ہے جہان ارواح کے تحت تصرف ہین۔ غرض حق تعالیٰ نے جسکو جسقدر قوت تصرف عطا کی ہے وہ اپنی مقدورات مین اسکو پورے طور پر استعمال کرتا ہے۔ اگر اختیاری تصرف مطلقاً شرک ہو تو کوئی شخص اس قسم کے شرک سے بچ نہ سکیگا اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو کہ مخلوق کے کل تصرفات کا مدار حق تعالیٰ کی تخلیق پر ہے ممکن نہین کہ کوئی شخص اپنے تصرف سے کوئی چیز یا کوئی اثر پیدا کرلے غایۃ الامر یہ ہے کہ عادت کی وجہ سے آدمی اپنا تصرف

خیال کرتا ہے حالانکہ درحقیقت وہ بھی تصرف الٰہی ہے۔ اس صورت مین کیسا ہی
خارق العادت تصرف فرض کیا جائے وہ تصرف الٰہی سے خارج نہین ہو سکتا بلکہ
معمولی تصرفات مخلوق جب تصرف الٰہی سمجھے جائین تو خارق العادت تصرف
بطریق اولی تصرف الٰہی سمجھا جائے گا۔ غرض مسلمانون کے عقیدہ مین جب یہ توحید
جمی ہوئی ہے تو انکے پاس شرک آنے ہی نہین پاتا البتہ جو لوگ مخلوق کو مستقل فی التصرف
سمجھتے ہین انکے مشرک ہونے کے لئے خارق العادت تصرف کی کوئی ضرورت نہین
روزمرہ معمولی تصرفات ہی انکو مشرک بنانے کے لئے کافی ہین۔

اب ہم اُس تصرف کا حال کسی قدر بیان کرتے ہین جسکو ہر شخص اپنے وجدان سے
اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور یقیناً سمجھتا ہے کہ یہ کام مین نے اپنے ارادہ اور قدرت سے
کیا یہ بات ظاہر ہے کہ آدمی جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے اُس کام کا خیال آتا ہے
جسکو ہاجس کہتے ہین۔ قبل اس خیال کے آدمی اس سے غافل رہتا ہے یعنے اُس
خیال کے آنے سے پہلے آدمی مین وہ خیال نہین ہو سکتا ورنہ تقدم الشی علی نفسہ
لازم آئے گا جو محال ہے۔ بسا اوقات آدمی کسی کام مین مشغول رہتا ہے بلکہ چاہتا
ہے کہ کوئی خیال نہ آئے مگر وہ تو آہی جاتا ہے اور خبر تک نہین ہوتی کہ کیونکر
آگیا۔ پھر جب وہ نیا خیال آتا ہے تو پہلے سے جو خیال دل مین موجود رہتا ہے اوسکو
ہٹا کر آپ اسکی جگہ قایم ہو جاتا ہے۔ اگرچہ کبھی اس خیال کے اسباب ظاہرا موجود
ہوتے ہین مثلاً کسی چیز کو دیکھنا یا سننا وغیرہ مگر وہ خیال تو آخر عدم ہی سے وجود مین
آکر نہان خانۂ دل مین جلوہ گر ہوتا ہے یہ تو نہین کہہ سکتے کہ وجود سے وجود مین آیا
جو تحصیل حاصل اور محال ہے۔ پھر اُس معدوم کو وجود دینا نہ شرعاً مخلوق سے ہو سکتا ہے

نہ عقلاً۔ اگر اوس ہاجس کا وجود آدمی کے اختیار مین ہوتا دل تو یہ لازم آوے گا
کہ انسان بھی کسی معدوم شے کو پیدا کرتا ہے حالانکہ وہ بدیہی البطلان ہے اور قطع نظر
اسکے اگر وہ اختیاری ہو تو ہر مثل اختیاری کے وجود سے پہلے اُسکا علم پھر ایجاد کا
ارادہ پھر عزم شرط ہے حالانکہ ابھی معلوم ہوا کہ وہ یکایک عدم سے وجود مین آتا
ہے اور اگر اُسکا علم وارادہ پہلے سے موجود ہو تو اسمین بھی یہی کلام ہوگا کہ اون کا
وجود ابتدائہً ہوا یا اونکا بھی پہلے سے علم وغیرہ تھا یہانتک کہ امور موجودہ واقعیہ
مین تسلسل لازم آئیگا جو باطل ہے اس سے ثابت ہے کہ اس صورت خیالیہ کا وجود
آدمی کے اقتدار و اختیار سے خارج اور خاص موجد حقیقی کے اختیار مین ہے
جس نے اسکو وجود عطا کر کے آدمی کے دل مین جگہ دمی۔ اور اسکے تو حکما بھی
قائل ہین کہ موثر حقیقی تمام اشیا مین حق تعالی ہے جیسا کہ علامۂ صدر الدین شیرازیؒ
نے اسفار اربعہ مین لکھا ہے وقول المحققین منہم ان المؤثر فی الجمیع ہو اللہ بالحقیقۃ
الحاصل بدلائل یہ ثابت ہے کہ جو خیال آدمی کو آتا ہے اُسکا خالق حق تعالی ہی ہے
اس سے بڑھکر کیا ہو کہ خود حق تعالی فرماتا ہے وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا
بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ یعنے خواہ تم آہستہ
کوئی بات کہو یا بہ آواز بلند خدائے تعالی تو اس بات کو بھی جانتا ہے جو سینون
مین چھپی ہوتی ہے۔ کیا ممکن ہے کہ جس نے اسکو پیدا کیا وہ نہ جانے اس سے
ثابت ہے کہ دل مین بات کا پیدا کرنا خدا ہی کا کام ہے مولانائے روم فرماتے ہین

ہمچنان کز پردۂ دل بے کلال	وصد دم در می رسد خیل خیال
گر نہ تصویرات از یک مغرس اند	در پئے ہم سوئے دل چون میرسند

پھر اس خیال کا باقی رکہنا بھی حق تعالی ہی کا کام ہے ممکن تھا کہ جیسے اس ہاجس کو
خیال سابق کی جگہ قایم کیا تھا اسکی جگہ دوسرے خیال کو قایم کر دیتا پھر احد الجانبین
کی ترجیح بھی منجانب اللہ ہی ہے اسلئے کہ حدیث نفس کے وقت جو منافع و مضار
کی وجہ سے تردد تھا اسکا منشا ہم و عزم کی حالت مین بھی موجود ہے باوجود اسکے
عزم کی کیفیت جدیدہ کا ابتدائً موجود ہونا بغیر موجد کے ممکن نہین۔ غرض خیال
کے ابتدائی وجود سے آخری درجہ عزم تک جتنے مدارج ہین یعنے ہاجس خاطر حدیث
نفس ہم اور عزم سب تخلیق الٰہی ہین کسی درجہ مین آدمی کے فعل کو دخل تام نہین
پھر عزم کے متصل فعل شروع ہوتا ہے اسکی کیفیت حکما کے نزدیک یہ ہے جسکو
شیخ نے قانون مین لکھا ہے کہ حرکت ارادی جو اعضا سے متعلق ہے اسکی تکمیل
اس قوت سے ہوتی ہے جو دماغ سے بواسطہ اعصاب اعضا مین پہنچتی ہے اسکی
صورت یہ ہے کہ عضلات جو اعصاب و رباطات وغیرہ پر مشتمل ہین جب سمٹ جاتے
ہین تو وتر (جو رباط و عصب سے ملتئم اور اعضا تک نفوذ کئے ہوے ہین)
کھنچ جاتے ہین جس سے اعضا کھنچ جاتے ہین۔ اور جب عضلہ منبسط ہوتا ہے تو وتر
ڈھیلا ہوجاتا ہے اور عضو دور ہوجاتا ہے۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جب نفس
کسی ادراک کے بعد کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو عضلات کو کشش وغیرہ دیکر
کسی خاص وتر کے ذریعہ سے جس عضو کو چاہتا ہے ایک خاص طور پر حرکت دیتا ہے
حکما نے تصریح کی ہے کہ عضلات آدمی کے جسم مین پانسو انتیس (۵۲۹) ہین اور
اعصاب شتہتر ہین یہان یہ امر قابل غور ہے کہ نفس کو سر سے پانون تک جس عضو کو
حرکت دینی ہو پانسو انتیس (۵۲۹) عضلات اور شتہتر اعصاب سے اس عضلہ اور اس

عصب وغیرہ کو پہلے معین کرے جو اس مقصود بالحرکت عضو سے متعلق ہے کیونکہ جبتک
وہ خاص عضلہ اور عصب وغیرہ معین نہوا اور کیف ما اتفق حرکت دے تو بارہا ایسا
اتفاق ہوگا کہ ہاتھ کو حرکت دینا چاہیں تو کبھی پاؤن کبھی آنکھ وغیرہ حرکت کرنے لگین گے
اور عضلات واعصاب وغیرہ کا معین کرنا اس بات پر موقوف ہے کہ پہلے تمام عضلات
واعصاب وغیرہ کو معین طور پر جان لے کہ فلان عصب اور وتر فلان مقام سے
جدا ہو کر فلان انگلی تک مثلاً پہنچا ہے اسکی مثال بعینہ ایسی ہے کہ جہان تارون کا
مجمع ہوتا ہے تو ان تمام تارون سے اس تار کو معین کریکی ضرورت ہوتی ہے جو اس شہر
سے مختص ہو جہان خبر پہنچی جاتی ہے۔ اس موقع مین بعقلا جس عضو کو چاہین بکرات ومرات
حرکت دیکر غور وتعمق نظر سے کام لیکر اپنے وجدان کی طرف رجوع کرین کہ اس اختیاری
حرکت کے وقت کوئی عضلہ یا وتر یا عصب کی طرف اپنے نفس کو توجہ بھی ہوتی ہے
یا اندر کوئی عضلہ یا وتر وغیرہ بھی وجدان سے دکھائی دیتا ہے۔ یا یہ معلوم ہوتا ہے
کہ ہم کسی چیز کو کھینچتے ہین جس سے وہ عضو کھنچتا ہے۔ ہم یقیناً کہتے ہین کہ کوئی ان امور
کی خبر اپنے وجدان سے ہرگز دے نہین سکتا اور ہم یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ کسی کو اسکی بھی
خبر نہین کہ اعصاب وغیرہ کو حرکت مین دخل بھی ہے یا نہین ہان اتنا تو معلوم ہوتا ہے
کہ ہم فلان عضو کو حرکت دینا چاہتے ہین پھر ہوتا یہ ہے کہ ادہر خاص قسم کی توجہ ہوئی
اور ادہر اسکو حرکت ہوگئی یہان یہ کہنا بے موقع نہوگا کہ عضلہ وغیرہ کو حرکت دینا بھی
ہمارے اختیار سے خارج ہے کیونکہ اختیاری حرکت ہوتی تو اسکا علم اور ارادہ ہوتا
اور یہ نہین کہہ سکتے کہ عضو کی حرکت کا ارادہ بعینہ عضلہ وغیرہ کی حرکت کا ارادہ ہے
اسلئے کہ جب ہمارے وجدان ہی کو نہین کہ عضلہ وغیرہ کوئی چیز بھی ہے تو پھر یہ کیونکر

کہہ سکتے ہین کہ اوسکی حرکت کا ارادہ ہوا پہر جب بحسب تحقیق اطبا یہ ثابت ہے کہ بغیر عضلات
وغیرہ کی حرکت کے کوئی عضو حرکت نہین کرسکتا تو ضرور ہوا کہ وہی ملتفت الیہ بالذات ہون
گو مقصود بالذات انکی حرکت نہو حالانکہ ملتفت الیہ بالذات بھی عضو ہی کی حرکت ہے
یہ عموماً اعضا کی حرکت اور افعال کا حال تھا اب آنکھون کے فعل کا حال سنئے کہ دیکھنے
کے وقت حدقون کو ایک مناسبت کے ساتھ پہیرنے کی ضرورت ہوتی ہے
اسوجہ سے کہ جبتک خطوط شعاعی دونون آنکھون کے مرئی پر ایسے طور پر نہ ڈالے جائین
کہ جنکے باہم ملنے سے وہان زاویہ پیدا ہو وہ شے ایک نظر نہ آئیگی کیونکہ ہر ایک آنکھ
مستقل طور پر دیکھتی ہے اسی وجہ سے احول دو دیکھتا ہے پہر دونو خط کے ملنے سے
شے مرئی پر جو زاویہ پیدا ہوتا ہے جس قدر کشادہ ہوگا مرئی بڑی نظر آئیگی اور جس قدر
تنگ ہوگا چھوٹی نظر آئے گی اسی وجہ سے ہر چیز نزدیک سے بڑی اور دور سے
چھوٹی نظر آتی ہے اسکی تفصیل ہمنے کتاب العقل مین کسی قدر شرح وبسط سے لکھی ہے
یہان صرف اسی قدر بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ جب مرئی کے ایک نظر آنے کا
مدار خطوط شعاعی کے ملنے پر ہے تو مرئی جس قدر دور یا نزدیک ہوتے جائیگی حدقہ
کی وضع بدلتی جائیگی یہانتک کہ جب وہ بہت ہی نزدیک ہو جائے گی تو حدقے
ناک کی جانب قریب ہو جائین گے اور بہت دور ہو تو کانون کی جانب مائل ہونگے
اب ہم دیکھنے والون سے پوچھتے ہین کہ ہر ایک گز یا ہاتھ کے فاصلہ پر حدقہ کو کس قدر
مائل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اسکو اپنے وجدان مین سوچین اور اگر وجدان یاری
نہ دے تو کسی حکیم کی تقریر سے ثابت کرین کہ اسقدر فاصلہ پر کوئی چیز ہو تو حدقون
کو اس وضع پر رکہنا چاہئے اور اس قدر فاصلہ پر اتنی حرکت دینی چاہئے یہ بات

یاد رہے کہ کوئی حکیم اسکا اندازہ ہرگز نہین بتا سکتا حالانکہ ہم جب کسی چیز کو دیکہنا چاہتے ہین تو بغیر اسکے کہ ہم کو اسکا طریقہ معلوم ہو یہ سب کچھ ہو جاتا ہے ادہر ہماری خاص توجہ ہوئی اُدہر حدقون نے اپنے موقع پر آکر نشست جمالیا اور ہمکو خبر بھی نہوئی کہ یہ کام کس نے کیا علیٰ ہذا القیاس بات کرنیکے وقت حلق زبان وغیرہ کے عضلات کو کہینچنا اور ڈہیلے چھوڑنا اور مخرج پر جلد جلد لگانا بغیر اس علم کے کہ کہان کون عضلہ کہینچا جاتا ہے اور ڈہیلا چھوڑا جاتا ہے اسپر دلیل واضح ہے کہ ہمارے اختیار کو اسمین کچھ دخل نہین ادہر بات کی طرف توجہ خاص ہوئی اور ادہر بات کی حرکت اور موقع موقع پر جہان لگنا ہے شروع ہو گیا اگر کہا جائے کہ یہ افعال طبیعت سے صادر ہوتے ہین تو ہم کہین گے کہ حکما نے اسکی بھی تصریح کی ہے کہ طبیعت محض بے شعور ہے پہر اسکو یہ خبر کیونکر ہوتی ہے کہ نفس فلان قسم کا کام کرنا چاہتا ہے اور فلان چیز کو دیکہنا چاہتا ہے اور وہ چیز اسقدر فاصلہ پر ہے اور نفس نے فلان عبارت کو پڑہنا چاہا۔ اور اگر نفس طبیعت کو یہ سب بتا دیتا ہے تو اول تو یہ خلاف وجدان ہے اور اگر بالفرض تسلیم بھی کر لیا جائے تو خلاف تحقیق حکما ہے اسلئے کہ انکے نزدیک نفس جزئیات مادیہ کا ادراک نہین کر سکتا اور جتنے عضلات اور رباط و اوتار وغیرہ ہین سب جزئیات مادیہ ہین پہر ان مادیات کا ادراک اسکو کیونکر ہو سکتا ہے اگر کہا جائے کہ آدمی کی قدرت یہ سب کام کر لیتی ہے تو ہم کہین گے کہ قدرت ارادہ کے تابع اور ارادہ علم کے تابع ہے جبتک کسی چیز کا علم نہین ہوتا اسکا ارادہ نہین ہو سکتا اور جبتک ارادہ نہو قدرت کچھ کر نہین سکتی کیونکہ بغیر ارادہ کے اگر قدرت کام کرنے لگے تو چونکہ

آدمی مین ہر کام کی قدرت ہے تو چاہیئے کہ ہر کام ہر وقت ہونے لگے اور آدمی کو
دم بہر کی فرصت نہ لینے دے جس سے آدمی دیوانہ مشہور ہوجائے پہر ارادہ
بغیر علم کے نہین ہوتا ورنہ مجہول مطلق کے طرف طلب لازم آئیگی جو محال ہے
اس سے معلوم ہوا کہ تحریک عضلات وغیرہ مین صرف قدرت بیکار ہے۔
اب یہان یہ دیکہنا چاہیئے کہ فعل کے وقت تحریک عضلات وغیرہ
جو ہوتی ہے وہ خود بخود ہوتی ہے یا ہمارے ارادہ سے یا خدائے تعالی کے ارادہ
اور تخلیق سے چونکہ یہ ثابت ہے کہ کسی چیز کا وجود بغیر موجد کے نہین ہوسکتا
اسلئے خود بخود عضلات وغیرہ کی حرکت باطل ہے اور تقریر سابق سے ثابت ہے
کہ ہمارے ارادہ سے بہی حرکت نہین ہوتی تو وہی تیسری صورت باقی رہ گئی کہ
حق تعالی اعصاب وغیرہ مین حرکت پیدا کردیتا ہے یعنے خود حرکت دیتا ہے
اور وہ کام وجود مین آجاتا ہے اور یہی ہونا بہی چاہیئے اسلئے کہ وہ حرکت ممکن ہے
اور ممکن کے احد الجانبین کو ترجیح دیکر اسکو واجب بالغیر بنانا حق تعالی ہی کا کام ہے
الحاصل فعل کے سلسلہ مین ہا جس سے لیکر وقوع فعل تک کوئی درجہ ایسا
نہین نکلا کہ اسمین حق تعالی کا تصرف نہو اس سے ثابت ہے کہ جس طرح آدمی کی ذات
وصفات مخلوق الہی ہین اوسکے جملہ حرکات وسکنات وافعال بہی مخلوق الہی
ہین جیسا کہ خود حق تعالی فرماتا ہے واللہ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ اور حدیث شریف
مین یہ دعا وارد ہے اللہم ان قلوبنا ونواصینا وجوارحنا بیدک لم تملکنا منہا شیئاً
فاذا فعلت ذلک بنا فکن انت ولینا واہدنا الی سواء السبیل یعنے الہی ہمارے
دل اور پیشانی کے بال اور ہاتہ پانون وغیرہ جوارح تیرے ہاتہ مین ہین اونمین سے

کسی کا مالک ہی رہا۔ تو نے نہین منا یا جب یہ معاملہ تو نے ہمارے ساتھ کیا تو اب تو
ہی ہمارے کامون کا متولی ہو جا اور ہمین سیدہی راہ دکہا۔ اس سے ظاہر ہے
کہ ہمارے تصرف اور افعال جنکو ہم اپنے اختیار اور قدرت کا نتیجہ سمجھتے ہین انمین
سوائے ایک توجہ خاص کے ہمکو کوئی دخل نہین اور اسکا بھی مدار خدا تعالی
کے ارادہ اور تخلیق ہی پر ہے۔ اور وہ توجہ انہی اعضا سے متعلق ہوتی ہے
جنکی حرکت سے ہماری اغراض متعلق ہین اور بعضے اعضا ہم مین ایسے بھی ہین کہ
کتنی ہی توجہ کیجئے متحرک نہین ہوتے اور بعض کبھی متحرک ہوتے ہین اور کبھی نہین
اور بعضون کے لئے ایک حد مقرر ہے اس سے زیادہ حرکت نہین ہو سکتی بہرحال
جس قدر ضرورت تھی حق تعالی نے ہمارے جسم پر ہمکو ایک قسم کا تصرف دیا
جسکی کیفیت اور حقیقت خود ہمین معلوم نہین مگر اس بات کا یقین بھی ہوتا ہے
کہ افعال ہمارے ہی اختیار سے وجود مین آتے ہین بلکہ اپنی دانست اور وجدان
مین ایک قسم کی تکوین ہم اسکو سمجھتے ہین۔

چونکہ حق تعالی کو منظور تھا کہ اپنے رسول سب مین بحسب شرافت
ذاتی ممتاز رہین اور اتحاد بادی دلون پر پڑے جیسا کہ ارشاد ہے وَمَا نُرْسِلُ
بِالْاٰيَاتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا اسلئے انکو یہ نشانی دیگئی کہ عالم مین تصرف کرین اور
تصرف کی وہی صورت کہ ادہر انکی توجہ خاص ہوئی اور ادہر وقوع منجانب اللہ
ہو گیا جیسے ہمارے افعال اختیاری مین ہوا کرتا ہے پہر جو مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۹۹ میں
مین لکھتے ہین کہ اگر خدا اپنے اذن اور ارادہ سے اپنی خدائی کی صفتین بندونکو
دیسکتا ہے تو بلاشبہ وہ اپنی ساری صفتین خدائی کی ایک بندے کو دیکر پورا

خدا بنا سکتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہر چند وہ مسلمان خاندان مین پیدا ہوے
مگر نہ انکو مسلمانون کے عقیدہ سے خبر ہے نہ قرآن کی سمجھ۔ اتنا بھی نہین جانتے کہ
نشانی دینا کسے کہتے ہین اور خدا بنا دینا کیسا ہوتا ہے اور اگر جانتے ہین تو خودغرضی سے
خداے تعالی کے کلام کی تکذیب کر رہے ہین حق تعالی صاف فرماتا ہے وَاٰتَیْنَا
عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنَاتِ یعنے عیسیٰ کو ہمنے کہلی کہلی نشانیان دین وہ کہتے ہین
خدا کسی کو ایسی نشانیان دے ہی نہین سکتا۔ حق تعالی فرماتا ہے وہ احیاے
موتی وغیرہ کیا کرتے تھے مرزا صاحب کہتے ہین وہ ممکن ہی نہین۔ حق تعالی فرماتا ہے
کسی رسول کی طاقت نہ تھی کہ بغیر ہمارے حکم کے کوئی معجزہ دکہاے کما قال تعالی
وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ مرزا صاحب کہتے ہین
کہ اپنی عقل کے زور سے وہ معجزے تراشتے تھے جو معمولی فطرتی طاقت تھی جسکا مطلب
یہ ہوا کہ خدا نے خاص طور پر انکو کچھ نہین دیا تھا حالانکہ حق تعالی فرماتا ہے
وَاٰتَیْنَاہُ اٰیَاتِنَا غرض کہ مرزا صاحب جو کہتے ہین کہ اس قسم کے معجزے
خداے تعالی کسی کو دے ہی نہین سکتا کیسی بھاری بات ہے۔ کبرت کلمۃ
تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ حالانکہ براہین احمدیہ مین لکھ چکے ہین کہ قرآن
کی سب خبرین صحیح ہین اور انکو نہ ماننا بے ایمانی ہے چنانچہ اسکے صفحہ ۲۱۹ مین لکھتے ہین
اور جبکہ اس عالم کا مورخ اور واقعہ نگار بجز خدا کے کلام کے کوئی اور نہین ہو سکتا
اور ہمارے یقین کا جہاز بغیر وجود واقعہ نگار کے تباہ ہوا جاتا ہے اور باد صرصر
وساوس کی ایمان کی کشتی کو ورطۂ ہلاکت مین ڈالتی جاتی ہے تو اس صورت
مین کون عاقل ہے کہ جو صرف عقل ناقص کی رہبری پر بہروسہ کر کے ایسے کلام کی

ضرورت سے منہ پھیرے جس پر اسکی جان کی سلامتی موقوف ہے تقریر بالا سے ظاہر
ہے کہ براہین مین اس قسم کی باتین جو لکھی گئین صرف زبانی اور مصلحتہً تھین مرزا صاحب
کے دل مین انکا کوئی اثر نہین۔

انبیا کا درجہ تو ارفع ہے اور انکو خوارق عادات معجزات دکھلانے کی
ضرورت بھی تھی تصرف فی الاکوان تو اولیاء اللہ کو بھی دیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت
غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فتوح الغیب مین فرماتے ہین وھنئت بالتوفیق
والقدرۃ والامر النافذ علی النفس وغیرہا من الاشیاء والتکوین باذن لہ الاشیاء
فی الدنیا قبل الاخری یعنے ولایت کے ایک درجہ مین تمہارا حکم انفس وآفاق مین
جاری ہونے لگیگا اور دنیا مین باذن خالق اشیا تمہین صفت تکوین دیجائیگی
اور دوسرے مقام مین اسی کتاب کے فرماتے ہین ثم یرد علیک التکوین فتکون
بالاذن الصریح لا غبار علیہ۔ قال تعالیٰ فی بعض کتبہٖ یَا ابْنَ اٰدَمَ اَنَا اللّٰہُ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِلشَّیْئِ کُنْ فَیَکُوْنُ وَاَطِعْنِیْ اَجْعَلْکَ تَقُوْلُ
لِلشَّیْئِ کُنْ فَیَکُوْنَ وَقَدْ فَعَلَ ذٰلِکَ بِکَثِیْرٍ مِنْ اَنْبِیَائِہٖ وَخُوَاصِّہٖ
مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ یعنے بعد اتباع شریعت اور طے مقامات مخصوصہ کے صفت
تکوین تمہین دیجائیگی اور کھلے طور پر تم حق تعالیٰ کے اذن سے اشیا کو موجود
کرسکوگے۔ حق تعالیٰ نے بعض کتب مین فرمایا ہے کہ اے ابن آدم مین اللہ ہون
کوئی معبود میرے سوا نہین جب کسی شے کو مین کن کہتا ہون تو وہ موجود
ہو جاتی ہے۔ تو میری اطاعت کر تو تیرے لئے بھی یہ قرار دونگا کہ جب تو کسی
شے کو کن کہے تو وہ موجود ہو جائیگی اور یہ بات بہت سے انبیا اور خاص خاص

لوگون کو دی بھی گئی۔ چونکہ مرزا صاحب فتوح الغیب سے بھی استدلال کیا کرتے ہین اسلئے یہ عبارتین اس سے نقل کیگئین۔ اسکے سوا بزرگان دین کے اکثر تذکرون سے ثابت ہے کہ بہت سے اولیاء اللہ کو تصرف فی الاکوان دیا گیا اور برابر وہ تصرف کیا کرتے تھے اگر وہ واقعات لکھے جائین تو ایک ضخیم کتاب ہوجائیگی قطع نظر اسکے مرزا صاحب کو خود دعوی ہے کہ کن فیکون انکو بھی دیا گیا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ اگر ان سے کوئی خارق العادت تصرف طلب کیا جائے تو ضرور فرمادینگے کہ وہ تو شرک ہے جب قرآن کو ہمنے اس باب مین نہین مانا تو خود اسکے کیونکر مرتکب ہوسکتے اس سے ظاہر اور مبرہن ہوسکتا ہے کہ کن فیکون کا دعوی صرف لفظی اور نمایش کے لئے ہے جس کے کوئی معنی نہین اور جب یہ ثابت ہے کہ انکو بے انتہا معجزون کا دعوی ہے مگر کن فیکون سے متعلق ایک بھی معجزہ انھون نے نہین دکھلایا تو مخالف کو ایک بہت بڑا قرینہ ہاتھ آگیا کہ مرزا صاحب کے جتنے معنوی دعوی مثلاً فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول وغیرہ ہین سب اسی قسم کے ہین کتابون سے دیکھ دیکھ کر لکھ لیا ہے۔

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام ص ۲۹۲ مین لکھتے ہین کہ عیسی علیہ السلام کے معجزات متشابہات مین داخل ہین۔ اس سے مقصود یہ کہ انکا اعتقاد کرنے کی ضرورت نہین مگر درا صل یہ بات نہین بلکہ جو امور خداے تعالی کی ذات و صفات سے متعلق قرآن مین ایسے ہین جنکا سمجھنا غیر ممکن یا دشوار ہے ان پر ایمان لانیکی ضرورت ہے کیونکہ حق تعالی متشابہات کے باب مین فرماتا ہے وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ مسئلہ استوا علی العرش مین سلف صالح سے

مروی ہے کہ الاستوا معلوم والکیفیۃ مجہولۃ والسوال بدعۃ یعنے نفس استوا بلا کیف پر ایمان لانا ضرور ہے۔ ابراء اکمہ وابرص اور احیا باذن اللہ وغیرہ معجزات مین کوئی ایسی بات نہین جو سمجھ مین نہ آوے۔ جتنے بیمار طبیبون کے علاج سے اچھے ہوتے ہین آخر باذن اللہ ہی اچھے ہوا کرتے ہین اسی طرح اکمہ اور ابرص اچھے ہوتے تھے۔ اور مسمریزم سے تحریک ہوا ہی کرتی ہے رہگیا جان ڈالنا سو وہ بھی کوئی بڑی بات نہین خدائے تعالی ہمیشہ اجسام مین جان ڈالتا ہی ہے جس سے مرزا صاحب کو بھی انکار نہو گا۔ البتہ اسقدر نئی بات ہوئی کہ عیسی علیہ السلام نے بھی قم باذن اللہ وغیرہ کہدیا ہو گا پھر اس سے خدا کی قدرت مین کونسی نئی بات پیدا ہو گئی تھی کہ نعوذ باللہ صفت احیا معطل ہو گئی یا ان مردون مین صفت عصیان پیدا ہو گئی تھی کہ خدا کے اذن سے بھی انکو جنبش نہوئی۔ یہ اعتقاد مشرکون کے اعتقاد سے بھی بدتر ہے کیونکہ مشرک بھی خدائے تعالی کو خالق عالم اور متصرف سمجھتے ہین کما قال تعالی وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ وقولہ تعالی وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّن نَّزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ۔

اب اسکے بعد قابل غور یہ بات ہے کہ مرزا صاحب ضرورۃ الامام مین لکھتے ہین کہ خدائے تعالی کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ سے اتار کر انسے باتین کرتا ہے اور بعض وقت ٹھٹھے کرتا ہے۔ کسی کو اسمین شبہ نہین کہ وجہ اور ید وغیرہ متشابہات سے ہین مگر مرزا صاحب کو اسکے سمجھنے بلکہ دیکھنے مین ذرا بھی تامل نہوا اور عیسی علیہ السلام کے معجزات کو صحابہ کے زمانہ سے اتبک کسی نے

متشابہ نہین کہا اور نہ کسی حدیث مین یہ مذکور ہے نہ عقل ان کے سمجھنے سے قاصر ہے انکو
خود غرضی سے متشابہ مین داخل کر رہے ہن عجب بات ہے ۔

تمام روے زمین پر جو اقوام بستی ہین انمین تقریباً کل مسلمان یہود نصاری
بت پرست اور مجوس ہین ۔ یہ سب خوارق عادات کے قائل ہین چنانچہ ہر ایک
اپنے اپنے پیشوایان قوم کے کارنامے عجیب وغریب بیان کرتے ہین جنکا وقوع
آدمی کی عقل اور قدرت سے خارج ہے ۔ اور بن مانسون کے جیسے تھوڑے لوگ
ہونگے جو اسکے قائل نہین ۔ اگر فلاسفہ خوارق عادات کے قائل نہوتے تو چندان
مستبعد نتھا اسلئے کہ خلاف عقل اور خلاف طبیعت بات کو وہ جائز نہین رکھتے
مگر آخر عقلا ہین دیکھا کہ معجزات انبیا کے بتواتر ثابت ہین اور تواتر سے جو علم
حاصل ہوتا ہے وہ بدیہی ہوتا ہے جسکا انکار اعلی درجہ کی حماقت ہے اس لئے
انھون نے بڑے شد ومد سے وقوع خوارق کو مدلل کیا چنانچہ اشارات وغیرہ مین
اسکے دلائل مذکور ہین ۔

اس آخری دور مین سید احمد خان صاحب کسی مصلحت سے اسلام کی بیخ کنی
کی طرف متوجہ ہوے اور یہ دعوی کیا کہ اسلام کوئی معین دین کا نام نہین بلکہ وہ
مفہوم کلی ہے جو ہر دین پر صادق آتا ہے اسکے لئے نہ خدا کی ضرورت ہے نہ
نبی کی چنانچہ تہذیب الاخلاق مین لکھتے ہین کہ جن لوگون کی نسبت کہا جاتا ہے
کہ خدا کے وجود کے بھی قائل نہین ہین مین تو انکو بھی مسلمان جانتا ہون انتہی
اور تفسیر مین لکھتے ہین ہزارون شخص ہین جنھون نے مجنونون کی حالت دیکھی ہوگی
کہ وہ بغیر بولنے والے کے اپنے کانون سے آواز سنتے ہین مگر اپنی آنکھون سے

اپنے پاس کسی کو کھڑا ہوا باتین کرتا ہوا دیکھتے ہین ہان ان دونون یعنے مجنون
اور پیغمبر مین اتنا فرق ہے کہ پہلا مجنون ہے اور پچھلا پیغمبر گو کہ کافر پچھلے کو
بھی مجنون بتاتے تھے انتہی یعنے کسی پیغمبر کا وجود مان بھی لیا جاے
تو وہ ایک دیوانہ کا نام ہے کہ خشکی دماغ سے آوازین سنتا ہے اور
کسی خیالی شخص کو دیکھتا ہے یعنے فرشتہ سمجھتا ہے جسکی وجہ سے کافر اوس کو
مجنون سمجھتے تھے۔ اور تہذیب الاخلاق مین لکھتے ہین کہ انسان کی دین اور دنیا
اور اخلاق اور تمدن اور معاشرت بلکہ زندگی کی حالت کو کرامت اور معجزے پر
یقین یا اعتقاد رکھنے سے زیادہ خراب کرنے والی کوئی چیز نہین انتہی اسکی وجہ
یہی ہے کہ جب آدمی خوارق عادات کو دیکھ لے تو اسکو خالق کے وجود پر فوراً
یقین آجائیگا اور اسکے بعد نبوت یا ولایت پر۔ اور جہان نبوت اور ولایت
دل مین جمی تو خان صاحب کا منصوبہ بگڑ گیا اسلئے انہون نے خوارق کے نزدیک
جانے سے روکدیا۔ جس قدر خدا و رسول کو اثبات حق کے لئے معجزے کی ضرورت
ہے اسی قدر خان صاحب کو اس سے نفرت اور وحشت ہے۔ چونکہ مرزا صاحب کو
بھی مثل خان صاحب کے نیا دین قایم کرنے کی ضرورت تھی مگر نہ ایسے طور پر کہ
خانصاحب نے کیا کہ لوگون کا دین تو بگاڑ دیا اور اپنا کوئی نفع نہین نہ نبوت
اپنے لئے تجویز کی نہ امامت بلکہ مرزا صاحب نیا دین ایسے طور پر قایم کرتے ہین
کہ اپنے لئے منصب نبوت اور امامت عیسویت وغیرہ مسلم ہوا ور خاندان مین
عیسویت مستمر رہے۔ اسلئے انکو بھی معجزون سے وحشت اور نفرت کی ضرورت
ہوئی ورنہ اگر کوئی بمقتضائے جبلت انسانی نبوت کی نشانی طلب کرے تو مشکل کا

سامنا تھا کیونکہ جیسے پیشگوئیون مین کاہنون وغیرہ کی طرح باتون سے کام نکل آتا ہے
خوارق عادات مین نہین نکل سکتا اسلیئے انہون نے یہ تدبیر نکالی کہ معجزون کے
دو قسم کر دیئے نقلی اور عقلی - نقلی جو قرآن و حدیث سے ثابت ہین اونکو کتھا اور
قصون کے ساتھ نامزد کرکے ساقط الاعتبار کر دیا اور جو معجزات قرآن شریف
مین ہین انمین دل کھولکر وہ بحثین کین کہ نہ کوئی پادری کر سکتا ہے نہ یہودی نہ
ہندو نہ مجوسی اسلیئے کہ وہ بھی آخر خوارق عادات کے قائل ہین دلائل الزامیہ سے
فوراً اونکا جواب ہو سکتا ہے - الغرض خوارق العادات مین ایک پہلو یہ اختیار
کیا کہ خان صاحب کی طرح اونکے قلع و قمع کی فکر کی اور اپنے زعم مین ثابت کر دیا کہ
اظہار معجزات مین انبیا کی طاقت ایک معمولی طاقت تھی جو عوام الناس مین بھی
موجود ہے اور خدا کی طرف سے کوئی نشانی اونکو ایسی نہین دیگئی جو ما فوق طاقت
بشری ہو - اور دوسرا پہلو یہ اختیار کیا کہ خوارق عادات انبیا سے ظاہر ہو سکتے ہین
مگر ہر کس و ناکس مین یہ صلاحیت نہین کہ اونکو دیکھ سکے چنانچہ براہین احمدیہ (ص ۴۶۱) مین لکھتے ہین

معجزات اور خوارق عادات کے ظہور کے لئے صدق اور اخلاص شرط ہے اور صدق
و اخلاص کے بھی آثار و علامات ہین کہ کینہ اور مکابرہ درمیان نہو اور صبر اور
ثبات اور غربت اور تذلل سے بہ نیت ہدایت پانے کے کوئی نشانی کے ظہور
تک صبر اور ادب سے انتظار کیا جائے تا خداوند کریم وہ بات ظاہر کرے جس سے
طالب صادق یقین کامل کے مرتبہ تک پہنچ جائے - لیکن جو لوگ خدائے تعالی
کے طرف سے صاحب خوارق ہین انکا یہ منصب نہین ہے کہ وہ شعبدہ بازونکی طرح
بازارون اور مجالس مین تماشا دکھاتے پھرین اور نہ یہ امور انکے اختیار مین ہین

بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ انکے پتھر مین آگ بلاشبہ ہے لیکن صادقون اور مخلصون کے

پر ارادات ضرب پر اسکا ظہور اور بروز موقوف ہے"۔

حاصل یہ کہ جو شخص مرزا صاحب سے انکی نبوت کی نشانی طلب کرے وہ پہلے

ان پر ایمان لاوے اور نہایت عقیدت و ارادت سے غریب و ذلیل ہوکر مودب

بیٹھے پہر انتظار کرتا رہے کہ دیکھئے کب نشانی ظاہر ہوتی ہے تاکہ مین ان پر ایمان

لاؤن اسوقت خارق عادت معجزہ ظاہر ہوگا۔ اور جہان کوئی شرط فوت ہوگئی

یا قرینہ سے معلوم ہوا کہ اس شخص مین کینہ ہے یا مکابرہ کرنا چاہتا ہے تو معجزہ مرزا صاحب

کے پاس نہین آسکتا۔ عقلا اس تقریر کی شرح خود اپنے وجدان سے کرلین ہمین

طول کلامی کی ضرورت نہین۔ ہان اتنا تو کہنا ضرور ہے کہ قرآن و حدیث سے

اور نیز عقل سے ثابت ہے کہ نشانی اور معجزے کی ضرورت مخالفت اور نہ ماننے

کے وقت ہوتی ہے۔ اگر کوئی ابتدائً رسالت کو تسلیم کرلے تو اس کے لئے

نشانی کی ضرورت ہی کیا۔ یہ امر پوشیدہ نہین کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

کسی کافر طالب معجزے سے یہ کبھی نہ فرمایا کہ پہلے تم ایمان لاؤ اور منتظر بیٹھے چقماق

کی طرح صدق کے ضرب لگائے جاؤ کبھی نہ کبھی کوئی نشانی دکھ جائے گی۔ فرعون

کا واقعہ اظہر من الشمس ہے کہ موسی علیہ السلام کا وہ کیسا جانی دشمن تھا پہر اسکے مقابلہ

مین موسی علیہ السلام نے کیسی کہلی نشانی ظاہر کی جواب تک بطور ضرب المثل

لکل فرعون موسی کہا جاتا ہے۔

زبان و قلم سے جتنے کام متعلق تھے مرزا صاحب نے بخوبی انجام دئے

الہامات کا سلسلہ متصل جاری رکہا تالیف و تصنیف و اشاعت کی کمیٹیان قائم

کر دین مدرسہ کی مستحکم بنیاد ڈالدی ـ عقلی معجزات ایسے دکھاے کہ جعلی نبوت کا
نقشہ پیش نظر کر دیا جسکو لوگ مان گئے مگر آخر اصلی اور نقلی کارخانہ مین فرق ضروری
ہے اسلیے جسکو معجزہ کہتے ہین وہ نہ دکہلا سکے اور وہ ان سے طلب کرنا بھی تکلیف
مالایطاق ہے ـ انہی کی ہمت اور رسائی عقل ہے کہ اس باب مین بھی وہ برابر
سوال وجواب کئے جاتے ہین ـ

اسمین کوئی شک نہین کہ گو سید احمد خان صاحب کو اقدمیت اور نئے
دین کے بانی ہونے کی فضیلت حاصل ہے لیکن اونکی عقل سے مرزا صاحب کی
عقل بدرجہا بڑہی ہوئی ہے اسلئے کہ خان صاحب نے اسلام کی ایسی تعمیم کی
کہ کوئی فرد بشر اس سے خارج نہین رہسکتا اس سے انکو کچھ حاصل نہوا اور مرزا صاحب
نے جو اسلام کو اپنی امت مین محدود کر دیا اس سے انکی وہ توقیر ہوئی کہ انکی تصویر
مکانون مین اس اعزاز اور آداب سے رکھی جاتی ہے کہ شاید کرشن جی کی تصویر
کو برہمن کے گھر مین بھی وہ اعزاز نصیب ہو ـ

خانصاحب نے نبوت کو جنون قرار دینے سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا
مرزا صاحب نبوت کا ایک زینہ بڑہاکر وہ ترقی کی کہ قیامت تک مسیحائی کے
سلسلہ کو اپنے خاندان مین محفوظ کر لیا ـ

خانصاحب معجزات کا انکار کرکے دونون جہان مین بےنصیب ہے
مرزا صاحب نے عقلی معجزات ثابت کرکے لاکھون روپے حاصل کرلئے جس سے
اعلی درجہ کے پیمانے پر مدرسہ وغیرہ کے کام چلا رہے ہین ـ

نبوت کو عام فطرتی قوت دونون نے قرار دیا مگر خان صاحب بجز

اسکے کہ نبوت گہر گہر کر گئے انکو ذاتی کچھ فائدہ نہوا بلکہ انکی امت کے لوگ انکے بھی
مقلد نرہے اپنی عقل کے مطابق رائے قائم کر لیتے ہین اور مرزا صاحب نے
اس نبوت کو قیود و شروط لگا کر ایسی جکڑ بندی کی کہ اس زمانہ مین تو اون کے
گھر سے نہین نکل سکتی اور انکی امت انکی ایسی متبع ہے کہ انکے کلام کے مقابلہ مین
خدا و رسول کے کلام کو بھی نہین مانتی۔

معجزات اور خوارق عادات کا جو انکار کیا جاتا ہے اسکی بڑی وجہ
یہ ہوئی کہ دین اور کتب دینیہ سے لوگون کو چندان تعلق نرہا ورنہ معجزات کا
انکار ایک ایسی چیز کا انکار ہے کہ جسکا علم ضروری ہے اسلئے کہ ہزارہا صحابہ
نے معجزے دیکھے پہر انہون نے اپنی اولاد اور شاگردون سے انکے حالات
بیان کئے پہر وہ کتابون مین درج ہوے اور ہر زمانہ اور ہر طبقے کے لوگ اس
کثرت سے انکی گواہی دیتے آئے کہ ان سب کا اتفاق کر کے جھوٹ کہنا عقلاً
محال ہے۔ اسوقت لاکھون کتابین موجود ہین جنمین معجزات و خوارق عادات
کا ذکر ہے مسلمان تو اس تواتر کا انکار نہین کر سکتے ممکن ہے کہ دوسرے اقوام
اسکا انکار کرین مگر انصاف سے دیکھین تو انکو بھی انکار کا حق نہین اسلئے کہ
اتنی کثرت کے بعد عقلاً بھی اسکا انکار نہین ہو سکتا۔ دیکھئے ہندؤن سے
سنتے سنتے کرشن جی کے وجود کا یقین ہو ہی گیا چنانچہ مرزا صاحب کو کرشن جی
بننے کی رغبت اسی تواتر کی وجہ سے ہوئی ورنہ صاف فرما دیتے کہ کرشن
کیسا اسکا تو وجود ہی ثابت نہین۔
اگر مسلمانون کی کتابین جھوٹی ٹھہر جائین تو اپنے اسلاف کے حالات اور

انکے وجود کی خبر دینے والی کونسی چیز ہمارے ہاتھ مین رہے گی۔ کوئی ملت اور دین والا آدمی ایسا نظر نہ آئے گا جو اپنی دینی کتابون کو جھوٹی قرار دیکر اپنے کو اس دین کی طرف منسوب کرے۔

جو بات متواتر پہنچتی ہے اسکو یقین کر لینا آدمی کی فطرتی بات ہے دیکھئے جب بچا کئی شخصون کی زبانی سن لیتا ہے کہ یہ تمہارا باپ ہے تو اسکو یقین ہوجاتا ہے جسکے سبب عمر بھر اُسے باپ سمجھتا اور کہتا ہے۔ اصل وجہ اسکی یہ ہے کہ آدمی کو حق تعالی نے ایک صفت علم دی ہے جس پر اسکا کمال موقوف ہے علم سے مراد یہان یقین ہے اگر فرض کیا جائے کہ کسی شخص مین صفت یقین نہو تو وہ اعلے درجہ کا پاگل اور احمق ہوگا اسلئے کہ جب اسکو کسی بات کا یقین ہی نہین ہوتا تو یہ بھی یقین نہوگا کہ مین آدمی ہون اور نہ کہانے کو یقیناً کہانا سمجھے گا جس سے بھوک دفع ہوتی ہے اور نہ پانی کو پانی اور نہ کسی مفید چیز کو مفید سمجھے گا نہ مضر کو مضر غرض کہ کسی چیز کا یقین نہونے کی وجہ سے اسکی زندگی جانورون کی زندگی سے بھی بدتر ہوگی اسلئے کہ آخر جانور اپنے فایدہ کی چیز کو مفید سمجھکر راغب ہوتے ہین اور مضر کو مضر یقین کرکے اس سے دور رہتے ہین۔ الحاصل انسان کو یقین کی صفت ایسی دیگئی ہے کہ اسکی بدولت ہر ایک کمال حاصل کرتا ہے۔ پھر یقین حاصل ہونے کے چند اسباب قرار دیے گئے وجدان مشاہدہ تجربہ وغیرہ دیکھیے جب آدمی کو بھوک یا پیاس لگتی ہے تو اسکا وجدان گواہی دیتا ہے جس سے یقین ہوجاتا ہے کہ بھوک یا پیاس لگی ہے اور کہانے پینے کی فکر کرتا ہے۔ جس سے بقائے شخصی متعلق ہے۔ اسی طرح کسی کو دیکھنے یا اوسکی آواز سننے سے یقین ہوجاتا ہے

کہ یہ فلان شخص ہے۔ ایسا ہی چند بار کسی چیز کو آزمانے سے یقین ہوجاتا ہے کہ
یہ ایسی چیز ہے یا اوسکی یہ خاصیت ہے اسی طرح جب کوئی بات متعدد اشخاص
اور مختلف ذرائع سے سنی جاتی ہے تو اوسکے وجود کا یقین ہوجاتا ہے کسی
خبر کے سننے سے اکثر وہم کی کیفیت پہلے پیدا ہوتی ہے پھر شک پھر ظن اوسکے
بعد یقین ہوتا ہے۔ اس مثال سے ان مدارج کی توضیح بخوبی ہوگی کہ جب کوئی
شخص دور سے نظر آتا ہے تو پہلے وہم سا ہوتا ہے کہ وہ فلان شخص ہے مثلاً
زید ہوگا پھر وہ جب کسی قدر قریب ہوتا ہے تو ایک شک کی کیفیت پیدا ہوتی ہے
یعنے زید ہونے اور نہونے کے احتمال برابر برابر ہونگے اور کسی ایک جانب
کو غلبہ نہوگا پھر جب اور قریب ہو تو ایک جانب کا غلبہ ہوجائیگا کہ مثلاً وہ زید
ہی ہے مگر ہنوز ایسا یقین نہین کہ قسم کھا سکین۔ پھر وہ جب اور نزدیک ہوا
اور ایسے مقام تک پہنچا کہ بصارت نے پوری یاری دی اور جتنے احتمالات
زید نہ ہونے کے تھے سب رفع ہوگئے اسوقت ابتداءً ایک ایسی اذعانی حالت
دل مین پیدا ہوگی کہ بے اختیار کہہ اٹھے گا کہ واللہ یہ تو زید ہی ہے اور اسپر وہ
آثار مرتب ہونگے جو زید کے آنے پر مرتب ہونیوالے تھے مثلاً اگر دوست
ہو تو استقبال کے لئے دوڑ جائیگا اور دشمن ہو تو کچھ اور فکر کریگا۔ بہرحال
کیفیات قلبیہ ابتداے رویت سے یقین کے پیدا ہونے تک وقتاً فوقتاً بدلتے
رہین گے اور آخر مین یقین کی کیفیت پیدا ہوگی۔

یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ اس کیفیت یقین پیدا ہونے مین اختیار کو
کوئی دخل نہین اگر آدمی اوسوقت خاص مین یہ چاہے بھی کہ یقین پیدا نہو

جب بھی پیدا ہو ہی جائیگا چنانچہ اس آیہ شریفہ سے بھی یہی ثابت ہے فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ یعنے معجزون کو دیکھکر گو وہ انکار کرتے تھے مگر یقین اونکو ہو ہی جاتا تھا - اسی طرح جب کوئی واقعہ کی خبر آدمی سنتا ہے تو پہلے وہم اس واقعہ کے وقوع کا ہوگا پھر جیسے جیسے مختلف ذرائع سے وہ خبر پہنچتی جائے گی شک اور ظن تک نوبت پہنچے گی اور آخر مین جب جانب مخالف کے احتمالات رفع ہوجائین تو خود بخود یقین پیدا ہوجائے گا جسکے حاصل ہونے پر انسان بالطبع مجبور ہے اسکی توضیح کے لئے یہ مثال کافی ہوسکتی ہے کہ ان دنون جب اہل اخبار نے جاپان اور روس کے جنگ کا حال لکھنا شروع کیا اور بالآخر جاپان کی فتح کی خبر دی تو جتنے مدارج یہان ہمنے بیان کئے سب کا وجدان ناظرین اخبار کو ہوگیا ہوگا کہ ابتداءً کسی ایک اخبار مین جب یہ کیفیت دیکھی گئی ہوگی تو وہم پھر بحسب تواتر اخبار شک اور ظن اور یقین ہوگیا ہوگا - اب جن لوگون کو جاپان کی فتح کا یقین ہے اگر انسے کوئی ناواقف شخص کہے کہ حضرت کہان جاپان اور کہان روس اتنی دور کی ریاستون مین لڑائی کیسی - پھر جاپان کی حیثیت ہی کیا کہ روس سے مقابلہ کرسکے - جاپان بیچارہ چین کا ایک صوبہ ہے خود چین روس کے مقابلہ کی تاب نہ لاسکا اور بہت سا ملک اسکے حوالہ کردیا - روس کے کئی صوبہ ایسے ہین کہ جاپان انکی برابری نہین کرسکتا جیسا کہ جغرافیہ سے ثابت ہے پھر یہ کیونکر تسلیم کیا جائے کہ جاپان نے اس عظیم الشان سلطنت روس کے ساتھ مقابلہ کیا اور فتح بھی پائی - عقل اسکو ہرگز قبول نہین کرسکتی - رہی اخبار کی خبرین سو وہ سب محتمل صدق و کذب ہین بلکہ قرائن عقلیہ

سے کذب ہی کا پلہ بھاری ہے - پھر کوئی اخبار نویس اپنا چشم دید واقعہ بھی نہین لکھا
جسکو ایک گواہ قرار دین تسامع کی گواہی کا اعتبار ہی کیا - ہر ایک اخبار دوسرے
اخبار سے نقل کرتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ سب اخبارون کا مدار ایک اخبار
پر ہے جس نے پہلے یہ خبر شائع کی تھی - معلوم نہین اس نے کس مصلحت سے
یا لوگون کی عقل کے امتحان کی غرض سے یہ خبر شائع کر دی ہو - اور اگر بذریعۂ
تار اسکو خبر پہنچی بھی ہو تو تارمین بھی وہی عقلی احتمالات قایم ہین - الغرض ایسے
ایسے قوی احتمالات عقلیہ اور شہادت جغرافیہ کے بعد ہم ہرگز یقین نہین کر سکتے
کہ جاپان اور روس مین جنگ ہوئی اور جاپان نے فتح پائی - اب ہم ناظرین
اخبار سے پوچھتے ہین کہ کیا ان احتمالات عقلیہ سے آپکا وہ یقین جاتا رہے گا
جو آپ نے زر خطیر خرچ کر کے بذریعہ اخبارات حاصل کیا تھا یا ان احتمالات کو
آپ لغو اور اسکے قائل کو پاگل سمجھین گے - میرا وجدان گواہی دیتا ہے کہ
ناظرین اخبار پر ان احتمالات کا ہرگز اثر نہ پڑیگا اور یہی جواب دینگے کہ جیسے
اخبار ابتدائی جنگ سے خاتمہ تک ہم نے دیکھے ہین جس سے وقتاً فوقتاً قلبی
کیفیتین ہماری بدلتے بدلتے یقین کی کیفیت تک نوبت پہنچی - اگر آپ بھی
دیکھتے تو ہرگز یہ احتمالات قائم نہ کر سکتے اور اس تواتر کے مقابلہ مین آپکی عقل
خود مقہور ہو جاتی - اب اہل انصاف غور کرین کہ باوجودیکہ اخبار نویسون کی
نہ دیانت مسلم ہے نہ عدالت صرف تواتر کی وجہ سے جب انکی خبر کا یہ اثر ہو کہ
عقل مقہور ہو جائے تو اہل اسلام کے نزدیک معجزات کی ہزارہا خبرین ایسے
لوگون کی جنکی دیانت و عدالت بھی انکے نزدیک مسلم ہے کس درجہ قابل وثوق

ہونی چاہئے۔ اب دیکھئے کہ جو شخص ان کتابون کو نہ دیکھکر احتمالات عقلیہ پیدا کرے
اسکی بات کو مسلمان لغو سمجھین گے یا قابل وقعت جو لوگ اس مقام مین احتمالات
عقلیہ پیدا کرتے ہین اونکو معذور سمجھنا چاہئے اسلئے کہ انہون نے صرف خبر کے
معنی کا تصور کرلیا کہ الخبر یحتمل الصدق والکذب اور ذرائع وصول خبر کی اونکو
اطلاع ہی نہین ہوئی ورنہ ممکن نہ تھا کہ اونکو نظر انداز کرسکین جیسے جاپان کی فتح
کی خبر کا حال معلوم ہوا۔ الحاصل جنکو اخبار معجزات کی کثرت ذرائع کا علم ہے گو
ہر ایک معجزہ کا تواتر ثابت نہو مگر نفس معجزات کے وقوع کا وہ انکار نہین کرسکتے
اور جس طرح مشاہدہ سے یقینی علم ہوتا ہے اسی طرح تواتر سے وقوع معجزات کا انکو
علم ضروری ہوگا۔ عیسی علیہ السلام کی حیات اور نزول کا مسئلہ اسلام مین ایسا
ظاہر اور متفق علیہ ہے کہ ابتدا سے اب تک نہ علمائے ظاہر کو اوسمین اختلاف ہے،
نہ اولیاء اللہ کو قرآن و تفاسیر و احادیث وغیرہ کتب اسلامیہ اوسکے ثبوت پر
گواہ ہین۔ مگر مرزا صاحب باوجود اس تواتر کے اوسکا انکار کرتے ہین۔

ناظرین کرزن اخبار پر ظاہر ہے کہ مرزا حیرت صاحب ایک زمانہ دراز
سے مرزا صاحب کا رد اوس اخبار مین کیا کرتے تھے مگر مرزا صاحب پر اوسکا کچھ اثر
نہ تھا آیات و احادیث و اقوال مین گفتگو اور رد و قدح برابر کرتے رہے۔
مرزا حیرت صاحب بھی آخر مرزا ہین انہون نے دیکھا کہ وہ یون نہ مانین گے اور
عمر بھر باتین بنائے جائین گے اور اونکی کج بحثیون سے لوگون کے خیال مین یہ بات
متمکن ہوتی جائیگی کہ مرزا صاحب کو کوئی قائل نہین کرسکتا جس سے اونکی حقیقت کا
گمان عموماً جاہلون کو پیدا ہوگا اسلئے انہون نے ایک ایسے مسئلہ مین گفتگو شروع کی

کہ عالم سے لیکر جاہل تک سبکو اسمین اختلاف نہین اور جسکی واقفیت کا اثر اسلامی
دنیا مین یہانتک ہے کہ ہر سال لاکھون روپے صرف کیے جاتے ہین اور اسی تواتر
کی وجہ سے ہندو بھی مسلمانون کے ساتھ شریک ہوکر ہزارہا روپیہ نذر ونیاز مین
صرف کرتے ہین یعنے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت اور واقعہ
کربلا کا انکار ہی کردیا اور عقلی قرائن قایم کرکے بخاری وغیرہ کی معتبر احادیث کو
رد کیا اور کل کتب سیر و تواریخ مین کلام کرکے اس باب مین اون سب کو ساقط الاعتبار
کردیا۔ اب ہرچند علماے شیعہ اور اہل سنت تواتر وغیرہ دلائل پیش کرتے ہین
مگر وہ ایک نہین مانتے اور کج بحثیون سے سب کا جواب دیے جاتے ہین اور
دعوی یہ ہے کہ ایک بڑی کتاب کا سامان فراہم ہوگیا ہے۔ اخبار کے دیکھنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ جو طریقہ انہون نے اختیار کیا ہے کہ جس طرح مرزا صاحب
نصوص مین تاویلین اور تواتر مین کلام کرتے ہین اور عقل کے زور سے ہر موقع
مین کچھ نہ کچھ گھڑ لیتے ہین وہ بھی وہی کر رہے ہین۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ جسطرح
مرزا صاحب کی چل گئی اونکی بھی چل جائیگی اور اونکی کتاب بھی مقصود پورا
کرنے مین مرزا صاحب کی ازالۃ الاوہام سے کم نہوگی چنانچہ ابھی سے بعضون
نے ہان مین ہان ملادی اور ہم خیال پیدا ہونے لگے۔

قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا حیرت صاحب کو اس کتاب کے لکھنے سے
یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ جب آدمی کج بحثی پر آجائے تو کیسی ہی روشن بلکہ اظہر من الشمس
بات کیون نہو اوسپر بھی وہم اور شک کی ظلمت ڈال سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ جو
لوگ خداے تعالی ہی کے منکر ہین برابر اہل حق کا مقابلہ کیے جاتے ہین اور کوئی

اثر براہین قاطعہ کا اونکے دلون پر نہین پڑتا۔

مرزا حیرت صاحب نے باوجود اوس سخت مقابلہ کے جو قادیانی صاحب کے ساتھ اونکو تھا کہ کوئی پرچہ اونکے اخبار کا ایسا نہین نکلتا تھا جسمین قادیانی صاحب پر سخت حملہ نہوتا۔ یکبارگی اونکا تعقب چھوڑکر مسئلہ شہادت چھیڑ دیا اوسمین یہ مصلحت ضرور ہے کہ اس بحث مین بھی روے سخن قادیانی صاحب ہی کے طرف ہے کہ جس طرح آپ متفق علیہ مسئلہ کا انکار کرتے ہین ہم بھی اوسی قسم کے بلکہ اوس سے زیادہ تر روشن مسئلہ کا انکار کرتے ہین اگر تیزی طبع کا کچھ دعوی ہے تو میدان مین آکر چون وچرا کیجیے اور جواب لیجیے مگر مرزا صاحب باوجود اوس خصومت کے جو ایک مدت سے چلی آرہی ہے اور باوجود اوس دعوی کے کہ مین حکم بنکر آیا ہون اور ایسے امور کے فیصل کرنے کا مامور ہون تحامل کرکے خاموش ہوگئے اور یہ غنیمت سمجھا کہ کسی طرح پیچھا تو چھوٹا مگر یاد رہے کہ اس مسئلہ شہادت کا اثر مرزا صاحب کی کارروائیون پر ضرور پڑے گا اور ادنی عقل والے بھی سمجھ جائینگے کہ دونون مرزا ایک ہی قسم کا کام کر رہے ہین۔ اور جس طرح انکار شہادت عقلی احتمالون کے پیدا کرنیسے کوئی عاقل کر نہین سکتا اسی طرح عیسی علیہ السلام کی حیات ونزول کا انکار عاقل مسلمان کی شان سے بعید ہے۔ ہم بھی اس مقام مین ایک سچی پیش گوئی کرتے ہین کہ مرزا صاحب کو کتنا ہی اشتعال دیجیے وہ مرزا حیرت صاحب کا مقابلہ نہ کرینگے اور اگر بالفرض کیا بھی تو ممکن نہین کہ کامیاب ہوسکین

یہان ایک دوسرا مسئلہ پیش نظر ہوتا ہے کہ تواتر جسکے بعد یقین کی کیفیت جو پیدا ہوتی ہے اسکے لئے کتنے شخصون کی خبر کی ضرورت ہے سو اسکا

تصفیہ خود ہر شخص کا وجدان کر لیسکتا ہے اسلئے کہ یقینی کیفیت ایک وجدانی خبر ہے
اگر یہ قرار دیا جاے کہ مثلاً سو آدمیون کی خبر سے یقین ہو جاتا ہے تو بعض مواقع
ایسے بھی ہونگے کہ سو تو کیا لاکھون آدمیون کی بات بھی قابل اعتبار نہ سمجھی جائیگی
مثلاً کوئی جھوٹا نبوت کا دعوی کرکے کسی بات کی خبر دے اور اوسکے ہزار ہا پیرو
بھی وہی خبر دین تو یقین تو کیا وہم بھی نہ ہوگا دیکھ لیجئے مرزا صاحب خبر دیتے
ہین کہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر مین ہے اور اونکی اتباع بھی لوگون سے یہی کہتے
ہین مگر اب تک کسی کو وہمی طور پر بھی اس کا تصور نہ ہوا بہ خلاف
اسکے مسلمانون کو اپنے نبی کی خبر پر وہ یقین ہوتا ہے کہ اگر اوسکے خلاف لاکھہا
آدمی کہین تو اوس یقین پر ذرا بھی برا اثر پڑ نہین سکتا اسی طرح مسلمانون کے
نزدیک مسلم ہے کہ کل صحابہؓ عدول اور سچے تھے۔ اس وجہ سے مسلمان کو
دو چار ہی صحابہ کا اتفاق کسی خبر پر معلوم ہو تو اوسکی یقین کی کیفیت دل مین
پیدا ہو جاتی ہے اور منافق سو صحابیون کی خبر کو بھی نہ مانے گا۔ الغرض اس
یقین کی کیفیت پیدا ہونے کا مدار حسن ظن پر ہے جس قدر مخبرون پر حسن ظن زیادہ
ہوگا اذعانی کیفیت جلد پیدا ہوگی اور احتمالات عقلیہ جلد مقہور ہو جائین گے
اور جس قدر بدگمانی زیادہ ہوگی احتمالات عقلیہ زیادہ شورش کرینگے دیکھ لیجے
مرزا صاحب کو چونکہ اسلاف پر بالکل حسن ظن نہین اسلئے حدیث و تفسیر مین ایسے
ایسے احتمالات عقلیہ پیدا کر دیتے ہین کہ ابتک کسی مسلمان کو نہین سوجھے
علی ہذا القیاس خانصاحب کا بھی یہی حال ہے۔
اب مشکل یہ ہے کہ ہم مسلمانون کی ہدایت پر ہونے کی شناخت حقیقتاً کیسے

نے یہ مقرر کی ہے کہ صحابہ کے سے اعتقاد ہم مین ہون چنانچہ ارشاد ہے قولہ تعالیٰ
فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا یعنے حق تعالی صحابہ سے
مخاطب ہو کے فرماتا ہے کہ اگر تمہاری طرح وہ لوگ بھی اُن خبرون پر ایمان لائین
یعنے کامل اعتقاد رکہین تو وہ ہدایت پر ہین اب اگر احادیث ساقط الاعتبار
کردیے جائین تو کیونکر معلوم ہو کہ صحابہ کا اعتقاد کیا تھا مثلاً تمامی کتب اسلامیہ
سے ثابت ہے کہ صحابہ کا یہی اعتقاد تھا کہ عیسی علیہ السلام زندہ ہین اور قریب
قیامت آسمان سے اترینگے جسکو ہر زمانہ کے محدثین۔ فقہا۔ اولیاء اللہ
اور جمیع علماء بیان کرتے اور اپنے تصنیفات مین لکھتے رہے جسپر آجتک کل
امت گواہی دیرہی ہے اور ایک روایت بھی کسی کتاب مین نہین کہ
عیسی علیہ السلام مرکر مردون مین جاملے۔ اس صورت مین اگر تمام کتب
ساقط الاعتبار ہون تو کیونکر معلوم ہو کہ اس مسئلہ مین ہم صحابا کے اعتقاد
پر ہین یا نہین۔

مرزا صاحب کی یہ خود غرضی کا نتیجہ ہے کہ تمام امت کے ساتھ
بدظنی کیجارہی ہے اور اس تواتر کو اتنی بھی وقعت نہین دیگئی جو یورپ کے
اخبار نویسون کو دیجاتی ہے۔ جتنا ہندؤن کے کہنے سے مرزا صاحب کو
کرشن جی پر اعتقاد ہے اسکا ہزاروان حصہ اس مسئلہ پر نہین حالانکہ کروڑہا اہل
دین اور مسلمانون کی شہادت سے ثابت ہے۔

اب مرزا صاحب کے عقلی معجزات کا حال کسی قدر بیان کیا جاتا ہے
انہون نے اپنے عقلی معجزات ثابت کرنے سے پہلے یہ تمہید کی کہ امن از الابتلا

مین کہلے کہلے معجزات خدا تعالیٰ ہرگز نہین دکہاتا تا ایمان بالغیب کی صورت مین فرق نہ آوے جسکا مطلب ظاہر ہے کہ اگر کہلے کہلے معجزات ظاہر ہون تو ایمان بالغیب جو مطلوب ہے باقی نرہے گا۔ اس سے مقصود یہ کہ خود کہلے معجزات اسوجہ سے نہین دکہاتے کہ کہین لوگون کے ایمان بالغیب مین فرق نہ آجاوے۔ جسکا مطلب یہ ہوا کہ ایمان و یقین کے درجہ سے نکل کر عیان کے درجہ کو پہونچ جاینگے جو ایمان کے درجہ سے بھی ارفع ہے۔ مگر براہین احمدیہ مین لکہتے ہین کہ جو معجزات تصرف عقلی سے بالاتر ہین وہ محجوب الحقیقت ہین اور شعبدہ بازیون سے منزہ کرنا انکا مشکل ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔ یعنے وہ ایسے مشتبہ ہین کہ اونکا یقین بھی نہین ہوسکتا۔ اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کہلے معجزات مین بجاے اسکے کہ ایمان بالغیب مین فرق آوے شعبدہ بازی کے اشتباہ کا ایک حجاب اور زیادہ ہوتا ہے اب کونسی بات کو سچ سمجہین۔ مرزا صاحب خاطر جمع کہین کہ اگر کوئی کہلا معجزہ دکہلائینگے تو کسی کے ایمان بالغیب مین کچھ فرق نہ آئیگا ہمت کرکے چند معجزے ایسے دکہلائین کہ تصرف اور تدبیر عقلی سے بالاتر ہون

جیسے خود ازالۃ الاوہام مین تحریر فرماتے ہین۔ معجزات دو قسم کے ہوتے ہین ایک وہ جو محض سماوی ہوتے ہین جنمین انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہین ہوتا جیسے شق القمر جو ہمارے سید و مولی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنیکے لئے اسکو دکہایا تھا انتہی۔ اگرچہ معجزہ شق القمر بھی مرزا صاحب کی تحقیق مذکور کے موافق محجوب الحقیقت ہے مگر اس سے اتنا تو معلوم ہوا کہ خداے تعالیٰ کی قدرت

مین ایسے معجزات کا دکہانا ممکن ہے جس سے راست بازون کی عظمت ظاہر ہوا کرتی ہے۔ پہر مرزا صاحب کی راست بازی کو کیا ہوا کہ کوئی ایسا معجزہ ابتک انسے صادر نہ ہوا اور وہان تو مرزا صاحب ہی نہین بلکہ بروزی طور پر خود بالخود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہین تو پہر معجزہ شق القمر دوبارا ہوجانا کوئی بڑی بات نتھی ہمنے اسکو بہی چھوڑا اقلاً اتنا تو ہوتا کہ کوئی زمینی خارق عادت دکہائی ہوتی۔ آخر جو معجزے بتارہے ہین انمین بہی اقسام کے کلام ہورہے ہین ویسا ہی انمین بہی کلام ہوتے۔

عیسی علیہ السلام کی نسبت جو انہون نے لکہا ہے کہ وہ فطرتی طاقت سے کام لیکر معجزے دکہاتے تھے جو ہر فرد بشر مین موجود ہے اس سے بہی یہی مقصود ہے کہ خود بہی اسی طاقت سے کام لیکر معجزے دکہاتے ہین اس صورت مین ضرور تھا کہ چند مادرزاد اندہے اور کوڑیون کو مثل عیسی علیہ السلام کے چنگے کردکہاتے۔ اور اگر یہ فرمادین کہ جتنے لوگ قادیانی ہوگئے ہین وہ مادرزاد اندہے اور کوڑی ہی تو تھے تو ہم اسکو نہ مانینگے اسلئے کہ انہون نے قبل قادیانی ہونیکے خدا ورسول اور جملہ احکام قرآنیہ پر ایمان لایا تھا۔ اور اگر اس ایمان کو بہی کفر بتائین تو یہ کہنا صادق ہوگا کہ مرزا صاحب کے نزدیک اسلام کفر ہے۔

عقلی معجزات کا اختراع کرنا جو کسی نے نہ سنا ہوگا۔ پہر نقلی معجزات کی توہین۔ اور عقلی معجزات کی فضیلت اور تحسین وغیرہ امور اس بات پر دلیل ہین کہ مرزا صاحب کی عقل معجزات دکہانے مین ید طولی رکہتی ہے۔ کیون نہو کل عقلا کا اتفاق ہے کہ جس عضو اور قوت سے جس قسم کا کام زیادہ لیا جائے

اسمین زیادہ طاقت پیدا ہوتی ہے اور مرزا صاحب براہین احمدیہ مین لکھتے ہین
کہ وہ لڑکین سے اسی کام مین مصروف ہین تو عقلی قوت بڑھ جانیمین کوئی تامل نہین

عقلی معجزات کا نام سنکر عقلا کی عقلون کو ضرور یہ خیال پیدا ہوگا کہ
مرزا صاحب کی عقل مشاقی پیدا کرکے نبوت کرے تو کیا ہم اس قابل بھی نہین کہ
اسکے تراشیدہ معجزات کو سمجھ سکین - اسمین شک نہین کہ مرزا صاحب بہت
بڑے عاقل ہین مگر عقلا کا دستور اور مقتضائے عقل ہے کہ جو بڑا کام کرنا منظور
ہوتا ہے اوسمین کتب تواریخ و وقائع سے مدد لیکر پہلے علمی مواد حاصل کر لیتے
ہین جس سے عمل مین آسانی ہوتی ہے - اگرچہ مرزا صاحب ایک مدت دراز سے
اسی طرف متوجہ ہین انکی نظر عقلا کی کارروائیون اور اعجاز نمائیون مین نہایت
وسیع ہے اسکا احاطہ ہم سے متعذر ہے مگر باوجود کم فرصتی اور بے توجہی کے
چند مثالین جو ہمین مل گئی ہین وہ بیان کیجاتی ہین اس سے ظاہر ہوگا کہ مرزا صاحب
نے سابق کے عقلا سے کیسی مسابقت کی اور انصاف سے دیکھا جائے تو
معلوم ہوگا کہ بعض امور مین انہی کی عقل کے گھوڑے بڑھے رہے -

ابوالریحان خوارزمی رح نے الآثار الباقیہ عن القرون الخالیہ مین
لکھا ہے کہ یوذاسف جو ملک طہمورث کے وقت مین ہندوستان مین آکر نبوت کا
دعوی کیا تھا اور دراصل وہ ستارہ پرست تھا اس نے ابراہیم علیہ السلام کی
نسبت یہ تہمت لگائی کہ وہ ستارہ پرست تھے اتفاقاً ان کے قلفہ مین برص
نمودار ہوا اس زمانے مین برص والے کو لوگ نجس سمجھکر اس سے مخالطت
نہین کرتے تھے اسوجہ سے انہون نے اپنے قلفہ کو قطع کرڈالا یعنے اپنی ختنہ کی

جب کسی تبخانہ مین حسب عادت گئے کسی بت سے آواز آئی کہ اے ابراہیم تم
ایک عیب کی وجہ سے ہمارے پاس سے چلے گئے تھے اور اب وہ عیب لیکر
آئے ہو چلو ہمارے پاس سے نکلوا ور پہر یہان کبھی نہ آنا یہ سنکر اونکو غصہ آیا اور
اس بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور مذہب بھی چھوڑ دیا اسکے بعد انکو اپنے فعل
پر ندامت ہوئی اور چاہا کہ اپنے بیٹے کو مشتری کے لئے ذبح کرین کیونکہ اس زمانہ
مین دستور تھا کہ ایسے مواقع مین اپنی اولاد کو ذبح کیا کرتے تھے جب مشتری کو
انکی سچی توبہ کی صداقت معلوم ہوگئی تو ایک دنبہ انکے فرزند کے عوض مین دیدیا
اسیطرح مرزا صاحب نے بھی عیسی علیہ السلام پر تہمت لگائی کہ مسمریزم سے
وہ قریب الموت مردون کو حرکت دیتے تھے یعنے جادوگر تھے۔ اور اپنے
باپ نجار سے کلون کی چڑیان بنانا سیکھ لیا تھا۔ اور تالاب کی مٹی مین خاصیت
تھی جس سے وہ چڑیان بنانے اور کلون کے ذریعہ سے حرکت دیتے تھے اور
کوڑہی وغیرہ کا اسی مٹی سے علاج کرتے تھے۔ تعجب نہین کہ یوذاسف کی تقریر
نے مرزا صاحب کو اس طرف توجہ دلائی ہو کیونکہ سخن از پہلوے سخن می خیزد۔
اور اگر بغیر تقلید کے وہ خود انہی کا اختراع ہے تو پہر کون کہ سکتا ہے کہ انکی
طبیعت یوذاسف کی طبیعت سے کم ہے۔ اسی طرح مسیح علیہ السلام کے سولی پر
چڑہانے کا واقعہ انہون نے اپنی طبیعت سے تراشا کہ انکو یہود نے سولی پر چڑہایا
اور مر گئے سمجھکر شام سے پہلے اتار لیا اتفاقاً اسوقت آندہی چلی اور گڑبڑ مین
وہ بھاگ گئے اور اپنے وطن گلیل مین مرے اور پہر کشمیر مین آکر مرے چنانچہ
وہان انکی قبر موجود ہے۔ حالانکہ یہ قصہ نہ مسلمانون کی کسی کتاب مین ہے

نہ عیسائیون کی کتاب مین اسی طرح دجال وغیرہ کے حالات مین اپنی طبیعت سے
واقعات اور اسباب تراشتے ہین۔ اگر اہل علم ازالۃ الاوہام کو دیکہین تو معلوم
ہوگا کہ ہمارے زمانہ مین مرزا صاحب کی طبیعت یوذاسف کی طبیعت سے اس
باب مین کم نہین واقعات اور آیات واحادیث کے نئے نئے مضامین تراشنے
مین اونکو کمال ہے علما کو عقلی لطف اوٹہانیکے لئے یہ کتاب قابل دید ہے
اور اگر بیچارے بے علم حسن ظن سے اوسکو دیکہین تو ضرور گمراہ ہون گے
کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص ابراہیم علیہ السلام کے اصلی واقعات کو
نہ جانتا ہو اور یوذاسف کی تقریر یذکور کو حسن ظن سے دیکھ لے تو پہر اوسکو
اس بات کی تصدیق کرنے مین کہ ابراہیم علیہ السلام نعوذ باللہ مجوسی تھے
کون چیز مانع ہے۔ اسلئے بے علم اور نیم ملا کو مرزا صاحب اور خانصاحب
کی تصانیف کا دیکہنا سم قاتل ہے۔

تاریخ کامل مین علامہ ابن اثیر رح نے لکہا ہے کہ نہار الرجال بن
عنفوہ ہجرت کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور
قرآن پڑہکر اہل یمامہ کی تعلیم کے لئے گیا جو سب مسلمان ہوگئے تھے۔ مسیلمہ کذاب
نے اسکو کسی تدبیر سے اپنے موافق کرلیا اس نے اہل یمامہ مین یہ بات مشہور
کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کو اپنی نبوت مین شریک کرلیا ہے
چونکہ وہ لوگ نومسلم اور دین کی حقیقت سے ناواقف تھے اور سب مین عالم
بلکہ معلم وہی نہار تھا حسن ظن کرکے اسکی تصدیق کرلی اور مسیلمہ کے تابع ہوگئے
چونکہ وہ ایک زبان آور عقلمند شخص تھا دعوی کیا کہ مجہپر بھی وحی اترتی ہے

اور مسجع عبارتین یہ کہکر پیش کرتا کہ مجھپر یہ وحی ہوئی ہے چنانچہ ایک وحی اسکی یہ ہے

یا ضفدع بنت ضفدع نقی ماتنقین ۔ اعلاک فی الماء واسفلک فی الطین ۔

لا الشارب تمنعین ولا الماء تکدرین ۔ اور ایک وحی اسکی یہ ہے والمبذیات

زرعا ۔ والحاصدات حصدا ۔ والذاریات قمحا ۔ والطاحنات طحنا ۔ والخابزات

خبزا ۔ والثاردات ثردا ۔ واللاقمات لقما اہالۃ وسمنا لقد فضلتم علی اہل الوبر

وما سبقکم اہل المدر ۔ ریفکم فامنعوہ ۔ والمعتر فاودوہ ۔ والباغی فناودوہ ۔ علامہ

خیر الدین آفندی الوسی رح نے الجواب الفسیح لما لفقہ عبد المسیح مین عبد المسیح نصرانی

کا قول نقل کیا ہے کہ اسکا پورا مصحف مین نے پڑہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے

کہ اس نے ایک مصحف ہی تصنیف کر ڈالا تھا اور دعوی یہ تھا کہ وہ الہامی

کتاب ہے ۔ غرض اس نے اس تدبیر سے بنی بنائی قوم کو یعنے مسلمانون کو اپنے

قبضہ مین کرلیکر زبان آوری سے انکا نبی بن بیٹھا اور کوئی شریعت نئی تجویز

نہین کی بلکہ وہ سب پانچ وقت کی نمازین پڑہا کرتے تھے اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بھی معترف تھے ۔

مرزا صاحب نے بھی یہی کام کیا کہ پہلے مسلمانون کو اپنے موافق

بنانے کی یہ تدبیر نکالی کہ براہین احمدیہ مخالفین اسلام کے مقابلہ مین تصنیف کی

جب معتقدونکا اعتقاد راسخ ہوگیا تو بنی بنائی قوم کے نبی بن بیٹھے اور اعجاز

مسیح لکھکر معجزہ بھی ظاہر کردیا ۔ جیسے مسیلمہ نے مصحف لکھا تھا ۔ ضرورۃ الامام صہ ۲۵

مین لکھتے ہین کہ مین قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت فصاحت کا نشان

دیا گیا ہون کوئی نہین جو اسکا مقابلہ کرسکے انتہی ۔ یہی وجہ تھی کہ مسیلمہ کذاب

کی فصاحت و بلاغت کو اوس احمق قوم نے نشانی سمجھ لی جس سے گمراہ اور ابدالآباد کے لیے دوزخی بنگئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق اون کے کچھ کام نہ آئی۔

مرزا صاحب کی امت ہنوز اسی خیال مین ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تصدیق کرتے ہین اسلئے مسلمان ہین ذرا غور کرین کہ مسلیمہ کذاب کی امت بھی تو حضرت کی تصدیق کرتی تھی مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسکا کچھ اعتبار نہ کیا اور صحابہ حسب ارشاد نبوی جو پہلے سے ہو چکا تھا جہاد کرکے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ حق تعالی نے آدمی کو وجدان بھی بڑی نعمت دی ہے ذرا اسکی طرف توجہ کرکے دیکھین کہ اگر یہ مرزا صاحب کا واقعہ صحابہ کے زمانہ مین وقوع مین آتا تو کیا یہ نبوت مسلم رہتی اور یہ ایمان کافی سمجھا جاتا۔

مسلیمہ کذاب کا مختصر حال جو مواہب اور اسکی شرح مین مذکور ہے بمناسبت مقام لکھا جاتا ہے کہ اسکی عمر مرتے وقت ڈیڑھ سو برس کی تھی۔ اس حساب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت اسکی عمر سوا سو برس کی تھی اور اوس زمانہ مین رحمن یمامہ مشہور تھا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بسم اللہ الرحمن الرحیم ابتدا پڑھا کسی نے کہا کہ اسمین تو مسلیمہ کا ذکر ہے وہ مدینہ طیبہ مین وفد بنی حنیفہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر مسلمان ہوا مگر ساتھ ہی یہ درخواست بھی کی کہ آدھا ملک اپنے کو دیا جائے جس سے حضرت خفا ہو گئے پھر یمامہ آکر نبوت کا دعوی کیا اور یہ نامہ لکھا من مسلیمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فانی اشرکت

معک فی الامر وان لنا نصف الامر ولقریش نصف الامر انتہی حضرت نے اسکے

جواب مین لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب سلام

علی من اتبع الہدی اما بعد فان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ

للمتقین انتہی۔

علامہ برہان الدین وطواطرح نے غرر الخصائص الواضحہ مین

لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی اوائل خلافت مین سجاح بنت سوید یربوعیہ

نے نبوت کا دعوی کیا چونکہ یہ عورت نہایت فصیحہ تھی اور جو بات کہتی مسجع

کہتی تھی اسلیئے اوسکے مسجع اور پرزور تقریرون نے لوگون کو مسخر کرلیا چنانچہ

کئی قبیلے عرب کے اوسکے ساتھ ہوگئے پھر اوس نے بنی تمیم کا قصد کیا چونکہ

وہ بہت بڑا قبیلہ ہے۔ اون سے کہا کہ اگرچہ مین نبیہ ہون مگر عورت ہون

اگر تم مجھے تائید دوگے تو سلطنت اور امارت تم ہی مین رہیگی۔ اونہون نے

قبول کیا اون دنون مسیلمہ کذاب کی بھی شہرت تھی سجاح نے کہا چلو اوس کو

آزمائین گے۔ اگر فی الحقیقت نبی ہے تو مضایقہ نہین ورنہ اوس کے قوم کو

شرمندہ کرنا چاہیے اور ایک بڑی فوج لیکر روانہ ہوئی جب مسیلمہ کو یہ حال

معلوم ہوا تو گھبرایا اور تحف وہدایا بھیجکر امن کا خواستگار ہوا جب اوس نے

امن دیا تو چالیس شخصون کو لیکر اوسکے طرف روانہ ہوا قریب پہونچکر اپنے

رفقا سے کہا کہ ایک عمدہ خیمہ اوسکے لئے نصب کرکے بخور وغیرہ سے معطر کردو

چنانچہ خیمہ آراستہ اور معطر کرکے اوسکی دعوت کیگئی جب وہ خیمہ مین داخل ہوئی

اور نبی و نبیہ کا اجتماع ہوا تو اودھر اودھر کی گفتگو اور موانست کے بعد سجاح نے

پوچھا کہ تم پر کیا وحی ہوئی مسیلمہ نے کہا الم تر کیف فعل ربک بالحبلی۔ اخرج منہا نسمۃ تسعی۔ من بین صفاق وحشی۔ کہا اسکے بعد کیا۔ کہا ان اللہ خلق النساء ازواجا وجعل الرجال لہن ازواجا فنولج فیہن غراميلنا ايلاجا۔ ثم نخرجہا اذا نشئن اخراجا۔ فینتجن لنا سخالا انتاجا۔ سجاح نے کہا اشہد انک نبی اللہ۔ مسیلمہ نے کہا کیا تم مناسب سمجھتی ہو کہ تم سے نکاح ہوا در تمہاری اور ہماری فوج ملکر کل عرب کو فتح کرلے کہا اچھا ساتھ ہی مسیلمہ نے یہ اشعار پڑھے۔

الا قومی الے النیک	فقد ہیئی لک المضجع
فان شئت ففی البیت	وان شئت ففی المخدع
وان شئت سلقناک	وان شئت علی اربع
وان شئت بثلثیہ	وان شئت بہ اجمع

اوس نے آخر فقرہ کو پسند کر کے کہا بہ اجمع فہو للشمل اجمع صلی اللہ علیک مسیلمہ نے کہا مجھے بھی ایسی ہی وحی ہوئی ہے۔

جب بعد کامیابی کے سجاح اپنے مقام پر گئی لوگون نے حال دریافت کیا کہا کہ مسیلمہ برحق نبی ہے اسی وجہ سے مین نے اوسکے ساتھ نکاح کر لیا لوگون نے کہا کچھ مہر بھی دیا گیا کہا نہین۔ کہا افسوس ہے تجھ جیسی عورت کا کچھ مہر مقرر نہو ساتھ ہی سجاح لوٹی مسیلمہ نے کہا خیر تو ہے کہا مہر کے لئے آئی ہون کہا تمہارا موذن کون ہے کہا شبیب ابن ربعی کہا اوسکو بلاؤ جب وہ آیا تو مسیلمہ نے کہا سجاح کے مہر مین تم سب لوگون سے صبح اور عشا کے نمازین نے معاف کردی سب قوم مین پکار دو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پانچ نمازین

مقرر کی تھین اونمین سے دو نمازین مسلیمہ بن حبیب رسول اللہ نے معاف کردین چنانچہ بنی تمیم یہ دو نمازین نہین پڑہتے تھے۔

اس واقعے سے ایک بات اور بھی معلوم ہوئی کہ درود اس زمانے مین سوائے انبیا کے اور کسی کے نام کے ساتھ کہا نہین جاتا تھا اسی وجہ سے سجاح نے مسیلمہ کو صلی اللہ علیک اوسوقت کہا جبکہ اوسکے نبوت کا اعتراف کیا۔

اب مرزا صاحب کے نام پر صلی اللہ علیہ جو کہا جاتا ہے وہ سجاح اور مسیلمہ کی سنت ہے اسلئے کہ پہلے جس مدعی نبوت کے نام پر یہ جملہ کہا گیا مسیلمہ کذاب ہی تھا۔

علامہ زرقانی رح نے شرح مواہب مین لکھا ہے کہ اسود عنسی جس نے نبوت کا دعوی کیا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکے قتل کا حکم دیا اوسکے روبرو سے ایک گدہا جارہا تھا اتفاقاً وہ گرگیا اوس نے اوسکو اپنا معجزہ قرار دیا کہ وہ اپنے کو سجدہ کرتا ہے پھر جب وہ اوٹھنے لگا تو کچھ کہدیا تاکہ لوگون کو معلوم ہو کہ اوسکے حکم سے گدہا کھڑا ہو گیا۔

الغرض اتفاقی امور سے بھی عقلا اعجاز نمائی کا کام لے لیتے ہین چنانچہ مرزا صاحب نے کئی مواقع مین ایسا ہی کیا طاعون جبتک قادیان مین آیا نہ تھا مرزا صاحب نے اشتہار جاری کیا کہ انہ اوی القریہ اور للکارا کہ کوئی ہے کہ ہماری طرح اپنے شہر کی بابت کہے انہ اوی القریہ۔ اور لکھا کہ طاعون کا یہان آنا کیسا۔ باہر سے طاعون زدہ کوئی آتا ہے تو اچھا ہو جاتا ہے اور لکھا کہ قادیان محفوظ رہے گا کیونکہ یہ اسکے رسول کا تختگاہ ہے اور یہ تمام امتون

کے لئے نشان ہے۔

پھر جب طاعون قادیان مین پہونچ گیا تو اخبار مین شائع کرایا کہ طاعون حضرت مسیح علیہ السلام کے الہام کے ماتحت اپنا کام برابر کر رہا ہے دیکھئے عقلی معجزے اسے کہتے ہین کہ ایک طاعون سے کھلے کھلے دو عقلی معجزے ظاہر ہو گئے۔

زلزلہ سے جو لاکھی کا بتخانہ جب تباہ ہوا تو الحکم مورخہ ۷ اپریل ۱۹۰۵ء مین فرماتے ہین کہ ان بتون کے گرنے پر خدا کے جری کو یہ وحی ہوئی جاء الحق وزہق الباطل جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن یہ آیت پڑھی جبکہ وہ بت جو بیت اللہ مین رکھے تھے توڑ دئے گئے آج احمد قادیانی کے منہ سے خدا کی اس وحی کا پھر نزول ہوا۔ فی الحقیقت مشہور آیت کا پڑھ دینا بھی عقلی معجزہ ہے مرزا صاحب ہی کا کام تھا کہ برموقع کمال جرات سے اپنے گھر مین بیٹھکر وہ آیت پڑھ دی۔

ازالۃ الاوہام صفحہ ۱ مین لکھتے ہین جس زمانہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی نائب دنیا مین پیدا ہوتا ہے تو یہ تحریکین ایک بڑی تیزی سے اپنا کام کرتی ہین اور اس نائب کو نیابت کا اختیار ملنے کے وقت تو وہ جنبش نہایت تیز ہو جاتی ہے۔ طبیعتون اور دلون اور دماغون کو غایت درجہ کی جنبش دیجاتی ہے۔ اور تمام انسانون کے استعدادات مخفیہ ظاہر ہوتے ہین اور ذخائر علوم وفنون کا فتحیاب ہو جاتا ہے صنعتین کلین ایجاد ہوتی ہین، ور نیکون کی قوتون مین خارق عادت طور پر الہامات اور مکاشفات ہوتے ہین۔ اور یہ سب اپنا حال بیان فرماتے ہین جو سباق وسیاق سے ظاہر ہے۔

غرض یہ کہ جتنی کلین امریکہ اور یورپ مین ایجاد ہوین مرزا صاحب ہی کے معجزات ہین۔
اربعین مین لکھتے ہین کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے لوگون کے لیئے ایک
بہاری نشان ظاہر ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ تیرہ سو برس سے مکہ سے مدینہ مین
جانیکے لیئے اونٹون کی سواری چلی آتی تھی اور قرآن و حدیث مین بالاتفاق
یہ پیشگوئی تھی کہ ایک وہ زمانہ آتا ہے کہ یہ اونٹ بیکار کیئے جائین گے اور
کوئی ان پر سوار نہین ہوگا چنانچہ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ اور حدیث لیترکن
القلائص فلایسعی علیہا اسکی گواہ ہے پس یہ کسقدر بہاری پیشگوئی ہے جو مسیح
کے زمانہ کے لیئے اور مسیح موعود کے ظہور کے لیئے بطور علامت تھی جو ریل کی
تیاری پوری ہوگئی فالحمد للہ علی ذالک انتہی۔

آیۂ واذا العشار عطلت سورۂ اذا الشمس کورت مین ہے درمنثور مین
امام سیوطی رح نے یہ حدیث نقل کی ہے واخرج احمد و الترمذی وابن المنذر والحاکم
وصححہ وابن مردویہ عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان
ینظر الی یوم القیمۃ کانہ رای عین فلیقرا اذا الشمس کورت الحدیث یعنے فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے جسکو یہ اچھا معلوم ہو کہ قیامت کو برای العین دیکھ لے تو اذا الشمس
کورت پڑھے۔کیونکہ اسمین زمینی اور آسمانی انقلاب پورے مذکور ہین کہ عشار
یعنے گابھن اونٹنیان جو عربون کو نہایت مرغوب ہوا کرتی ہین انکی طرف کوئی
توجہ نکرے گا کل وحشی جانور اکٹھے ہوجائین گے یعنے چرند درند کو درندون کا
کچھ خوف نہوگا پہاڑ اڑجائین گے سمندرون کا پانی خشک ہوجائیگا تارے
گرجائین گے آفتاب بے نور ہوجائیگا۔آسمان خراب ہوجائین گے غرض اونٹنیون

کے معطل ہونے سے مقصود بیان ہول و پریشانی ہے جو نفخ صور کے وقت قیامت کے قریب ہوگی۔ مرزا صاحب نے یہ سمجھا کہ حجاز ریلوی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوجائیگا یہ دوسرا عقلی معجزہ ہے۔ مرزا صاحب نے حجاز ریلوی سے جو یہ کام لیا کہ وہ اپنی نشانی ہے اس سے زیادہ وہ اس سے کام لے بھی نہین سکتے اسلئے کہ حج کو جانا بھی انکا عقلاً محال ہے کیونکہ ازالۃ الادہام مین وہ تصریح سے کہتے ہین کہ ہندوستان بلکہ قادیان دارالامان ہے پہر اس دارالامن سے کسی دارالاسلام مین وہ کیونکر جاسکتے تاکہ نوبت سواری کی پہنچے غرض اس ریل کو اپنی سواری اگر تجویز فرماتے ہین تو این خیالست و محالست کا مضمون صادق ہے اور اگر اونٹنیون کا بیکار ہونا ہی علامت انکے مسیح موعود ہونے کی ہے تو مارواڑ کی اونٹنیان مرزا صاحب کی عیسویت ثابت ہونے نہ دینگی اسلئے کہ باوجود ریل کے وہ ابتک بیکار نہین ہوئین پہر حجاز کی اونٹنیان کیون بیکار ہونگی۔

ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۲۲ مین لکھتے ہین کہ آیت انا علی ذہاب بہ لقادرون مین ۱۸۵۷ع کی طرف اشارہ ہے جسمین ہندوستان مین ایک مفسدہ عظیم ہو کر آثار باقیہ اسلامی سلطنت کے ملک ہند سے ناپدید ہوگئے کیونکہ اس آیت کے اعداد بحساب جمل ۱۲۷۴ مطابق ۱۸۵۷ع ہین جسکی نسبت خدا تعالی آیت موصوفہ بالا مین فرماتا ہے کہ جب وہ زمانہ آئیگا تو قرآن زمین پر سے اٹھا یا جائیگا پس اس حکیم و علیم کا قرآن مین یہ فرمانا کہ ۱۸۵۷ع مین میرا کلام آسمان پر اٹھا یا جائے گا یہی معنی رکھتا ہے کہ مسلمان اس پر عمل نہین کرینگے جیسا کہ مسلمانون نے ایسا ہی کیا اور نیز ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۵۷ مین لکھتے ہین کہ حدیثون مین یہ بات بوضاحت لکھی گئی ہے

کہ مسیح موعود اسوقت دنیا مین آئےگا کہ جب علم قرآن زمین پر سے اُٹھ جائیگا

اور جہل شیوع پاجائیگا یہ وہی زمانہ ہے جسکی طرف ایک حدیث مین یہ اشارہ ہے

لوکان الایمان معلقاً عند الثریا لنالہ رجل من فارس یہ وہ زمانہ ہے جو اس عاجز

پر کشفی طور پر ظاہر ہوا جو طغیان اسکا اس سن ہجری مین شروع ہوگا جو آیت وانا

علی ذہاب بہ لقادرون مین بحساب جمل مخفی ہے۔

اس تقریر مین عقلی معجزہ مرزا صاحب کا یہ ہے کہ ۱۲۷۴ھ سے قرآن کو غائب

کردیا پہر ۱۳۰۰ھ مین اسے ثریا سے اتار لایا کیونکہ ازالۃ الاوہام سے واضح ہے

کہ مسیح کے ظہور کی تاریخ غلام احمد قادیانی ہے مرزا صاحب کو قرآن غائب

کرنیکے لئے اتفاقاً غدر کا موقع ہاتھ آگیا۔ مگر اسمین یہ کسر رہگئی کہ غدر تو ہندوستان

کے لوگون نے کیا تھا قرآن حرمین عرب روم شام بلخ بخارا افغانستان چین

و افریقہ وغیرہ سے کیون اٹھا لیا گیا۔ مرزا صاحب نے روے زمین کو ہندوستان

مین منحصر کرکے سب کو اس شعر کا مصداق سمجھا۔

ہر آن کرمیکہ در گندم نہانست		زمین و آسمان او ہمانست

ورنہ کبھی یہ نہ فرماتے کہ غدر مین قرآن زمین سے اٹھا لیا گیا۔ اور قرآن اگر ہندوستان

سے اٹھا لیا گیا تھا تو دوسرے اسلامی ملکون مین ضرور باقی تھا۔ پہر پچیس تیس

سال تک کیا کوئی دوسرے ملک کا مسلمان ہندوستان مین آیا ہی نہین یا کوئی

ہندوستانی اس مدت مین حج کو ہی نہین گیا جو وہان سے اپنے اور اپنے بھائیون

کی دین و دنیا کی بہبودیون کا ذریعہ اور ایمان کلمداری کے لئے لے آتا اور

مرزا صاحب کو ثریا سے اتار لانے کی زحمت نہوتی اس بیان سے مقصود یہ ہے

کہ جہان اتفاقی امر مین مرزا صاحب کو کسی قسم کا موقع مل جاتا ہے اسکو استدلال مین پیش کردیتے ہین اور کسی بات کی پروا نہین کرتے دیکھیے کس دہٹائی سے کہتے ہین کہ خدا نے قرآن مین فرمایا کہ ۱۲۷۵ھ مین میرا کلام آسمان پر اٹھایا جائیگا تاکہ جاہلون اور امنا و صدقنا کہنے والون کو یقین ہو کہ قرآن ہاتھ سے نکل ہی گیا تھا اگر مرزا صاحب نہ ہوتے تو کس سے یہ ہوسکتا کہ ثریا پر جاکر وہان سے اسے لے آتا۔

علامۂ جوہری رح نے کتاب المختار مین لکھا ہے کہ حجاز کے کسی شہر مین ایک شخص سے ملاقات ہوئی جس کا نام سلیمان مغربی تھا اسکی عجیب حالت دیکھی گئی کہ جو مہمان اسکے ہان جاتا جس قسم کے کہانے کی خواہش کرتا غیب سے اوسکا سامان ہوجاتا تھا چنانچہ ہم آٹھ شخص اسکے ہان گئے ہر ایک نے ایک خاص قسم کے کہانے کی فرمایش کی شیخ اپنے خلوتخانہ مین جاکر نماز اور دعا مین مشغول ہوا تھوڑی دیر کے بعد جب باہر نکلا تو ہر ایک کی فرمایش موجود تھی جس سے ہم حیران ہوگئے جوہری رح لکھتے ہین کہ مین نے اسکی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ اسکی عورت شہر مین رہتی ہے شیخ کو جو کچھ منگوانا ہوتا ہے حجرہ مین جاکر کل فرمایشین لکھکر کبوتر کے ذریعے سے اسکے پاس بھیجدیتا ہے اور وہ عورت سب چیزین تیار کرکے فوراً بھیجدیتی ہے اس عقلی معجزہ سے لوگ اسکے بہت معتقد تھے دور دور سے تحف دہدایا اور زر خطیر اسکے پاس بھیجتے تھے جس سے وہ نہایت مرفہ الحال تھا۔

اس قسم کے عقلی معجزات کی تکمیل آدمی اپنی ذات سے نہین کرسکتا کسی

اعتمادی شخص کی تائید کی ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ یہ شیخ قانع اور خانہ نشین تھا ایک عورت ہی کی تائید اسکے لئے کافی تھی اور جو لوگ بلند ہمت اور مرد میدان ہوتے ہین اور ایک بڑے پیمانے پر کام چلانا چاہتے ہین انکے لئے کئی ہمراز موئدون کی ضرورت ہوتی ہے جیساکہ ابن تومرت کے حال سے ظاہر ہے کہ ایک بڑی جماعت عقلا و علما کی فراہم کرکے کام شروع کیا۔ ایک عبداللہ ونشریسی اوسکو ایسا مل گیا تھا کہ اسکے سب کامون کو اس سے فروغ ہو گیا۔ اولا اوسکو دیوانہ بناکر ساتھ رکھا پھر جب ایک بڑے مجمع مین معجزہ کی ضرورت ہوئی تو مخفی طور پر اس سے کچھ کہدیا۔ یا تو ہمیشہ دیوانہ اور کثیف قابل نفرت حالت مین رہتا تھا یا نہایت فاخرہ عالمانہ لباس پہنکر مجمع مین آیا اور ایک پر تاثیر واقعہ بیان کیا کہ رات آسمان سے ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور میرا سینہ شق کر کے دل دہوکر قرآن اور موطا وغیرہ کتب حدیث وعلوم سے بھر دیا۔ جب اسکا امتحان لیا گیا تو واقعی عالم ثابت ہوا ابن تومرت یہ حالت دیکھتے ہی بے اختیار رونے لگا کہ کس منہ سے مین خدا کا شکر ادا کرون اس عاجز کی جماعت مین اس نے ایسی لوگونکو بھی شریک کیا کہ جس پر فرشتے آسمان سے اترتے ہین اور جس طرح ہمارے سید ہمارے مولی روحی فداہ سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک شق کیا گیا تھا اس عاجز کی جماعت مین ایک ذلیل سے ذلیل شخص کا سینہ فرشتون نے شق کرکے قرآن وحدیث اور تمامی علوم لدنیہ سے بھر دیا یہ سب حضرت ہی کا طفیل ہے۔

اس معجزہ کے دیکھنے کے بعد ہزارون حمقا معتقد اور جان دینے پر مستعد

ہوگئے - مرزا صاحب کی جماعت مین فاضل اجل حافظ حکیم مولوی نورالدین صاحب ایسے مدبر شخص ہین کہ مرزا صاحب کو ان پر ناز ہے اور ہونا بھی چاہئے ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۷۷ مین تحریر فرماتے ہین کہ بہتیرون نے باوجود بعیت کے عہد بعیت فسخ کردیا تھا اور بہتیرے سست اور مذبذب ہوگئے تھے تب سب سے پہلے مولوی حکیم نورالدین صاحب کا خط اس عاجز کے اس دعوی کی تصدیق مین کہ (مین ہی مسیح موعود ہون) قادیان مین میرے پاس پہنچا جسمین یہ فقرات درج تھے امنا وصدقنا فاکتبنا مع الشاہدین - حکیم نورالدین صاحب جیسے فاضل شخص جب امنا وصدقنا کہکر امتی بن جائین تو پھر جاہلون کی کیا کمی ہے - حکیم صاحب کے سوا مولوی عبدالکریم صاحب وغیرہ بھی اس کمیٹی کے معزز ارکان ہین جن سے مرزا صاحب کو بہت کچھ تائید ملی اور ملتی جاتی ہے ضرورۃ الامام مین صفحہ ۲۹ لکھتے ہین ایک جلیل الشان فاضل مولوی حکیم حافظ حاجی حرمین نورالدین صاحب جو گویا تمام جہان کی تفسیرین اپنے پاس رکھتے ہین اور ایسا ہی اون کے دل مین ہزارہا قرآنی معارف کا ذخیرہ ہے - یہ لوگ دیوانے تو نہین کہ انہون نے مجھ سے بعیت کرلی اور دوسرے ملہمون کو چھوڑدیا انتہی فی الحقیقت حکیم صاحب جامع الکمالات اور بڑے عقلمند شخص ہین مگر دنشریبی سے زیادہ مرزا صاحب کو مدد نہ دیسکے -

مرزا صاحب براہین احمدیہ مین صفحہ ۴۶۸ لکھتے ہین کہ ایک دفعہ روپیہ کی سخت ضرورت تھی تو آریہ سماج کے چند آدمیون کے روبرو دعا کی اور الہام ہوا کہ دس دن کے بعد روپیہ آئیگا اور یہ بھی الہام اوسی وقت ہوا کہ تم امرتسر بھی جاؤگے چنانچہ دس دن کے بعد گیارہوین روز محمد افضل خان صاحب سپرنٹنٹ

بندوبست راولپنڈی نے ایک سودس روپے بھیجے اور بست روپیہ اور ایک
جگہ سے آیا۔ سو یہ وہ عظیم الشان پیش گوئی ہے جسکی مفصل حقیقت پر اس جگہ کے
چند آریوں کو بخوبی اطلاع ہے اگر قسم دیجائے تو سچی گواہی دینگے انتہیٰ۔

انصاف سے دیکھا جائے تو مرزا صاحب کی اس کارروائی مین
ایک قسم کا اعجاز ہے اگرچہ احتیاطاً دس روز کے بعد قید لگائی تھی اس لحاظ
سے کہ روپیہ کا معاملہ ہے ممکن ہے کہ بھیجنے والے صاحب وقت مقررہ پر خط
وکتابت وغیرہ ذرائع سے قرار دیا گیا ہوگا نہ بھیج سکین مگر ان پر آفرین ہے کہ
برابر وقت معین پر بھیدیا جس سے عقلی پیش گوئی پوری ہوئی۔

براہین احمدیہ مین (صفحہ ۴۷۱) لکھتے ہین کہ نور احمد خان صاحب الہام کے منکر تھے
انسے کہا گیا کہ خداوند کریم کے حضرت مین دعا کیجائیگی کچھ تعجب نہین کہ وہ دعا
بہ پایۂ اجابت پہنچکر کوئی ایسی پیش گوئی خداوند کریم ظاہر فرمادے جس کو تم
بچشم خود دیکھ جاؤ چنانچہ دعا کی گئی اور علی الصباح بنظر کشفی ایک خط دکھایا گیا
جو ایک شخص نے ڈاک مین ڈاکخانہ بھیجا ہے۔ اس خط پر انگریزی زبان مین
لکھا ہوا ہے ای ایم کوڑلر اور عربی مین یہ لکھا ہے ہذا شاہد نزاع چونکہ یہ خاکسار
انگریزی زبان سے کچھ واقفیت نہین رکھتا اس جہت سے پہلے علی الصباح میان
نور احمد صاحب کو اس کشف اور الہام کی اطلاع دیکر انگریزی خوان سے اس
انگریزی فقرہ کے معنی دریافت کئے گئے تو معلوم ہوا کہ اسکے یہ معنی ہین کہ مین
جھگڑنیوالا ہون سو اس خط سے یقیناً یہ معلوم ہوگیا کہ کسی جھگڑے کے متعلق
کوئی خط آنیوالا ہے شام کو انکے روبرو پادری رجب علی کا خط آگیا جس سے

معلوم ہوا کہ اس عاجز کو ایک واقعہ مین گواہ ٹھیرایا ہے انتہی۔

عقلی معجزہ کے لوازم سے ہے کہ جو علوم جانتے ہین انکو ایسا چھپانا جیسا کہ کوئی راز کو چھپاتا ہے دیکھئے وشٹریسی اور اخرس وغیرہ نے کس عالی حوصلگی سے علم کو چھپایا جو آخر مین معجزہ کا کام دیا اسی وجہ سے مرزا صاحب انگریزی دانی کو چھپاتے ہین تاکہ اُن الہامات مین جو اکثر انگریزی زبان مین ہوا کرتے ہین جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے معجزہ کا کام دے۔ اہل دانش پر اس قسم کے معجزات سے یہ امر پوشیدہ نہین کہ مرزا صاحب کے لوگ ڈاکخانہ مین اور دوسرے شہرون مین متعین ہین کہ ایسے متعلق خبرون کی تحقیق کرکے فوراً لکھدیا کرین تاکہ معجزات کا رنگ نہ بگڑے۔

براہین احمدیہ مین لکھتے ہین از انجملہ ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ صبح کے وقت الہام ہوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکرخان کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے یہ پیش گوئی بھی بدستور الہام ہوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکرخان کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے یہ پیش گوئی بھی بدستور معمول اسی وقت چند آریون کو بتلائی گئی اور یہ قرار پایا کہ انہین مین سے ڈاک کے وقت کوئی ڈاکخانہ مین جاوے چنانچہ ایک آریہ گیا اور خبر لایا کہ ہوتی مردان سے دس روپیہ آئے ہین انتہی۔

فی الواقع روپیہ بھیجے اور ڈاکخانہ کی ایسے طور پر خبر رکھے کہ بھید نہ کھلنے پائے ہر کسی کا کام نہین مرزا صاحب نے عقلی اعجاز کر دکھایا ڈاکخانہ والے کی کس قدر استمالت کی ضرورت ہوئی ہوگی کہ خطوط تقسیم کرنے سے پہلے خبر دیدیتی ہی تو عقلی معجزات ہین جو ہر کسی کا کام نہین۔

براہین احمدیہ مین (صہ ۴۷۷) لکھتے ہین از انجملہ ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ صبح کے

وقت بیداری مین جہلم سے روپیہ روانہ ہونے کی اطلاع دیگئی اور اس بات سے

اس جگہہ آریون کو جن سے بعض خود جاکر ڈاکخانہ مین خبر لیتے تھے بخوبی اطلاع تھی کہ اُس

روپیہ کے روانہ ہونیکے بارہ مین جہلم سے کوئی خط نہین آیا تھا کیونکہ یہ انتظام اس

عاجز نے پہلے ہی سے کر رکہا تھا کہ جو کچھ ڈاکخانہ سے خط وغیرہ آتا تھا اسکو خود بعض

آریہ ڈاکخانہ سے لے آتے تھے اور ہر روز ہر ایک بات سے بخوبی مطلع رہتے تھے

اور خود اب تک ڈاکخانہ کا ڈاک منشی بھی ایک ہندو ہے غرض جب یہ الہام ہوا تو

ان دنون مین ایک پنڈت کے ہاتھ سے جو امور غیبیہ ظاہر ہوتے تھے لکھوائے جاتے

تھے یہ پیش گوئی بھی بدستور لکھوائی گئی اور کئی آریون کو بھی خبر دیگئی اور ابھی

پانچ روز نہین گذرے تھے جو پنتالیس روپیہ کا منیاڈر جہلم سے آگیا اور جب حساب

کیا گیا تو ٹھیک اسی دن منیاڈر روانہ ہوا تھا جس دن اسکی خبر دیگئی تھی انتہے

مرزا صاحب کا جہلم والے صاحب پر کس قدر وثوق ہوگا کہ خود تاریخ

منیاڈر بھیجنے کی قرار دی تھی برابر اسی تاریخ اُنھون نے بھیجا تا معجزہ جھوٹا نہ ہو جائے

یہ بات پوشیدہ نہین کہ ایسے معجزات کے لئے ایک کمیٹی کی ضرورت ہے جو سب ہم

خیال ہون اور جہان رہین اپنے اپنے فرائض منصبی پورے کرتے رہین۔

اور یہ بھی براہین احمدیہ مین (صہ ۴۷۷) ہے از انجملہ ایک یہ ہے کہ کچھ عرصہ ہوا کہ خواب

مین دیکھا تھا کہ حیدرآباد سے نواب اقبال الدولہ صاحب کی طرف سے خط آیا ہے

اور اسمین کسی قدر روپیہ دینے کا وعدہ لکھا ہے۔ یہ خواب بھی بدستور روزنامہ

مذکورۂ بالا مین اسی ہندو سے لکھائی گئی اور کئی آریون کو اطلاع دیگئی پھر تھوڑے

دنون کے بعد خط آگیا اور نواب صاحب سے سو روپیہ بھیجا انتہی۔

ہمین معلوم ہے کہ نواب صاحب صاحب کشف نہین تھے ایک مخبر شخص تھے کسی کی سعی پر انہون نے اقرار کر لیا جسکی خوش خبری متوسط نے دی اور مرزا صاحب نے اسکو خواب وخیال سمجھکر پیش گوئی کے مد مین لکھوا دیا جسکا ظہور معجزے کے رنگ مین ہوا یہ سب اتفاق کی برکت ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے دو دل یک شود بشکند کوہ را۔

اہل دانش اگر مرزا صاحب کے معجزات کا موازنہ اور مقائسہ سلیمان مغربی کے معجزے کے ساتھ کرین تو اس قسم کے معجزات مین اسیکا پلہ بھاری نظر آئیگا اسلئے کہ اس نے سوائے اپنی بی بی کے کسی سے مدد نہین لی اور ہزارون روپیہ جمع کرکے مرجع خلائق بن گیا ۔ البتہ مرزا صاحب کے معجزے ایک قسم مین منحصر نہین اسمین انکو بیشک تفوق حاصل ہے۔

مگر اس قسم کے معجزات کو مرزا صاحب جو عظیم الشان نشانیان کہتے ہین نازیبا ہے اسلئے کہ اس قسم کے مغیبات کا دریافت کر لینا کئی طریقون سے ہوا کرتا ہے سب سے آسان یہ طریقہ ہے کہ کچھ روپیہ صرف کرکے لوگ فراہم کر لئے جاتے ہین جو وقتاً فوقتاً خبر دیتے رہتے ہین افسران خفیہ پولس اسی طریقے سے ہر شخص کے گھر کی بلکہ دل کی بات معلوم کر لیتے ہین۔

کاہن لوگ بھی اس قسم کی خبرین دیتے ہین بلکہ وہ تو آیندہ کی خبرین بھی دیا کرتے ہین چنانچہ امام سیوطی رح نے خصائص کبرے مین کئی روایتین نقل کی ہین جن سے ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے پہلے سطیح اور شق وغیرہ کاہنون نے مفصل خبرین دی تھین کہ نبی آخر الزمان قریب

معوث ہونیوالے ہین جو مون کو توڑینگے اور ملک فسیح کرین گے۔

مروج الذہب مین امام ابوالحسن مسعودی رح نے لکھا ہے کہ کاہن لوگ جو غیب کی خبرین دیتے ہین اسکے سبب مین اختلاف ہے حکمائے یونان وروم کہتے ہین کہ وہ لوگ نفوس کا تصفیہ کرتے ہین جس سے اسرار طبیعت کے منکشف ہوتے ہین اسلئے کہ کل اشیا کی صورتین نفس کلی مین قائم ہین جنکے عکس نفوس مصفی مین جلوہ گر ہوتے ہین۔ اور بعض کہتے ہین کہ جنات انکو خبر دیجاتے ہین۔ اور بعضون کا قول ہے کہ اوضاع فلکیہ کو اس باب مین دخل تام ہے۔ اور بعضون کے نزدیک قوت اور صفائی طبیعت اور لطافت جس سے کہانت حاصل ہوتی ہے۔ اور اکثر کا قول ہے اور احادیث سے بھی وہی ثابت ہوتا ہے کہ کوئی شیطان انکے موافق ہوتا ہے جو اس قسم کی خبرین انکو دیتا ہے۔ بہر حال اسباب کچھ ہی ہون مگر سب کے نزدیک مسلم ہے کہ کاہن غیب کی خبرین دیا کرتے ہین۔

عامل لوگ حاضرات کے ذریعہ سے بھی ایسی خبرین معلوم کرلیتے ہین چنانچہ اس زمانہ مین یہ لوگ بکثرت موجود ہین۔

مسمریزم کے ذریعے سے بھی مغیبات پر اطلاع ہوا کرتی ہے جسکا کوئی انکار نہین کرسکتا اسلئے کہ اسکی موجد مہذب قوم ہے۔ اور اسکے تو مرزا صاحب بھی قائل ہین کہ عیسی علیہ السلام مسمریزم ہی کے ذریعہ سے عجائب دکھلاتے تھے۔ اگرچہ یہ وجہ بیان کرکے اسکی مشاقی سے انکار کرتے ہین کہ وہ کام قابل نفرت ہے مگر عقلا اسکو باور نہین کرسکتے اسلئے کہ مرزا صاحب نے اتنا بڑا دعوی مسیحائی اور مہدویت و محدثیت و مجددیت وغیرہ کا کیا ہے ممکن نہین کہ عقلی

معجزات دکھلانے کے لیے عقلی کوئی ذریعہ پہلے سے تجویز نہ کر رکھا ہو۔ اور یہ کام کچھ ایسا مشکل بھی نہیں ہزارہا آدمی اسکے واقف اور عامل موجود ہین اور بہت سی کتابین بھی اس فن مین تصنیف ہو چکی ہین اور مرزا صاحب ایک مدت تک گوشہ نشین اور خلوت گزین بھی رہ چکے ہیں اور عیسی علیہ السلام کی مثلیت حاصل کرنے کی بھی ایک زمانہ سے فکر ہو رہی ہے پھر مسمریزم کی مشق سے کونسی چیز مانع ہے رہا انکار سو مصلحت وقت کے لحاظ ایسے امور کی ضرورت ہوتی ہے دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز پر عمل کرنا مقتضائے عقل ہے۔

بہر حال جب غیب کی خبرون پر اطلاع پانیکے متعدد ذریعے موجود ہین اور انہی ذرائع سے لوگ اس زمانہ مین مطلع ہوا کرتے ہین تو وہ حد طاقت بشری سے خارج نہ ہوا پھر وہ معجزہ کیونکر ہو سکتا تھا معجزہ کی حد مین یہ امر داخل ہے کہ قدرت بشری سے وہ کام خارج ہو۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اظہار معجزہ کے وقت غیب کی خبر دینے سے انکار فرماکر وہ بات دکھلائی لا امکان بشری سے خارج تھی۔

غرر الخصائص الواضحہ ص ۱۷ مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے کوفہ مین نبوت کا دعوی کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سنکر فرمایا کہ اس سے کہا جائے کہ مادرزاد اندھے اور ابرص کو چنگا کرے اور جبتک یہ معجزہ وہ نہ دکھلائے اسکا دعوی مسموع نہین ہو سکتا۔ دیکھیے ترجمان القرآن حکو علم و حکمت عطا ہونے کی دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور وہ مقبول بھی ہو گئی جسکے مرزا صاحب بھی معترف ہین انھون نے کیسے مختصر جملہ مین تصفیہ فرما دیا۔ اب جو حضرات

ابن عباس رضی اللہ عنہ کو معتمد علیہ اور انکی بات کو قابل اعتبار سمجھتے ہین انکے اس فیصلہ پر راضی ہوکر مرزا صاحب سے صاف کہدین کہ جبتک ما در زاد اندہے اور کوڑہی جسکو ہم تجویز کرین آپ چنگا نہ کرین آپ کا دعوی مسموع نہین ہوسکتا۔

مرزا صاحب کے معجزات مین وہ الہام بھی داخل ہین جو موقع موقع پر ہوتے رہتے ہین مثلاً:۔

(۱) میرے پر خاص الہام سے ظاہر ہو چکا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے اور اسکے رنگ مین ہوکر وعدہ کے موافق تو آیا ہے ازالہ ص ۵۶۱

(۲) انا انزلناہ قریباً من القادیان جسکا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ عیسی دمشق یعنے قادیان میں اترا ہے ازالہ ص ۷۵۔

(۳) کشف سے معلوم ہوا کہ غلام احمد قادیانی کے تیرا سو عدد ہین (۱۳۰۰) یہی مسیح ہے ازالہ ص ۱۸۵

(۴) اس عاجز کا نام آدم اور خلیفہ اللہ رکہکر اور انی جاعل فی الارض خلیفہ کے کہلے کہلے طور پر براہین احمدیہ مین بشارت دیکر لوگون کو توجہ دلائی کہ تا اس خلیفہ کی اطاعت کرین اور اطاعت کرنیوالی جماعت سے باہر نہین ازالہ ص ۶۹۵۔

(۵) قل انی امرت وانا اول المومنین۔ واتانی مالم یوت احداً من العالمین ازالہ ص ۷۰۳۔

(۶) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ازالہ ص ۷۶۔

(۷) قل یا ایہا الکافرون انی من الصادقین ازالہ ص ۸۵۵۔

جنکا مطلب یہ ہوا کہ خدا نے عیسی علیہ السلام کو مار کر مرزا صاحب کو انکی جگہ بٹہائے

دمشق قادیان مین اُتارا اور خلیفہ اللہ آدم بناکر بشارت انکی براہین احمدیہ مین دیدی اور انکو وہ فضائل دئے جو عالم مین کسی کو نہین دئے اور انکی اطاعت کرنیوالا محبوب خدا ہے اور انکا مخالف کافر ہے۔ اور اسکے سوا یہ بھی فرماتے ہین کہ خدا منہ سے پردہ اُٹھاکر انسے باتین بلکہ ٹھٹھے کیا کرتا ہے۔

ادنی تامل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ بیانات بھی معجزت نہین ہوسکتے اسلئے کہ ابھی معلوم ہوا کہ معجزہ وہ ہے جو طاقت بشری سے خارج ہو اور یہ بیانات طاقت بشری سے خارج نہین دیکھ لیجئے مسیلمہ کذاب سے لیکر آجتک جتنے جھوٹے نبی اور مدعیان امامت و عیسویت و مہدویت وکشفیت و شاہدیت و مدثریت وغیرہ گذرے سب برابر کہا کرتے تھے کہ ہم پر وحی ہوتی ہے اور خدا سے باتین کیا کرتے ہین اور کسی کو تو خدا نے اپنا پیارا بیٹا بھی کہدیا۔ انکی تعلیون پر وہ حکایت صادق آتی ہے جو مولانا روم رح نے مثنوی مین لکھی ہے۔

آن شغالک رفت اندر خم رنگ	اندران خم کرد یک ساعت درنگ
پس برآمد پوستش رنگین شدہ	کہ منم طاؤس علیین شدہ
دید خود را سرخ و سبز و بور و زرد	خویشتن را بر شغالان عرضہ کرد
جملہ گفتند ای شغالک حال چیست	کہ ترا در سر نشاطی ملتویست
از نشاط از ما کرانہ کردۂ	این تکبر از کجا آوردۂ
یک شغالے پیش او شد کای فلان	شید کردی تا شدی از خوشدلان
شید کردی تا بمبر بر جہی	تا ز لاف این خلق را حسرت دہی

پس بگوشیدی ندیدی گرسئے		پس زشنید آوردہ بےشرمئے
صدق وگرمی خود شعار او دیاست		باز بےشرمی پناہ ہر دغاست
کالتفات خلق سوے خود کشند		کہ خوشیم واز درون بس ناخوشند

غرض یہ کہ اپنے منہ سے وہ ہزار تعلیان کرین مگر کیا کوئی عاقل انکی تعلیون کو معجزہ کہہ سکتا ہے ہان اسکو ہم مان لینگے کہ بقول مرزا صاحب وہ بھی ایک قسم کے عقلی معجزات ہین۔ انھون نے دیکھا کہ جب تک خدا کی طرف سے اون لوگون کو پیام نہ پہنچایے جائین یہ سادہ لوح ہماری بات کو نہ مانین گے اسلیئے حسب ضرورت الہام بنا بنا کر انکو خدا کی طرف سے سنایا۔ اور قاعدہ کی بات ہے کہ جہان لاکھون آدمی ہون وہان صدہا بلکہ ہزارہا ایسے بھی ہوتے ہین کہ کسی بات کی تحقیق سے انکو کچھ غرض نہین ہوتی ایسی باتون کو سچ مچ خداے تعالیٰ کا ارشاد سمجھکر مان لیتے ہین۔

غرر الخصائص مین لکھا ہے کہ ایک مولوی صاحب کسی بزرگوار کی ملاقات کو گئے دیکھا کہ قرآن شریف گود مین ہے اور زار زار رو رہے ہین کہ انکی آنکھون سے قرآن کے اوراق تر ہین پوچھا یہ کیا حالت ہے کہا مین نے اپنی لونڈیون کے ساتھ چھاچھ کہائی تھی جس سے خداے تعالیٰ منع فرماتا ہے اب سواے رونیکے کیا کر سکتا ہون کہا کس نے تمہین اس سے منع کیا کہا تم نے قرآن نہین پڑہا حقتعالیٰ فرماتا ہے یَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ اس آیت مین حایضہ عورتون سے مقاربت منع کی گئی ہے۔ اونہون نے محیض کو مخیض بجاے معجمہ سمجھا جسکے معنی چھاچھ ہین

غرض وہ آیت سناکر کہاکہ اب میری توبہ قبول ہونے کی کیا صورت ۔ مولوی صاحب نے انکی حالت اور اصرار کو دیکھکر کہاکہ تضرع اور عاجزی سے توبہ کیجائے تو قبول ہوتی ہے سنتے ہی انہون نے سر سے پگڑی اتارلی اور آستینین چڑہاکر دست بدعا ہوے اور یہ دعاکرنی شروع کی اللہم انک تجد من ترحمہ سوای و لا اجد من یعذبنی سواک یعنے یا اللہ تجہے رحم کرنیکے لئے بہت لوگ ملین گے لیکن مجہے عذاب کرنیوالا تیرے سوا کوئی نہین مل سکتا ۔

الحاصل اس قسم کی طبیعت والون کو جب خدا کا پیام پہنچایا جائے اور اسکے ساتھ شعبدے اور نیرنجات وطلسمات اور کہانت ونجوم ومسمریزم وغیرہ سے کام لیکر انکی کوتہ اندیش عقلین مسخر کرلیجائین تو پہر انکے امنا وصدقنا کہنے مین کیا تامل ۔ انہین تدابیر سے ہر زمانہ مین لاکہون آدمیون کو جعلسازون نے پہانسا جنکی طبیعت اور خیال والے ابتک موجود ہین ۔ اور اہل اسلام مین جو زمانہ خیر القرون تہا جب مسیلمہ کذاب واسود عنسی وغیرہ جعلسازونکی چل گئی تو تیرہ سو برس کے بعد چل جانا کونسی بڑی بات ہے ۔

اب یہ بات قابل غور ہے کہ مرزا صاحب جو ازالۃ الاوہام ص ۱۴۰ مین لکہتے ہین کہ ایک متدین کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ الہام اور کشف کا نام سنکر چپ ہوجائے اور بلا چون وچرا اسے باز آجائے انتہی اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک مسیلمہ وغیرہ کے الہام سنکر جو لوگ چپ رہے اور چون وچرا نہ کئے وہ متدین تہے اور جو لوگ چون وچرا بلکہ انکی سرکوبی کی وہ متدین نتہے معاذاللہ اسکا تو کوئی مسلمان قائل نہین بلکہ جہوٹے نبیون کے الہامونکو رد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے

مرزا صاحب براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۴ مین اپنے پر الہام ہونے کی کیفیتین نہایت دلچسپ بیان کرتے ہین کہ وہ کامل روشنی کے ساتھ نازل ہوتا ہے اور بارش کی طرح متواتر برسکر اور اپنے نور کو قوی طور پر دکھلا کر ملہم کے دل کو کامل یقین سے پُر کر دیتا ہے - اور لکھتے ہین مختلف لفظون مین اتر کر معنی اور مطلب کو بکلی کہول دے اور عبارت کو متشابہات سے بکلی بالوجوہ باہر کر دے اور متواتر دعاؤن اور سوال کے وقت خدائے تعالی ان معانی کا قطعی اور یقینی ہونا متواتر اجابتون اور جوابون کے ذریعے سے بوضاحت تمام بیان فرما دے - جب کوئی الہام اس حد تک پہنچ جائے تو وہ کامل النور اور یقینی ہے خدائے تعالی ایک بے ہوشی اور ربودگی اسپر ظاہر کر دیتا ہے جس سے وہ بالکل اپنی ہستی کھو دیتا ہے - بندہ جب حالت ربودگی سے جو غوطہ سے بہت مشابہ ہے باہر آتا ہے تو اپنے اندر مین کچھ ایسا مشاہدہ کرتا ہے جیسے ایک گونج پہری ہوئی ہوتی ہے اور جب وہ گونج کچھ فرو ہوتی ہے تو ناگہان اسکو اپنے اندر سے ایک موزون اور لطیف اور لذیذ کلام محسوس ہو جاتی ہے اور یہ غوطہ ربودگی کا ایک نہایت عجیب امر ہے جسکے عجائب بیان کرنیکے لئے الفاظ کفایت نہین کرتے یہی حالت ہے جس سے ایک دریا معرفت کا انسان پر کہل جاتا ہے - گویا اوس عالم مین بندہ اپنے خدا کو دیکھ لیتا ہے - اور اپنے سوالون کا جواب پاتا ہے اسی طرح کہ جیسے ایک انسان دوسرے انسان کی بات کا جواب دیتا ہے اور جواب نہایت فصیح اور لطیف الفاظون مین بلکہ کبھی ایسی زبان مین ہوتا ہے کہ جس سے وہ بندہ ناآشنائے محض ہے اور کبھی امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے -

کہ جو مخلوق کی حالتون سے باہر ہے اور کبھی مواہب عظیمہ کی بشارت ملتی ہے اور
منازل عالیہ کی خوش خبری سنائی جاتی ہے اور قرب حضرت باری کی مبارک باد
دیجاتی ہے اور کبھی دنیوی برکتون کے بارہ مین پیش گوئی ہوتی ہے۔ اون
کلمات سے جس قدر ذوق و معرفت حاصل ہوتی ہے اسکو وہی بندہ جانتا ہے
جسکو یہ نعمت عظمے عطا ہوئی ہے۔ اور ضرورۃ الامام مین لکھتے ہین خدائے تعالے
کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرے سے اتار کرانسے باتین کرتا ہے اور
بعض وقت ٹھٹھے کرتا ہے۔ غرض وحی اور الہام کے حالات مذکورہ کچھ تو احادیث
سے اور کچھ صوفیہ کے کلام سے ماخوذ ہین اور کچھ مرزا صاحب کی ایجاد بھی ہے
ہمین اسمین کلام نہین کہ وحی اور الہام کے حالات ایک خاص قسم کے ہین
جنکو اہل الہام جانتے ہین مگر کلام اسمین ہے کہ مرزا صاحب کو بھی الہام ہوتا ہے
یا نہین ابتک انہون نے اس دعوی پر کوئی دلیل پیش نہین کی۔ ممکن ہے کہ
کسی قسم کی استغراقی حالت ان پر طاری ہوتی ہو۔ جسکو وہ بیخودی سمجھتے ہون
کیونکہ انسان پر جو خیال غالب ہوتا ہے اسمین انہماک ہو جاتا ہے۔ جو لوگ کسی
کام کی طرف پوری توجہ کرتے ہین اونکو معلوم ہے کہ ہر وقت اوس کام کا خیال
لگا رہتا ہے یہانتک کہ خواب مین بھی وہی نظر آتا ہے چنانچہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے

گر در دل تو گل گذرد گل باشی		ور بلبل بے قرار بلبل باشی

شاعرون کی حالت مشہور ہے کہ جب کوئی عمدہ مضمون اونکو سوجتا ہے تو وہ
بیخود ہو جاتے ہین اور دنیا و مافیہا سے انکو خبر نہین ہوتی اور بے اختیار
وجد کرنے لگتے ہین چونکہ مرزا صاحب مین ایک مدت سے عیسویت کا خیال متمکن ہے

اور اوسکے لوازم کے اثبات کی فکر مین اکثر مستغرق اور منہمک رہتے ہین اسوجہ سے
یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ جب کوئی نیا مضمون اس استغراقی حالت مین اونکو
سوجھتا ہوگا تو ایک ایسی حالت طاری ہوتی ہوگی جو کشف کے ساتھ مشابہ ہے
کیونکہ فکر کے دریا مین غوطہ لگانیکے بعد جو مضمون دستیاب ہوتا ہے اوسوقت
اوسکی طرف کچھ ایسی توجہ رہتی ہے کہ کوئی دوسری چیز عالم خیال مین پیش نظر نہین
ہوتی اور اسپر دستیابی گوہر مقصود کا سرور دل پر ایسا محیط ہوتا ہے کہ بیخودی
کی حالت طاری ہوجاتی ہے اوس استغراقی حالت مین چمکتے ہوے گوہر مقصود
کا پیش نظر رہنا اس بات کو باور کراتا ہے کہ اوس مسئلہ کا کشف ہوگیا حالانکہ
در اصل یہ ایک خیالی کشف ہوتا ہے حالت واقعیہ سے اوسکو کوئی تعلق نہین۔
اور یہ بھی ممکن ہے کہ مرزا صاحب کا نفس لطیف ہو اور جس طرح کا ہنون کے
کشف کا حال حکما نے لکھا ہے انکو بھی کشف ہوتا ہے۔ اور بعض لوگون کو
ایسے بھی کشف ہوتے ہین جو کسی شاعر نے لکھا ہے۔

شیخ در کشف دید شیطان را	رہزن دین و دزد ایمان را
از صفا بسکہ دل چو آئینہ ساخت	آن لعین را ہمین کہ دید شناخت
بہ ملامت عتاب پیش گرفت	بر سرش زد بھی و ریش گرفت
کہ چہا میکنی تو اے مردود	شدہ از درگہ خدا مطرود
اے کہ گمراہ کردہ مردم را	طوق اضلال حلقہ دم را
این ہمہ طاعت و رکوع و سجود	بہر اغوائے خلق و مردم بود
ہم و گیر چو شیخ برد بکار	شدہ از ان ضرب دست خود بیدار

چون ترش روز خواب شیرین جست	وید ریش خودش بدست خود است
جنگ با دیو نفس آمد یاد	خندۂ زد و بریش خود سرداد

اگرچہ شاعر نے اس حکایت مین کچھ شاعری سے بھی کام لیا ہوگا مگر اسمین شک نہین کہ شیطانی الہام بھی ہوا کرتے ہین جنکو واقعیت سے کچھ تعلق نہین ہوتا چنانچہ مرزا صاحب کی تحریر سے بھی کشف و الہام مین شیطان کی مداخلت ثابت ہے جیساکہ ازالۃ الاوہام (ص ۶۲۷) مین لکھتے ہین کہ میان عبدالحق صاحب غزنوی اور مولوی محی الدین صاحب کو الہام ہوے کہ مرزا صاحب جہنمی ہین اور کبھی اپنے الحاد اور کفر سے باز نہ آئینگے اور ہدایت پذیر نہ ہونگے اسکے جواب مین مرزا صاحب لکھتے ہین کہ جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دیکر کسی بات کے انکشاف کے لئے توجہ کرتا ہے خاصکر اس حالت مین کہ جب اسکے دل مین یہ تمنا مخفی ہوتی ہے کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی برا یا بھلا کلمہ بطور الہام مجھے معلوم ہو جائے تو شیطان اوسوقت اسکی آرزو مین دخل دیتا ہے اور کوئی کلمہ اسکی زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور درحقیقت وہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے اور رسولون کی وحی مین بھی ہو جاتا ہے مگر وہ بلاتوقف نکالا جاتا ہے۔ انجیل مین بھی لکھا ہے کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتون کے ساتھ بدلکر بعض لوگون کے پاس آجاتا ہے اور نیز لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت مین چارسو نبی نے اوسکی فتح کے بارہ مین پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی۔ اسکا سبب یہ تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا نوری فرشتہ کی طرف سے نہین تھا اور نبیون نے دہوکا کہاکر

ربانی سمجھا انتھے۔

مرزا صاحب کے اعتراف سے یہ بات ثابت ہے کہ شیطان نوری شکل مین آتا ہے جسکی نبیونکو بھی شناخت نہین ہوسکتی چنانچہ چار سو نبی دہوکا کہا کر جھوٹے ثابت ہوے اور انکو یہ بھی معلوم نہوا کہ وہ الہام ہے یا وسوسہ شیطانی یقول مرزا صاحب جب نبیون کے الہامون اور مشاہدہ کا یہ حال ہو تو مرزا صاحب کے الہام کس شمار وقطار مین۔ اسی کے موید یہ واقعہ بھی ہے جو نفحات الانس مین مولانائے جامی رح نے ابو محمد خفاف کے حال مین لکھا ہے کہ ایک جگہ مشائخ شیراز کا مجمع تھا جسمین ابو محمد خفاف رح بھی تھے گفتگو مشاہدہ کے باب مین شروع ہوئی ہر ایک نے اپنے معلومات بیان کئے ابو محمد رح سب سنتے رہے اور اپنی تحقیق کچھ بیان نہین کی مومل حصاص رح نے کہا کچھ آپ بھی بیان فرمادین انہون نے کہا یہ تحقیقات کافی ہین مومل رح نے اصرار کیا اسپر ابو محمد رح نے کہا کہ یہ جسقدر گفتگو تھی حد علم مین تھی حقیقت مشاہدہ کی کچھ اور ہے اور وہ یہ ہے کہ حجاب منکشف ہوکر معائنہ ہوجائے سب نے کہا یہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہا مین ایکبار تبوک مین نہایت مشقت اور فاقہ کی حالت مین مناجات مین مشغول تھا کہ یکایک حجاب اٹھ گیا دیکہا کہ عرش پر حق تعالی جلوہ افروز ہے مین دیکھتے ہی سجدہ مین گرا اور عرض کیا کہ یا مولای ماہذا مکانی وموضعی منک۔ یہ سنکر سب خاموش ہوگئے۔ مومل رح نے اونسے کہا کہ چلئے ایک بزرگ سے ملاقات کرائین اور ابن سعدان محدث کے ہان اونکو لیگئے وہ نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آئے مومل رح نے اون سے کہا اے شیخ جو روایت آپنے بیان کی تھی کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ان للشیطان عرشا بین السماء والارض اذا اراد لعبد فتنة کشف له عنه۔ ذرا سنائیے شیخ نے لبسند متصل وہ روایت سنائی جسکا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان و زمین کے درمیان مین شیطان کا تخت ہے جب خداے تعالے کو منظور ہوتا ہے کہ کسی بندہ کو فتنہ مین ڈالے یعنے گمراہ کرے تو شیطان اس پر منکشف ہو جاتا ہے۔ ابو محمد رح نے سنکر کہا کہ پھر ایک بار اور پڑھیے شیخ نے اسکا اعادہ کیا۔ ابو محمد رح روتے ہوے بے اختیار اٹھے اور کئی روز غائب رہے موصل رح کہتے ہین کہ جب انسے ملاقات ہوئی مین نے پوچھا کہ اتنے روز سے آپ کہان تھے کہا اوس کشف و مشاہدہ کے وقت سے جتنی نمازین پڑھی تھین سب کی قضا کی اسلیے کہ وہ سب شیطان کی پرستش تھی۔ پھر کہا کہ اب اسکی ضرورت ہے کہ جہان اوسکو دیکھکر سجدہ کیا تھا وہین جاکر اسپر لعنت کرون چنانچہ وہ چلے گئے اور پھر انسے ملاقات نہوئی انتہی۔

چونکہ ابو محمد خفاف رح سعید ازلی تھے گو چند روز امتحانًا اس مہلک فتنہ مین مبتلا رہے مگر جب حدیث شریف پہنچی فورًا متنبہ ہو گئے اور اوس کشف و مکشوف دونون پر لعنت کی۔ مرزا صاحب نے مثل اور معجزون کے رویت الہی کو عقلی معجزہ اگر نہ بنایا ہو اور فی الواقع اس قسم کا کشف اونکو ہوا کرتا ہو تو ضرور ہے کہ اس حدیث کے پہنچنے کے بعد مثل خفاف رح کے کشف و مکشوف پر لعنت کرین مگر بظاہر اسکی امید نہین معلوم ہوتی۔

اب اہل انصاف غور کرین کہ جب مرزا صاحب کے کشف و الہام مین اتنے احتمالات موجود ہین تو اون کے مخالفون کو ان کشفون اور الہامون کے

صحیح ماننے پر کونسی چیز مجبور کر سکتی ہے - پھر الہام بھی کیسے کہ کروڑہا مسلمانون
کی متواتر اخبار کے مخالف کیونکہ کوئی اعلی درجہ کا طبقہ امت مرحومہ کا ایسا نہین
جنکے نزدیک عیسے علیہ السلام کا زندہ رہنا اور قیامت کے قریب اونکا آسمان سے
اترنا ثابت نہو - محدثین فقہا اولیاء اللہ وغیرہم سب اسکے قائل اور اپنی مستند
کتابون مین اسکی تصریح کر چکے ہین - برخلاف اس کے مرزا صاحب کہتے ہین
کہ اپنے کشف والہام سے اسکی غلطی ثابت ہے اور خدا نے مجھے عیسی بنا کر
بھیجا ہے اس دعوی مجرد پر نہ کوئی گواہ ہے نہ حدیث مین اشارہ کہ قادیانی صاحب
سے خدا بالمشافہ باتین کرکے انکو عیسی بنا کر بھیجے گا -

دس پانچ روپیہ کا کوئی کسی پر دعوی کرتا ہے تو اس خیال سے وہ جھوٹا
سمجھا جاتا ہے کہ شاید طمع نے اسکو اس دعوی پر برانگیختہ کیا ہوگا اور جب تک
دو گواہ ایسے پیش نہ کرے جو اپنا چشم دید واقعہ بیان کرین اسکے دعوی کی تصدیق
نہین ہوسکتی - پھر مرزا صاحب لاکھون روپئے جس دعوی کی بنا پر کما رہے ہین
بغیر گواہ کے اوسکی تصدیق کس عقلی یا نقلی قاعدہ سے ہوسکتی ہے -

مرزا صاحب جو لکھتے ہین کہ خدا کسی قدر پردہ اپنے چہرہ سے اتار کر
انسے باتین کرتا ہے یہ بات اس حدیث صحیح کے صراحتہً مخالف ہے عن ابی موسی
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لاینام - حجابہ النور لو کشفہا
لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلقہ م ہ کنز العمال یعنے خدائے تعالی کا
حجاب نور ہے اگر اوسکو اٹھادے تو جہان تک اسکی نظر پہنچتی ہے وہانتک
اوسکے انوار سب کو جلا دینگے یہ حدیث مسلم شریف اور ابن ماجہ مین ہے

اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کا وہ دعوی محض غلط ہے۔ اگرچہ مرزا صاحب یہان بھی یہی فرما دینگے کہ بخاری نے یہ حدیث غلط سمجھکر چھوڑ دیا مگر اہل اسلام سمجھ سکتے ہین کہ کل محدثین وفقہا واولیاء اللہ کا اجماع ہے کہ مسلم کی کل حدیثین صحیح ہین۔ اگر مرزا صاحب اپنی دنیوی غرض کے لحاظ سے اس حدیث کو غلط سمجھین تو چندان بے موقع نہین اسلئے کہ اونکو اس سے فائدہ اٹھانا ہے مگر مسلمانون کو اوس سے کیا فائدہ اگر دنیا ہی کا کچھ فائدہ ہوتا جب بھی ایک بات تھی کہ آخرت کا حصہ دنیا ہی مین ملجاتا جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ بخلاف اسکے کہ اگر دنیوی فائدہ بھی نہ ہو تو خسر الدنیا والاخرہ کا مضمون صادق آجائیگا جسکو کوئی عاقل پسند نہین کرسکتا۔

اور حق تعالی فرماتاہے مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ یعنے کسی آدمی کی تاب نہین کہ خدا اوس سے دوبدو ہوکر کلام کرے مگر الہام کے ذریعے سے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو اوس کے پاس بھیجدیتا ہے اور وہ خدا کے حکم سے جو اوسکو منظور ہوتاہے پہنچاتا ہے بے شک خدا عالیشان حکمت والا ہے۔

مرزا صاحب ضرورۃ الامام مین امام الزمان کی چھٹی علامت مین لکھتے ہین کہ امام الزمان کا ایسا الہام نہین ہوتا کہ جیسے کلوخ انداز درپردہ ایک کلوخ پھینک جائے اور بھاگ جائے اور معلوم نہو کہ وہ کون تھا اور کہان گیا بلکہ خدا تعالے

اون سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے اور یہ کیفیت دوسرون کو میسر نہین آتی اور اسکے بعد صفحہ ۲۴ لکھتے ہین کہ مین اسوقت بے دھڑک کہتا ہون کہ خدا کے فضل سے وہ امام الزمان مین ہون اور مجھین خدائے تعالی نے وہ تمام شرطین اور تمام علامتین جمع کی ہین انتہی۔ اسکا مطلب ظاہر ہے کہ تمام اولیاء اللہ کے الہامون مین خود اونکو یقین نہین ہوسکتا کہ وہ خدا ہی کی طرف سے ہین کیونکہ کلوخ انداز جیسے کلوخ پھینک کر بھاگ جاتا ہے ویسا ہی خدا بھی الہام دل مین ڈال دیکر علیحدہ ہو جاتا ہے اور ولی کو یہ خبر نہین ہوتی کہ وہ کون تھا اور کہان چلا گیا۔ اور امام الزمان جو مرزا صاحب ہین اونکے الہام مین یہ بات نہین ہوتی بلکہ یقیناً معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ الہام کرنیوالا خدا ہی ہے اسی غرض سے خدا کسی قدر پردہ اپنے چہرہ سے اتار دیتا ہے تاکہ مرزا صاحب کو شک نہ پڑے کہ خدا کلام کر رہا ہے یا شیطان جس کا ماحصل یہ ہوا کہ دوبدو انسے خدا ہمکلام ہوتا ہے۔

اب دیکھیے یہ افترا ہے یا نہین آیہ موصوفہ مین حق تعالی صاف فرماتا ہے کہ ان تین صورتون کے سوا حق تعالی کے کلام کرنے کی کوئی صورت نہین۔

ایک وحی جو دل مین ایک بات پیدا ہو جاتی ہے جیسے اس آیہ شریفہ سے معلوم ہوتا ہے وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ۔

دوسری پردہ کے پیچھے سے جیسے موسی علیہ السلام کے ساتھ کلام ہوا ہر چند موسی علیہ السلام نے اسوقت دیدار کی بہت خواہش کی مگر لن ترانی ہی کا ارشاد ہوتا رہا۔

تیسری بذریعہ فرشتہ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف
نازل ہوا کرتا تھا۔ مرزا صاحب کہتے ہین کہ ان تینون قسمون سے جو خدائے تعالی نے
بیان کئے ہین کسی ایک قسم کا الہام اپنے کو نہین ہوتا اس سے ظاہر ہے کہ اونکو
رحمانی الہام نہین ہوا کرتے۔ بلکہ شیطان اونکو اپنا چہرہ دکہلا کر الہام یعنے باتین
کیا کرتا ہے جیسا کہ ابو محمد خفاف رح کے واقعے سے ابہی معلوم ہوا اور مرزا صاحب
اسکو سچ مچ خدا سمجھ بیٹھے ہین۔ اور یہ قرین قیاس بھی ہے اسلئے کہ اس قسم کا
نورانی چہرہ انہون نے کبھی دیکہا نہ تھا اور نہ ہر شخص کو شیطان اپنا چہرہ دکھلاتا ہے
آخر شیطان کو دیکہنا بھی کوئی معمولی بات نہین اسکے لئے بھی ایک صلاحیت
اور استعداد قابل درکار ہے جو عموماً نہین ہوا کرتی اور پہر اندرونی تائیدین
بھی اونکو محسوس ہوئین غرض ان اسباب وقرائن سے اونکو دہوکا ہوگیا خیر یہ
سب صحیح مگر اونکا یہ کہنا کہ اس قسم کے الہام خدا اون پر کیا کرتا ہے حق تعالے
پر افترائے محض ہے کیونکہ اون کے اس دعوی کی تکذیب خود حق تعالی کے
ارشاد سے ہوگئی اب اوسکی تصدیق کلام الہی کی تکذیب ہے۔ افسوس ہے کہ
مرزا صاحب نے اس کلام الہی کا ذرا بھی خیال نہ کیا قولہ تعالی وَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَے اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ
یعنے اوس سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر افترا کرے یا یہ کہے کہ مجھپر وحی اترتی ہے
حالانکہ اوسپر کوئی وحی نہین اترتی۔ اور حق تعالی فرماتا ہے وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ
عَمَّا یَعْمَلُ الظَّالِمُوْنَ اِنَّمَا یُؤَخِّرُھُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْہِ الْاَبْصَارُ
یعنے خدا ظالمون کے اعمال سے غافل نہین اس تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ اونکو اوس دن

تک کی مہلت دے رہا ہے کہ جب اونکی آنکھین پھٹی کی پھٹی رہجاینگی کافرون
کو حق تعالی نے جابجا قرآن مین ظالم کہا مگر اپنے پر افترا کرنیوالیکی نسبت وَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰی فرمایا جس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی کافر کیسا ہی شقی ہو مفتری
سے شقاوت مین بڑھ نہین سکتا - اب ہم نہایت ٹھنڈے دل سے خیرخواہانہ لکھتے
ہین کہ جب نص قطعی سے اونکا مفتری ہونا اور حدیث بخاری شریف سے بوجہ دعوے
نبوت اونکا دجال وکذاب ہونا ثابت ہوگیا تو دوسرے دعوی اور جمیع الہامات
اونکے خود باطل ہوگئے اس لئے کہ الہام ربانی کے لئے تقدس اور ولایت شرط ہے
مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۰ مین تحریر فرماتے ہین کہ ہمارا دعوی الہام
الہی کی روسے پیدا ہوا اور قرآن کریم کی شہادتون سے چمکا اور احادیث صحیحہ کے
مسلسل تائیدون سے ہر ایک دیکھنے والی آنکھ کو نظر آیا انتہی تقریر بالا سے مرزا صاحب
کے الہامون کا حال معلوم ہوگیا کہ اونمین کوئی الہام الہی نہین اور کلام الہی
کی شہادتون سے ثابت ہوگیا کہ وہ خدائے تعالی پر افترا کرتے ہین اور احادیث
صحیحہ اونکو دجال وکذاب ثابت کر رہے ہین اسلئے اونکا دعوی عیسویت جو الہام
کی روسے پیدا ہوا تھا بالکل باطل ہوگیا اور انہون نے جو الہامون کا قلعہ
بنا رکھا تھا بیت العنکبوت ثابت ہوا اور غبار کی طرح اڑگیا - اس لئے کہ
شیطانی الہام اعتبار کے قابل نہین ہوتا -

وحی چونکہ لازمہ نبوت ہے اسلئے مرزا صاحب کو اپنی ادعائی نبوت
کے لئے وحی کا ثابت کرنا بھی ضرور تھا اسلئے براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۲ مین لکھتے ہین جن
اعلامات الہیہ کا نام ہم وحی رکھے انہی کو علمائے اسلام اپنے عرف مین الہام

بھی کہا کرتے ہین انتہی مقصود یہ کہ ہم نبی ہین اسلئے ہم پر وحی اترتی ہے گو علمائے اسلام اوسکو وحی نہ کہین - مگر تقریر بالا سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب کو الہام الہی بھی نہین ہوسکتا تا بوحی چہ رسد ممکن ہے کہ دوسری قسم کا الہام ہوتا ہو مگر اوسکو وحی نہین کہہ سکتے -

براہین احمدیہ ص۲۳۱ مین تحریر فرماتے ہین کہ خلاصہ کلام یہ ہے کہ الہام یقینی اور قطعی ایک واقعی صداقت ہے جسکا وجود افراد کاملہ محمدیہ مین ثابت ہے انتہی افراد کاملہ کا الہام مرزا صاحب کو کیا نفع دیگا اگر الہام یقینی اور قطعی ہو بھی تو انہی لوگون سے مختص ہوگا جن پر الہام الہی ہوتا ہے یہ نہین ہوسکتا کہ ہر کس و ناکس یہ دعوی کرے کہ مجہپر الہام ہوا کرتا ہے اسلئے وہ قطعی اور یقینی ہے -

ضرورۃ الامام ص۲۳ مین تحریر فرماتے ہین کہ یہ قوت اور انکشاف اسلئے اونکے الہام کو دیا جاتا ہے کہ تا اون کے پاک الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہون اور تا دوسرون پر حجت ہوسکین انتہی بالفرض اگر انکشاف تام ہوتا بھی ہو تو معلوم نہین کہ مرزا صاحب کا انکشاف دوسرون پر کیون حجت ہوگا - اگر کوئی شخص کسی پر دعوی کرے کہ تم نے مجھ سے اتنا قرضہ لیا تھا اور مجھے خوب یاد ہے کہ فلان مقام اور فلان وقت تھا اور مجہپر یہ معاملہ ایسا منکشف ہے کہ گویا مین اسوقت دیکھ رہا ہون کیا اوسکا یہ دعوی انکشاف ثبوت قرضہ کے لئے کافی اور مدعی علیہ پر حجت ہوسکتا ہے مرزا صاحب بھی اسکے قائل نہ ہونگے پہر مرزا صاحب کا دعوی انکشاف اورون پر کیون حجت ہوا ابتک نہ کوئی اس بات کا قائل ہوا نہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کا الہام دوسرے پر حجت ہو ہان یہ اور بات ہے کہ اولیاء اللہ

کا صدق و تدین اور دنیا و مافیہا سے بے تعلقی اور خود غرضیون سے برا ءت
پورے طور پر جب متحقق ہو جاتی ہے اور خوارق عادات بھی اسپر شہادت
دیتے ہین تو معتقدین بطور خود حسن ظن سے اونکے الہامون کو مان لیتے ہین
بشرطیکہ خلاف منصوص شرعیہ نہون۔ یہ کسی ولی نے نہین کہا کہ میرا الہام تمام
مسلمانون پر حجت ہے اور جو نہ مانے وہ کافر ہے۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ جب
قولہ تعالیٰ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ سے تکمیل دین ثابت ہو چکی اور
حجت قایم ہو گئی تو پھر نئی حجت سے کیا غرض۔ اعتقاد اور عمل کے لئے کامل شدہ
دین ہر مسلمان کے لئے کافی ہے اور جو بات اوس سے زائد اور خارج ہو وہ خود
فضول اور الحاد ہے جسکا نہ ماننا ضرور ہے۔

مرزا صاحب ضرورۃ الامام صہ۱۸ مین سچے الہامون کی دس علامتین
لکھی ہین جنکا ماحصل یہ ہے کہ وہ اس حالت مین ہوتا ہے کہ انسان کا دل گداز
ہو کر خدا کی طرف بہتا ہے۔ اوسکے ساتھ لذت و سرور ہوتا ہے۔ اوسمین شوکت
و بلندی ہوتی ہے۔ وہ خدا کی طاقتون کا اثر اپنے مین رکھتا ہے۔ انسان کو
نیک بناتا ہے۔ اوسپر تمام اندرونی قوتین گواہ ہو جاتی ہین۔ وہ ایک آواز پر
ختم نہین ہوتا۔ اوس سے انسان بزدل نہین ہوتا۔ علوم و معارف جاننے کا ذریعہ
ہوتا ہے۔ اوسکے ساتھ بہت برکتین ہوتی ہین انتہی ملخصاً بمفحواے ثبت العرش
ثم انقش مرزا صاحب کو ضرور تھا کہ پہلے اسکا ثبوت دیتے کہ اونکو الہام الٰہی
بھی ہوا کرتے ہین۔

براہین احمدیہ صہ۲۵۴ مین فرماتے ہین کہ پیشگوئیون سے مقصود بالذات اخبار

غیبیہ نہین ہوتین بلکہ مقصود بالذات یہ ہوتا ہے کہ تا یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوجاے

کہ وہ شخص مؤید من اللہ ہے اونین صرف یہی علامت نہین کہ وہ پوشیدہ چیزین

بتلاتی ہین یا اونکا حال نجومیون اور کاہنون وغیرہ کے حال سے مشتبہ ہوجاے

اور ما بہ الامتیاز باقی نرہے بلکہ اونکے شامل حال ایک عظیم الشان نور رہتا ہے

جسکے مشاہدہ کے سبب سے طالب صادق بدیہی طور پر اونکو شناخت کرسکتا ہے انتھے

اس سے معلوم ہوا کہ پیشگوئیان الہام کے ساتھ مختص نہین بلکہ کاہنون وغیرہ کے

ساتھ مشتبہ بنانیوالی ہین۔ اب رہا ایک عظیم الشان نور سو اوسکے مشاہدہ کیلئے

طالب صادق شرط ہے جسکو نظر نہ آئیگا وہ صادقون سے نکال دیا جاے گا۔

مگر مشکل یہ ہے کہ ظلمانی نور بھی ظاہرا نور ہی ہوتا ہے جسکی شناخت ہر کسیکا کام نہین

خفاف رح جیسے شخص دہوکا کہا گئے تھے۔ اور حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

کا حال مشہور ہے کہ ایام سلوک مین ایک ایسا نور آپ پر ظاہر ہوا کہ شب دیجور مین

آفاق کو منور کردیا مگر آپ نے قرائن سے پہچان لیا کہ شیطانی نور ہے چنانچہ

لاحول پڑہتے ہی وہ ظلمت سے مبدل ہوگیا۔ اگر ایسا عظیم الشان نور کسی کے

شامل حال ہو تو بیچارے طالب صادق کو بھی سوا‎ے گمراہی کے کیا حاصل ہوسکتا

ہے۔ مسیلمہ کذاب پر لاکھ سے زیادہ آدمیون نے ایمان لایا تھا جیسا کہ ازالۃ الاوہام ص ۲۸۳

مین لکھتے ہین سب کا یہی دعوی تھا کہ نور ہدایت درخشان ہے کوئی دیکھنے والا

طالب صادق چاہیئے۔ جتنے مدعیان نبوت تھے سب کا یہی دعوی تھا کہ بے ایمان

لوگ اس نور کو دیکھ نہین سکتے۔ اب مرزا صاحب کا یہ دعوی کہ ایک عظیم الشان

نور اونکے شامل حال ہے جسکو اونکا غیر معتقد دیکھ نہین سکتا کیونکر تسلیم کیا جاے

مرزا صاحب کی ادعائین اس قسم کے اور بہت ہین چونکہ وہ اس سے فوائد حاصل کر رہے
ہین اسلیئے انھون نے بہت سے رسالہ لکھ ڈالے اور برابر لکھتے اور لکھواتے رہتے ہین
اور ہر وقت ایک نہ ایک نئی ایجاد ہوتی رہتی ہے کہان تک کوئی اونکا تعقب
کرے۔ ہم پر اسقدر واجب تھا کہ مسلمانون کو اونکی کارروائیون سے مطلع کردین
سو بحمد اللہ بطور مشتے نمونہ از خروارے اہل اسلام کے روبرو پیش کردی گئین اگر
طالبین حق اسی پر غور اور بکرات و مرات اسکو ملاحظہ فرماوین تو امید قوی ہے
کہ مرزا صاحب کا حال اون پر بخوبی منکشف اور ذہن نشین ہو جائیگا۔

اب ہم اونکی چند پیشگوئیان بیان کرتے ہین اوسمین غور کرنے سے مرزا صاحب
کی ذکاوت اور عقل کا حال معلوم ہوگا۔

مرزا صاحب نے مسٹر عبداللہ اتھم پادری کے ساتھ مباحثہ کرکے
فیصلہ اس بات پر قرار دیا کہ پندرہ مہینے مین اگر وہ نہ مرجاوے تو مرزا صاحب ہر سزا
کے مستحق ہونگے۔ چنانچہ اونکی تقریر یہ ہے کہ آج رات جو مجھپر کھلا ہے وہ یہ ہے۔
کہ جبکہ مین نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی مین دعا کی کہ تو اس امر مین فیصلہ کر اور
ہم عاجز بندے ہین تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہین کرسکتے تو اوس نے مجھے یہ نشان بشارت
کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث مین دونون فریقون مین سے جو فریق عمداً جھوٹ کو
اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنون مباحثہ کے لحاظ
سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنے پندرہ ماہ تک ہاویہ مین گرایا جائیگا اور اوسکو
سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے
اور سچے خدا کو مانتا ہے اوسکی اوس سے عزت ظاہر ہوگی اور اوسوقت جب

پیشگوئی ظہور مین آگئی بعض اندہے سوجاکہی کئے جاوین گے اور بعض لنگڑے چلنے لگین گے اور بعض بہرے سننے لگین گے (جنگ مقدس ص ۱۸۸) اوراسی کے ذیل مین یہ بھی تحریر فرماتے ہین مین حیران تھا کہ اس بحث مین کیون مجھے آنیکا اتفاق پڑا معمولی بحثین تو اور لوگ بھی کرلیتے ہین اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا مین اسوقت اقرار کرتا ہون کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے یعنے وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ مین آجکی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ مین نہ پڑے۔ تو مین ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہون مجھکو ذلیل کیا جاوے روسیاہ کیا جاوے میرے گلے مین رسا ڈال دیا جاوے مجھ کو پھانسی دیا جاوے ہر ایک بات کے لئے تیار ہون اور مین اللہ جلشانہ کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ وہ ضرور ایسا ہی کریگا ضرور کریگا ضرور کریگا زمین آسمان ٹل جائین پر اسکی باتین نہ ٹلینگی (جنگ مقدس) انتہی۔

ماحصل اسکا ظاہر ہے کہ اگر فریق مقابل یعنے عبداللہ آتہم پندرہ مہینے کے اندر رجوع الی الحق نہ کریگا یعنے ہم خیال مرزا صاحب کا یا مسلمان نہوگا تو مرجاویگا اور جہنم مین ڈالا جائیگا۔ اور اگر ایسا نہو تو مرزا صاحب کا منہ کالا کیا جائے اور گلے مین رسا ڈالا جائے اور جو جی چاہے سزائین دیجائین۔

مرزا صاحب کو اس پیشین گوئی پر جرات اسوجہ سے ہوئی کہ انہون نے دیکھا کہ مسٹر آتہم صاحب ایک بوڑہے شخص ہین پندرہ مہینے کی وسیع مدت مین خود ہی مرجائین گے اور اسپر انکو خوف دلانے کی غرض سے قسمین کہا کر کہا کہ خدا کی طرف سے مجھے اطمینان دلایا گیا ہے اور اس اطمینان کو اس پیرایہ مین ظاہر کیا کہ اگر خلاف

ہو تو اپنے کو وہ سزائین دیجائین جو کوئی غیرت دار آدمی انکو قبول نہین کر سکتا۔
جب ایسا معمر مسن شخص ایسی سزائین اپنے واسطے مقرر کرے تو نخواہ مخواہ آدمی کو
ایک قسم کا خیال پیدا ہو ہی جاتا ہے اور بڑہتے بڑہتے قوت واہمہ ایسی حرکات
پر مجبور کرتی ہے جو بالکل خلاف عقل ہون۔ اسکا انکار نہین ہوسکتا کہ قوت واہمہ
عقل پر غالب ہوا کرتی ہے جسکی تصریح حکمانے بھی کی ہے اور تجربے اور مشاہدات
بھی اسپر گواہ ہین۔ اتہم صاحب اول تو بیچارے ضعیف جنکی طبیعت پیرانہ سری
کی وجہ سے متحمل نہین اوسپر عیسائی جنکے مذہب مین یہ مسلم ہو چکا ہے کہ خدا سے
ایک آدمی رات بھر کشتی لڑتا رہا اور صبح تک ایک دوسرے کو گراتے رہے
اور خدا سے سوائے اسکے کچھ نہ ہوسکا کہ صبح کے قریب کہا ارے اب تو پیچھا چھوڑ صبح
ہوگئی جنکے خدا پر ایک آدمی کا ایسا اثر ہو تو انکی طبیعت پر پر زور تقریر کا اثر ہونا
کونسی بڑی بات ہے۔ غرض مرزا صاحب نے علاوہ پیرانہ سری کے بالائی تدابیر
موت مین بھی کمی نہ کی اور اس مدت مین کئی دورہ ہیضہ کے بھی ہوے اور علاوہ
کبر سنی کے ضعف اور نقص صحت بھی تھا جیسا کہ عصائے موسی مین لکھا ہے باوجود
اسکے کہ وہ نہ مرزا صاحب کے ہم خیال ہوے نہ مرے اور پندرہ مہینے پورے گذر گئے
اب لوگ اس انتظار مین ہین کہ مرزا صاحب ایفائے وعدہ فرماوینگے اور کچھ اجازت
دینگے مگر وہان معاملہ ہی دگرگون ہوگیا بجائے اجازت کے وہ گالیان دینے لگے
چنانچہ تحریر فرماتے ہین انہون نے پشاور سے لیکر الہ آباد اور بمبئی اور کلکتہ اور دور
دور کے شہرون تک نہایت خوشی سے ناچنا شروع کیا اور دین اسلام پر ٹھٹھے کئے
اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور اخبار والے انکے ساتھ خوش خوش ہاتھ مین ہاتھ

ملائے ہوئے تھے انتہی۔ سراج منیر ص ۴۷ اور فرماتے ہین اے بے ایمانو نیم عیسائیو دجال کے ہمراہیو اسلام کے دشمنو پیشین گوئی مین جو مندرج ہے کہ انقضائے مدت پر مرزا صاحب کی عزت ہوگی اگر حسب پیشین گوئی یہی عزت تھی تو بیچارے مولوی کیون یہودی وغیرہ بنائے جارہے ہین۔ ختم مدت پر جو عزت وقوع مین آئی وہ تو یہی ہے جسپر مرزا صاحب برافروختہ ہین اگر اس الہام کے رحمانی ہونے پر انکو وثوق ہوتا تو اس الہام مین عزت کا جو ذکر ہے اوس سے مراد وہی عزت سمجھتے جو وقوع مین آگئی جسکی مولوی لوگ تکمیل کر رہے ہین اس سے معلوم ہوا کہ انکے نزدیک بھی وہ الہام رحمانی تھا اسکے سوا مرزا صاحب ناحق مسلمانون پر خفا ہین انہون نے تو مسٹر آتھم کے معاملہ مین پہلے ہی اپنے کشف وفراست سے دریافت کرکے اطلاع دیدی تھی کہ وہ پندرہ مہینے کے اندر ہرگز نہ مریگا چنانچہ عصائے موسی ص ۴۲ مین لکھا ہے کہ اندہے حافظ صاحب نے پہلے ہی خبر دیدی تھی کہ آتھم پندرہ مہینے مین ہرگز نہ مریگا انتہی اور یہ بات مرزا صاحب پر بھی پوشیدہ نہین رہی اسلئے کہ انہون نے بذریعہ اشتہار اس مضمون کو شائع کردیا تھا تاکہ مرزا صاحب کو اس عذر کا موقع نہ ملے کہ ہمین کسی مسلمان صاحب کشف نے اطلاع نہین کی کہ وہ نہ مریگا اور مریدین ــ بھی خبردار ہوکر انکو صلاح خیر دی کہ جب ایک مسلمان حافظ متقی اس شد ومد سے بطور تحدی اعلان دیرہاہے تو اسکو مان لینا چاہئے۔ حافظ صاحب موصوف فی الواقع مقدس شخص ہین انکا تقدس اس سے ظاہر ہے کہ عصائے موسی ص ۴۲ مین لکھتے ہین کہ وہ پہلے عیسائی تھے خواب مین کوئی بات ایسی انکو معلوم کرائی گئی کہ وہ عیسویت سے توبہ کرکے مسلمان ہوگئے ایسے شخص کو واقعی الہام ہونا کوئی تعجب کی بات نہین اگر مرزا صاحب انکے

سچے الہام سے متنبہ ہو کر کسی حیلہ سے اپنا دعوی واپس لیتے تو نہ نصاری کو کامیابی ہوتی
نہ مرزا صاحب کی تضحیک نہ اسلام پر ٹھٹھے کئے جاتے۔ یہ موقع حافظ صاحب سے
ممنون ہونے کا تھا بجاے ممنونی کے انکو گالیان دیگئین چنانچہ عصاے موسی صہ ۴۲ مین
لکھا ہے کہ مرزا صاحب کے مریدون نے حافظ صاحب کو سختی سے مفتری کذاب
وغیرہ وغیرہ کہا انتہی۔
اسکے سوا اور مسلمانون نے بھی اس باب مین بہت کچھ گفت وشنود کی
مگر مرزا صاحب اپنے دعوی سے ایک قدم پیچھے نہ ہٹے چنانچہ اسی عصاے موسی صہ ۴۲
مین لکھا ہے کہ عبد اللہ آتھم والے الہام مین مرزا صاحب کا خیال وفہم ایک ہی
پہلو یعنے اسکی موت کی طرف ہی رہا چنانچہ فیروز پور مین حافظ محمد یوسف صاحب کے
برادرون کے استفسار پر آپنے بھی فرمایا کہ اس مین کوئی تاویل نہوگی ضرور یہی ہوگا انتہی
غرض مرزا صاحب مسلمانون کی جو شکایت کرتے ہین اس موقع مین بے محل ہے
کیونکہ انہون نے تو پوری خیر خواہی کی تھی چاہیے تھا کہ خود کردہ را چہ علاج کہکر
خاموش ہو جاتے البتہ خلاف شان اشعار اور اشتہارات وغیرہ مرزا صاحب
کی شکایت مین چھپوائے گئے تھے اور انکی ناکامی پر تضحیک بھی کی گئی جیسا کہ ان
اشعار مطبوعہ سے معلوم ہوتا ہے جو رسالہ الہامات مرزا مین پ سے لکھتے ہین کسی قدر
اسمین زیادتی معلوم ہوتی ہے اونمین سے چند اشعار یہ ہین۔ **صائب**

بنمائی بصاحب نظرے گوہر خود را		عیسی نتوان گشت بتصدیق خرے چند
ارے وہ خود غرض خود کام مرزا ہوا بحث نصارے مین بآخر		ارے منحوس دنافرجام مرزا مسیحائی کا یہ انجام مرزا

مہینے پندرہا بڑ چیڑ سے گے گذر سے
ہے اتہم زندہ اسے ظلام مرزا
مسلمانون سے تجہکو واسطہ کیا
پڑا کہلا نبی نام مرزا

غضب تھی تجہپہ ستمگر چہٹی ستمبر کی
ہے کادیانی نبی جہوٹا مرا نہین اتہم
مسیح ومہدی کادب نے منہ کی کہائی جناب
ندیکہی تونے نکلکر چہٹی ستمبر کی
یہ گونج اٹھا امرسر چہٹی ستمبر کی
یہ کہتی پہرتی ہے گہر گہر چہٹی ستمبر کی

اب دام مکر اور کسی جا بچہائیے
بس ہو چکی نماز مصلی اٹہائیے

اس قسم کے اشعار ناشایستہ بکثرت شایع کئے گئے مگر یہ کوئی چندان برہم ہونیکے قابل بات نہ تھی اگر مرزا صاحب غور فرماتے اور تھوڑی دیر کیلئے حالت غضب سے علیحدہ ہوکر انصاف سے دیکہتے تو یہی اشعار پیرایہ حسن وصداقت مین دکہائی دیتے مگر افسوس ہے کہ غصہ نے جو ایک قوی شیطانی اثر ہے انکی آنکہون کے سامنے پردہ ڈالدیا تھا۔

بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے یہ مباحثہ جو پادریون کے ساتھ کیا اسوقت سے انکے ذہنون مین یہ بات جما دی کہ یہ مقابلہ اسلام اور عیسویت کا ہے اور یہی آخری فیصلہ ہے جسکی خبر حق تعالی نے بذریعہ الہام دی ہے کہ بحث کا خاتمہ اور اسلام کا غلبہ اس پیشین گوئی پر ہوجائیگا پہر مرزا صاحب اس پیشین گوئی کے جہوٹ ہونے پر بھی یہی کہتے رہے کہ دیکہو اسلام کی فتح ہوگئی جسپر ایک عالم مین بحسب تصریح مرزا صاحب تضحیک ہو رہی ہے۔ اگرچہ مرزا صاحب اسمین بہت کچھ زور لگا کر تاویلین کر رہے ہیں مگر وہ اس سے زیادہ بدنما ہین۔ اس موقع مین مسلمانون کو ضرور تھا کہ مرزا صاحب سے تبری کرین اور پادریون پر

یہ بات منکشف کرا دین کہ ہمین انسے کوئی تعلق نہین دعوی نبوت وغیرہ کرکے وہ پہلے ہی سے دائرہ اسلام سے خارج ہوچکے ہین انکا ہار دینا اسلام اور مسلمانون پر کوئی اثر ڈال نہین سکتا اور انکے مقابلہ مین ایک الہام حافظ صاحب کا شائع کرکے دکھلا دیا کہ اسلامی سچے الہام ایسے ہوا کرتے ہین کہ انمین باتین بنانے کی ضرورت ہی نہین ہوتی صرف مقصود کی ایک بات کہ مسٹر اتھم پندرہ مہینے کے اندر ہرگز نہ مریگا نہ اسمین کوئی الہام ہے نہ تاویل غرض اس تبری سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ اصل اسلام پر اس مباحثہ اور الہام کا کوئی اثر نہین پڑسکتا مرزا صاحب کو بھی آخر اسلام کا دعوی ہے اسلام کو اس الزام سے بری کرنیکے لئے اگر الہام کی بدعنوانی کو اپنی طرف منسوب کرلیتے تو کس قدر قابل تحسین ہوتے ورنہ مسلمانون کی تبری ہی کو غنیمت سمجھ لیتے جس سے اسلام تو اس کارروائی سے بری رہتا اور دراصل سچ بھی یہی ہے کہ مسلمانون کو اس مباحثہ مین دخل ہی کیا وہ تو تماشا دیکھ رہے تھے کہ پرانی مسیحائی مغلوب ہوتی ہے یا نئی جو مغلوب ہو انکے لئے احدی الحسنین حاصل ہے اب دیکھئے کہ مرزا صاحب جو تحریر فرماتے ہین کہ ہشیارپور وغیرہ کے مسلمانون نے اس ناکامی سے دین اسلام پر ٹھٹھے کئے کیسی بے موقع بات ہے انہون نے تو نئی عیسویت پر ٹھٹھے کئے تھے کہ اس نوجوان عیسویت پر سال خوردہ انیس سو برس کی عمر والی عیسویت غالب ہوگئی اگر بالفرض مرزا صاحب اس پیشین گوئی مین صادق ٹھہرتے تو اسکا برا اثر پہلے مسلمانون پر ڈالا جاتا ان کو گالیان دیدیکر اپنی عیسویت کی تصدیق پر مجبور کرتے اور بہت سے بھولے بھالے مسلمان غالباً مائل بھی ہوجاتے۔

مرزا صاحب نے اس مباحثہ مین جو الہامی طریقہ اختیار کر کے حیلون سے
کام لیا اور اوسکو عقلی معجزہ بنانا چاہا اس سے الہامون کی سخت بے اعتباری ہو گئی
اور طرفہ یہ ہے کہ اسی پر فخر فرماتے ہین کہ مجھے اللہ کی طرف سے وہ نشانی دیگئی ہے
اس سے تو وہی معمولی بحثین اچھی تھین جنکی نسبت حقارت کی طور پر فرماتے ہین
وہ تو اور لوگ بھی کر لیتے ہین اسلئے کہ ان بحثون مین اسکات خصم تو ہو جاتا ہے
کیونکہ صدہا کتابین پادریون کے رد مین موجود ہین وہی طے شدہ مباحث پیش
کردیجائین تو کافی ہین اگر الہامی طریقہ اختیار کیا گیا تھا تو اسمین داؤپیچ سخت معیوب
اور شان الہی کے منافی ہین وہ تو ایسا زبردست طریقہ ہوتا ہے کہ انسانی قدرت
اور عقلی ادراک اس سے عاجز ہوتے ہین دیکھئے جب کفار نے قرآن کے کلام الہی
ہونے مین کلام کیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باعلام الہی صاف و صریح الفاظ
مین فرما دیا کہ تم سبھی عرب کے فصحا ہو سب اکھٹے ہو کر ایک چھوٹی سی سورت اسکے
مثل بنا لاؤ اور ہم دعوی سے کہتے ہین کہ تم ہرگز نہ بنا سکو گے جیسا کہ ارشاد ہے
قولہ تعالی قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وقولہ تعالی فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ
باوجودیکہ اس زمانہ مین فصاحت و بلاغت کے بڑے بڑے دعوی والے موجود تھے
مگر سب ملکر بھی ایک چھوٹی سی سورت بھی نہ بنا سکے اور عار شرمندگی کو قبول کر لیا
اسیطرح یہود نے جب مقابلہ کیا تو انسے کہا گیا کہ اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو
اور ہرگز نہ کر سکو گے ظاہر ہے کہ مقابلہ کے وقت تمنا کر لینا کوئی بڑی بات نتھی مگر
خدا تعالی کو منظور تھا کہ وہ مغلوب ہون اسلئے کسی یہودی سے نہ ہو سکا کہ پیش ہو کر

تمنائے موت کرے کما قال تعالی فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولن یتمنوہ
ابدًا پہر نصاری کے مقابلہ میں بہی ایسا ہی ہوا کہ مباہلہ مین سب ہار گئے جسکا حال انشاء
انشاء اللہ تعالی معلوم ہوگا اب دیکہئے کہ عرب مین بڑے درجہ یہی تین تھے ان کا
مقابلہ جو باعلام الہی خاص طریقہ پر کیا گیا وہ کیسا کہلے الفاظوں مین تھا اسمین
کوئی شرط تھی نہ تاویل نہ کسی کو یہ کہنے کی گنجایش کہ الفاظ کچھ ہین اور مطلب کچھ
لیا جاتا ہے اگر مرزا صاحب کے الہام مین منجانب اللہ ہونیکا ذرا بھی شائبہ ہوتا
تو کہلے الفاظ مین مسٹر اتہم سے کہدیتے کہ تو اگر میری تصدیق نہ کریگا تو مارا مارا
پہریگا اور وہ ضرور مارا مارا پہرتا جس سے دیکہنے والون کو قیل و قال کا موقع نہ ملتا
کیا الہام ایسے ہوا کرتے ہین جنہین اقسام کے حیلے اور باتین بنانے کی ضرورت ہو
اور جب انہین کلام کیا جائے تو گالیان دینے کو مستعد چنانچہ لکھتے ہین اسکا جواب
یہ ہے اے بے ایمانو نیم عیسائیو دجال کے ہمراہیو اسلام کے دشمنو کیا پیش گوئی
کے دو پہلو نہین تھے پہر کیا اتہم صاحب نے دوسرا پہلو رجوع الی الحق کے احتمال کو
اپنے افعال واقوال سے آپ قوی نہین کردیا وہ نہین ڈرتے رہے الخ ۔
مرزا صاحب پر اتہم صاحب کا جو غلبہ ہوا تھا اس موقع مین اگر اوسکی مکافات
گالیون سے کیجاتی اور دل کہول کے اتہم صاحب کو گالیان دیتے تو ایک مناسبت
کی بات تھی مگر مرزا صاحب نے اونکو چھوڑ کر تماشہ بینون کے پیچھے پڑ گئے اور لگے
گالیان دینے اگرچہ یہ مشہور ہے کہ کہسیانی بلی کھمبا نوچے مگر عقلا کی شان سے یہ بعید ہے ۔
اگر مغلوب کو یہ حق دیا جائے کہ تماشہ بینون کو گالیان دیکر اپنا دل ٹھنڈا کرے تو
ایسے موقعون مین داد دینے والا کوئی نہ ملیگا جو ابتدائی مقابلہ مین طرفین کو مطلوب ہوتا ہے

اب مرزا صاحب کی اس کارروائی کو دیکھیے کہ عقل سے انھون نے کس قدر
کام لیا اول تو ایک بوڑہے شخص ضعیف القوی کو تجویز کیا اسپر ایک مدت وسیع
پندرہ مہینے کی پہر تسمین کہا کر وہ دہمکیان موت کی دیگئین کہ قوی اور تندرست
آدمی بھی مارے فکر کے بیمار اور قوت واہمہ کا شکار ہوجائے۔ پہر جب وہ دل
بھلانے کی غرض سے اور اس بدگمانی سے کہ کہین خفیہ طور پر موت کی کارروائی نہو
بھاگا بھاگا پہرا تو اسی کا نام رجوع الی الحق رکھدیا جو الہام مین شرط بتائی گئی اگر
مرزا صاحب سے بھاگنے ہی کا نام رجوع الی الحق ہے تو پہر مرزا صاحب اپنے سے
بھاگنے والون کو کافر اور مائلون کو مومن کیون فرماتے ہین اس لحاظ سے تو معاملہ
بالعکس ہونا چاہیے جیسا کہ اس آیۂ شریف سے معلوم ہوتا ہے وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ
وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى غرض اس سے ظاہر ہے کہ
عبارت الہامی مین یہ قصداً پیش نظر رکہا گیا تھا کہ جب خواہ مخواہ ان تدابیر سے
وہ گھر چھوڑ دیگا تو اسوقت یہ شرط کام دیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بجائے اس کے
کہ آسمانی الہام سے فیصلہ قطعی اور واضح ہوتا اس شرط نے معاملہ کو ایسا پیچیدہ
بنادیا کہ کامیابی کی امید ہی نہین اور جو معنی کے مرزا صاحب بیان کررہے ہین
کوئی سمجھ نہین سکتا۔

اگر بقول مرزا صاحب اس الہام کو آسمانی الہام فرض کرین تو اس سے بھی
مرزا صاحب کی فضیلت اور حقانیت ثابت نہین ہوسکتی چنانچہ اسکی عبارتون
سے ظاہر ہے۔

قولہ فی الالہام جو فریق جھوٹ کو اختیار کررہا ہے پندرہ مہینے مین ہاویہ مین

گرایا جائے گا اور اسکو سخت ذلت پہنچے گی مرزا صاحب ہاویہ کے معنی دوزخ کے
نہین لیتے بلکہ فرماتے ہین کہ مراد اس سے پریشانی ہے جس مین مسٹر اتھم مبتلا ہوا۔
اگرچہ اتھم کی پریشانی اسکے سفر کرنے سے ظاہر ہوتی ہے مگر مرزا صاحب کی
پریشانی باطن بھی کم نتھی اسلیئے کہ انکو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ اگر یہ پیشین گوئی صحیح نہ نکلے
تو عمر بھر کا بنا بنایا معاملہ بگڑ جاتا ہے اور ذلت کی تو انتہا نہین کیونکہ خود ہی کا
اقرار ہے کہ منہ کالا کیا جاے وغیرہ وغیرہ اور ظاہر ہے کہ غیور طبیعتون کو جان سے
زیادہ عزت ریزی کا خوف ہوتا ہے خصوصًا ایسے موقع مین کہ ایک طرف تمام
پادری نظر لگائے ہوے ہین اور ایک طرف تمام ہندوستان کے مسلمان ہمہ تن
چشم و گوش ہین کہ دیکھئے اس پیشین گوئی کا کیا حشر ہوتا ہے پھر خوف صرف
ذلت ہی کا نہین بلکہ جان کا بھی خوف اسی الہام کے ایک گوشہ مین دکھائی
دیرہا ہے کیونکہ پھانسی کا دستاویز اقراری خصم کے ہاتھ مین موجود ہے ہرچند مرزا صاحب
اس موقع مین اپنا اطمینان بیان کرین مگر جب ہم دیکھتے ہین کہ پیشین گوئی کا وجود
نہین ہوا تو پھر سے اسکے الہام ہونے مین شک پڑ گیا اور بغیر الہام کے آدمی
کو ایسے موقعون مین اطمینانی حالت نصیب نہین ہوسکتی رہا جھگڑا شرط کا سو اگر
اوس سے توقع کامیابی کی رکھی بھی جاوے تو ایک ضعیف احتمال ہے جسپر وثوق
نہین ہوسکتا اور یہ بات ظاہر ہے کہ جہان احتمال ضرر جانی اور بے عزتی ہو تو فکر
غالب ہوجایا کرتی ہے چہ جائیکہ احتمال ضرر ہی غالب ہو غرض ان تمام قرائن
سے عقل گواہی دیتی ہے کہ جس مدت مین اتھم صاحب پریشان رہے مرزا صاحب نے
بھی بمقتضاے الحرب سجال کے پریشانی باطنی مین کم نتھے اور لفظ ہاویہ دونون پر منطبق ہے

قولہ فی الالہام اور اسکو سخت ذلت پہونچے گی اسکا ظہور مرزا صاحب ہی کی تحریر سے ہو گیا اور یہ فقرہ تو خاص مرزا صاحب سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ فریق مقابل اپنے کو کامیاب سمجھ رہا ہے اور خوش ہے اور مرزا صاحب کو گالیان دینے کی ضرورت ہوئی جو دلیل مغلوبیت ہے یہ کوئی نئی بات نہین عقلی معجزات کبھی الٹ بھی جاتے ہین چنانچہ مسیلمہ کذاب کے معجزون مین یہ بات ثابت ہے کہ اوس نے کسی کی آنکھ مین آشوب دفع ہونے کی غرض سے آب دہن لگا یا اوسکا اثر یہ ہوا کہ وہ شخص اندھا ہی ہو گیا اسکے سوا اور بھی نظائر ہین کہ عقلی معجزات کا اثر منعکس ہو جاتا ہی

قولہ فی الالہام جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اوسکی اوس سے عزت ہو گی۔ اگرچہ مرزا صاحب اسوقت توحید کی جانب ہین مگر چونکہ مقصود اس سے صرف اپنی عیسویت کا اثبات ہے اس جہت سے باطل وسیر محیط اور شامل ہو گیا جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خوارج کے استدلال کے جواب مین فرمایا تھا کہ کلمۃ حق ارید بہا الباطل پھر جب شاہدہ سے ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب کی کمال درجہ کی ذلت ہوئی جسکا اظہار خود فرماتے ہین تو بحسب قیاس استثنائے اونکا سچ پر ہونا بھی باطل ہو گیا کیونکہ اگر سچ پر ہوتے تو اس الہام کے مطابق عزت ہوتی ادنے تامل سے ناظرین پر منکشف ہو گا کہ مرزا صاحب کا حق پر نہونا انہین کے الہام سے ثابت ہے۔

قولہ فی الالہام اور اوسوقت جب پیشین گوئی ظہور مین آئیگی بعض اندہے سوجاکھے کئے جائینگے اور بعض لنگڑے چلنے لگین گے۔ اور بعض بہرے سننے لگین گے پیشین گوئی کا صدق وکذب پندرہ مہینے کے گذرنے پر منحصر تھا اور مشاہدہ سے اور ہزارون بلکہ لاکھون

گواہیون سے اوسکا کذب ظاہر ہوگیا اس ظہور پیشین گوئی کے وقت بیشک بعض اندہے جن پر پورا حال مرزا صاحب کا منکشف نہین ہوا تھا اور اونکی طرف کہسکتے جارہے تھے ضرور سوجاکہی ہوگئے اورحق کی راہ چلنے اورحق باتین سننے لگے کیونکہ حق پسند طبیعتون کا خاصہ ہے کہ جب ایسی کہلی نشانی دیکھ لیتے ہین تو حق کی جانب حرکت کرتے ہین۔ چنانچہ الہام اتہم کے صفحہ ۱۲ مین خود تحریر فرماتے ہین کہ اس پیشین گوئی کی وجہ سے بعض مرید برگشتہ ہوگئے یعنے اندہے سوجاکہی ہوگئے۔

قولہ فی الالہام اگر یہ پیشین گوئی جھوٹ نکلے تو مین ہر ایک سزا کے لئے تیار ہون اور مین اللہ جلشانہ کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ وہ ضرور ایسا ہی کریگا ظاہر ہے کہ اللہ جلشانہ نے ایساہی کیا کہ پیشین گوئی جھوٹ نکلی۔ عجیب خدائے تعالی کی قدرت ہے کہ یہ الہام کس غرض سے بنایا گیا تھا اور انجام کس حسن وخوبی کے ساتھ ہوا۔

اب مرزا صاحب کی توجیہات سنئے جو اس الہام سے متعلق ہین۔ رسالہ الہامات مرزا مولفہ مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب مین ضیاء الحق اور انوار الاسلام وغیرہ تحریرات مرزا صاحب سے اونکے یہ اقوال منقول ہین کہ جو اتہم نے اپنی خوف زدہ ہونے کی حالت سے بڑی صفائی سے یہ ثبوت دیدیا ہے کہ وہ ضرور ان ایام مین پیشین گوئی کی عظمت سے ڈرتا رہا۔ ایک سخت غم نے اسکو گہیر لیا وہ بہاگا پہرا اسلئے درحقیقت وہ ہاویہ مین رہا۔ مسلسل گہبراہٹون کا سلسلہ اسکے دامنگیر ہوگیا تھا۔ اور اوسکے دل پر وہ رنج وغم وبدحواسی دار دہوئی جسکو آگ کے عذاب سے کم نہین کہ سکتے یہی اصل ہاویہ تھا۔ اور وہ درد اور دکھ کے ہاویہ مین ضرور گرا۔ اور ہاویہ مین گرنے کا لفظ اوسپر صادق آگیا۔ اوسکی یہ مثال ہوئی قیامت دیدہ ام پیش از قیامت

اوسپر وہ غم کے پہاڑ ٹوٹے جو اوس نے تمام زندگی مین اونکی نظیر نہین دیکھی تھی ۔ پس کیا یہ سچ نہین کہ وہ ان تمام دنون مین درحقیقت ہاویہ مین رہا ۔

مرزا صاحب کا وہ الہام تھا تو یہ کشف ہے کہ اوسکے دل کی حالت اور عمر بھر کے واقعات بیان فرمارہے ہین جن سے اوسکو سراسر انکار رہے اصل بات اتنی تھی کہ اتھم صاحب نے دیکھا کہ اپنی موت پر مرزا صاحب کی کامیابی منحصر ہے ممکن بلکہ اغلب ہے کہ مرزا صاحب کے جان نثار مریدون کی فوج اپنے پیر و مرشد کی کامیابی کی غرض سے اس مہم کے سر کرنے مین سعی کرے گی اسلئے بمشورہ حزم واحتیاط انہون نے ایک جگہ کی اقامت کو اس مدت معینہ مین مناسب نہ سمجھا اور بطور تفریح جیسے مرفہ الحال لوگون کی عادت ہوتی ہے سیاحت اختیار کی جسکی بدولت نئے نئے شہر دیکھے دعوتین کہائین سیر و شکار کئے جس سے السفر وسیلۃ الظفر کے معنی بھی صادق آگئے ۔ مرزا صاحب نے سفر کا نام دیکھ لیا اور شاعرانہ خیال سے صورت سقر قرار دیکر اوسکو سچ مچ کا ہاویہ ہی ٹھیرا دیا اور یہ خیال نہین کیا کہ امرا و سلاطین لکھو کہا روپیہ دیکر یہ دولت حاصل کرتے ہین خصوصاً گورنمنٹ کے معززین اور پادریون کے حق مین تو ہندوستان کا سفر گلگشت جنان سے کم نہین چنانچہ ازالۃ الاوہام مین خود تحریر فرماتے ہین کہ یہ لوگ ایک قسم کا جنت اپنے ساتھ لئے پھرتے ہین انتہی پھر اونکو دنیا مین ہاویہ سے کیا تعلق غرض مرزا صاحب نے جسکو ہاویہ قرار دیا تھا وہ جنت ثابت ہوتی ہے ۔

مرزا صاحب نے اس الہام مین ہاویہ کا لفظ اسواسطے تجویز کیا تھا کہ قرآن شریف مین یہ لفظ وارد ہے اور اس کے معنی دوزخ کے ہین کما قال تعالی

فَاُمُّہٗ ھَاوِیَۃٌ وَمَا اَدْرَاكَ مَاھِیَۃٌ نَارٌ حَامِیَۃٌ اس سے غرض یہ کہ دعوی کی شان وشوکت اور الہام کا کروفر اوس سے نمایان ہو کہ جو لفظ قرآن مین ایک سخت وعید مین استعمال کیا گیا وہی لفظ اس ہندی الہام مین ذکر فرمایا مگر افسوس ہے کہ وہ صرف لفظ ہی لفظ تھا۔ اگرچہ پندرہ مہینے تک بجائے خود رکہا مگر اوسکے بعد کمال مایوسی سے وہ لفظ یون بدلا گیا کہ اوس سے مراد فکر وتشویش لیگئی اول تو فکر وتشویش ہی مین کلام ہے اسلئے کہ کسی کے دل کی کیفیت یقینی طور پر معلوم نہین ہوسکتی اور اگر وہ تسلیم بھی کرلیجائے تو اسکا کیا ثبوت کہ الہام کے صدق کا اوسکے دل پر اثر تھا قرائن سے تو ثابت ہے کہ مرزا صاحب کے مریدون کے خوف سے اسکو سفر کی ضرورت ہوئی۔

بہرحال مرزا صاحب نے ایک ہی شق اختیار کی کہ اوسکے دل پر اپنی پیشگوئی کا اثر ہوا تھا چنانچہ ضیاء الحق مین لکھتے ہین کہ جس شخص کا خوف ایک مذہبی پیشگوئی سے اوس حد تک پہونچ جائے کہ شہر بشہر بھاگتا پہرے تو ایسا شخص بلاشبہ یقینی طور پر اوس مذہب کا مصدق ہوگیا ہے جسکی تائید مین پیش گوئی کی گئی تھی اور یہی معنی رجوع الی الحق کے ہین الخ۔

یہان یہ امر غور کے قابل ہے کہ مرزا صاحب خود تصدیق کرتے ہین کہ یقینی طور پر اوسکا رجوع الی الحق کرنا ثابت ہوگیا۔ اور الہام مرقوم الصدر کا مضمون یہ تھا کہ اگر وہ حق کی طرف رجوع کرے تو ہاویہ مین گرایا نہ جائیگا۔ پہر جب الہام کے سنتے ہی اوسپر خوف اور عظمت طاری ہوگئی تو الہام کے مطابق وہ ہاویہ کا مستحق نرہا۔ مگر مرزا صاحب کی تحریر سے ابھی معلوم ہوا کہ وہ ہاویہ مین ضرور گرایا گیا اور

اوسپر ہاویہ مین گرنے کا لفظ صادق آگیا جس کا ماحصل یہ ہوا کہ بحسب الہام اوس کا حق کی طرف رجوع کرنا ثابت ہے باوجود اسکے وہ ہاویہ مین گرایا گیا - جو خلاف عادت الہی اور خلاف شرط الہام ہے - یہان دو باتون سے ایک بات ضرور ماننی پڑیگی کہ اگر الہام سچا ہے تو ہاویہ مین گرنا جھوٹ ہے اور اگر ہاویہ مین گرنا سچ ہے تو الہام جھوٹا ہے اور چونکہ ہاویہ مین گرائے جانے کی وہ تصدیق کرتے ہین تو ثابت ہوا کہ الہام جھوٹا ہے - پہر اگر غیر معمولی کیفیت اونکو وجدانی طور پر معلوم ہوئی تھی جسکو انھون نے الہام سمجہا تھا تو اوسکو الہام شیطانی ضرور کہا جائیگا جس سے کل الہامون کے دعوے اونکے جھوٹے ہوگئے - اور اگر یہ الہام انہون نے بنالیا تھا تو یہ ثابت ہوجائیگا کہ انہون نے خدائے تعالی پر افترا کیا ہے اور کوئی مسلمان خدا پر افترا نہین کرسکتا -

مرزا صاحب جو رجوع الی الحق کا الزام مسٹر اتھم کے ذمہ لگا رہے ہین اوسکو وہ قبول نہین کرتا اوس نے صاف کہدیا کہ مجہپر مرزا صاحب کے الہام کا کچھ اثر نہوا بلکہ مریدون کے خوف وغیرہ کی وجہ سے سفر کے اختیار کرنے کی ضرورت ہوئی تھی - مرزا صاحب نہین مانتے اور کہتے ہین کہ وہ ضرور الہام ہی کا اثر تھا ورنہ یہی بات قسم کہا کر کہدی جائے اوس نے جواب دیا کہ ہمارے دین مین قسم کہانا جائز نہین جیسا کہ انجیل متی مین مصرح ہے وہ فرماتے ہین ایسے حیلہ کام پر نہین آتے

قسم کہا کر نہ کہنا یہی ہماری کامیابی ہے - اسکا جواب ڈاکٹر کلارک نے دیا کہ ہم کہتے ہین مرزا صاحب مسلمان نہین ہین اگر مسلمان ہین تو مجمع عام مین سور کا گوشت

کہائین - اگر کہین کہ سور کا گوشت مسلمانون پر حرام ہے اس سے اسلام کا ثبوت

کیسے تو ہم کہتے ہین اسی طرح بالاختیار حلف اٹہانا عیسائیون کو منع ہے پس جب اتہم

پکا عیسائی ہے تو وہ اپنی عیسائیت کا ثبوت قسم سے نہین دیسکتا جس طرح آپ اپنے

اسلام کا ثبوت سور کہا کے نہین دیسکتے انتہی۔

مرزا صاحب نے الہام مین جو شرط لگائی تھی کہ بشرطیکہ وہ حق کی طرف

رجوع نہ کرے اوسمین یہی پیش نظر تھا کہ جب موت کی دہمکیون سے وہ جان بچانے کی

غرض سے اپنا مستقر چھوڑ دیگا تو اوسی کا نام تاثیر پیش گوئی اور رجوع الی الحق رکہا جائیگا

اور جب وہ اوس سے انکار کریگا تو قسم کی فرمایش کیجائیگی اور چونکہ انکے مذہب مین

قسم درست نہین اسلئے وہ قسم کبھی نہ کہائیگا اوسوقت یہ کہنے کو موقع مل جائیگا کہ اتہم

کے قسم نہ کہانے سے ثابت ہے کہ وہ جھوٹا ہے یہانتک تو عقلی منصوبے چل گئے جو

اعلیٰ درجہ کے عقلی معجزے تھے مگر ڈاکٹر کلارک کے عقلی معجزہ نے اون سب کو گاؤخورد

کردیا اور مرزا صاحب بھی اوسکے تسلیم کرنے مین مجبور رہوے اور یہ کوئی قابل استعجاب

بات نہین عقلون مین تفاوت ہوا ہی کرتا ہے۔ مگر قابل توجہ یہ بات ہے کہ اگر وہ الہام

واقعی ہوتا تو کیا ڈاکٹر صاحب کی رائے اوسمین بھی چل سکتی ادنی تامل سے معلوم ہوسکتا ہے

کہ مدار الہامات کا خاص علم و قدرت الٰہی پر ہوتا ہے اور ممکن نہین کہ کسی آدمی کی رائے

اوسپر غالب ہوسکے اس سے ظاہر ہے کہ وہ الہام الٰہی نہ تھا۔

مرزا صاحب جو اتہم کے خوف کا نام رجوع الی الحق رکہتے ہین اوس سے

غرض یہ کہ پیشین گوئی یعنے موت کا وقوع اوسکی وجہ سے نہین ہوا مگر ابھی معلوم ہوا

کہ اوس الہام مین جو ہاویہ مین گرنا مذکور ہے اوسکا وقوع تو بحسب اقرار مرزا صاحب

ہوگیا اور یہ رجوع الی الحق کچھ کام نہ آیا مرزا صاحب اس رجوع سے دوسرا کام لینا چاہتے ہین

کہ الہام کی تشریح مین جو کہا گیا تھا کہ اتھم بسزائے موت ہاویہ مین ڈالا جائیگا اور نیز

کرامات الصادقین مین لکھتے ہین منہا ما وعدنی ربی اذ جادلنی رجل من المتنصرین الذی

اسمہ عبد اللہ اتھم الی ان قال فاذا بشرنی ربی بعد دعوتی بموتہ الی خمسۃ عشر شہرا من

یوم خاتمۃ البحث فاستیغظت وکنت من المطمئنین ۔ یعنے خود خدا نے مجھے بشارت

دی کہ پندرہ مہینے مین اتھم مرجائیگا ۔ غرض کہ حق تعالی نے جو اتھم کی موت کی بشارت

دی تھی وہ اس رجوع الی الحق سے ٹل گئی ۔ مگر الہام کی بشارت صاف کہہ رہی ہے

کہ اوسکی موت ضروری تھی ۔

ہر شخص جانتا ہے کہ رجوع کے معنی لوٹ جانیکے ہین اور رجوع الی الحق

اوسی وقت صادق آتی ہے کہ باطل کو چھوڑ دیا جائے چونکہ اس مباحثہ مین حق وہی

فرض کیا گیا تھا جسپر مرزا صاحب ہین تو ضرور تھا کہ وہ مرزا صاحب کا ہم خیال ہوجاتا

جس سے رجوع کے معنی صادق آتے مگر مرزا صاحب کہتے ہین کہ اس خوف کو بھی ایک

درجہ رجوع کا دینا چاہئے ۔ رجوع کا اوسکو ایک درجہ دینا تو آسان ہے مگر مشکل یہ ہے

کہ اس تمام مدت مین حق کے قبول کرنے کا ایک اثر بھی اوس سے ظاہر نہ ہوا بلکہ

برخلاف اسکے مرزا صاحب کو وہ دجال اور جھوٹا وغیرہ کہتا رہا جیسا کہ رسالہ الہامات

مرزا سے ظاہر ہے اور یہ پوشیدہ نہین کہ جو شخص جان بوجھکر حق کو قبول نہ کرے اور

مخالفت کرتا رہے وہ زیادہ تر سزا کا مستحق ہوتا ہے دیکھ لیجئے قرآن شریف سے

ثابت ہے کہ کفار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو یقینی طور پر جانتے تھے جیسا کہ

حق تعالی فرماتا ہے یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَھُمْ مگر یہ معرفت باعث

زیادتی عقوبت ہوئی کما قال تعالی فَلَمَّا جَاءَھُمْ مَا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِہٖ فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ

عَلَی الْکَافِرِیْن الحاصل اگر اتہم نے پیش گوئی کی عظمت اور اوسکے منجانب اللہ ہونے کو معلوم کر لیا تھا تو اوسکی سزا زیادہ اور بہت جلد ہونی چاہیئے تھی اگر مرزا صاحب کے قابو مین اتہم صاحب آجاتے اور سزا دینے مین کوئی مانع نہ ہوتا تو کیا مرزا صاحب باوجود اونکو دجال اور جہوٹا کہنے کے اوسکو پندرہ اہینے مہلت لینے دیتے ضرور یہ فرما کر فوراً سزائے موت دیتے کہ باوجود حق کی طرف رجوع ہونیکے اور میری اور میرے الہام کی تصدیق کرنیکے مجہکو دجال اور جہوٹا بتا رہا ہے۔ الحاصل اس موقع مین ضرور تھا کہ جس طرح رجوع الی الحق نے اوسکو ہاویہ سے نہ بچایا اسی طرح سزائے موت سے بھی نہ بچاتا۔

مرزا صاحب نے اس رجوع الی الحق کو مانع سزائے موت قرار دیا جیسا کہ تریاق القلوب مین لکھتے ہین کہ اتہم کی موت کی جو پیش گوئی کیگئی تھی جسمین یہ شرط تھی کہ اگر اتہم پندرہ مہینے کی میعاد مین حق کی طرف رجوع کرلین گے تو موت سے بچ جائینگے اور انوار الاسلام وغیرہ مین ہے کہ اتہم کی موت اسلئے نہین ہوئی کہ اوس نے رجوع حق کی طرف کیا تھا۔ اور وہ رجوع الی الحق مانع دخول ہاویہ نہین ہوئی جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ وہ ہاویہ مین ضرور گرا حالانکہ اصلی ہاویہ مین داخل ہونا بعد موت ہوگا قبل نہین ہوسکتا اور مرزا صاحب کی تقریر سے بھی یہی ثابت ہے چنانچہ لکھتے ہین کہ بسزائے موت داخل ہاویہ ہوگا کیونکہ بسزائے موت داخل ہاویہ ہونا قبل موت ممکن نہین پہر اسکے کیا معنی کہ رجوع الی الحق سے موت تو ٹل گئی مگر ہاویہ مین گر گیا اسکی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے نہ ولایت ہے نہ نبوت مگر وحی اور الہام ہو رہے ہین۔ اور اسکی وجہ بھی سمجھ مین نہین آتی کہ رجوع الی الحق نے موت سے

تو بچا لیا مگر ہاویہ سے نہ بچا سکا اس رجوع کو ناقص کہین یا کامل اس اعتبار سے کہ
موت جیسی چیز کو جسکی نسبت حق تعالی فرماتا ہے اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ
سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ روکدیا اعلی درجہ کی کامل سمجھی جائیگی مگر حیرت یہ ہے
کہ ایسی رجوع کامل سزا سے ہاویہ کو نہ روک سکی جس سے مراد سفر اور پریشانی لیگئی ہے
اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک موت سے زیادہ سفر کی وقعت ہے
کیونکہ اوس رجوع نے موت مین تصرف کر لیا مگر سفر مین نہ کر سکا۔

آیۂ موصوفہ اذا جاء اجلہم سے یہ ظاہر ہے کہ موت وقت مقرر سے نہ آگے
آسکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے اور الہام مذکور کھر رہا ہے کہ اتھم کی موت ٹل گئی
اور مرزا صاحب نے ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۳۷ مین لکھا ہے اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام
منجانب اللہ نہین ہوسکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل
یا تغیر کر سکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین
سے خارج اور ملحد اور کافر ہے انتہی۔ اب مرزا صاحب خود ہی تصفیہ فرمادین کہ
جب خدائے تعالی کی خبر کے برخلاف جسکی تنسیخ ممکن نہین وہ الہام خبر دیرہا ہے تو
اوسکو کیا کہین اگر اور کچھ نہین تو اتنا تو ضرور فرمادین کہ وہ الہام شیطانی تھا۔

مرزا صاحب جو فرماتے ہین کہ اتھم کی موت اسلئے نہین ہوئی کہ اوس نے
رجوع حق کی طرف کیا تھا اور رجوع الی الحق کے معنی ابھی معلوم ہوئے کہ پیشین گوئی
کا خوف اوسپر طاری ہوگیا۔ اور یہ خوف اسیوقت طاری ہوا جب مرزا صاحب سے
پیشین گوئی سنکر بھاگا بھاگا پھرا جسکی خبر مرزا صاحب کو فوراً ہوگئی تھی اس صورت
مین مرزا صاحب کو ضرور تھا کہ یہ اعلان دیتے کہ اتھم رجوع الی الحق کرچکا ہے اب وہ

پندرہ مہینوں مین نہ مریگا اور اوسکو صاف لکہدیتے کہ تم نے رجوع الی الحق کرلیا ہے
اسوجہ سے اب اس مدت مین ہرگز نہ مروگے ہان ہاویہ مین یعنے سفر مین رہوگے۔
حالانکہ ابھی معلوم ہوا کہ مرزا صاحب ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ وہ اسی مدت مین ضرور
مریگا اور اسمین کوئی تاویل نہوگی۔ اب دیکھئے اگر اونکا یہ قول سچ سمجہا جاوے کہ
اوس نے رجوع الی الحق کیا ہے تو اونکا وہ قول کہ وہ ضرور مریگا جھوٹا ثابت ہوتا ہے
اور اگر وہ قول سچ سمجہا جاوے تو قطع نظر خلاف واقع ہونیکے اوسی سے ثابت ہوتا ہے
کہ پندرہ ماہ تک مرزا صاحب نے اوسکے بھاگتے پھرنے کو رجوع الی الحق نہین سمجہا
بلکہ یہی خیال کرتے رہے کہ بوڑہا تو ہے اگر مرجاوے تو کامیابی ہے ورنہ اوسوقت
کہدیا جائیگا کہ رجوع الی الحق کی وجہ سے نہین مرا۔

یہان یہ امر قابل توجہ ہے کہ جب اس الہام سے خدا کو مرزا صاحب کی
کامیابی مقصود تھی تو جس طرح آتہم کو رجوع الی الحق کی ہدایت کی تھی مرزا صاحب کو یہ الہام
کیون نہین ہوگیا کہ صاف کہدو کہ وہ رجوع کرچکا ہے اب اس مدت مین نہ مرے گا۔
برخلاف اسکے مرزا صاحب سے بھی کہلوا تا رہا کہ اسی مدت مین وہ ضرور مرجاوے گا۔
کیا ایسے الہام خدائے تعالیٰ پر افترا نہین نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔

اصل یہ ہے کہ جب کیو مقبولیت کسی قوم مین ہوجاتی ہے تو اوسکی ایسی
باتون پر نگاہ نہین پڑتی اور ہر بات چل جاتی ہے آپ حضرات نے پولس مقدس کے
حالات کتابون مین دیکھے ہونگے کہ کیسی کیسی خلاف باتین انہون نے کین کل حرام
چیزون کو حلال کردیا قبلہ سے منحرف کیا تثلیث کو ذہنون مین جمایا مگر سب چل گئین
اور پھر بھی مقدس ہی رہے۔ پولس مقدس صاحب کی سحر بیانی اور تقدس کا کیا اثر ہوا

جو تفرقہ بڑا انیس سو سال سے آجتک روبترقی ہے یہ بات یاد رہے کہ پولس صاحب بڑے ایسے
تقدس کا خاتمہ نہین ہوا بلکہ ایسے مقدس حضرات سے زمانہ خالی نہین رہتا پولس صاحب
نے تو عیسی علیہ السلام کو ترقی دی تھی کہ اونکو خدا بنادیا مرزا صاحب اپنی ترقی مین
کسی کے محتاج نہین خود ہی عیسیٰ بنے بہوت تک ترقی کر گئے اور اب کن نیکون مین
اپنے خالق کے ساتھ اپنی شرکت بتا رہے ہین اور ہر طرف سے آمنا وصدقنا کے نعرے
جوش اعتقادون کے بلند ہین اور یہ بات کسی کے سمجھ مین نہین آتی کہ مرزا صاحب
کیا کر رہے ہین یہ اوسی کمال تقدس کا اثر ہے جو مدتون کی خلوت نشینی اور گوشہ گزینی
سے حاصل فرمایا تھا۔

یہان یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ عبارت الہام مین مذکور ہے کہ جو فریق عمداً
جھوٹ اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ پندرہ ماہ مین ہاویہ مین
گرایا جائیگا۔ اس الہام مین جانب مقابل فریق قرار دیا گیا جو بمعنی گروہ اور جماعت ہے
جیسا کہ قرآن شریف سے واضح ہے قولہ تعالی فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ
اس سے بڑھکر کیا ہو کہ کل جنتی ایک فریق اور کل دوزخی ایک فریق قرار دے گئے
چونکہ اس الہام مین صراحۃً مذکور ہے کہ جو فریق عمداً جھوٹ کہکر عاجز انسان کو خدا بنا
رہا ہے وہ ہاویہ مین گرایا جائیگا اسلئے بمقتضائے الہام کل فریق عیسائی کا پندرہ ماہ
مین گرنا ضرور تھا اسلئے کہ کوئی عیسائی ایسا نہین جو سہواً یا خطاءً عیسے علیہ السلام کو
خدا بنایا ہو وہ تو جو کچھ کہتے ہین عمداً کہتے ہین پہر جب وصف عامہ پر حکم مرتب ہوا ہے
تو مرزا صاحب کو کوئی حق نہین کہ اوس کلام مین جسکو کلام الہی تبلا رہے ہین تصرف کرکے
لفظ فریق کو اوس جماعت کے ساتھ خاص کرین جو مباحثہ مین شریک تھی جیسا کہ نور الاسلام

مین لکہتے ہین کہ فریق سے مراد اتہم نہین بلکہ وہ تمام جماعت ہے جو اس بحث مین اوس کے معاون تھی مرزا صاحب نے اس الہام کے بعد یہ نہین کہا تھا کہ خدا نے تعالی نے یہ بھی فرما دیا ہی کہ فریق سے مراد خاص جماعت ہے اور نہ اوسکی تخصیص الفاظ الہام سے معلوم ہوتی ہے بلکہ اوسمین عام طور پر ہے کہ جو فریق انسان کو خدا بنا رہا ہے - اس کلام کی تحریف انہون نے اس خیال سے کی ہے کہ کہین اس کلام سے گورنمنٹ کا پندرہ ماہ مین ہاویہ مین گرنا نہ سمجہا جائے مگر جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ وہ کلام کلام الہامی نتھا اسلئے کہ وہ فریق اس مدت مین ہاویہ مین نہین گرا تو اس سے معلوم ہو گیا کہ مرزا صاحب نے اپنی طرف سے کہا تھا کہ اس مدت مین کل عیسائی ہاویہ مین گرائے جائین گے مرزا صاحب بظاہر گورنمنٹ کے خیرخواہ اپنے کو بتاتے ہین مگر ایسی منحوس باتون سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف ظاہرداری ہے خیر اس سے کوئی بحث نہین کلام اسمین تھا کہ فریق کا لفظ جو متصف بصفت عامہ کیا گیا تھا وہ صحیح نہین لیکن اس تعمیم مین یہ مصلحت پیش نظر ضرور تھی کہ اس مدت طویلہ مین کہین تو کوئی عیسائی مریگا اوسوقت یہ تعمیم کام دیگی اور فوراً اس الہام کے ذیل مین داخل کر لیا جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پادری رابٹ جو اس مباحثہ مین شریک بھی نہ تھا جب مر گیا اور اوسکے دوست ڈاکٹر کلارک کو اوسکا غم ہوا تو آپ تحریر فرماتے ہین کہ اس عرصہ مین رابٹ ناگہان مر گیا جسکے مرنے سے ڈاکٹر کلارک کو جو اوسکا دوست تھا صدمہ پہونچا (دیکہو اشتہارات الہامی) اب یہان یہ امر غور طلب ہے کہ فریق سے مراد ایک جماعت ہے جسکی نسبت مرزا صاحب فرماتے ہین کہ اگر یہ پیشین گوئی جہوٹی نکلے یعنے وہ فریق پندرہ ماہ کے عرصہ مین بسزائے موت ہاویہ مین نہ پڑے تو مین ہر سزا کیلئے موجود ہون

اسکا مطلب ظاہر ہے کہ کلارک وغیرہ کل جماعت اس مدت مین مر جاتی حالانکہ اوسمین سے
کوئی نہین مرا اور جو شخص مرا سو وہ ایک اجنبی شخص تھا جو مباحثہ مین شریک ہی نہ تھا مگر
مرزا صاحب نے اوسکی موت سے بھی اپنا کام نکالا - یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر
اتہم رجوع الی الحق کی وجہ سے بچ گیا تھا تو یہ پوری جماعت کیونکر بچی انکا تو رجوع الی الحق
بھی ثابت نہین ہوا شاید یہان یہ فرمائین گے کہ اونکا مباحثہ کرنا ہی رجوع الی الحق تھا
اگرچہ رد ہی کرنیکے لئے کیون نہو آخر حق کی طرف رجوع تو متحقق ہوا اسکو بھی رجوع کا
ایک درجہ بنانا چاہئے اسمین شک نہین کہ یہ توجیہ بھی چل جائیگی جیسے اتہم کے رجوع
الی الحق کی توجیہ چل گئی تھی مگر اہل انصاف سمجھ سکتے ہین کہ وہ کس قدر رکیک ہوگی
اس سے زیادہ حیرت انگیز یہ بات ہے کہ کلارک کے مقابلہ مین مرزا صاحب نے عین
عدالت مین اقرار کیا کہ فریق سے مراد اوس الہام مین صرف اتہم تہا ڈاکٹر کلارک وغیرہ
کو اوس پیشین گوئی سے کوئی تعلق نہین گویا سر عدالت یہ اقرار فرماتے ہین کہ راٹ
کی موت کے صدمہ کی نسبت جو کہا گیا تھا وہ غلط تھا - دیکھئے فریق کی ابتدا کہان سے
تھی اور ہٹتے ہٹتے کہا تک نوبت پہونچی - دیکھئے اس الہام کا سلسلہ کس قدر طویل ہے
کہ احاطہ بحث مین آ نہین سکتا پوری بحث اسکی مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب نے
الہامات مرزا مین لکھی ہے جو قابل دید ہے۔

تاریخ خمیس مین مواہب اللدنیہ وغیرہ سے لکھا ہے کہ ایک عورت نے مسیلمہ کذاب
سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے کوئون مین پانی جوش مارتا ہے آپ بھی ہمارے
نخلستان وغیرہ کے لئے دعا کیجئے کہا وہ کیا کرتے ہین کہا ڈول مین کلی کرتے ہین اور وہ
پانی کوین مین ڈالدیا جاتا ہے اوس نے بھی ایسا ہی کیا مگر اثر یہ ہوا کہ جس قدر پانی

موجود تھا وہ بھی سوکھ گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آب دہن سے آشوب چشم
اچھا ہوگیا تھا اوس نے بھی کسی آفت زدہ کی آنکھ مین تھوک لگایا اوسکا اثر یہ ہوا کہ
بصارت ہی زائل ہوگئی۔ ایک بار کسی کی بکری کے تھن پر اس غرض سے ہاتھ
پھیرا کہ دودہ زیادہ ہو اثر یہ ہوا کہ دودہ بالکل خشک ہی ہوگیا۔ بنی حنیفہ مین ایک
کوان کہودا گیا تھا برکت کے لئے اسمین آب دہن اوسکا ڈالا گیا۔ اثر یہ ہوا کہ
پانی کوین کا جو میٹھا تھا کڑوا ہوگیا۔ ایک عورت نے اوس سے شکایت کی کہ میرے
بہت سے لڑکے مرگئے اب صرف دوہی رہگئے ہین اونکی درازی عمر کے لئے دعا کیجئے
چنانچہ چھوٹے لڑکے کی چالیس برس کی عمر مقرر کی۔ جب وہ گھر آئی تو بڑا لڑکا ایک
کوین مین گرکے مرگیا تھا اور چھوٹا جسکی عمر چالیس سال کی مقرر کی تھی حالت نزع
مین پڑا تھا۔ غرض کہ اسی روز ان دونون لڑکون کا کام تمام ہوگیا اسی قسم کے
اور واقعات بھی لکھے ہین جسکا ماحصل یہ ہے کہ خدائے تعالی ایسے لوگون کو مخذول
کرتا ہے۔ عصائے موسی مین لکھا ہے کہ بظاہر تو از روے قانون قدرت و مشاہدہ
واقعات اوسکا میعاد مقررہ مرزا صاحب کے اندر مرجانا عجائبات سے نتھا بلکہ بلحاظ
کبرسنی وضعف ونقص صحت اور ان اسباب سے بڑھکر مرزا صاحب کی دہمکی موت سے
خوف زدہ ہونیکی حالت مین بہت ہی اغلب تھا۔ اور لکھا ہے کہ اس عرصہ مین وبا
کے بھی کئی دورہ ہوے باوجود ان تمام اسباب کے مسٹر آتھم اس مدت مین نہ مر
سکے بعد آٹھ ماہ زندہ رہے۔ اگر الیتا خروں ساعتہ سے قطع نظر کیا جائے تو یہ ٹھڑنا
کی زندگی گویا اس الہام مین رخنہ اندازی کے لئے تھی۔ اور یہ تو یقینی طور پر کہہ سکتے ہین
کہ اگر مرزا صاحب کے الہامات کو وقعت دینا منظور الہی ہوتا تو بجائے پندرہ ماہ

کے تیئیس ۲۳ ماہ اونکی زبان سے کہلوا دیتا۔ اسی طرح جب مرزا صاحب نے پیش گوئی کی کہ قادیان مین طاعون نہ آویگا تو اہل قادیان سمجھ گئے کہ اب طاعون کا آنا وہان ضرور ہوگیا اور اوسیوقت سے اونکو خوف پیدا ہوگیا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ طاعون سے قادیان کو سخت صدمہ پہنچا۔

جس طرح آتہم کی موت کی ایک وسیع مدت مقرر کی گیی تھی اوس سے زیادہ مدت لیکھرام کی موت کے الہام مین مقرر کی گیی چنانچہ سراج منیر مین مرزا صاحب لکھتے ہین کہ لیکھرام کی نسبت یہ الہام ہوا عجل جسد لہ خوار لہ نصب وعذاب اور اوسکے بعد خدائے کریم نے یہ ظاہر کیا کہ یہ شخص اپنی بد زبانیون کی سزا مین یعنی ان بے ادبیون کی سزا مین جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین کی ہین عذاب شدید مین مبتلا کیا جائیگا اگر اس شخص پر چھہ برس کے عرصہ مین آجکی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہوا جو معمولی تکلیفون سے نرالا اور خارق عادات اور اپنے اندر ہیبت الہی رکھتا ہو تو ہر ایک سزا بھگتنے کے لئے مین طیار ہون۔

اور یہ بھی الہام اوسکی نسبت کرامات الصادقین مین لکھا ہے بشرنی ربی بموتہ فی ست سنتہ چنانچہ وہ چھری سے مارا گیا انتہی مرزا صاحب نے ایک طولانی چھہ سال کی مدت جو اوسکی موت کے لئے مقرر کی تھی احتیاطاً تھی ورنہ قرائن تو یہ کہہ رہے ہین کہ اتنی مدت اسکے لئے درکار نہین کیونکہ اوس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین سخت بے ادبیان اور گستاخیان کی ہین جسکی وجہ سے تقریباً چھہ کروڑ صرف ہند کے مسلمانون کا ایسا دل دکھایا کہ جس سے اونکو اپنی زندگی ناگوار ہوگئی اور اوس کے جانی دشمن ہوگئے کیا ممکن تھا کہ اتنی اسلامی فوج کے ہاتھ سے وہ بچ سکتا۔

کیا قیاس سے یہ دور ہے کہ ایک جماعت اوسکو سزا دینے کی طرف متوجہ ہوئی ہو اور مرزا صاحب بھی اوس سے واقف ہون - اہل فراست سمجھ سکتے ہین کہ اون کا شعر جو اس پیشین گوئی کے بعد اور اوسکی موت سے پہلے لکھا ہے کیا کھر رہا ہے -

وبشرنی ربی وقال مبشرا - ستعرف یوم العید والعید اقرب - غرض قطع نظر اسکے وہی قرینہ مذکورہ ایسا قوی اور قطعی ہے کہ ہر شخص اس پیشین گوئی پر جرات کر سکتا تھا ایسی کہلی بات کے لئے الہام کی ضرورت نہین اس قسم کے باتون کا الہام ایسا ہے جیسے کوئی کسی سے کہے کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ تم کبھی نہ کبھی مرجاؤگے

مرزا صاحب نے ان معجزات کا طریقہ ڈاکٹرون سے حاصل کیا ہے

کیونکہ ایک زمانہ سے ڈاکٹر وغیرہ مدبرون نے بیمے کا طریقہ ایجاد کر رکھا ہے کہ آدمی کی ایک عمر مشخص کرکے اوسکو کھ دیتے ہین کہ تم اس مدت کے اندر نہ مروگے اور اگر مرجاؤگے تو اتنے ہزار روپیہ ہم تمہارے ورثا کو دینگے اور اس مدت مین کچھ ماہانہ اون سے لیا کرتے ہین - پہر وہ قرائن خارجیہ و داخلیہ کو دیکھکر اکثر کامیاب ہی ہوتے ہین چنانچہ اوسی رقم کی آمدنی سے لکھوکہا روپیہ پیدا کر رہے ہین اگر انکی یہ پیشین گوئیان معجزہ نبوت قرار دیجائین تو انبیا کی کثرت ہوجائیگی اور مرزا صاحب کی بھی خصوصیت باقی نرہے گی -

مرزا صاحب نے لیکھرام کی نسبت جو خارق العادت اور ہیبت ناک موت کی پیشین گوئی کی اوسکا منشا یہی ہے کہ جب انہون نے قرائن سے سمجھ لیا کہ وہ مارا جاویگا تو اسی کا نام ہیبت ناک اور خارق موت رکھدیا حالانکہ اس قسم کی صدہا موتین ہوا کرتی ہین -

مرزا صاحب کو پہلے الہام کے وقوع کا یقین نتھا اور کیونکر ہوسکتا آیندہ
کے منصوبے کبھی بگڑ بھی جاتے ہین اسلئے احتیاطاً دوسرا الہام ہوگیا اس غرض سے
کہ اگر خارق عادت وہ موت نہو یا نہ سمجھی جاوے تو وہ دوسرا الہام کام مین آئے
پہلا الہام تو اسوجہ سے الہام نہین سمجھا گیا کہ خارق عادت موت نہوئی
مگر دوسرا الہام بھی ربانی نہین ہوسکتا اسلئے کہ اوسکی عبارت مین ست سنتہ ہے
حالانکہ صحیح عبارت ست سنین ہے اور ممکن نہین کہ خدائے تعالی کے کلام مین غلطی ہو

ضرورۃ الامام مین مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن شریف کے معجزے کے ظل پر عربی

بلاغت و فصاحت کا نشان دیا گیا ہون کوئی نہین جو اسکا مقابلہ کرسکے انتہی
اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب جو عبارت لکھین گے وہ نہایت فصیح اور بلیغ ہوگی
اور الہام والی عبارت غلط ہوسکتی ہے اب اگر وہ الہام ہے یعنے خدا کی کہی ہوئی
عبارت ہے تو یہ سمجھا جائیگا کہ مرزا صاحب کو خدا سے زیادہ فصیح و بلیغ ہونیکا دعوی ہے
اور اگر الہام نہین ہے تو ثابت ہوا کہ مرزا صاحب خود عبارت بنا کر اوسکو الہام قرار
دیتے ہین جو نہایت بدنما کارروائی ہے۔

اور اس سے مخالفین کو ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب کی اصلی
حالت معلوم ہوگئی کہ گو وہ فاضل اور ذہین ہین مگر فن ادب مین مشاق نہین۔

اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسالۂ اعجاز المسیح کو مشتہر کرکے جو وہ دعوی
کرتے ہین کہ وہ اپنی تصنیف ہے اب اوسکی تصدیق کوئی نہ کرسکیگا اسلئے کہ ایسی پر تکلف
اور مسجع عبارت جو اس قابل ہو کہ بطور اعجاز پیش کیجائے (ست سنتہ) لکھنے والا
شخص ہرگز نہین لکھ سکتا کسی عالم نے اونکو لکھدیا ہے اور اس زمانہ مین یہ کوئی بڑی

بات نہین دیکھ لیجئے کہ روپیہ کے لالچ سے کئی مولوی پادری بن گئے جن کے نام
مشہور ہین وہ صاف کہتے ہین الدنیا زور لایحصل الا بالزور۔
مرزا صاحب کی ایک پیشین گوئی یہ بھی ہے جسکو اشتہار مین شائع
کیا تھا کہ خدائے تعالی نے مجھسے فرمایا کہ مرزا احمد بیگ کی دختر کلان کے لئے
سلسلہ جنبانی کرو (یعنے اس لڑکی کو اپنی نکاح مین لاؤ) اور انکو کہدے کہ یہ نکاح
تمہارے لئے موجب برکت ہے اور اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام
نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائیگی وہ روز نکاح
سے اڑہائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہوجائیگا
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خدائے تعالی نے مقرر کر رکھا ہے کہ اس لڑکی کو انجام کار اس
عاجز کے نکاح مین لاویگا انتہی۔
مرزا صاحب نے اس نکاح کی نسبت بڑا ہی زور لگایا اس سے
بڑہکر کیا ہو کہ خدائے تعالی کی طرف سے پیام پہونچادیا کہ اگر نکاح نہ کردیگا تو خیان
ہوگا اور چنین ہوگا مگر اس بزرگ نے ایک نہ مانی اوسکے بعد مرزا احمد بیگ صاحب
کے نام خط لکھا کہ آپکے دل مین گو اس عاجز کی نسبت غبار ہو لیکن خدا جانتا ہے
کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے مسلمانون کے ہر ایک نزاع کا اخیر فیصلہ قسم پر
ہوتا ہے جب ایک مسلمان خدائے تعالی کی قسم کہا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اسکی
نسبت دل صاف کرلیتا ہے سو مین خدائے تعالی کی قسم ہے کہ مین اس بات
مین بالکل سچا ہون کہ خدائے تعالی کے طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپکی دختر کلان کا
رشتہ اس عاجز سے ہوگا۔ اب ادب سے آپکی خدمت مین ملتمس ہون کہ اس رشتہ

سے آپ انحراف نہ فرماوین اور آپ کو معلوم ہوگا یا نہین کہ یہ پیش گوئی اس عاجز
کی ہزار ہا لوگون مین مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال مین شاید دس لاکھ سے
زیادہ آدمی ہوگا جو اس پیش گوئی پر اطلاع رکھتا ہے ہزارون پادری منتظر ہین کہ یہ
پیشگوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو ہزار ہا مسلمان مساجد مین نماز کے بعد
اس پیش گوئی کے ظہور کے لیئے بصدق دل دعا کرتے ہین۔ آپ اپنے ہاتھ سے
اس پیش گوئی کے پورا کرنیکے لئے معاون بنین تاکہ خدائے تعالی کی برکتین آپ پر
نازل ہون۔ اب آپکے دل مین وہ بات ڈالے جس کا اوس نے آسمان پر سے
مجھے الہام کیا ہے انتہی مرزا صاحب قسم کہا کر کہتے ہین کہ خدائے تعالی نے آسمان
پر سے اون کو کہدیا کہ نکاح تمہارے ہی ساتھ ہوگا اور اوسکی سلسلہ جنبانی کرو۔
معلوم نہین باوجود اسکے پہر کیون اتنی عاجزی اور خوشامد کر رہے ہین اور
پادریون کا کیون خوف لگا ہوا ہے کہ اونکا پلہ بھاری ہوجائیگا۔ اب اونکی
پریشانی کا حال اور سنئے۔ اپنے سمدہی مرزا علی شیر بیگ صاحب کے نام یہ خط
لکھا مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح تیسری تاریخ ہونیوالا ہے اور آپکے گھر کے
لوگ اس مشورہ مین ساتھ ہین آپ سمجھ سکتے ہین کہ اس نکاح کے شریک میرے
سخت دشمن ہین عیسائیون کو ہنسانا چاہتے ہین ہندوؤن کو خوش کرنا چاہتے ہین
اور اللہ و رسول کے دین کی کچھ پرواہ نہین رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت
اون لوگون نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اسکو خوار کیا جائے ذلیل کیا جائے
روسیاہ کیا جائے اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہین اگر آپ کے گھر کے
لوگ سخت مقابلہ کرکے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیون نہ سمجھ سکتا کیا مین چوہڑا

چمار تھا جو مجھکو لڑکی دینا عار یا ننگ ہے - مین نے خط لکھا کہ پرانا رشتہ مت توڑو خدا سے خوف کرو کسی نے جواب نہ دیا بلکہ آپکی بی بی نے کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر مین ہے بیشک وہ طلاق دیدیوے ہم راضی ہین ہم نہین جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہین کرینگے کہین یہ شخص مرتا بھی نہین - اب آپکو لکھتا ہون کہ اسوقت کو آپ سنبھال لین اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھین کہ باز آجاوے اور اپنے گھر کے لوگون کو تاکید کردین کہ وہ بھائی کو لڑائی کرکے روکدیوے ورنہ مجھے خدا کی قسم ہے کہ ہمیشہ کے لئے تمامی رشتے ناطے توڑ دونگا اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو ایسی حالت مین آپ کی لڑکی کو گھر مین نہ رکھے گا انتہی -

البتہ مرزا صاحب کی اس بیکسی کی حالت مین اونکے سمدہی صاحب کو ضرور تھا کہ اونکی عاجزی پر رحم کہا کر اونکو سنبھال لیتے مگر معلوم نہین انہون نے قصداً سختی اختیار کی یا یہ سمجھ لیا تھا کہ جب خدا نے خبر دی ہے کہ مرزا صاحب کا نکاح اس لڑکی کے ساتھ ہوگا تو مداخلت کی ضرورت ہی کیا ضرور ہو رہے گا - قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اس اظہار بیکسی اور عاجزی کے ساتھ اگر اتنا فرمادیتے کہ الہام کا ذکر برائے نام صرف دھمکی کے لئے تھا اب مین اوس سے توبہ کرتا ہون تو ضرور مرزا صاحب کے صدق کا اثر اونکے دل پر پڑتا اور رحم آجاتا اور تعجب نہین کہ طرف ثانی بھی اس خیال سے کہ ایک بڑا شخص توبہ کر رہا ہے اگر خدا کے واسطے نہین تو اپنی تعلی ہی کے واسطے ضرور قبول کر لیتے بہرحال

مرزا صاحب کا مقصود تو حاصل ہوجاتا۔

مرزا صاحب لڑکی کے قرابتداروں کی شکایت کرتے ہین کہ وہ
خدا و رسول کے دین کی کچھ پروا نہین کرتے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو انہون نے
صرف خدا و رسول ہی کی رضامندی اور دین کے واسطے یہ کام کیا۔ بات یہ ہے
کہ مرزا صاحب نے ناحق کہدیا کہ مجھے اللہ نے فرمایا کہ تمہارے نکاح مین وہ لڑکی
آئیگی تم سلسلہ جنبانی کرو۔ اس فقرے نے اونکو اس طرف توجہ دلائی کہ گورنمنٹ
گویا حکام کو کوئی بات منظور ہوتی ہے تو اوسکے آثار ہی کچھ اور ہوتے ہین
کہ وہ کام بغیر پورا ہوے رہ نہین سکتا چہ جائیکہ خالق عالم چاہے اور کسی کے
دل پر اوسکا کچھ اثر نہ ہو اور اثر ہو تو ایسا کہ وہ کام کبھی نہ بننے پائے اگر خدا تعالے
کو مرزا صاحب کا نکاح منظور ہوتا تو گھر بیٹھے مخالفین آکر اپنی طرف سے پیام کرتے
دوسرون پر اثر ہونا تو درکنار خود مرزا صاحب کے دل پر اوس الہام کا کوئی اثر
نہین عیسائی ہندو اور دشمنون کی طرف سے اونکو اپنی خواری ذلت اور رسوائی
کا کچھ ایسا تصور جما ہے کہ الہام تو کیا خدا بھی یاد نہین آتا قسمین کہا کہا کر ایک
ایک سے لجاجت اور عاجزی کر رہے ہین کہ اسوقت سنبہال لو اب ارباب دانش
اپنے وجدان سے کام لین کہ مرزا صاحب جو لکھتے ہین کہ خدا تعالی بے پردہ ہوکر
اس صفائی سے ایسے مکالمہ کرتا ہے کہ دوسرون پر حجت قائم ہو سکے کیا یہ بات
صحیح ہو سکتی ہے اگر اسی طرح اونکو الہام ہوا کرتے ہین اور خود خدا سے سننے پر
بھی اونکو اسقدر تردد رہا کرتا ہے تو پھر قرآن پر اونکو کیا ایمان اور تصدیق
ہوگی کیونکہ وہ تو صرف خبر ہے کچھ خدا سے انہون نے سنا ہی نہین اور اگر سنتے بھی تو

کیا ہوتا وہی تردد رہتا جو اس الہام مین ہے غرض ان قرائن سے ان لوگون نے
یہ خیال کیا کہ یہ الہام خدائے تعالی پر تہمت ہے اور خدا پر تہمت کرنیوالے کی تائید
اور جھوٹے نبی کی مدد باعث عذاب الہی ہے اسلئے انہون نے صرف دینداری
کے لحاظ سے بغض للہ کو عمل مین لایا ورنہ دنیاداری کے لحاظ سے اس سے بہتر
کوئی پیام نہ تھا کیونکہ لاکھون روپیہ کی جائداد اور آمدنی کس کو نصیب ہوسکتی
ہے ان لوگون پر ہزار آفرین ہے کہ اپنے خیال کے مطابق انہون نے دنیا کی
لحاظ سے دین کو برباد نہین کیا اس موقع مین ان کے دین کی شکایت بالکل
بے موقع ہے۔

مرزا صاحب نے سمدہی صاحب کی تحریر پر کفایت نکر کے سمدن صاحبہ
کے نام بھی یہ خط لکھا کہ مجھکو خبر پہونچی کہ چند روز مین مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا
نکاح ہونیوالا ہے اور مین خدا کی قسم کھا چکا ہون کہ اس نکاح سے ساری رشتے
اور ناطے توڑ دونگا اور کوئی تعلق نہین رہے گا اسلئے نصیحت کی راہ سے
لکھتا ہون کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ اور اگر
ایسا نہین ہوگا تو آج مین نے مولوی نورالدین صاحب اور فضل احمد کو خط
لکھدیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کیلئے طلاقنامہ
لکھکر بھیجدے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے مین عذر کرے تو اوسکو عاق کیا
جاوے اور اپنے بعد اوسکو وارث نہ سمجھا جاوے اور ایک پیسہ وراثت کا
اوسکو نہ ملے۔ طلاق نامہ کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کا غیر کے
ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا نکاح کسی اور سے

ہوجاوے عزت بی بی کو تین طلاق ہین اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو مین فی الفور اوسکو عاق کردونگا اور پہر وہ میری میراث سے ایک دانہ نہین پا سکتا ۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالی کی کہ مین ایسا ہی کرونگا اور خدائے تعالی میرے ساتھ ہے جس دن نکاح ہوگا اوس دن عزت بی بی کا نکاح نہین رہیگا انتہی بیچاری سمدن صاحبہ کی مصیبت کا حال بیان سے خارج ہے اگر مرزا صاحب کی سفارش کرتے ہین تو غضب الہی کا خوف ہے جس کا حال ابھی معلوم ہوا اور اگر نہین کرتین تو بیٹی بیوہ ہوئے جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ عورتون پر لڑکیون کے بے شوہر ہونیکا کس قدر غم ہوتا ہے مگر سبحان اللہ کیسی ایماندار با خدا اور مستقل مزاج بی بی ہین کہ خوف عذاب الہی کے مقابلہ مین اپنی لڑکی کے بیوگی کا کچھ بھی خیال نہین کیا اور صاف کہدیا کہ بیشک فضل احمد طلاق دیدیوے ہم راضی ہین یہان یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مرزا صاحب نے مرزا احمد بیگ صاحب کے خط مین لکھا ہے کہ رشتہ مت توڑو خدا سے خوف کرو حالانکہ مرزا صاحب کے ساتھ اونکو کوئی ایسا رشتہ نہ تھا چنانچہ مرزا صاحب کی اس تحریر سے مستفاد ہے کہ کیا مین چوہڑا چمار تھا جو مجھکو لڑکی دینا عار تھا اگر کوئی قرابت ہوتی تو یہ مقام اوسکی تصریح کا تھا کہ باوجودیکہ مین تمہارا بھانجا بھتیجا ہون پہر کیون دریغ کیا جاتا ہے ۔ اور کوئی رشتہ نہ ہونے کی تصریح خود اوسی خط مین موجود ہے کہ مرزا احمد بیگ صاحب کی ہمشیر نے صاف کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے ہم نہین جانتے کہ یہ شخص (مرزا صاحب) کیا بلا ہے یہ شخص مرتا بھی نہین ۔ غرض کہ ایک فرضی رشتہ کو توڑنے پر تو فرماتے ہین کہ خدا سے خوف کرو اور اپنے فرزند کو صاف فرماتے ہین کہ اپنی زوجہ کو

طلاق مغلظہ دیدو حالانکہ نفس طلاق کا ابغض الاشیا ہونا احادیث سے ثابت ہے اوسپر طلاق مغلظہ بدعی جسکی قباحت احادیث صحاح مین مذکور ہے۔

حیرت یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اتنا بھی خیال نہ فرمایا کہ اوس بیچاری کمسن لڑکی بہو کا کیا قصور تھا اگر باوجود باپ کی موجودگی کے بھی اوسکی ہدایت ہوتی تو کہنے کو گنجائش تھی کہ اقتداری کام مین قصور کیا گیا مگر جب بھی اون کے قصور کی سزا بیٹی کو دینا اور خوشدامن کا غصہ داماد پر نکالکر اوسکو محروم الارث کر دینا نہ شرعاً جائز ہے نہ عقلاً حق تعالی فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی

مرزا صاحب نے اس فرضی قرابت کو توڑنے پر تو خوف الہی یاد دلایا اور خود کتنے واقعی رشتے توڑ رہے ہین نہ جنبیت مصاہرت نہ بنیت اور نام کو بھی خوف الہی نہین حالانکہ نسبی رشتہ کسی طرح توٹ نہین سکتا کیا زبان سے کہدینے سے جزئیت باطل ہوجائیگی اگر ایسا ہی زبان سے کہدینا مفید ہوتا تو متبنی کو حصہ دلایا جاتا حالانکہ حقتعالی صاف فرماتا ہے وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَکُمْ اَبْنَآءَکُمْ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاهِکُمْ عصائے موسی صفحہ ۲۳۲ مین لکھا ہے کہ مرزا صاحب اپنی اہلیہ ثانیہ کی خاطر شرعی وارثون کو محروم الارث کرنیکے لئے جائداد کو اوس کے پاس رہن کر دیا اور ایسا ہی پہلی اولاد دپسرون کو بلا دلیل شرعی عاق کر دیا بی بی کی خاطر اور نفسانی خواہش سے قرآن کی مخالفت کرنا خداپرستی سے کس قدر دور ہے دیکھئے حق تعالی فرماتا ہے لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ یعنے مان باپ کے ترکہ مین لڑکون کا ایک بڑا حصہ ہے اور مرزا صاحب فرماتے ہین میرا لڑکا میری میراث سے ایک پیسہ اور ایک دانہ نہین پا سکتا۔ اس پر انہ سری مین مرزا صاحب

کو یہ کیونکر گوارا ہوا کہ اگر اپنی دلہن نہ آئے تو اپنا لڑکا بھی ہر قسم کے عیش و عشرت سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا جائے۔ بی بی سے دائمی مفارقت ہو۔ ماں باپ اور اولاد مین تفرقہ عظیم پڑے۔ کہانے کو ایک دانہ نہ ملے۔ خانہ بربادی ہو۔ کیا اولیاء اللہ قوائے شہوانیہ اور غضبانیہ کے ایسے مطیع ہوا کرتے ہین۔ پہر ہی بہو کی طرف سے اونکی والدہ کو مصیبت خیز خط لکھوایا کہ اگر تم اپنے بھائی کو نہ سمجھاؤ گے تو مجھپر طلاق ہو گی اور ہزار طرح کی رسوائی ہو گی اور اس خط پر مرزا صاحب نے یہ لکھا کہ اگر نکاح رک نہین سکتا تو پہر بلا توقف اپنی لڑکی کے لئے کوئی قادیان سے آدمی بھیجدو تاکہ اوسکو لیجائے۔

غرض کہ اس معاملہ مین ضرورت سے زیادہ تدبیرین کیگئین احتمال مطلب براری پر خود نے متعدد خطوط لکھے اورون سے لکھوائے خوشامدین کین مسجدون مین دعائین کرائین خود خدا کی طرف سے اپنا ذاتی سنا ہوا پیام پہونچایا کہ اوس لڑکی کا نکاح اپنے ہی سے ہو گا اور اگر نہو گا تو خاندان تباہ ہو جائیگا اور یہانتک عاجزی کی کہ اگر یہ نکاح نہ ہو تو مین ذلیل ہونگا میرا منہ کالا ہو گا عیسائی ہنسین گے ہندو خوش ہونگے اور یہ بھی دھمکی دی کہ اللہ و رسول کے دین کی ذلت ہو گی وغیر ذالک مگر کوئی تدبیر مفید نہوئی اور آخر اوس لڑکی کا نکاح مرزا سلطان محمد صاحب کے ساتھ ہو ہی گیا جسکو تیرا چودا سال کا عرصہ ہوتا ہے اور وہ ابتک صحیح و سالم موجود ہین چنانچہ الہامات مرزا مین لکھا ہے کہ وہ مرزا کے سینہ پر مونگ دلتا ہوا زندہ ہے اور اسی طرح اپنی مخالفت پر جما ہوا ہے ذات شریف پر تبرائی اور صلواتین سناتا ہے۔

اس کارروائی مین مریدون پر عجیب مصیبت ہوگی پیر کی نسبت تو یہ خیال کرہی نہین سکتے کہ بشارت الہی اور سلسلہ جنبانی کی خبر خدائے تعالی کی طرف سے جھوٹ دی تھی مرزا صاحب تو اس جھوٹ سے بری ہوگئے مگر اسکے ساتھ ضمنی ایتغا کی طرف ذہن منتقل ہوا ہوگا کہ اسکے کیا معنی کہ بشارت بھی دی اور طرف ثانی پر حکم بھی بھیجدیا اور اعلان شائع کرنے کی اجازت بھی ہوگئی جس سے تمام عیسائی ہندو مسلمان ہمہ تن گوش ہوگئے کہ اب مبارکباد کے نعرے قادیان مین بلند ہوتے ہین مگر وہان کیا تھا صدائے برنخواست کا مضمون صادق آگیا اور طرفہ یہ کہ صرف سعی سے بڑے بڑے کام نکل آتے ہین یہان سعی بلیغ سے بھی کچھ کام نہ نکلا اور وہ بشارت اور حکم بیکار سے گئے عجیب گونگو بات ہے خدا اگر بشارت اور حکم نہ دیتا تو مرزا صاحب کو اتنی پریشانی اٹھانی نہ پڑتی اور نہ اسقدر رسوائی ہوتی اعلی درجہ کے مرید تو آخر کچھ بات بنا ہی لیتے ہونگے مگر ضعیف الایمان لوگونکی تو مٹی خراب ہوگئی معلوم نہین خدا تعالی کی اخبار مین کیسی کیسی بدگمانیون کا موقع انکو ملگیا ہوگا۔ اور قرآن سے ایمان کس طرح ہٹ گیا ہوگا۔

مرزا صاحب فرماتے ہین کہ مرزا سلطان بیگ الہامی مدت مین اسوجہ سے نہین مرا کہ اور پیشگوئی کے بعض الہامات جو پہلے سے شائع ہوچکے تھے انمین یہ شرط تھی کہ توبہ اور خوف کے وقت موت مین تاخیر ڈالدی جائیگی اور اس واقعہ مین بھی ایسا ہی ہوا کہ خوف اور توبہ اور نماز روزہ مین عورتین لگ گئین اور مارے ڈر کے کلیجے کانپ اٹھے پس ضرور تھا کہ اس درجہ کے خوف کے وقت خدا اپنی شرط کے موافق عمل کرتا وہ لوگ احمق کا ذب ظالم ہین جو کہتے ہین کہ داماد کی نسبت

پیش گوئی پوری نہین ہوئی بلکہ وہ بدیہی طور پر حالت موجودہ کے موافق پوری ہوگئی
اور دوسرے پہلو کی انتظار ہے (سراج منیر) مرزا سلطان بیگ کے موت کے انتظار
مین بجائے اڑہائی تین سال کے چودہ پندرہ سال تو گذر گئے اب اگر انتظار ہے تو
صرف موت کا ہے جیسے مرزا صاحب کو اپنی موت کا بھی انتظار ہوگا مگر اس مین
پیشگوئی کی کسی پہلو کو دخل نہین - یہان کلام اسمین ہے کہ بدیہی طور پر یہ پیشگوئی
پوری کیونکر ہوگئی - اس پیشگوئی مین تو مرزا صاحب نے یہ شرط نہین لگائی تھی کہ
سلطان بیگ صاحب توبہ کرینگے تو میعادی موت ٹل جائیگی - البتہ اتہم کی موت
مین یہ شرط تھی مگر یہ دونون واقعے مستقل اور علحدہ ہین جنمین کوئی تعلق نہین -
مرزا صاحب فرماتے ہین جو پہلے الہامات مین شائع ہو چکا ہے وہی کافی ہے یعنے
اتہم والی شرط یہان بھی معتبر ہے - اسکا مطلب یہ ہوا کہ جو پیشگوئی کسی کی موت پر
مرزا صاحب کرتے ہین اگر وہ مدت مقررہ پر نہ مرے تو یہ سمجھا جائے کہ اوس نے
توبہ کرلی ہے - یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب ایسی پیشگوئیون پر جرات کیا کرتے ہین
سنا جاتا تھا کہ کسی منجم نے اعلان دیا تھا کہ مین اپنی زوجہ کی تائید سے جو پیشین گوئی
کرتا ہون وہ کبھی جھوٹ نہین نکلتی اوسکا سر یہ تھا کہ مرد جو کہتا اوسکے خلاف عورت
کہتی مثلاً اگر مرد کہتا کہ آج پانی برسے گا تو عورت کہتی نہین برسے گا - غرض ایک کا
قول ضرور صحیح نکلتا - مرزا صاحب نے ایسی تدبیر نکالی کہ کسی دوسرے کی تائید کی بھی
ضرورت نرہی - ایک پہلو ہمیشہ کے لئے بنا کر تیار کردیا کہ مدت مقررہ گذرتے ہی
کہدیا جائیگا کہ توبہ کی وجہ سے وہ مدت ٹل گئی - خدا کا فضل ہے کہ بمیہ والون کو
اسکی اطلاع نہ ہوئی ورنہ وہ بھی یہ کہنے پر مستعد ہو جاتے کہ گناہون کی وجہ سے میعادی

مدت سے پہلے مرا جو سچا سے خودکشی ہے اسلئے اوسکے ورثہ کو اب کوئی رقم دینے کی ضرورت نہیں مرزا صاحب کی جرات اور دہٹائی لطف اٹھانیکے قابل ہے کہ جس پیشگوئی کے نسبت خود فرماتے ہین کہ دس لاکھ آدمی سے زیادہ ہوگا جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکہتا اور ہزاروں پادری منتظر ہین کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو ہزارہا مسلمان مساجد مین نماز کے بعد بصدق دل دعا کرتے ہین ایسی عظیم الشان پیشگوئی کی مدت معینہ گذر جانیکے بعد فرماتے ہین کہ وہ بدیہی طور پر پوری ہوگئی اسلئے کہ اتھم کے جیسا انہون نے بھی توبہ کرلی اسلئے نہ مرے - دس لاکھ آدمیون کے مقابلہ مین ایسی بات کہنی معمولی غیرت وحیا والے کا کام نہین - کاش مرزا صاحب الہام کے وقت ملہم سے پوچھ لیتے کہ حضرت اگر اتھم والے الہام کے بعد جیسی رسوائی ہوئی اور بجائے اسکے کہ تصدیق کرنیوالون مین ترقی ہو بہت سے مرید مرتد ہوگئے اگر اس پیشگوئی مین بھی وہی بات ہے تو مین اس الہام سے معافی چاہتا ہون کسی میرے دشمن پر یہ الہام فرمایا جائے تا کہ اسکی رسوائی دیکھکر مین خوش ہون -

یہان یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ ڈہائی سال کی مدت پیشگوئی مین کس لحاظ سے رکھی گئی اگر واقع مین اونکی عمر اتنی ہی باقی تھی جسکو کشف سے مرزا صاحب نے معلوم کیا تھا تو یقیناً کشف کی غلطی ثابت ہوگئی اور توبہ اوسمین کچھ مفید نہین اسلئے کہ حق تعالی فرماتا ہے اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ اور اگر مرزا صاحب نے اپنی طرف سے مقرر کی تھی تا معلوم ہو کہ لوگون کی موت وحیات مین اونکو دخل ہے تو ڈہائی سال کی کیا ضرورت تھی کہدیتے کہ اوہر کلمہ نکلا اودہر وہ مرگیا - اور اگر خدا ہی نے خبر دی تھی تو اونکے خدا کی بے علمی اوس سے ثابت ہوتی ہے

جب معجزہ اپنے نبی کا دکھانا منظور تھا تو مفصل خبر دیتا کہ اگر وہ توبہ نہ کرے تو ڈھائی سال
مین مریگا اور کرے تو دس یا بیس سال مین افسوس ہے مرزا صاحب نے ساتھ اپنے
خدا کو بھی بدنام کر رہے ہین ۔ خاص طور پر غور کرنیکا یہان یہ مقام ہے کہ مرزا صاحب نے
جو کھلے الفاظ مین کہدیا کہ ہمین خدا کی قسم ہے کہ مین اس بات مین سچا ہون کہ خدا نے
مجھ سے فرمایا کہ مرزا احمد بیگ کی دختر سے میرا نکاح ہوگا ۔ اور اگر دوسرے کے ساتھ
نکاح ہو تو اڑھائی سال تک شوہر اور تین سال تک اسکا والد فوت ہو جائیگا ۔
پھر نہ مرزا صاحب سے اوس لڑکی کا نکاح ہوا نہ اوس مدت معینہ مین دونون کا انتقال ہوا
اب اس سے کیا سمجھا جاوے کیا فی الحقیقت خدا نے اونکو یہ خبر دی ہوگی یا وہ مرزا صاحب
کی تراشی ہوئی ہین ۔ جب ہم خدائے تعالی کی شان پر اور مرزا صاحب کی کارروائیون
پر نظر ڈالتے ہین تو مقابلہ اسکے کہ خدائے تعالی پر جھوٹ اور بدعملی اور عجز کا الزام
لگایا جاوے مرزا صاحب کی جانب صرف جھوٹ کا الزام لگانے مین کوئی ہرج نہین
دیکھیئے خصوصاً اسوجہ سے کہ انہون نے عقلی معجزات کا ایک نیا مد قائم کیا ہے اس سے
یہ امر بھی مبرہن ہو گیا کہ مرزا صاحب نے عقلی معجزات مین جھوٹ سے بھی مدد لی ہے
اور صرف جھوٹ ہی ہوتی تو چندان مضایقہ نتھا غضب یہ ہے کہ جھوٹ کو قسم سے
موکد بھی کرتے ہین جس سے سیدہے سادے مسلمان دھوکا کھا کر یقین کر لین کہ وہ خبر
بالکل صحیح ہے ۔ جبتک مدت مذکورہ منقضی نہین ہوئی تھی ہر شخص کا خیال تھا کہ جب
ایسے معزز شخص جو ظاہراً مقدس بھی ہین قسم کہا کر کہتے ہین کہ خدا نے وہ مدت ٹھیرائی
ہے تو ممکن بلکہ ضرور ہے کہ ایسا ہی ہوگا اور کسی کو مجال نتھا کہ چون وچرا کرے کیونکہ
خدا کے معاملہ مین کون دخل دیسکتا ہے یہانتک کہ ہندو یا دہری وغیرہ ساکت بلکہ

اس فکر مین تھی کہ یہ پیشگوئی پوری ہوجاوے تو اسکا کیا جواب ہوگا غرض کہ ہزارون آدمی تین سال تک سخت فکر مین حیران و پریشان رہے اور مرزا صاحب اس مدت مین خوش سمجھے کہ تین برس تک تو عیسویت بغیر کھٹکے کے چل جائیگی اوسکے بعد اگر زندگی باقی ہے تو کوئی بات بنا لیجائیگی اور بیوقوفون کو دھوکا دینا کون بڑی بات ہے چنانچہ ایسا ہی کیا کہ مدت گذرتے ہی فرمادیا کہ بہائیوان لوگون نے توبہ کرلی اس لئے بچگئے خوش اعتقادون نے یہ سنکر پھر دھوکا کھایا اور کسی نے اوسکو نہ سمجھا ورنہ دریافت کرلیتے کہ حضرت خدا نے آپکے ذریعے سے حکم بھیجا تھا کہ اگر وہ آپ کے ساتھ نکاح نہ کردین تو تین سال مین اونکو سزائے موت ہوگی اور انھون نے تین سال تک خدا کے حکم کو نہ مانا یہانتک کہ مدت بھی گذرگئی اور اوسکے بعد ابتک اپنی نافرمانی پر اڑے ہوئے ہین کہ مرزا صاحب کے خدا کی بات تو ہرگز نہ مانینگے پھر انھون نے توبہ ہی کیا کی اگر توبہ کرتے تو نکاح سابق کو فسخ کرکے اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہوتے اور آپ کے ساتھ نکاح کردیتے۔

جسطرح مرزا صاحب نے اس موقع مین قسم کھائی عیسی علیہ السلام کی موت کے باب مین بھی لکھا ہے کہ مین قسم کھاکر کہتا ہون کہ خدا نے مجھے یہ کہدیا ہے کہ عیسی مرگئے۔

اس قسم کے معاملات مین مرزا صاحب کی قسمون کا حال پورے طور پر کہلتا نتھا مگر خدا کی قدرت ایک معاملہ ایسا درپیش ہوگیا کہ مجبوری اونکو ایسے امر مین قسم کھانے کی ضرورت ہوئی کہ جس سے تمام قسمون کی حقیقت کھل جاوے سوچا تو یہ تھا کہ یہ قسم کچھ کام کرجائیگی اور لوگ اوسکا اعتبار کرکے نکاح کردینگے مگر معاملہ ہی دگرگون ہوگیا کہ وہی قسم وبال جان ہوگئی اور کل قسمونکا حال اوس نے کھول دیا۔

ہر دین مین قسم ایک بھاری چیز سمجھی جاتی ہے کہ کوئی جاہل بھی جھوٹ قسم کہانے پر جرات نہین کرتا اور اوسکو گناہ کبیرہ سمجھتا ہے اور ہمارے دین مین تو اسپر سخت وعیدین وارد ہین مگر مرزا صاحب نے اونکی کچھ پروا نہ کی۔ اب اہل انصاف سمجھ سکتے ہین کہ جب مرزا صاحب کی قسمون کا یہ حال ہو تو اون کے تمام دعوون کا کیا حال ہوگا۔

عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حلف علے یمین مصبورۃ کاذبا فلیتبوأ مقعدہ من النار اخرجہ ابوداؤد الیمین المصبورۃ ہی اللازمۃ لصاحبہا جہۃ الحکم کذا فی تیسیر الوصول یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جھوٹی قسم کہاوے تو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بنالے۔

باوجودیکہ مرزا صاحب نبوت کا دعوی کرتے ہین مگر قواے نفسانیہ کی اصلاح اونکی ابتک نہوئی۔ دیکھیئے اپنے نکاح کے واسطے کتنے لوگون سے قطع رحمی انہون نے کی حالانکہ اس بات مین یہ حدیثین وارد ہین عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرحم شجنۃ من الرحمن فقال اللہ من وصلک وصلتہ ومن قطعک قطعتہ متفق علیہ کذا فی المشکوۃ وعن جبیر ابن مطعم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ قاطع رحم متفق علیہ کذا فی المشکوۃ یعنے جو شخص قطع رحمی کرے وہ جنت مین داخل نہوگا اور خداے تعالی سے تعلقات اوس کے قطع ہو جائینگے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر مرزا صاحب کو کوئی تعلق حق تعالی سے تھا بھی تو اس کارروائی سے قطع ہوگیا۔ اور یہ حدیث بآواز بلند کہ رہی ہے کہ نبوت تو کیا اونکو ولایت بھی نہین بلکہ جنت سے رد کردیئے گئے۔

مرزا صاحب نے غصہ سے اپنی اولاد کو جو محروم الارث کردیا اسمین

سراسر خدائے تعالی کے کلام کی مخالفت کی حق تعالی فرماتا ہے یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِیۡ
اَوۡلَادِکُمۡ لِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ وقولہ تعالی لِلرِّجَالِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا تَرَکَ
الۡوَالِدٰنِ دیکھیے حق تعالی اولاد کا حصہ مقرر کرکے بلفظ وصیت ارشاد فرماتا ہے
کہ حصہ ہر حصہ دار کا دیا کرو مگر مرزا صاحب نے شاید یہ سمجھا کہ یوصیکم اللہ کا خطاب
مسلمانون کی طرف ہے اور خود مسلمان تو ہین ہی نہین اس لئے اس خطاب سے خارج
ہین کیونکہ نبوت کی طرف ترقی کر گئے ہین۔ مگر یہ خیال ایک جہت سے صحیح نہین اسلئے
کہ جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا دعوی ہے تو اس خطاب مین
بھی شریک ہونا چاہئے۔ مرزا صاحب کے سمدھین کے بہائی صاحب نے حدیث شریف
البغض للہ پر عمل کرکے مرزا صاحب کو لڑکی نہین دی حالانکہ شرعاً انکو اسکی ضرورت
نتھی۔ اسکا مواخذہ مرزا صاحب نے اپنے بہو بیٹے سمدھن اور سمدھی سے ایسے
طور پر کیا کہ ایکے عمر بہر کے لئے کافی ہے اور خدا تعالی کے اس ارشاد وَلَا تَزِرُ
وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی کی کچھ پروا نہ کی اب اہل انصاف غور کریں کہ کلام الہی
کی اونکے نزدیک کچھ بھی وقعت ہے۔

جب مقتدائے قوم نے یہ طریقہ اختیار کیا تو امتیون کا کیا حال ہوا اونکے
استدلال کے لئے کافی ہے کہ ہمارے نبی غصہ کی وجہ سے قرآن کو چھوڑ دیا کرتے ہین
اب یہ کون پوچھتا ہے کہ مرزا صاحب کا غصہ بجا تھا یا بیجا جسکی وجہ سے قرآن چھوڑ
دیا گیا۔ اور ظاہرا تو بیجا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اپنے نکاح کی وجہ سے فرزند محروم الارث
کردئے گئے جس سے بڑی دلیل اونکی امت کو یہ ملگئی کہ بیجا بات پر بھی غصہ آجائے
تو قرآن ترک کردینا اور نیز قوائے شہوانیہ کے غلبہ سے مرتکب گناہ کبیرہ یعنے

قطع رحمی وغیرہ ہونا ایک مسنون طریقہ ہے جسپر اونکے نبی کا عمل ہے جب قرآن کا یہ حال ہو کہ غلبۂ قوائے شہوانیہ وغضبانیہ سے متروک العمل ہو جائے تو حدیث کو کون پوچھے اوسکی تو پہلے ہی سے مرزا صاحب نے توہین کر دی ہے۔

اب دیکھئے اس الہام سے کتنے امور مستفاد ہین۔ جھوٹ۔ خدا پر افترا۔ قطع رحمی۔ ظلم کو قسم کے ساتھ موکد کرنا جھوٹی قسم کہانی۔ الہام بنا لینا۔ بے گناہ سے مواخذہ۔ طلاق بدعی کا حکم۔ وارث کو محروم الارث کر دینا وغیرہ۔ جب ایک پیشین گوئی مین اتنی کارروائیان ہون تو سمجھ سکتے ہین کہ کل کا کیا حال ہوگا۔ اور اپنی غرض کیلئے خدا کی طرف سے جھوٹا پیام پہونچانے مین تو اونکا رسول اللہ ہونا کس قدر بدیہی البطلان ہے۔

مرزا صاحب نے ایک پیشین گوئی مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور ملا محمد بخش صاحب مالک اخبار جعفر زٹلی اور مولوی ابوالحسن صاحب تبتی کی نسبت بھی کی تھی اونکی عبارتین بالاختصار الہامات مرزا سے نقل کیجاتی ہین

فرماتے ہین کہ مینے دعا کی ہے کہ الہی اگر مین تیری نظر مین ایسا ہی ذلیل اور جھوٹا اور مفتری ہون جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے مجھکو کذاب اور دجال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اوس نے اور محمد بخش جعفر زٹلی و ابوالحسن تبتی نے اشتہار مین میرے ذلیل کرنے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا تو مجھپر تیرہ ماہ کے اندر یعنے ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء تک ذلت کی مار وارد کر ورنہ اونکو ذلت کی مار سے دنیا مین رسوا اور تباہ کر اور ضربت علیہم الذلۃ کا مصداق کر انتہی۔

اور لکھتے ہین یہ دعا کے بعد اسکے جواب مین الہام ہوا کہ ظالم کو ذلیل اور

رسوا کریگا اور وہ اپنے ہاتھ کاٹے گا اور خدا انپر عذاب کرے گا اور اللہ کی
مار لوگون کی مار سے سخت ہے - یہ فیصلہ چونکہ الہام کی بنا پر ہے اس لئے حق
کے طالبون کے لئے کہلا کہلا نشان ہوکر ہدایت کی راہ اون پر کہولے گا -
اب آسانی سے یہ مقدمہ مباہلہ کے رنگ مین آگیا خدائے تعالی سچون کو فتح بخشے انتھے

ماحصل اس پیشین گوئی کا یہی ہوا کہ اون تینون صاحبون پر ایسی مار خدا کی
پڑیگی جس سے پورے طور پر وہ تباہ ہو جاینگے اور رسوائی کا اور ذلت کا تو کچھ ٹھکانا
ہی نہین اور یہی قطعی فیصلہ منجانب اللہ ہوگا جسکو کہلے طور پر سب معلوم کرلینگے
اور جہوٹے ظالم ممتاز ہو جاینگے -

پہر مرزا صاحب نے اپنے مریدون کو تاکید کی کہ دیکہو مین نصیحت کرتا ہون
مخالفین جو کچھ کہین تم صبر کرو جو عدالت کے سامنے کہڑے ہوکر بطور گستاخی اونکا
جرم کرتا ہے اوسکا جرم بہت سخت ہوتا ہے مین تمہین کہتا ہون کہ خدائے تعالی
کی عدالت کی توہین سے ڈرو اور نرمی اور تواضع اور تقوی اختیار کرو انتہی
غرض تیرا مہینے تک مرزا صاحب اپنے مریدون کو لیکر عدالت الہی مین مودب کہڑے
رہے - پہلے تو مرزا صاحب کی دعا جو بقول اونکے رد ہوتی ہی نہین اوس پر
خدائے تعالی کا تسکین بخش جواب الہامی جسکا مطلب یہ کہ مخالفین پر خدائی مار
اور سخت عذاب ہوگا اور وہ رسوا ہونگے - پہر یہ مقدمہ مباہلہ کے رنگ مین بھی
آگیا جس سے جہوٹون کی جماعت ضرور تباہ ہوتی ہے پہر تیرا مہینے تک مریدون کے
جم غفیر یعنے ہزارون آدمی کے ساتھ عدالت الہی مین کہڑا رہنا جو بالطبع باعث
رحم ہے باوجود ان تمام اسباب کے قطعی تو کیا ظنی فیصلہ بھی نہ ہوا بلکہ مقدمہ ہی

خارج ہو گیا کیونکہ جو حالت قبل مرافعہ تھی اب بھی رہی ہے حالانکہ پیشین گوئی
یہ بھی کہ چھوٹا ممتاز ہو جائیگا یعنے مخالفین سزایاب ہونگے۔ مگر مرزا صاحب کہتے ہیں
کہ مولوی محمد حسین صاحب کو کئی ذلتیں ہوئیں اس سے ظاہر ہے کہ پیشین گوئی کا
وقوع بھی ہو گیا۔

ایک ذلت یہ ہوئی کہ اوسکی تکفیر پر علمانے فتوی دیا۔ مگر الہامات مرزا
مین لکھا ہے بعد مشورہ حاشیہ نشینان مرزا صاحب نے یہ تجویز قرار دی کہ ایک آدمی
ناواقف علما سے یہ فتوی حاصل کرے کہ حضرت مہدی کے منکر کا کیا حکم ہے چنانچہ
وہ شخص بڑی ہوشیاری یا مکاری سے علما کے پاس پہنچا اور ہر ایک کے سامنے
مرزا کی مذمت کرتا اور یہ ظاہر کرتا کہ مین افریقیہ سے آیا ہون کادیانی کے مرید وہان
بھی ہو گئے ہین اونکی ہدایت کے لئے علما کا فتوی ضروری ہے اوسپر علمانے جو
مناسب تھا لکھا پس مرزا جی نے جھٹ اسے شائع کر دیا اور بجاے اپنے پر لگانیکے
مولوی محمد حسین صاحب پر لگا دیا کہ اس نے بھی اشاعۃ السنہ کے کسی پرچہ مین مہدی موعود
سے انکار کیا ہے پس جس طرح اس نے مجہپر فتوی لگوایا تھا اوسی طرح اوس پر لگایا۔
میری پیشگوئی کا صرف اتنا ہی مفہوم تھا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ اس تکفیر مین مرزا صاحب
بھی شریک ہین گویا اس مسئلہ کے موجد وہی ہین اونکا قول ہے کہ سواے مسیح موعود کے
مہدی کوئی دوسرا شخص نہین اس سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب ہی فقط اس ذلت
کے مصداق نہین بلکہ اوس مین مرزا صاحب ہی نے بڑا حصہ لیا ہے کیونکہ فتوی کے
وقت مرزا صاحب ہی علما کے پیش نظر تھے اور مولوی صاحب کا تو نام بھی نہ تھا
اور دوسری ذلت مرزا صاحب کی یہ ہوئی کہ مکاری سے کام لیا گیا جس سے عموماً

آدمی ذلیل سمجھا جاتا ہے غرض اس تکفیر کی ذلت مین مرزا صاحب شریک اکبر ہین بلکہ
اگر غور سے دیکھا جاوے تو ظاہر ہے کہ جب تکفیر کے وقت مرزا صاحب کے نام کی تصریح
کی گئی تھی تو مرزا صاحب مع جمیع اوصاف علما کے پیش نظر ہو گئے تھے اس لئے
علما کی نیت کے مطابق یہ تکفیر مرزا صاحب ہی کی تھی جس طرح ملک ملک مین
متعدد اونکی تکفیر کے فتوی لکھے گئے۔ الغرض اس موقع مین تو مولوی صاحب کی کوئی ذلت
نہ ہوئی بلکہ مرزا صاحب ہی کی ذلت ہوئی۔

مرزا صاحب مولوی صاحب کی ایک ذلت یہ بیان کرتے ہین کہ اوسکو
زمین ملی زمیندار ہو گیا یہ ذلت ہے دیکھو اشتہار ۱۷ نومبر ۱۸۹۹ء۔ معلوم نہین
مرزا صاحب نے یہ بات کس خیال مین لکھدی زمینداری تو ایک معزز اور ممتاز
بنانیوالی چیز تھی جس سے خود مرزا صاحب کو افتخار و عزت و امتیاز حاصل ہے چنانچہ
وہ حدیث جسمین یہ ذکر ہے کہ ایک شخص حارث اہل بیت کی تائید کریگا نقل کر کے
ازالۃ الاوہام مین صفحہ ۹۲ لکھتے ہین کہ مین حارث ہون باعتبار آبا و اجداد کے پیشہ کے افواہ عام
مین یا اوس گورنمنٹ کی نظر مین حارث یعنے ایک زمیندار کہلائیگا پھر آگے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ کیون حارث کہلائیگا اسوجہ سے کہ وہ حراث ہو گا یعنے
ممیز زمینداروں مین سے ہو گا اور کھیتی کرنیوالون مین سے ایک معزز خاندان کا آدمی
شمار کیا جائیگا انتہی۔ اس سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب کی عزت اور امتیاز اور بڑھ گیا
عصائے موسی مین لکھا ہے کہ پیشتر مرزا صاحب مولوی صاحب کو زمین کا نہ ملنا باعث
ذلت تبلاتے تھے یہان یہ خیال نہ کیا جاوے کہ مرزا صاحب کو حافظہ نے یاری نہ دی
اسلئے کہین انہون نے زمینداری کو باعث فخر بنایا اور کہین باعث ذلت۔ وہ یاد خوب

رکھتے ہین مگر حسب موقع بات بنالیا کرتے ہین دیکھ لیجئے لکھ چکے ہین کہ عیسی علیہ السلام
اپنے وطن گلیل مین جاکر مرے پھر جب کشمیر مین کوئی پرانی قبر نظر آگئی تو کہدیا کہ عیسیٰ یہین
آکر مرے - اور جہان اعتقاد بڑہانے کی ضرورت ہوتی تو جھوٹ کی اسقدر توہین
کی کہ اوسکو ترک قرار دیا اور جہان جھوٹ کی ضرورت ہوئی تو نہایت صفائی سے
کہدیا کہ خدا نے مجھے ایسا کہا ہے اور خود کو بلکہ خدا کو جھوٹا ثابت کیا - غرض کہ
مرزا صاحب کی تقریر ازالۃ الاوہام سے ظاہر ہے کہ زمینداری نہایت ممیز اور باعث
عزت ہے - پھر جب یہ عزت مولوی صاحب کو ملی تو بحسب پیشگوئی مذکورہ مرزا صاحب
کی ذلت ہوگئی اور یہی کہلی نشانی مولوی صاحب کی صداقت کی ہے جسکو مرزا صاحب
نے بھی دیکھ لی - مرزا صاحب ایک ذلت اونکی یہ بھی لکھتے ہین کہ صاحب ڈپٹی کمشنر
نے اوس سے عہد لے لیا کہ آئندہ کو مجھے دجال کادیانی کافر وغیرہ نہ کہیگا جس سے
اوسکی تمام کوشش مجھکو برا کہنے اور کہلانے کی خاک مین مل گئی اور اوس نے اپنے فتوی کو
منسوخ کر دیا یعنے اب وہ میرے حق مین کفر کا فتوی نہ دیگا انتہی -

الہامات مرزا مین فیصلہ مطبوعہ سے مرزا صاحب کا یہ اقرار نقل کیا ہے
کہ مین مولوی ابو سعید کی نسبت کوئی لفظ مثل دجال کافر کاذب بطالوی نہین لکھونگا
انتہی ان دونون اقرارنامون مین کسی کا پلہ بھاری نہین معلوم ہوتا کادیانی کا معاذ اللہ
بطالوی ہوگیا اور باقی الفاظ برابر برابر رہے اسمین فقط مولوی صاحب کی ذلت ہوئی
الہامات مرزا مین لکھا ہے کہ ابھی تک مرزا کہے جاتے ہین کہ اس مقدمہ سے مولوی
محمد حسین کی ذلت ہوئی کہ اوسکا فتوی کفر منسوخ ہوگیا - یہ بھی غلط ہے فتوی منسوخ
نہین ہوا صرف مباحثہ مین ایسے الفاظ دجال کافر وغیرہ بولنے سے دونون فریق کو

روکا گیا چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب اشاعۃ السنہ مین لکھتے ہین کہ مرزا نے اپنے اشتہار مین مضمون غلط اور خلاف واقع مشتہر کیا ہے کہ ابوسعید محمد حسین نے اس اقرار نامہ پر دستخط کرکے اپنے فتوی کو منسوخ کیا ہے مرزا نے اس بیان مین مجھ اور مجسٹریٹ ضلع پر افترا کیا اور پبلک کو دہوکا دیا خاکسار بشمول تمام مسلمانون کے جو مذہب باطل مرزا کے مخالف ہین مرزا کو اوسکے عقائد باطلہ مخالف اسلام کے سبب سے ویسا ہی گمراہ جانتا ہے جیسا کہ اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے سے پہلے جانتا تھا اور اوسکے حق مین وہی فتوی دیتا ہے جسکو جلد (۱۳) اشاعۃ السنہ مین مشتہر کر چکا ہے انتہی۔

مولوی صاحب کس جرأت کے ساتھ مرزا صاحب کی تکفیر پر مقرر ہین اور اونکی غلط بیانی شائع کر رہے ہین اگر فتوی اقرار نامہ سے منسوخ ہوجاتا تو اس تحریر کے شائع کرنے پر کبھی جرات نہ کرسکتے۔ سمجھدار کیلئے صرف یہی ایک مقدمہ مرزا صاحب سے انکار پیدا کرنیکے لئے کافی ہے۔ کیا مسیح موعود کی یہ صفت ہو سکتی ہے کہ غلط بیانیان کرکے پبلک کو دہوکہ دے۔

مرزا صاحب ایک ذلت مولوی صاحب کی یہ لکھتے ہین کہ اونسنے میرے ایک الہام پر اعتراض کیا کہ عجبت کا صلہ لام نہین آتا۔ یعنے عجبت لہ کلام صحیح نہین حالانکہ فصحا کے کلام مین لام آتا ہے اس سے اوسکی علمی بےعزتی ہوئی۔

مولوی صاحب اسکا جواب دیتے ہین کہ مین نے اتنا ہی کہا تھا کہ قرآن مین عجبت کا صلہ من آیا ہے قالوا اتعجبین من امر اللہ اسکے بعد مولوی صاحب نے مرزا صاحب کی غلطیون کی ایک طویل فہرست اشاعۃ السنہ مین چھاپ دیا جسکا جواب

ابتک مرزا صاحب سے نہو سکا جیسا کہ الہامات مرزا و عصائے موسی میں لکھا ہے
قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی غلطیاں بہت ہونگی کیونکہ مرزا صاحب نے اتھم والے
الہام مین لکھا ہے فی ست ستتہ جب تمیز کا یہ حال ہو تو اور غلطیاں بیشک بہت
ہوی ہونگی اگر اوس فہرست میں سو غلطیاں ہونگی تو مرزا صاحب کی ذات اور معزز
مولوی صاحب سے سو چند زیادہ ہوی غرض یہاں بھی مرزا صاحب ہی کی ذلت
کا نمبر بڑھا رہا۔

الہامات مرزا مین مرزا صاحب کے اقرار نامہ کے اور فقرات بھی
نقل کئے ہین جنمین سے ایک یہ ہے کہ مین خدا کے پاس اپیل (فریاد در خواست
کرنے سے بھی اجتناب کرونگا۔ پھر اسکی تعمیل بھی مرزا صاحب کی دیباچہ اشتہار
۵ نومبر ۹۹ء مین لکھتے ہین مجھے بارہا خدائے تعالی نے مخاطب کرکے فرمایا ہے
کہ جب تو دعا کرے تو مین تیری سنونگا سو مین نوح نبی کی طرح دونوں ہاتھ پھیلاتا ہون
اور کہتا ہون انی مغلوب مگر بغیر فانتصر کے مین اسوقت کسی شخص کے ظلم اور جور کا
جناب الہی مین اپیل نہین کرتا انتہی گورنمنٹ کسی ذلیل سے ذلیل شخص کو بھی دعا
کرنے سے نہین روکتی مگر مرزا صاحب کے اقرار اور عمل سے ظاہر ہے کہ وہ کوئی بات
خدائے تعالی سے تنہائی مین بھی نہین کہہ سکتی کیونکہ جب خدا نے بارہا اون سے
کہدیا کہ جب تو دعا کرے تو مین تیری سنونگا۔ اگر تنہائی مین وہ فانتصر یعنے میری مدد
کر کہدیتے تو فوراً مدد ہوجاتی کیونکہ خدائے تعالی کا وعدہ جھوٹا کبھی نہین ہوسکتا
اور چونکہ ابتک مدد نہوی تو اس سے معلوم ہوا کہ تخلیہ مین بھی دعا نہین کرسکتے
اب اس سے بڑھکر کیا ذلت ہو کہ مسلمان کفار چوہڑے چمار تک سب خدا سے

مانگتے ہین اور مرزا صاحب مانگ نہین سکتے ۔ اہل انصاف اپنے وجدان سے سمجھ سکتے
ہین کہ کیا خدا ئے تعالی اونکو بار ہا یہ فرمایا ہوگا کہ جب تو دعا کرے تو مین تیری سنونگا
یہ بات اور ہے کہ خدا ئے تعالی سمیع ہے ہر ایک کی بات سنتا ہے جیسے مرزا صاحب
کی سنتا ہے ویسے ہی مولوی صاحب کی بھی سنتا ہے مگر اسمین کوئی خصوصیت نہوئی
حالانکہ وہ تخصیص کے طور پر فرماتے ہین کہ مجھے مخاطب کرکے فرما چکا ہے ۔ اگر یہ تخصیص
بھی اس قسم کی ہے کہ ہر شخص کلام الہی کا مخاطب ہے تو اسمین بھی ہمارا کلام نہین یہ
سمجھا جا یگا کہ وہ صرف جاہون مین اپنی خصوصیت معلوم کرانیکے لئے ایسے موہم الفاظ
لکھا کرتے ہین ۔ کلام اسمین ہو کہ اگر وہ تخصیص صحیح ہے جیسے دوسرے مقامات سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ جب چاہتے ہین خدا سے بات کر لیتے ہین اور خدا اپنے منہ سے
پردہ اٹھا کر اون سے باتین کیا کرتا ہے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ باوجودیکہ وہ مولوی صاحب
کے جانی دشمن ہین چنانچہ مکہ سے اونکی تکفیر کا فتوی حاصل کیا اونکے حق مین بد دعائین
کین کہ تیرا مہینون مین اونکو رسوا کر اور ضربت علیہم الذلۃ کا مصداق کر ۔ پھر کیا وجہ
ہے کہ کئی سال گذر گئے کہ وہ اپنی اصلی حالت پر ہین بلکہ زمینداری ملنے سے تو اور
زیادہ خوش اور معزز ہین ۔ ایسے ہی دلائل سے اشاعۃ السنۃ مین مولوی صاحب نے
اونکو کذاب دجال مفتری لکھا ہوگا جسکی شکایت وہ خدا سے کرکے اونکی ذلت کی
دعا مانگی تھی اور اب تک اوسکا کوئی اثر نہ ہوا بلکہ انصاف سے دیکھا جائے تو تیرہ
مہینے والی بد دعا مرزا صاحب ہی کے حق مین قبول ہوئی ۔

ایک پیشین گوئی یہ ہے جو الہامات مرزا مین لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے
دعا کے طور پر لکھا ہے جسکا ماحصل مطلب یہ ہے کہ اے خدا اگر مین تیری جناب مین

مستجاب الدعوات ہون تو ایسا کر کہ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک یعنے
تین سال ہین میرے لئے کوئی ایسا نشان دکہلا کہ جو انسان کے ہاتھون سے بالاتر ہو۔
گو یہ الفاظ دعا ہین مگر مرزا جی اپنے رسالہ اعجاز احمدی کے صفحہ ۸۹ پر اس دعا کو پیشگوئی
قرار دیتے ہین اور لکھتے ہین کہ یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جسکو سلطان کہتے ہین
جو اپنی قبولیت اور روشنی کی وجہ سے دلون پر قبضہ کر لے۔ اشتہار ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۹ء
پس جو تعریف مرزا جی نے سلطان کی کی ہے وہی مرزا جی کے اوس مطلوبہ
نشان کی ہے جسکے نہونے پہ آپ فیصلہ دیتے ہین کہ اگر تو (اے خدا) تین برس کے
اندر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میری تائید مین اور میری تصدیق مین کوئی نشان نہ دکہلاوے
اور اپنے بندے کو اون لوگون کی طرح رد کر دے جو تیرے نظر مین شریر اور پلید اور
بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور فاسد ہین تو مین تجہے گواہ کرتا ہون
کہ مین اپنے تئین صادق سمجھ لونگا جو میرے پر لگائے جاتے ہین مین نے اپنے لئے
قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری دعا قبول نہو تو مین ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر
اور بیدین اور خائن ہون جیسا کہ مجہے سمجہا گیا صفحہ ۳ انتہی۔

اہل دانش سمجھ سکتے ہین کہ جس پیشین گوئی کیلئے تین سال کی مدت قرار دیگئی
جسکی نشانی یہ قرار دیگئی کہ انسان کے ہاتھون سے بالاتر ہو اور قبولیت اور روشنی
کی وجہ سے دلون پر قبضہ کر لے۔ وہ کیسی ہونی چاہئے کم سے کم اوسمین اتنی بات تو
ضرور ہے کہ مرزا صاحب کی تدابیر کو اوسمین دخل نہو مگر ایسا نہوا بلکہ مرزا صاحب نے
ایسی تدبیر کی کہ موضع مدہ ضلع امرتسر مین اونکے مریدون نے بلوہ کر دیا جس سے
سنیون کو مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب کو مناظرہ کے لئے بلانے کی ضرورت ہوئی

مولوی صاحب وہان پہنچتے ہی مرزا صاحب نے ایک رسالہ اعجاز احمدی جو نصف اردو اور نصف عربی نظم تھا جسمین مولوی صاحب کی ہجو بھی تھی اونکے پاس بہیجکر یہ کہلا کہ اتنی ہی ضخامت کا رسالہ اردو اور عربی نظم پانچ روز مین بنا دین اور اوس نظم کا نام قصیدہ اعجازیہ رکہکر ایک اشتہار بھی اس مضمون کا جاری کیا کہ یہ اشتہار خدائے تعالی کے اوس نشان کے اظہار کے لئے شائع کیا جاتا ہے جو اور نشانون کی طرح ایک پیشگوئی کو پورا کریگا یعنے یہ وہ نشان ہے جسکی بابت وعدہ تھا کہ ڈسمبر ۱۹۰۲ء تک ظہور مین آجائیگا۔ اب مولوی صاحب حیران ہین کہ مرزا صاحب نے کئی سال یا کئی ماہ مین جو قصیدہ اطمینانی حالت مین خود لکھا یا کسی سے لکھوایا ہے اوسکا جواب ایسی حالت مین کہ ہر طرف شور وشغب برپا ہے ایک گانون مین جہان نہ کوئی کتاب علم کی مل سکے نہ اور کسی قسم کی تائید کی امید اس قلیل مدت مین کیونکر لکھا جاوے اوسپر بھی اپنی ذاتی لیاقت کے بہروسہ پر لکھ بھیجا اور اخبار مین شائع کرا دیا کہ آپ پہلے ایک مجلس مین اوس قصیدہ اعجازیہ کو اون غلطیون سے جو مین پیش کرون صاف کردین تو پہر مین آپ سے زانو بزانو بیٹہکر عربی نویسی کرونگا مگر مرزا صاحب نے اوسکا کچھ جواب نہ دیا۔

اگر غور کیا جائے تو مرزا صاحب نے مولوی صاحب سے معجزہ طلب کیا تھا اگر اوس حالت مین حسب فرمایش مرزا صاحب وہ قصیدہ لکھدیتے تو اونکا بھی معجزہ سمجھا جاتا اور اس لحاظ سے مرزا صاحب اور اونکے متبعین کو ضرور ہوتا کہ مولوی صاحب کی بھی نبوت کے قائل ہوجائین کیونکہ معجزہ دکھلانا نبی کا کام ہے چونکہ مولوی صاحب کو نبوت کا دعوی نہین ہے ممکن ہے کہ اسی وجہ سے انہون نے اس سے پہلوتہی

کی ہو پہر اگر قصیدہ سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے تو اسکا کیا ثبوت کہ مرزا صاحب ہی نے
وہ لکھا تھا کیونکہ انہون نے مولوی صاحب کی فرمایش پر اونکے روبرو تو لکھا ہی نہین
اور اگر تسلیم کیا جائے تو اوس سے زیادہ بلیغ و فصیح لکھنے والے شعرا ہندوستان
مین بکثرت موجود ہین اون سب کو اس نبوت مین حصہ ہے حالانکہ نبوت کو شعر گوئی
سے من وجہ منافاۃ ہے اسی وجہ سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی
شعر نہین کہا اور حق تعالی فرماتا ہے اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ وَمَا ھُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ
یعنے قرآن رسول کریم کا قول ہے شاعر کا قول نہین - مرزا صاحب نے اس خیال سے
کہ اگر نبوت کا ثبوت نہ ہو تو افتخار کے لئے شاعری بھی کچھ کم نہین ایک قصیدہ لکھکر اپنے
اتباع کو توجہ دلائی کہ بہر حال مولوی صاحب پر اپنے کو تفوق حاصل ہے مگر یہ کوئی بات
نہین اسلیئے کہ حق تعالی فرماتا ہے اَلشُّعَرَاءُ یَتَّبِعُھُمُ الْغَاوٗنَ یعنے شاعرونکا
اتباع گمراہ کیا کرتے ہین - پہر لطف خاص یہ ہے کہ قصیدہ بھی ایسا کہا کہ غلطیون سے
بہرا ہوا ہے چنانچہ الہامات مرزا مین اوسکے اغلاط با تفصیل مذکور ہین - اگر مرزا صاحب
شروط و قیود بالائی کو اٹہا دین تو اسوقت صدہا اوسکے جواب لکھے جا سکتے ہین -

مولوی محمد یونس خان صاحب رئیس دتاولی نے پیسہ اخبار مین مرزا صاحب
کے نام پر اعلان اسی زمانہ مین دیا تھا جسکا مضمون یہ ہے پیسہ اخبار مطبوعہ ۲۲ ۔
نومبر سنہ ۱۹۰۲ء مین ایک مضمون مرزا صاحب کا دیکہنے مین آیا کہ وہ قصیدہ عربی کے
لکھنے والے کو صرف بیس دن کی مہلت دیتے ہین - پیسہ اخبار مین مضمون شائع کرایا
ہے جو ۱۸ نومبر کا لکھا ہوا ۲۲ ۔ نومبر کو شائع ہوا ناظرین کے پاس بھیجنے کے واسطے
بھی کچھ عرصہ چاہیئے پہر اشعار کا بنانا بھی ایک وقت چاہتا ہے لیجئے وقت ختم اور

مرزا صاحب کے داؤ پیچ کی جیت رہی - معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو بھی اپنے دعاوی کی غلطی کا پورا یقین اور اپنی ہار کا خوف دامنگیر ہوتا ہے اسی واسطے دور از کار شرائط پیش کیا کرتے ہین - قرآن شریف کی جس آیات مین اوس کا مثل طلب کیا گیا ہے - نہ کوئی تاریخ اوسکے واسطے معین کیگئی ہے نہ اشخاص بلکہ چھوٹی صورت لانیکا مطالبہ کیا گیا ہے - مرزا صاحب ایک قلیل مدت کی قید لگاتے ہین - پھر تماشا یہ کہ وہ عربی قصیدہ چہاپ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے اخبار مین شائع تک نہ کیا تاکہ ناظرین کو موقع طبع آزمائی کا ملتا اوسپر یہ فیاضی ہے کہ تمام علمائے ہند کو اذن عام دیا جاتا ہے کہ آپس مین مشورہ کرکے اوسکا جواب لکھین حالانکہ اون لوگون کی نگاہ سے ہنوز قصیدہ بھی نہین گذرا اب مین بذریعہ تحریر ہذا مرزا صاحب سے گذارش کرتا ہون کہ آپ فوراً قصیدہ مذکور میرے نام روانہ فرماوین یا اخبار مین شائع فرماوین اور اپنے اعجاز کے زمانہ کو ذرا سی وسعت بخشین جس دن وہ قصیدہ میرے پاس پہنچے گا اوس سے بیس دن کے اندر انشاء اللہ تعالی اوس سے بہتر جواب آپکی خدمت مین حاضر کیا جائیگا (پیسہ اخبار ۱۴ دسمبر ۱۹۰۲ء) چاہیے تو تھا کہ مرزا صاحب فوراً راقم مضمون کو کتاب مذکور بھیجدیتے مگر جہان تک ہمین معلوم ہے آجتک نہین بھیجی انتہی -

تقریر سابق سے معلوم ہوا کہ تین سال مین ظاہر ہونیوالی قدرتی نشانی جو انسان کے ہاتھون سے بالاتر ہو وہی ایک قصیدہ ہے مگر اول تو وہ انسان کے ہاتھون سے بالاتر نہین کیونکہ خود نے لکھا ہے اور اوس سے بہتر لکھنے کو اور علما بھی مستعد ہین اوسپر غلطیون سے بھرا ہوا - اسکے سوا مرزا صاحب نے پیسہ اخبار

مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۰۲ء مین صاف لفظون مین مشتہر کرایا تھا کہ دس سال سے میرا
دعوی عربی اعجاز نمائی کا ہے۔ جب دس سال سے یہ اعجاز حاصل ہے تو ظاہر ہے
کہ تین سال والے اعلان مین ایک عظیم الشان نشانی کے لئے جو دعا کی گئی تھی اور
یہ کہا گیا تھا کہ اگر وہ نشان نہ دکھلایا جائے تو مین اپنے کو ملعون وغیرہ سمجھونگا۔
تو وہ نشان یہ قصیدہ اعجازیہ نہین ہوسکتا اسلئے کہ اعجاز جو پہلے سے حاصل تھا
اوسکی طلب ممکن نہین کیونکہ تحصیل حاصل محال ہے۔ غرض کہ کسی وجہ سے یہ
قصیدہ تو وہ مطلوبہ نشانی نہین ہوسکتا اور اوسکے سوا کوئی دوسری نشانی بھی
اس مدت مین ظاہر نہوئی اگر ہوتی تو مرزا صاحب خود اوسکا حوالہ دیتے اس سے
معلوم ہوا کہ وہ دعا قبول نہین ہوئی اور اوس سے ثابت ہوا کہ حق تعالی کو منظور
وہی تھا جو مرزا صاحب نے کہا تھا کہ اگر تو کوئی نشانی میری تصدیق مین نہ دکھلائے
تو مین تجھی کو گواہ کرتا ہون کہ مین نے اپنے لئے قطعی فیصلہ کرلیا ہے کہ اگر میری دعا
قبول نہو تو مین ایسا ہی مردود اور ملعون اور بے دین اور خائن ہون جیسا کہ مجھے
سمجھا گیا) ظاہر ہوجائے۔ سبحان اللہ عجیب خدائے تعالی کی قدرت ہے کہ مرزا صاحب
نے جو القاب اورون کے لئے تجویز کئے تھے اونمین سے بڑے بڑے اونکی طرف
کس عمدگی سے رجوع کرگئے پہلے اعلان دلایا گیا جسکی وجہ سے لاکھون آدمی ہمہ تن
چشم و گوش ہوگئے پھر بغیر کسی کے جبر کے خوشی سے اقرار کرایا گیا پھر خدا کی اوسپر
گواہی لکھی گئی صدق اللہ تعالی وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ایسے دین
راسخ الاعتقاد کو کون چیز مانع ہے کہ جن اوصاف و القاب کو مرزا صاحب نے بطوع
و رغبت اپنی شان مین استعمال فرمایا اور [illegible] اپنے کو سمجھنے کا وعدہ خدا تعالے

سے کیا جسکی منظوری بھی ہوگیئی اونکو مرزا صاحب کی شان مین استعمال کرین اور اونکا
مصداق اونکو سمجھین۔

الہامات مرزا مین لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے بذریعہ اشتہار یہ الہام مشتہر
کرایا انہ اوی القریۃ جس سے اصلی مقصود یہ کہ قادیان مین طاعون نہ آئیگا۔ اس کے
بعد رسالہ دافع البلا مین تمام دنیا کے لوگون کو للکارا کہ کوئی ہے کہ وہ بھی ہماری طرح
اپنے اپنے شہر کی بابت کہے انہ اوی القریۃ یعنے یہ گانون طاعون سے محفوظ ہے
اور لکھا کہ طاعون کا یہان آنا کیسا باہر سے طاعون زدہ کوئی آتا ہے تو وہ اچھا ہو
جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اوسکے بعد جب طاعون وہان پہونچا تو اعلان جاری کیا کہ
چونکہ آجکل مرض طاعون ہر ایک جگہ بہت زور سے ہے اگرچہ قادیان مین نسبتہً
آرام ہے لیکن مریدون کا اجتماع قرین مصلحت نہین اسلئے ڈسمبر کی تعطیلون مین
جیسا کہ پہلے اکثر احباب قادیان مین جمع ہوجایا کرتے تھے ابکی دفعہ اس اجتماع کو موقوف
رکھین اور اپنی اپنی جگہ پر خدا سے دعا کرتے رہین کہ وہ اس خطرناک ابتلا سے
اونکو اور اونکے اہل وعیال کو بچادے۔

فقرہ البتہ آرام ہے امین یہ صنعت کیگئی کہ لفظ آرام سے نمایان تو یہی ہے
کہ وہان طاعون نہین ہے جس سے اوس الہام کا صادق ہونا معلوم ہوجاوے مگر
نسبتہً کے لفظ سے نکتہ شناس سمجھ جائین کہ طاعون موجود ہے اسلئے وہان جانیسے
رک جائین۔ پھر جب چوہڑون مین قادیان کے طاعون کی کثرت ہوئی تو فرمایا کہ
الہام انہ اوی القریۃ مین قادیان کا نام ہی نہین۔ اور قریہ قرا سے نکلا ہے جس کے
معنی جمع ہونے اور اکٹھے بیٹھکر کھانیکے ہین یعنے وہ لوگ جو آپسمین مواکلت رکھتے ہین

اسمین ہندو اور چوہڑے بھی داخل نہین (اخبار البدر) مطلب یہ ہوا کہ ہندو اور
چوہڑے ملکر نہین کہاتے حالانکہ لفظ قریہ سے ملکر کہانا سمجھا جاتا ہے اسلئے اونمین طاعون
ہو تو الہام کے مخالف نہین۔ مگر اسکا جواب کیا کہ دافع البلا مطبوعہ ریاض ہند مین
فرماتے ہین کہ خدانے سبقت کرکے قادیان کا نام لے دیا۔ عجیب ملہم ہے کہ ابھی سبقت
کرکے قادیان کا نام لے دیا تھا اور ابھی انکار کرا دیا کہ الہام مین قادیان کا نام ہی
نہین۔ اللہ اللہ کیا سچ ہے خدا کی شان الٰہی کل ہی کا ذکر ہے کہ یون کہا جاتا تھا
اور شور مچایا جاتا تھا کہ قادیان کو اوسکی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اوسکے
رسول کا تختگاہ ہے اور یہ تمام امتون کے لئے نشان ہے (دافع البلا) مگر آج یہ بات
کھلی کہ کادیان کا نام ہی نہین۔ کادیان کے رہنے والون سے ہمنے خود سنا ہے
کہ جس روز مرزانے یہ پیشگوئی کی تو ہم سمجھ گئے تھے کہ خدا اوسکی تکذیب کرنے کو
کادیان مین ضرور طاعون بھیجے گا سو ایسا ہی ہوا اسکے بعد البدر قادیان مین جو
مرزا صاحب کا اخبار ہے لکھا ہے کہ قادیان مین طاعون حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے الہام کے ماتحت اپنا کام برابر کر رہی ہے جس سے ظاہر ہے کہ طاعون
اپنا پورا کام کر رہا ہے اور معتبر شہادتون سے ثابت ہے کہ مارچ اور اپریل ۱۹۰۴ء
کے دو مہینون مین ۳۱۳ آدمی طاعون سے مرے حالانکہ کل آبادی ۲۸۰۰ کی ہے
اور سب لوگ ادہر ادہر بھاگ گئے اور تمام قصبہ ویران سنسان نظر آتا تھا انھی لکھنا
آپ نے دیکھا کہ اس خلاف بیانی کا کوئی حد بھی ہے۔ پہلے تو قادیان رسول کا تختگاہ
ہونے کی وجہ سے طاعون کا مجال نہ تھا کہ اوسمین قدم رکھے بلکہ طاعون زدہ اوسمین
آکر اچھے ہوتے تھے۔ پھر چوہڑون کے مرنے سے وہی قادیان مسلمانون کا نام ٹھہرا

کہ وہ نہین مرینگے مگر اسکی وجہ معلوم نہین ہوئی کہ مریدین وہان آنے سے کیون رکے گئے
مرزا صاحب کا فرض تھا کہ اونکو اوس آرام مین شریک کرتے جو تمام مسلمانون کو تھا
بلکہ ایک اعلان کل مریدون مین جاری کرتے کہ طاعون زدہ مقامون کو چھوڑکر
مع اہل وعیال فوراً اس دارالامان مین چلے آئین پھر جب دو ہی مہینون مین
قریب آٹھوین حصہ کے باشندگان قادیان شکار طاعون ہوگئے تو وہی طاعون
جو وہان قدم نہین رکھ سکتا تھا مرزا صاحب کے ماتحت ہوکر برابر اپنا کام کرنے لگا
اب مرزا صاحب کی یہ حالت ہے کہ بجائے اسکے کہ باہر کے آنیوالے وہان اچھے ہوتے
اپنے حوارئین کو نذر طاعون فرما رہے ہین چنانچہ اخبارات سے ظاہر ہے کہ خاص
اخبار البدر کے اڈیٹر جنہون نے بڑے شد ومد سے لکھا تھا کہ طاعون حضرت مسیح
کے ماتحت ہوکر اپنا کام کر رہی ہے طعمۂ طاعون ہوگئے اور ہنوز اوسکا دورہ
ختم نہین ہوا۔ اس الہام کی جولانی بھی طاعون سے کم نہین قدم بقدم طاعون کے
ہمراہ ہے اگر کوئی دہریہ اس قسم کی بات کہتا تو یہ سمجھا جاتا کہ خدائے تعالے کی
کی توہین کی تدبیر اوس نے نکالی ہے کمال حیرت کا مقام یہ ہے کہ مرزا صاحب
آخر خدا کو مانتے ہین اور جمیع عیوب سے اوسکو منزہ جانتے ہین باوجود اوس کے
ایسے الزام اسپر لگا رہے ہین۔ کیا کوئی مسلمان اس الہام کی صحت کی رائے قائم
کر سکتا ہے کہ خدائے تعالی نے مرزا صاحب سے کہا تھا کہ پورا قادیان طاعون سے
محفوظ رہے گا اور اوسکے بعد یہ کہا کہ نہین صرف مسلمان محفوظ رہین گے پھر ہوا یہ
کہ ہندو مسلمان دونون ہلاک اور گانون تباہ ہوگیا۔ فلاسفہ اسپر کیسے ٹھٹھے کرتے
ہونگے کہ یہ لوگ جسکو خدا سمجھتے ہین اوسکی یہ حالت کہ اتنا بھی اوسکو معلوم نہین کہ

طاعون وہان آئیگا یا نہین اور اتنی بھی اوسکو قدرت نہین کہ اپنی بات سچ کریکو
طاعون سے اوسکی حفاظت نہ کرسکا اور اتنا عاجز کہ ایک چھوٹے سے گانون کو
بچانے کا وعدہ کرکے نہ بچا سکا اور ایسا تلون کہ کہا کچھ اور کیا کچھ اور جسکو رسول
بناکر خود نے بھیجا اوسکو جھوٹا ثابت کرکے سمجھون مین ذلیل وخوار کیا۔ غرض
فلاسفہ کو خدا اور رسولون سے انکار کرنیکے لئے یہی ایک حیلہ بس ہے اور
اسی پر قیاس جا سکتے ہین۔ حالانکہ مرزا صاحب کو فلاسفہ کا آمنا خوف ہے کہ کہتے
ہین اگر عیسی علیہ السلام کا آسمان پر جانا تسلیم کیا جائے تو فلاسفہ ہنسین گے۔
یہان یہ خیال نہین فرمایا کہ فلاسفہ خدا پر ہنسین گے۔ اہل انصاف سمجھ سکتے ہین
کہ مرزا صاحب کو نہ کسی کی ہنسی سے کام ہے نہ دین کی برہمی کی پروا اون کو
صرف اپنی عیسویت سے کام ہے۔

تقریر سابق سے یہ بات ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے کسی بات کے سوجھ
جانے کا نام الہام رکھا ہے دیکھئے جب تک قادیان مین طاعون نتھا تو مضمون
الہام یہ تھا کہ وہ تو تختگاہ رسول ہے طاعون کا کیا مجال کہ وہان قدم رکھے اور
کس وثوق سے کہا گیا کہ کوئی ہے اپنے شہر کی بابت کہے انہ اوی القریہ۔ پھر جب
چوہڑے مرنے لگے تو قریہ قراسے ماخوذ ہونا مضمون الہام ٹھیرا اور یہ بھی اوسی کا
مضمون تھا کہ کہین باہر سے آنیوالے مرنہ جائین اور باعث اشتداد ہون
اسلئے اونکو وہان آنے سے روکدیا پھر جب عموماً ہندو مسلمان مرنے لگے اور
اوس قریہ کی ویرانی کی صورت بندھی تو یہ ہوا کہ طاعون ماتحت الہام ہوکر اپنا
کام کر رہا ہے۔ ادنی تامل سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ اسمین مرزا صاحب کا

کوئی تصور نہین کذب و افترا وغیرہ قبایح اس زمانہ مین ایسے عالمگیر ہو رہے ہین کہ خود
مرزا صاحب کو اوسکی شکایت ہے - اگر ایسے زمانہ مین کوئی فرضی نبی بھی آئے
تو بحسب اقتضائے زمانہ ضرور ہے کہ وہ انہین اوصاف کے ساتھ متصف ہو
چنانچہ مستطرف مین لکھا ہے کہ معتصم باللہ کے زمانہ مین کسی نے نبوت کا دعوے
کیا تھا جب گرفتار کیا گیا تو خلیفہ نے اوس سے پوچھا کیا تو نبی ہے کہا ہان کہا
کسکی طرف تو بھیجا گیا ہے کہا آپکی طرف کہا مین شہادت دیتا ہون کہ تو سفیہ اور
احمق ہے کہا درست ہے جیسی قوم ہوتی ہے ویسا ہی نبی بھیجا جاتا ہے خلیفہ
اس لطیفہ پر پھڑک گیا اور کچھ انعام دیکر اوسکو چھوڑ دیا -

اور ایک پیشین گوئی الہامات مرزا مین یہ لکھی ہے کہ مرزا صاحب
اعجاز احمدی مین لکھتے ہین کہ واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے عنقریب
تین نشان میرے ظاہر ہونگے ایک یہ ہے کہ وہ تمام پیشگوئیون کی پڑتال کیلئے
میرے پاس ہرگز نہ آئین گے اور سچی پیشگوئیون کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا اون
کے لئے موت ہوگی انتہی - یہ پیشین گوئی بھی جھوٹی ثابت ہوئی چنانچہ صرف
پیشگوئی کی پڑتال اور تحقیق کے لئے مولوی ثناء اللہ قادیان گئے اور وہان
پہونچکر مرزا صاحب کے نام رقعہ لکھا جسکا ماحصل یہ ہے کہ آپنے اعجاز احمدی
مین جو لکھا ہے کہ اگر مولوی ثناء اللہ سچے ہین تو قادیان مین آکر کسی پیشگوئی
کو جھوٹی ثابت کرین اور ہر ایک پیشگوئی کے لئے ایک سو روپیہ انعام دیا جائیگا
جسکے پندرہ ہزار روپے ہوتے ہین اور ایک لاکھ روپیہ مریدون سے
دلوایا جائیگا اور آمد و رفت کا کرایہ علحدہ اور نیز آپنے لکھا ہے کہ مولوی

ثناءاللہ صاحب نے کہا تھا کہ سب پیشگوئیان جھوٹی نکلین اسلئے ہم اونکو مدعو کرتے ہین
اور خدا کی قسم دیتے ہین کہ وہ اس تحقیق کے لئے قادیان مین آئین۔ اسلئے مین سوقت
حاضر ہون اور جناب کی دعوت قبول کرنے مین آجتک رمضان شریف مانع رہا
ورنہ توقف نہوتا۔ مجھے امید قوی ہے کہ آپ میری تفہیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کرینگے اور حسب وعدہ مجھے اجازت بخشین گے کہ مین مجمع مین آپکی پیشگوئیون کی
نسبت اپنے خیالات ظاہر کرون انتہی چونکہ مرزا صاحب نے اس پیش گوئی کو اپنا
معجزہ قرار دیا اور مولوی صاحب کے وہان پہونچ جانے سے اوسکا اور اوسکی
وجہ سے نبوت کا ابطال ہوگیا اسلئے مرزا صاحب پر مولوی صاحب کا دعوت
قبول کرنا نہایت شاق ہوا خصوصًا اسوجہ سے کہ ایک مہینے کے توقف کے باعث
اس معجزہ کے وقوع پر مبارکبادیان بھی دیگئی تھین چنانچہ رسالہ فتح قادیان مین
لکھاہے کہ مرزائی یہانتک بڑہ گئے کہ ۱۰ ہر ڈسمبر ۱۹۰۲ء کے اخبار الحکم مین مولویصاحب
کے قادیان مین نہ پہونچنے کو معجزہ لکھکر اپنے گروگھنٹا کو مبارکبادین دیرین انتہی
انصاف کی بات تو یہ تھی کہ اوسوقت جیسے مبارکباد دی گئی تھی مولوی صاحب
کے وہان پہونچ جانے پر نبوت کو سلام اور خیرباد کہدیا جاتا مگر افسوس ہے اتنی
بڑی نشانی پر بھی تنبہ نہوا۔ الغرض مرزا صاحب اوس رقعہ کو دیکھتے ہی برہم ہوے
اور جواب لکھا کہ اگر آپ لوگون کی صدق دل سے یہ نیت ہو کہ اپنے شکوک
اور شبہات پیشگوئیون کی نسبت رفع کرین تو آپ لوگون کی خوش قسمتی ہوگی مگر
مین قسم کہاچکاہون کہ مین اس گروہ مخالف سے مباحثات نہین کرونگا آپکے
رفع شکوک اور شیطانی وسوسون کے دفع کرنیکی یہ صورت ہوگی کہ آپ زبانی

بولنے کے ہرگز مجاز نہین ہونگے اور آپکی مجال نہوگی کہ ایک کلمہ بھی زبان سے بول سکین صرف آپ مختصر ایک یا دو سطر حد تین سطر تحریر دیدین کہ میرا یہ اعتراض ہے اور مین بہ آواز بلند لوگون کو سنا دونگا کہ اس پیشگوئی کی نسبت مولوی ثناء اللہ صاحب کے دل مین یہ وسوسہ پیدا ہوا ہے اور یہ اوسکا جواب ہے تین گھنٹے مین تقریر کرتا رہونگا اور ہر ایک گھنٹہ پر آپ کو متنبہ کیا جائیگا کہ اگر تسلی نہین ہوئی تو اور لکھکر پیش کرو۔ آپکے بالکل منہ بند رکھنا ہوگا جیسے صم بکم۔ اگر آپ شرافت اور ایمان رکھتے ہین تو قادیان سے بغیر تصفیہ کے خالی نہ جائین مین قسم کھاتا ہون کہ مین زبانی آپکی کوئی بات نہین سنونگا۔ اور آپ کو بھی خدا تعالی کی قسم دیتا ہون کہ اگر آپ سچے دل سے آئے ہین تو اسکے پابند ہو جائین اب ہم دونون مین سے ان دونون قسمون سے جو شخص انحراف کریگا اوسپر خدا کی لعنت ہے اور وہ اوس لعنت کا پھل بھی اپنی زندگی مین دیکھ لے آمین سو مین اب دیکھونگا کہ آپ سنت نبوی کے موافق اس قسم کو پوری کرتے ہین یا قادیان سے نکلتے ہوے اس لعنت کو ساتھ لئے جاتے ہین انتہی مرزا صاحب اس موقع مین جو کچھ فرمادین تھوڑا ہے اسلئے کہ مدعی نبوت جب کسی بات کو اپنا معجزہ قرار دیتا ہے اور اوسکا وقوع نہین ہوتا تو اہل حق کے نزدیک وہ کاذب اور مفتری مسلم ہو جاتا ہے گو باطل پسند طبائع کو کوئی جنبش نہ ہو جیسے ابھی معلوم ہوا کہ مسیلمہ کذاب جو کام دعوی سے کرتا اوسکا خلاف وقوع مین آتا با این ہمہ اوسکے مریدون کے مجمع مین کوئی کمی نہوئی۔ بہر حال مرزا صاحب کو اس موقع مین سخت ناکامی اور ذلت ہوئی پھر اگر اتنا بھی نہ کہین تو نفس کو کیونکر تسکین ہو۔

مرزا صاحب اگر انصاف سے کام لیتے تو مولوی صاحب کو نہایت
خوشی سے مناظرہ کا موقع دیتے کیونکہ پیشگوئیون کا جب وقوع ہو چکا تھا تو ممکن نہین
کہ اون واقعات کی تکذیب کسی سے ہوسکے مثلاً مرزا صاحب نے کسی کی نسبت
پیشگوئی کی کہ اتنی مدت مین فلان شخص مرجائیگا اور فی الواقع وہ مر بھی گیا تو کیا ممکن
ہے کہ دلائل سے اوسکی موت کا ابطال ہوسکے۔ ایک جماعت گواہی کے لئے
کھڑی ہو جاتی کہ ہم لوگ اوسکے دفن مین شریک تھے اسی طرح ہر پیشگوئی کی تصدیق
گواہون سے ہو جاتی۔ مرزا صاحب کا اس موقع مین پہلو تہی کرنا صاف بتلا رہا
ہے کہ جیسے مولوی صاحب لکھتے ہین کہ کسی پیش گوئی کا وقوع ہوا ہی نہین ہے صحیح
اب یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ مرزا صاحب نے مولوی صاحب کو دعوت
کس غرض سے دی تھی یہ نہین لکھا تھا کہ قادیان تشریف لائین اور صدق دل سے
امنا صدقنا کہکر اپنے مریدون مین داخل ہو جائین جسکے صلہ مین ایک لاکھ
بندرہ ہزار روپے دئے جائین گے۔ اگر یہی بات پیش نظر تھی تو یون فرماتے
کہ آپ قادیان آکر ہماری پیشگوئیون کی تصدیق کرلین تو ایک لاکھ بندرہ ہزار
روپیہ آپکو انعام دئے جائین گے۔ حالانکہ برخلاف اسکے تحریر مذکور بالا مین
مصرح ہے کہ اگر آپ قادیان مین آکر کسی پیشگوئی کو جھوٹی ثابت کرین تو ہر ایک
پیشگوئی کے لئے ایک ایک سو روپیہ دئے جائین گے وغیرہ وغیرہ۔ مرزا صاحب
بھی سمجھتے ہونگے کہ یہ روپیہ تصدیق کے صلہ مین قرار دیا گیا تھا یا تکذیب کے
صلہ مین پھر جب جھوٹ ثابت کرنیکے لئے دعوت دیگئی تھی تو معاملہ برابر کا ٹھہرا
اگر صدق ثابت کرنیکے لئے مرزا صاحب نے تین گھنٹے لئے تھے تو مولوی صاحب

کو کذب ثابت کرنیکے لئے بھی اسی قدر مدت درکار تھی پھر صمٌ بکمٌ بیٹھ رہنے سے
کذب خود ہی کیونکر ثابت ہوسکتا تھا۔ مناسب تو یہ تھا کہ مرزا صاحب صمٌ بکمٌ
بیٹھکر اپنا دعوی ثابت کرتے کیونکہ مدعی نبوت ہین اس خرق عادت کا اظہار
اونکے ذمہ ہونا چاہیئے تھا مولوی صاحب تو مدعی نبوت تھے ہی نہین پھر یہ معجزہ
اون سے کیون طلب کیا گیا کہ حالت خاموشی مین اپنا دعوی ثابت کردین اگرچہ
مرزا صاحب نے فیاضی کی کہ اپنا منصب اونکو دیا مگر اون پر تو ظلم ہوگیا مرزا صاحب
اس قسم کے معاملات مین دل کہول کے فیاضی فرماتے ہین چنانچہ قسم تو آپ نے
کہائی اور لعنت مین مولوی صاحب کو بھی شریک کرنا چاہا۔ انہون نے کب قسم
کہائی تھی جو پوری نہ کرتے تو قادیان سے نکلتے ہوے لعنت کو ساتھ لیجاتے انہون
نے اسی لحاظ سے قسم نہین کہائی کہ کہین وہ لعنت قادیان سے اونکے ساتھ
چلی نہ جائے۔ البتہ مرزا صاحب کو لعنت کا کچھ خوف نہین چنانچہ ابھی معلوم ہوا
کہ انہون نے خدا سے کہکر اپنے کو ملعون سمجھ لیا ہے۔

مرزا صاحب نے فقط صمٌ بکمٌ رہنے ہی کا بار مولوی صاحب پر
نہین ڈالا بلکہ اوسکے ساتھ یہ بھی فرماتے ہین کہ اگر شرافت اور ایمان رکھتے ہین
تو قادیان سے بغیر تصفیہ کے خالی نہ جائین۔ اب اس کج دار و مریز کو دیکھئے کہ زبان
نہ ہلائین اور جھوٹ ثابت کردین یا آمنا وصدقنا کہدین ورنہ نہ مسلمان رہسکتے
ہین نہ شریف۔

مرزا صاحب نے خوش اعتقادی سے مولوی صاحب کو شاید اپنے
معتقدون مین سمجھ لیا جو فرماتے ہین کہ آپ سچے دل سے آئے ہین تو اسکے پابند ہوجائین

اور اپنے شکوک و شبہات رفع کرین حالانکہ وہ اسغرض سے آے تھے کہ جو مرزا صاحب کی تقریرون سے لوگ شک مین پڑ گئے تھے اوسکو اسطور پر رفع کرین کہ واقعات بتلاکر یہ ثابت کردین کہ کسی پیش گوئی کا وقوع ہوا ہی نہین جیساکہ خود مرزا صاحب مولوی صاحب کا قول نقل کرتے ہین کہ انہون نے کہا تھا کہ کل پیشگوئیان جھوٹی نکلین اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کو اونکے کذب کا یقین تھا پھر معلوم نہین کہ کس بنیاد پر اونکی طرف شک منسوب کیا گیا۔

آپنے دیکھ لیا کہ مولوی صاحب کے قادیان مین جانیکی پیش گوئی جھوٹی ہوگا ایک بدنما اثر یہ بھی ہوا کہ مرزا صاحب نے قسمین دیکر مولوی صاحب کو جس کام کیلئے دعوت دی تھی اوس سے بھی انکار کر گئے اور ایسی شرطین لگائین کہ مولوی صاحب کا مطلب فوت ہوجاے اسپر بھی مولوی صاحب نے جواب لکھا کہ آپکی بے انصافی کو بھی قبول کرتا ہون کہ مین دو تین سطرین ہی لکھونگا اور آپ بلاشک تین گھنٹے تک تقریر کرین مگر اتنی اصلاح ہوگی کہ مین اپنی دو تین سطرین مجمع مین کھڑا ہوکر سنادونگا اور ایک گھنٹہ کے بعد پانچ منٹ نہایت دس منٹ تک آپکے جواب کی نسبت راے ظاہر کرونگا انتہی یہ بات سمجھ مین نہین آتی کہ مرزا صاحب کے تین گھنٹون کی فصیح و بلیغ تقریر کا جواب مولوی صاحب دس پانچ منٹ مین کیونکر دیسکتے اور اگر جواب دیتے بھی تو لوگ اوسکو کیا سمجھ سکتے اور اوسکا کیا اثر ہوتا اسمین شک نہین کہ اگر مولوی صاحب دس پانچ منٹ مین مرزا صاحب کا جھوٹ ثابت کردیتے تو بلاشبہ اونکی کرامت اوس سے ثابت ہوتی۔ مرزا صاحب کو اسی کا خوف ہوا کہ کہین وہ کرامت معجزہ پر غالب ہو نہ جاے اسلئے اون دس پانچ منٹ تقریر کرنیسے

بھی انکار فرما دیا۔

اس خیال کرامت کا کس قدر اثر ہوا کہ مرزا صاحب کی حالت ہی متغیر ہو گئی اور لگے کانپنے مگر اوس رعب کی حالت کو غصہ کی صورت مین بنا کر چھپا دیا چنانچہ حکیم محمد صدیق صاحب وغیرہ جو مولوی صاحب کا جواب مرزا صاحب کے پاس لیگئے تھے قسم کہا کر کہتے ہیں کہ مرزا صاحب سنتے جاتے تھے اور بڑے غصہ سے بدن پر رعشہ تھا اور دہان مبارک سے خوب گالیان دیتے تھے اور کتا سور وغیرہ خاص خاص اسما بتا کر فرماتے کہ ہم اوسکو کبھی بولنے نہ دینگے گدہے کی طرح لگام دیکر رہا ہیں گے اوسکو کہدو کہ لعنت لیکر قادیان سے چلا جائے وغیرہ وغیرہ مرزا صاحب کے قول و فعل کا اندازہ اس سے ہو گیا کہ خود ہی نے قسمین دیکر اونکو دعوت دی اور جب وہ آگئے تو عین موقع بحث پر اس شد و مد اور غیظ و غضب سے انکار کیا کہ حصول مقصود غیر امکان سے خارج ہو گیا۔ کیا کوئی منصف مزاج شخص اونکی اس حرکت کو رضا مندی کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے۔

مرزا صاحب نے دعوت دینے کے وقت یہ خیال کیا ہو گا کہ اتنی رقم کثیر کی شرط جب لگائی جائیگی تو مولوی صاحب پر رعب پڑ جائیگا کیونکہ عادت ہے کہ جس کو اپنے صدق اور قوت دلائل پر وثوق ہوتا ہے تو شرطین بید ریغ روپیہ لگا دیتا ہے اور رعب کی وجہ سے جب وہ نہ آئینگے تو تمام پیشگوئیان اس اشتہاری دعوت کی وجہ سے ناواقف لوگون کے ذہنون مین وقعت پیدا کرینگی۔ اور اسی خیال کے بھروسہ انھون نے یہ پیشین گوئی کر ڈالی کہ وہ ہرگز اون پیش گوئیون کی پڑتال کے لئے قادیان نہ آئینگے اور یہ خیال اسقدر متمکن ہوا کہ یہ پیشین گوئی بھی معجزہ

قرار دیگئی - مگر چونکہ مولوی صاحب اونکے چالون سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ کسی
پیشین گوئی کا وقوع نہین ہوا صرف سخن سازیون سے کام لیا جارہا ہے اسلیئے اوس تخویف
کی کچھ پروا نہ کرکے قادیان پہونچ گئے پھر کیا تھا مرزا صاحب لگے منہ دیکھنے اور بدحواسی
کی حالت مین جیسے جیسے اونکو یاس ہوتی زبان درازی ہوتی جاتی کما قیل اذا ئیس
الانسان طال لسانہ اور کیون نہو جب اتنی بڑی تخویف کا کچھ اثر نہو تو صرف سخن سازیون
سے کیا کام نکل سکے آخر مولوی صاحب کو بھی وہ جانتے تھے کہ فاضل ہم ملک واقف
ہین کہان تک اونکے مقابلہ مین زبان یاری دیگی اور واقعات مساعدت کرینگے
اور یہ سوچا کہ اگر اونکا دم میسحائی نہ روکا جائے تو اپنی عیسویت کا خاتمہ ہے اسلیئے
یہانتک اس بات مین مبالغہ کیا کہ دو تین سطر جو اعتراض مین لکھی جائین وہ بھی مولوی صاحب
اپنی زبان سے نہ سنا دین چنانچہ لکھا کہ آپکا کام نہین ہوگا کہ اوسکو سنا دین ہم خود پڑھ
لینگے مگر چاہئے کہ دو تین سطرون سے زیادہ نہو - غرض مولوی صاحب کی کوئی درخواست
قبول نہوئی - اور حوارین سے یہ لکھنے کو کہدیا کہ چونکہ مضامین تمہارے رقعہ کے محض
عناد اور تعصب آمیز تھے اور حضرت اقدس نے انجام اتھم مین قسم کہا چکے ہین کہ مباحثہ
کی شان مین مخالفین سے کوئی تقریر نہ کرینگے اسلیئے آپ کی درخواست ہرگز منظور نہین
ہے والسلام جب اسقدر نازک دماغی تھی کہ دس پانچ منٹ کی تقریر کی درخواست محض
عناد و تعصب آمیز سمجھی گئی تو معلوم نہین کہ ابتدائی درخواستین قادیان کو آنے اور
پیشگوئیون کی تحقیق کرنیکے کیا معنی رکھے گئے تھے -

اب یہ بات بھی دیکھ لی جائے کہ مرزا صاحب جو فرماتے ہین کہ رسالہ انجام
اتھم مین مباحثہ نہ کرنے پر قسم کہا چکے ہین اوسکی پابندی کہان تک ہوئی -

الہامات مرزا مین لکہا ہے کہ انجام اتہم سے چار سال بعد اخبار الاخیار مین مرزا صاحب نے یہ اشتہار شائع کیا کہ آپ لوگ اے علمائے اسلام اب بھی اوس قاعدہ کے موافق جو سچے نبیون کی شناخت کے لئے مقرر کیا گیا ہے قادیان سے کسی قریب مقام مین ایک مجلس مقرر کرین - اور نیز واجب ہوگا کہ منصفانہ طور پر بحث کرین اور اونکا حق ہوگا کہ تین طور سے مجھ سے تسلی کر لین قرآن وحدیث کی روسے عقل کی رو سے آسمانی تائیدات اور خوارق وکرامت کی روسے انتہی ملخصاً اسمین تو مرزا صاحب خود علما سے مباحثہ کی درخواست کرتے ہین پھر نہ یہ شرط ہے کہ دو سطرون سے زیادہ نہ لکھین نہ یہ کہ صمٌّ بکمٌ بیٹھے رہین بلکہ صاف لفظون مین بحث کی اجازت دیگئی ہے اسمین صراحۃً حلف کے توڑنے پر اقدام کیا گیا - اور اگر خدا سے اسکی اجازت ملگئی تھی تو مولوی صاحب کا مباحثہ بھی اسی اجازت مین شریک تھا کیونکہ اخبار الاخیار والی درخواست مباحثہ کے بعد مولوی صاحب مباحثہ کے لئے گئے تھے - رہا منصفانہ مباحثہ سو یہ علم قبل از وقوع واقعہ کیونکر ہوا کہ مولوی صاحب منصفانہ مناظرہ نہ کرینگے اگر کشف سے معلوم ہوگیا تھا تو اتمام حجت کیلئے صرف دو تین گہنٹے اونکی تقریر ایک مجمع مین سن لیجاتی اور اسکے بعد ثابت کیا جاتا کہ وہ تقریر ظالمانہ تھی جس سے اہل مجمع خود انصاف کر لیتے کہ کون حق پر ہے -

مرزا صاحب کا مقصود اس قسم کے اشتہارات سے یہی ہوا کرتا ہے کہ بالائی تدابیر سے کام نکال لین جن سے ناواقف معتقد ہو جائین اور اگر کوئی مقابل ہو جائے تو پہلو تہی کرنے مین کون چیز مانع ہے جیسا کہ مولوی صاحب کو دعوت دیکر پہلو تہی کر گئے اسی طرح اخبار الاخیار کے اشتہار کا بھی وہی حال ہوا اب دیکھئے کہ

اشتہار مذکور کے دیکھنے والون کو کیونکر دہوکا نہ ہو کس تصریح سے لکھتے ہین کہ قرآن سے حدیث سے عقل سے کرامتون سے ہر طرح سے اپنا مدعی ثابت کرنے کو موجود ہون ایسے اعلان کے بعد اونکی حقانیت مین کسکو شبہ رہیگا ہر جاہل یہی کہے گا کہ مرزا صاحب قرآن وحدیث وکرامات سے اپنی عیسویت ثابت کرنے کو موجود ہین اور کوئی مولوی مقابل نہین ہو سکتا مگر جب اوسکا موقع آیا اور علما مباحثہ پر آمادہ ہوئے تو وہ سب کالعدم اور نسیا منسیا ہو گیا چنانچہ الہامات مرزا مین لکھا ہے کہ اس اشتہار کے بعد جب ندوۃ العلما کا جلسہ امرتسر مین ہوا تو علمائے موجودین جلسہ نے مرزا صاحب کے نام خط لکھا کہ آپکی تحریر کے مطابق ہم لوگ بحث کرنیکے لئے حاضر ہین اور پہلے آپکو اسکی اطلاع بھی ہو چکی ہے اسلئے قلت وقت کا عذر بھی نہین رہا اور آپکو اپنے خیالات کی اشاعت اور تحقیق حق کا اس سے بہتر موقع نہ مل سکیگا اور یہ خط مرزا صاحب کو پہونچ بھی گیا چنانچہ ڈاکخانہ کی رسید موجود ہے مگر مرزا صاحب نے اوسکا کچھ جواب ندیا۔

عقلا سمجھ سکتے ہین کہ اس شد ومد کے اشتہار کے بعد مرزا صاحب کا سکوت کیا کہہ رہا ہے یہی کہہ رہا ہے کہ وہ لمبے چوڑے دعوی سب الفاظ ہی الفاظ تھے نہ وہان قرآن ہے نہ حدیث نہ عقل نہ کرامت کیونکہ السکوت فی موضع البیان بیان اگر ان امور سے ایک خبر بھی مرزا صاحب کے پاس ہوتی تو اتنے علما اور ایسے کثیر التعداد حاضرین جلسہ کے روبرو پیش کرنے کو ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھتے اور اس موقع مین ایسا الزام اپنے ذمہ نہ لگا لیتے جس سے غور کرنیوالون کے روبرو ایک مجموعہ بدعنوانیون کا پیش ہو جاتا ہے۔

یون تو مرزا صاحب کی اور پیشگوئیان بہت ساری ہین مگر یہ جو مذکور ہوئین بطور دعوی اور تحدی اور معجزے کے رنگ مین تھین جن پر مدار اونکی نبوت کا تھا اور الہامون کی بنیاد پر یہان تک زور دیا گیا تھا کہ اگر وہ صحیح نہ نکلین تو مرزا صاحب کاذب و دجال و ملعون وغیرہ سمجھ لئے جائین - بلکہ سولی پر چڑہائے جائین - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اونمین ایک بھی صحیح نہ نکلی بلکہ مرزا صاحب نے صرف حیلون اور سخن سازیون سے کام لیا -

انبیا علیہم السلام جب معجزات بتلاتے تو کیا کسی کا مجال تھا کہ انکار کر سکے اور کیا ممکن ہے کہ محسوسات کا بھی انکار کیا جائے مثلاً جس نے قمر کو شق ہوتے دیکہا اور کنکریون کی تسبیح کانون سے سن لی تو ان محسوسات کا کیونکر انکار کر سکتا تھا اسی وجہ سے کفار یہ نہین کہہ سکتے تھے کہ اس کارروائی مین دہوکا دیا گیا بلکہ بیساختہ کہتے کہ یہ تو سحر ہے جس سے ظاہر ہے کہ اوسکو خلاف عقل اور انسانی طاقت سے خارج سمجھتے تھے - اگر کہا جائے کہ کفار نبیون کو کاذب بھی تو کہتے تھے تو اسکا جواب یہ ہے کہ نبوت کی شان اونکے اذہان مین بہت ارفع تھی وہ آدمی کو اس قابل نہین سمجھتے تھے کہ خدا تعالی اوسکو اپنا رسول بناکر بھیجے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے وَقَالُوا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَکْذِبُوْنَ چونکہ رسالت امر غیر محسوس ہے اسلئے اونکو اسمین گفتگو کرنیکا موقع مل جاتا تھا اور باوجود معجزات و آیات بینات دیکھنے کے از راہ عناد رسالت کی تکذیب کرتے کما قال تعالے وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ لیکن انمین جو اہل انصاف تھے آیات و معجزات دیکھنے کے بعد ضرور ایمان لاتے غرض کہ نبوت

صادقہ کے پہچاننے کا طریقہ بھی معجزات ہین جو طاقت بشریہ سے خارج ہون۔

اگر مرزا صاحب کا کوئی دعوی خارق عادت اور طاقت بشریہ سے خارج ہوتا تو اونکے مخالف اونکو ساحر و کاہن کہتے حالانکہ اس قسم کے القاب اونکے نہین سنے گئے البتہ علمانے اونکو کاذب مفتری دجال وغیرہ وغیرہ القاب سے ذکر کیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ انہون نے صرف فطری طاقت سے کام لیا بخلاف انبیا علیہم السلام کے کہ وہ اپنی حول و قوت سے علیحدہ تھے وہ صرف حق تعالے کے حکم سے دعوی اور خارق عادت چیز کا وعدہ کردیتے تھے اور خدا تعالی اونکو سچا کرنیکے واسطے وہ دعوی اور وعدہ پورا فرمادیا کرتا چنانچہ اس آیہ شریفہ سے مستفاد ہے وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ قُلْ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَن يُنَزِّلَ آيَةً۔

تقریر سابق سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب اور علمائے ندوہ کے مقابلہ مین مناظرہ سے گریز کیا۔ اور مولوی عبد المجید صاحب مالک مطبع انصاری دہلی بیان للناس مین لکھتے ہین کہ مرزا صاحب نے ۱۸۹۱ء مین اشتہار دیا تھا کہ میرے مسیح موعود ہونیکا سارا قران مجید مصدق اور تمام احادیث صحیحہ اوسکی صحت کے شاہد ہین اوسپر مولوی صاحب نے مرزا صاحب کے نام نوٹس دی کہ اگر آپ اپنے دعوی کو مجمع علما مین ثابت کردینگے تو مین ایک ہزار روپیہ نقد آپکی خدمت مین پیش کردونگا اور ایک سال ہر روز آپکی خدمت کیلئے حاضر ہون۔ یہ نوٹس ۹ سنہ ۱۳۰ھ مین دیگئی مگر اوسکا کچھ جواب نہ دیا حالانکہ یہ نوٹس انجام اتہم کے پہلے دیگئی تھی اوسوقت تو مرزا صاحب نے مناظرہ نہ کرنے پر قسم بھی کھائی نہ تھی۔ کیونکہ انجام اتہم کی تاریخ الہامات مرزا مین سنہ ۱۸۹۶ء لکھی ہے

الحاصل کہ ان شہادتوں سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب نے علما کے مقابلہ میں آنیسے
گریز کیا۔ اسی طرح مباہلہ سے بھی گریز کیا جیسا کہ اس تحریر سے ظاہر ہے جو ازالۃ الاوہام ص ۳۳۳
مین فرماتے ہین۔ میان عبدالحق صاحب نے مباہلہ کی بھی درخواست کی تھی لیکن
اب تک مین نہین سمجھتا کہ ایسے اختلافی مسائل مین جنکی وجہ سے کوئی فریق کافر
یا ظالم نہین ٹھہر سکتا کیونکر مباہلہ جائز ہے قرآن شریف سے ظاہر ہے کہ مباہلہ
مین دونون فریق کا اس بات پر یقین چاہیے کہ فریق مخالف میرا کاذب ہے
یعنے عمداً سچائی سے روگردان ہے مخطی نہین ہے تا ہر ایک فریق لعنت اللہ علی الکاذبین
کہہ سکے۔ اب اگر میان عبدالحق اپنے قصور فہم کی وجہ سے مجھے کاذب خیال کرتے
ہین لیکن مین انہین کاذب نہین کہتا بلکہ مخطی جانتا ہون اور مخطی مسلمان پر
لعنت جایز نہین کیا بجائے لعنت اللہ علی الکاذبین کے یہ کہنا جائز ہے کہ
لعنت اللہ علی المخطئین۔ کوئی مجھے سمجھاوے کہ اگر مین مباہلہ مین فریق مخالف
حق پر لعنت کردن تو کس طور سے کردن اگر مین لعنت اللہ علی الکاذبین کہون
تو یہ صحیح نہین کیونکہ مین اپنے مخالفین کو کاذب تو نہین سمجھتا بلکہ مأول مخطی سمجھتا ہون
اگر مخطی سے مباہلہ اور ملاعنہ جائز ہوتا تو اسلام کے تمامی فرقے باہم اختلاف
سے بھرے ہوے ہین بیشک باہم مباہلہ وملاعنہ کرسکتے تھے۔ اور مباہلہ مین
جماعت کا ہونا بھی ضرور ہے نص قرآن کریم جماعت کو ضروری ٹھہراتی ہے
لیکن میان عبدالحق صاحب نے ابتک ظاہر نہین کیا کہ مشاہیر علما کی جماعت
اس قدر میرے ساتھ ہے اور نساء ابنا بھی ہین۔ اور مباہلہ مین یہ بھی ضرور ہے
کہ اول ازالہ شبہات کیا جاوے بجز اس صورت کے کاذب قرار دینے مین

کوئی تامل اور شبہ کی جگہ باقی نہو لیکن میان عبدالحق بحث مباحثہ کا تو نام تک نہین لیتے انتہیٰ۔

تفسیر درمنثور و ابن جریر وغیرہ مین واقعہ مباہلہ کی جو احادیث منقول ہین انکا ماحصل یہ ہے کہ بخبر انکے چند نصاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر پوچھا کہ عیسی بن مریم کے باب مین آپ کیا فرماتے ہین حضرت نے فرمایا مجھے اسوقت تو کچھ معلوم نہین تم ٹھہرے رہو جب مجھے معلوم کرایا جائیگا مین تم سے کہدونگا اسکے بعد یہ آیہ شریفہ نازل ہوئی اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ خلاصہ مطلب اسکا یہ ہے کہ عیسی علیہ السلام پیدائش مین مثل آدم علیہ السلام کے ہین یعنے بغیر باپ کے اگر کوئی اسمین جھگڑے تو کہدو کہ آؤ ہم تم اپنی اولاد اور عورتون کو بلائین اور عاجزی سے دعا کرین کہ خدائے تعالی جھوٹون پر لعنت کرے حضرت نے جب یہ آیہ شریفہ انکو سنائی تو انہون نے مسئلہ تخلیق عیسی علیہ السلام کو نہین مانا اور چلے گئے دوسرے روز حسب آیہ شریفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین اور فاطمہ زہرا علیہم السلام کو لیکر تشریف لائے جب اُن لوگون نے حضرت کے جزم و صداقت کو دیکھا گھبرا گئے اور جزیہ دینا قبول کیا حضرت نے فرمایا اگر وہ مباہلہ کرتے تو ضرور ہلاک ہوجاتے انتہی ملخصاً۔

حق تعالی میان عبدالحق صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ مسنونہ کو موقع پر یاد کرکے عمل مین لایا جسکی صداقت کا معنوی اثر یہ ہوا کہ مرزا صاحب باوجود لمبے چوڑے دعوون کے کہ خدا سے دوبدو ہوکر باتین کیا کرتے ہین اونکے خدا نے اونکی کچھ مدد نہ کی اور عین معرکہ کے وقت پیچھے ہٹ گئے اگرچہ اصل سبب کچھ اور تھا لیکن بظاہر یہ چند اسباب بیان فرماتے ہین۔

(۱) مباہلہ مین جماعت کا ہونا ضرور ہے۔

(۲) دونون فریق کو یقین چاہیئے کہ فریق مخالف میرا کاذب ہے۔

(۳) اختلافی مسائل مین مباہلہ جائز نہین۔

(۴) پہلے مباحثہ اور ازالہ شبہات ضرور ہے۔

امر اول کا ضروری نہ ہونا اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف اپنے فرزندون کو ساتھ لیا تھا اور کفار کی طرف دو ہی شخص تھے جو اسوقت موجود تھے چنانچہ اس حدیث سے ثابت ہے جو بخاری اور مسلم و ترمذی ونسائی وغیرہ مین ہے ان العاقب والسید اتیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاراد ان یلاعنھما الحدیث کذا فی الدر المنثور یعنے عاقب اور سید دو شخص تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے جن سے مباہلہ کرنا حضرت نے چاہا تھا اگر طرفین مین جماعت شرط ہوتی تو کم سے کم دس بیس صحابہ کو آپ ساتھ لیتے اور کفار ونسے بھی فرماتے کہ تمہارے بھی دس بیس علما کو بلاؤ تاکہ مین مباہلہ کرون تم صرف دو ہی شخص ہو اسلئے مین مباہلہ کرنا نہین چاہتا جہان آفتاب

صداقت چمکتا ہوتا ہے حیلون کے ننگ وتاریک غارون مین چھپے رہنا کب
گوارا ہوتا ہے اسکا تو مقتضائے ذاتی یہ ہے کہ کسی طرح بلند ہو کر خفاش طبیعتون
سے عرصہ جہان کو خالی کر دے۔ مقصود مباہلہ سے یہی ہے کہ جہوٹے لوگ بددعا
اور لعنت کے خوف سے ہٹ دہرمی چھوڑ دین اور سچے اپنی صداقت کی وجہ سے
کامیاب ہون چونکہ آدمی کو اپنی اولاد اور خاندان کی تباہی کا صدمہ اپنی تباہی
سے بھی زیادہ ہوتا ہے اسلئے اولاد ذکور واناث کو مباہلہ مین ساتھ رکھنا حصول
مقصود مین زیادہ تر موثر ہوگا اسی وجہ سے حضرت نے صاحبزادی اور صاحبزادون
کو ہمراہ لیا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نسا سے مراد یہان لڑکیان ہین اور چونکہ حضرت
کو یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ وہ لوگ جہوٹے ہین مباہلہ پر ہرگز جرات نہ کر سکین گے
اسوجہ سے انکو یہ فرمایا بھی نہین کہ تم بھی اپنی اولاد کو لے آؤ غرضکہ جب انہون نے
حضرت کے جزم وصداقت کو دیکھا اور اپنی افترا پردازی پر بھی نظر ڈالی تو انکو
یقین ہو گیا کہ یہ دہری لعنت فریقین کی خالی نہ جائیگی بہت سے خاندانون کو
تباہ کر دیگی اسلئے وہ اس درخواست پر مجبور ہوے کہ جس قدر روپیہ بطور جزیہ ہر سال
کے لئے مقرر کیا جائے منظور ہے اور پورے قبیلہ کی طرف سے ادا کرنیکو ہم حاضر
ہین مگر مباہلہ سے معاف کئے جائین۔ جیسا کہ اس قول سے واضح ہے نعطیک
ما سالت فابعث معنا رجلا امینا کما فی البخاری والمسلم۔ اس سے ایک بات اور
معلوم ہوئی کہ مباہلہ قطعی فیصلہ ہوتا ہے اسلئے کہ جب وہ مقابلہ مین سرنگون ہوئے
تو خود انکے دلون نے انصاف کر لیا کہ ہم ہار گئے اور صلح پر مجبور ہو گئے ورنہ
انہون نے ابتداءً مباہلہ کی کوئی درخواست یا معاہدہ نہین کیا تھا جسکے عدم ایفا

کے معاوضہ مین زر کثیر جزیہ کا اپنے ذمہ لیا بلکہ حضرت نے انسے مباہلہ کو فرمایا تھا اگر مباہلہ فیصلہ نہ سمجھا جاتا تو وہ صاف کہدیتے کہ حضرت ہمنے کب اسکی درخواست کی تھی جو ہم پر یہ لازم کیا جا رہا ہے غرض اس سے معلوم ہوا کہ دونون فریقون مین سے جو فریق مباہلہ چاہے دوسرے پر وہ لازم ہوجاتا ہے اور نہ کرنے کی صورت مین وہ جھوٹا سمجھا جائیگا جیسے مدعی علیہ کے نکول یعنے انکار قسم سے مدعی کا حق ثابت ہو جاتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ انکار کی وجہ سے مرزا صاحب کا جھوٹ پر ہونا ثابت ہو گیا

اور یہ جو فرماتے ہین کہ دونون فریق کو یقین چاہئے کہ فریق مخالف میرا کاذب ہے سو وہ صرف حیلہ ہے ابھی معلوم ہوا کہ مباہلہ سے مقصود یہی ہے کہ سچے اور جھوٹے کا تمیز ہوجائے اسلئے کہ قولہ تعالی ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَةَ اللّٰہِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ سے ظاہر ہے کہ دونون فریق کمال تضرع و زاری سے دعا کرین کہ الہی خواہ مین ہون یا میرا مخالف دونون مین سے جو جھوٹا ہو اوسپر تو لعنت کر اور اوسکے خاندان کو تباہ کردے اس سے ظاہر ہے کہ جھوٹے پر دُہری لعنت ہوتی ہے ایک وہ جو جان بوجھکر تضرع کے ساتھ ایک مجمع کو گواہ کرکے خدائے تعالے سے کہتا ہے کہ مجھپر لعنت کر اور میرے خاندان کو تباہ کردے۔ دوسری لعنت مقابل کی جانب سے جو صدق دل سے نکلتی ہے اور مرزا صاحب بھی کسی مقام مین فرماتے ہین کہ سچے کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے غرض کہ اس دہری لعنت سے جھوٹے پر رعب غالب ہوجاتا ہے جس سے وہ جرات نہین کرسکتا اور سب لوگ سمجھ جاتے ہین کہ وہ جھوٹا ہے اسکی تصدیق آیت لعان سے بھی ہوتی ہے جو سورۂ نور مین ہے کہ جب مرد اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائے اور عورت اس سے

انکار کرے تو لعان پر فیصلہ قرار دیا گیا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ پہلے مرد چار بار قسم کہا کر کہے کہ مین اس دعوی مین سچا ہون اور پانچوین بار کہے کہ اگر مین جھوٹا ہون تو مجھپر اللہ کی لعنت ہو۔ اسکے بعد عورت پر ضرور ہوتا ہے کہ وہ بھی چار بار قسم کہا کر پانچوین بار کہے کہ اگر مرد سچا ہو تو مجھپر خدا کا غضب آے اس موقع مین اگر عورت یہ حیلہ کرے کہ مین اسکو جھوٹا نہین سمجھتی شاید اسکو اشتباہ ہوگیا ہے کہ تاریکی مین دوسری عورت کو دیکھکر میرا خیال کر لیا ہے یا اس قسم کی کوئی اور بات بتائی تو مقبول نہین بلکہ قید کیجائیگی اوسوقت تک کہ لعان کرے یا مرد کی تصدیق کر لے اس سے بھی معلوم ہوا کہ لعنت صرف اس غرض سے طرفین مین مقرر کیگئی ہے کہ جھوٹا لعنت کے خوف سے فریق مقابل کی تصدیق کر لے اور فیصلہ ہوجاے۔ الغرض مباہلہ مین جو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا جاتا ہے اس سے یہ مقصود نہین جو مرزا صاحب کہتے ہین کہ اپنے مقابل کو جھوٹا سمجھکر اوسپر لعنت کرے اور یہ کہے کہ تو جھوٹا ہے تجھپر لعنت ہے پھر مقابل اوسکے جواب مین کہے تو جھوٹا ہے اور لعنت تجھپر ہے جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ طرفین سے مار پیٹ ہو کر بجاے مباہلہ مقاتلہ ہو جائیگا جس سے شریعت روکتی ہے بلکہ یہ دعا ہوتی ہے کہ اگر مین جھوٹا ہون تو مجھی پر لعنت ہو۔ حیرت ہے مرزا صاحب ایسی موٹی بات کو بھی نہین سمجھتے اوسپر معارف و دقایق کا دعوی ہے۔ اب ہم اس بات پر بھی دلیل پیش کرتے ہین کہ مرزا صاحب جو مباہلہ سے ہٹ گئے اسکی وجہ یہ نہین تھی کہ انھون نے اپنے فریق مخالف کو کاذب نہین سمجھا انکے اقوال سے ظاہر ہے کہ وہ مخالفون کو کیا سمجھتے ہین عصاے موسی صفحہ ۱۴۴ مین ایک فہرست اونکی تصنیفات سے نقل کی ہے جن الفاظ اور القاب سے مخالفین

کو یاد کرتے ہین منجملہ انکے چند یہ ہین - اول الکافرین دشمن اللہ و رسول کے - بے ایمان
حق و راستی سے منحرف - جھونٹ کی نجاست کہائی - جھونٹ کا گہ کہایا - زندیق
سچائی چھوڑنے کی لعنت انہین پر برستی ہے - لعنت کی موت - منافق - ہامان
ہالکین - یہودی سیرت - علیہم تعالی لعن اللہ الف الف مرۃ - مخالف اور
مکذبون پر لعنت پڑی ہے جو دم نہین مار سکتے - مکذبون کے دل پر خدا کی لعنت
ہے میں نے اشتہار دیدیا ہے جو شخص اسکے بعد سیدہے طریق سے میرے ساتھ
معاملہ نہ کرے اور نہ تکذیب سے باز آوے وہ خدا کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت
اور تمام صلحا کی لعنت کے نیچے ہے انتہی ملخصاً - اب دیکھیئے کہ مخالفین کو جھوٹا
سمجھا یا نہین اور لعنت کا تو اشتہار ہی دیدیا پھر مباہلہ مین اسکے سوا اور کیا رکہا
تھا اسکے بعد مباہلہ سے انکار کرنے کی وجہ سوائے اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ
دہری لعنت سے گہبرا گئے جس سے یکطرفہ فیصلہ ہو گیا اب باتین بنانے سے کیا ہوگا
جب مرزا صاحب کا یہی خیال تھا کہ مباہلہ مین فریق مقابل کو جھوٹا کہنا اور لعنت
کرنا ہوتا ہے تو یہ دونون کام تو ہمیشہ جاری ہین صرف ایک منٹ کے لئے تضیع
اوقات ہی سمجھکر مقابلہ مین مباہلہ کر لیتے اگرچہ طرفین سے قسماقسمی ہونیکی وجہ
سے فیصلہ تو کیا ہوتا مگر انکے اتباع کو یہ کہنے کا موقع تو ملتا کہ مرزا صاحب بھی مباہلہ
مین ٹلے نہین رہی اندرونی سزا وہ جس کے حصہ مین ہوتی وقت پر ہو رہتی -
اور یہ جو لکھتے ہین کہ (صفحہ ۹۶) اب عقلمند سوچ سکتا ہے کہ اگر مباہلہ اور ملاعنت کے بعد صاعقہ
قہر الہی فرقۂ مخطیہ پر ضروری الوقوع ہے تو کیا اسکا بجز اسکے کوئی اور نتیجہ ہوگا کہ
کہ ایک دفعہ خدائے تعالی تمام مسلمانون کو ہلاک کر دیگا انتہی مرزا صاحب کو

اگر یہ خوف ہوتا تو کسی پر لعنت ہی نہ کرتے اور جب خود بھی لعنت بکثرت کرتے ہین
اور دوسرے بھی اون پر کیا کرتے ہین جسکی اونکو شکایت ہے تو اس صورت مین
ملاعنہ خود ہی ہو گیا اس سے ظاہر ہے کہ فقط ملاعنہ سے دنیوی عذاب نہین ہوتا
اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ یہود مباہلہ کرتے تو ہلاک ہو جاتے وہ
حضرت کا معجزہ تھا۔ البتہ مباہلہ سے جھوٹے کے لئے عذاب اخروی کا استحقاق
ہو جاتا ہے اور اوسکو دنیوی عذاب کا خوف بھی لگا رہتا ہے اسلئے وہ مباہلہ
پر راضی نہین ہو سکتا۔

اس سے زیادہ لطف کی بات یہ ہے جو فرماتے ہین اگر مباہلہ کے وقت

فریق مخالف حق پر لعنت کرون تو کس طور سے کرون۔ مرزا صاحب کو ابتک
حق کے معنی کی طرف توجہ کرنے کا اتفاق ہی نہین ہوا۔ حضرت حق مقابل باطل ہے
اسی وجہ سے اہل اسلام کہتے ہین کہ ہمارا دین حق ہے اور اسکے مخالف ادیان کو
ادیان باطلہ کہتے ہین پھر جب آپ مخالفین کو مخالف حق فرما رہے تھے تو انکو کاذب
سمجھنے مین کیون تامل کیا گیا اور طرفہ یہ کہ آپکو الہام بھی ہو چکا ہے کہ جتنے انکے
منکر ہین سب کافر ہین جیسا کہ ازالۃ الاوہام مین صفحہ ۸۵۵ لکھتے ہین یہ الہام مجھکو ہوا۔
وان یتخذونک الا ھزوا اھذا الذی بعث اللہ قل یا ایھا الکفار انی من الصادقین
یعنے وہ لوگ مجھسے ٹھٹھا کرتے ہین کہ کیا اسی کو اللہ نے بھیجا ہے ان سے کہدے
اے کافرو مین سچا ہون۔ اب دیکھئے کہ جب اللہ نے انسے کہدیا کہ تو سچا ہے اور
مقابلہ کے لوگ جھوٹے ہین بلکہ کافر ہین تو اب مباہلہ مین کیا تامل تھا۔ پورا پورا
سامان وہی ہو گیا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت ہوا تھا حق تعالیٰ

نے جب حضرت کو خبر دی فوراً مباہلہ کے لئے میدان مین تشریف لیگئے - پھر مرزا صاحب کو بھی تو خدا ہی نے خبر دی کہ وہ صادق ہین اور انکے مقابل کاذب بلکہ کافر ہین تو بجائے سبقت کے یہ پسپائی کیسی - اگر اہل انصاف اسی ایک واقعہ کو پیش نظر کرلین تو مرزا صاحب کے جملہ دعاوی کے فیصلہ کے لئے کافی ہے مشت نمونہ از خروارے -

اس سے ظاہر ہے کہ قل یا ایہا الکفار والا الہام اون پر ہوا ہی نہین خلاصہ یہ کہ کوئی حیلہ بن نہین سکتا اور جو حیلے بنا رہے وہ انکار مباہلہ سے بھی زیادہ تر بدنما اور قابل شرم ہین -

اور یہ جو فرماتے ہین کہ اختلافی مسائل مین مباہلہ جائز نہین اسکی وجہ یہ ہے کہ وہان فریقین کا استدلال قرآن وحدیث سے ہوتا ہے اور معانی محتملہ نصوص یا ضعف وقوت احادیث یا اختلاف طرق استدلال وغیرہ کی وجہ سے اختلاف جو پیدا ہوتا ہے اسکی وجہ سے کسی جانب قطعیت نہین ہوتی - اسوجہ سے مباہلہ کی نوبت ہی نہین آتی مرزا صاحب کے ساتھ اختلاف ایسا نہین ہے وہ جو اپنی عیسویت ثابت کرتے ہین ممکن نہین کہ اسکا ذکر کہین قرآن یا حدیث مین مل سکے اور جو علامات عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث صحیحہ سے ثابت ہین وہ مرزا صاحب مین پائی نہین جاتین اور اون کی کارروائیون سے مسلمانون کو یقین کلی ہے کہ مثل اور جھوٹے نبیون کے وہ بھی ایک مدعی نبوت ہین - اور مرزا صاحب کہتے ہین کہ خدا نے مجھے الہامون اور وحی سے بلکہ بے پردہ ہوکر بالمشافہ فرمادیا کہ تو خلیفۃ اللہ اور عیسیٰ موعود وغیرہ ہے جس سے ظاہر ہے کہ اونکو بھی اپنے حق پر ہونے کا اور مخالفین کے باطل پر ہونے کا یقین کامل ہے - جب دونون جانب اس بات کی قطعیت اور یقین ہے کہ ہم حق پر ہین اور

ہمارا مخالف باطل پر ہے تو اب مباہلہ کرے اور جھوٹے پر لعنت کرنے مین کیا تامل ہے
اگر یہ دعوی انکا فی الواقع صحیح اور سچا تھا تو مباہلہ کی درخواست پہلے انکی جانب سے ہوتی
بلکہ بغیر مباہلہ کے خود یہ کہتے کہ اگر اس دعوی مین مین جھوٹا ہون تو خدا مجھپر لعنت کرے
بخلاف اسکے عجیب بات یہ ہے کہ مخالفین تو مباہلہ پر آمادہ ہین اور مرزا صاحب
گریز کر رہے ہین اور فرماتے کیا ہین کہ مین انکو کاذب نہین سمجھتا جس کا مطلب یہ ہوا
مین جو کہتا ہون جھوٹ ہے کیونکہ جب مخالف کاذب نہون تو لامحالہ مرزا صاحب کی
طرف الزام کذب عاید ہوگا غرض کہ مرزا صاحب کے دعوی کا قیاس اختلافی مسائل
پر ہو نہین سکتا - یہان یہ بھی غور کر لیا جاوے کہ اگر بالفرض ابو منصور کسف کے ساتھ
مرزا صاحب کو مباہلہ کا اتفاق ہوتا اور وہ یہ کہتا کہ مین آپکو کاذب نہین سمجھتا بلکہ
مخطی سمجھتا ہون اسلئے مباہلہ نہین کرتا تو کیا اسکا یہ قول صحیح ہو سکتا اور مرزا صاحب
منظور فرمالیتے اس فرضی مثال کو بھی جانے دیجئے نصارائے نجران اگر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین کہتے کہ ہم آپکو کاذب نہین سمجھتے بلکہ مخطی سمجھتے ہین
اسلئے مباہلہ نہین کرتے تو کیا انکی بات چل جاتی آخر وہ بھی بڑے ہوشیار تھے اگر
ذرا بھی موقع پاتے تو لاکھون روپیونکا نقصان کیون گوارا کرتے - بلکہ اگر یہ احتمال
قابل پذیرائی ہوتا تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے انکو فرما دیتے -

الحاصل مباہلہ مین نہ فریق مقابل کا لحاظ ہے نہ مسئلہ کی خصوصیت بلکہ مدار
اسکا جزم پر ہے جس کو کسی بات کا جزم ہوتا ہے وہ مباہلہ کے واسطے مستعد ہو جاتا ہے
جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے جو کنز العمال (صلا ج ۶) مین ہے عن ابن عباسؓ قال وددت

انی وہولاء الذین یخالفون فی الفریضۃ نجتمع فنضع ایدینا علی الرکن ثم نبتہل فنجعل

لعنة اللہ علی الکاذبین ما حکم اللہ بما قالوا (ض عب) یعنے ابن عباسؓ فرماتے ہین مجھے خواہش ہے کہ مین اور وہ لوگ جو مسائل فرائض مین مخالفت کرتے ہین کعبہ کے پاس جمع ہون اور رکن پر اپنے ہاتھ رکھکر عاجزی سے دعا کرین اور یہ کہین کہ اللہ جھوٹون پر لعنت کرے - اور روح المعانی مین آیہ مباہلہ کی تفسیر مین یہ واقعہ نقل کیا ہے ابن عباسؓ نے کسی مسئلہ مین ایک شخص کے ساتھ مباہلہ کیا اور آیت مباہلہ کو پڑھکر کمال تضرع سے دعا کی کہ جو جھوٹا ہے اسپر لعنت ہو - اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مباہلہ بھی ثابت ہے چنانچہ مرزا صاحب ازالۃ الادہام مین صؔ ۵۹۶ لکھتے ہین کہ ابن مسعود نے جو مباہلہ کی درخواست کی تھی وہ ایک معمولی آدمی تھا اگر جزئی اختلاف مین مباہلہ کی درخواست کی تو سخت خطا کی - ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی جلالت شان تمام صحابہ مین مسلم ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکی نسبت فرمایا کہ اگر بغیر مشورت کے کسی کو مین امیر کرتا تو ابن مسعود کو کرتا حضرت کے ساتھ اونکو وہ خصوصیت تھی کہ اہل بیت مین سمجھے جاتے تھے اور اونکا تبحر علمی اور کثرت روایت کتب حدیث و اقوال محدثین سے ثابت ہے جیسا کہ اصابہ فی احوال الصحابہ اور اسد الغابہ وغیرہ مین مذکور ہے - مرزا صاحب ایسے جلیل القدر صحابی کی نسبت لکھتے ہین کہ وہ ایک معمولی آدمی تھا یعنے بعلم محض اسی لئے مسئلہ مباہلہ مین انہون نے سخت خطا کی - مرزا صاحب جہان اونکی خطا کا ذکر کیا تھا کوئی روایت یا حدیث بھی لکھدیتے کہ انہون نے اوسکے خلاف کیا تاکہ مرزا صاحب کا منبع علم بھی معلوم ہوجاتا -

الغرض جلیل القدر صحابہ کے عمل سے مرزا صاحب کا وہ عذر بھی جاتا رہا کہ اختلافی مسائل مین مباہلہ جائز نہین مگر حیرت یہ ہے کہ مرزا صاحب اس مسئلہ کو ابتک

اختلافی سمجھ رہے ہین نئی نبوت قایم کرلی اوسکے مخالفین کافر ٹھیرائے گئے۔ مباینت ملت کا حکم قایم کردیا گیا۔ اگر اسپر بھی اختلاف ہی سمجھا جائے تو مسیلمہ کذاب کی نبوت کو بھی اختلافی کہنا پڑیگا حالانکہ کوئی مسلمان اسکا قائل نہین اب رہا یہ کہ مباہلہ کے پہلے ازالہ شبہات اور مباحثہ ضرور ہے سو وہ بھی خلاف واقع ہے اسلئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نصارائے نجران سے نہ مباحثہ فرمایا نہ ازالہ شبہات بلکہ ابتدا ہی یہی ارشاد ہوا کہ اگر ہماری بات نہین مانتے ہو تو مباہلہ کر و جیسا کہ آیہ شریفہ فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ تَعَالَوْا سے ظاہر ہے۔ اور مباحثہ تو مرزا صاحب کے ساتھ سالہا سال سے جاری ہے مناظرہ سے تجاوز کر کے نوبت مکابرہ اور مجادلہ تک پہونچ گئی ہے آخر نوبت باینجا رسید کہ جناب عبدالحق صاحب نے جو فریق مقابل ہی کے ایک شخص ہین مباہلہ پر فیصلہ قرار دیا اور بفضلہ تعالی اونکی ہمت اور رعب صداقت سے فیصلہ ہو بھی گیا الحمد للہ علی ذلک۔

یہان ایک بات اور بھی معلوم کر لیجئے کہ مرزا صاحب کا جوش غضب فریق مقابل پر اور لعنت کی بوچھاڑ اور تکفیر وغیرہ کا حال ابھی معلوم ہوا اور مباہلہ کے وقت کمال تہذیب اور دبی زبان سے جو فرمایا وہ بھی معلوم ہوا کہ مین فریق مقابل کو کافر نہین کہتا اگر مباہلہ مین ان پر لعنت کرون تو کس طرح کرون اس سے ظاہر ہے کہ جس قدر آپ نے مخالفین پر لعنت وغیرہ کی ہے سب واپس لیا اسکا مسلمانون کو شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ اب رہین وہ حدیثین جو لعنت اور تکفیر کے باب مین وارد ہین سو وہ مرزا صاحب اور خدائے تعالی کا درمیانی معاملہ ہے اسمین ہمین دخل دینے کی ضرورت نہین۔ اگرچہ اس بابمین احادیث بکثرت وارد ہین مگر ہم صرف دو ہی اس غرض کیلئے

نقل کرتے ہین کہ ہمارے احباب مرزا صاحب کا طریقہ اختیار نہ کرین عن ابن عمرؓ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما متفق علیہ یعنے
بخاری اور مسلم مین ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی مسلمان کو کافر
کہے تو وہ تکفیر اُن دونون سے کسی ایک کی ضرور ہو جاتی ہے عن ابن عباسؓ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ من لعن شیئاً لیس لہ باہل رجعت اللعنۃ علیہ رواہ الترمذی
وابوداؤد ذکرہما فی المشکوۃ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی پر لعنت کرے
جس کا وہ مستحق نہین تو لعنت اسی لعنت کرنیوالے پر لوٹتی ہے جسکا مطلب یہ ہوا
کہ لعنت و تکفیر اگر بیمحل کی جائے تو لعنت کرنیوالا ابھی کافر اور ملعون ہو جاتا ہے
اور اوسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے ع برآید انچہ از فوارہ فورا ہم بر و ریزد
جب احادیث صحیحہ سے تکفیر اور لعنت کا لوٹنا بسبب اقرار مرزا صاحب ثابت ہے
تو دوسرے تمام الفاظ مندرجۂ فہرست مذکورہ سب اسمین داخل ہین جیسا کہ عرب کا
مقولہ ہے کل الصید فی جوف الفرا گورخر

الحاصل کئی واقعون کی شہادت سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب بڑے
بڑے معرکون اور علما کے مقابلہ مین گریز کرتے رہے حالانکہ نبی کی یہ شان نہین کہ
کسی کے مقابلہ مین گریز کر جائے۔

اگرچہ اس موقع مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات کا لکھنا بالکل
نامناسب تھا لیکن الضرورات تبیح المحظورات پر عمل کرکے چند واقعات ہم نقل
کرتے ہین جنکو امام سیوطی رح نے خصائص کبری مین کتب معتبرہ سے نقل کیا ہے
اون سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ جو کوئی کسی بدنیتی یا امتحان یا الزام کی غرض سے

حضرت کے روبرو آیا اوسکا جواب پورے طور سے دیا گیا کبھی ایسا نہوا کہ آپ کسی کے مقابلہ سے ہٹ گئے ہون۔

ایکبار بنی تمیم کے قبیلہ کے خطیب وشاعر وغیرہ حسب عادت عرب مقابلہ کی غرض سے حضرت کی خدمت مین حاضر ہوے جب اونکے خطیب نے خطبہ پڑہا تو حضرت نے ثابت بن قیس کو حکم فرمایا کہ خطبہ پڑہین اور جب اون کے شاعر نے اشعار پڑہے تو حضرت نے حسان بن ثابت کو جواب دینے کو کہا چنانچہ فی البدیہہ انہون نے اوسی بحر و قافیہ مین جواب دیا۔ غرض کہ حضرت کی تائید باطنی سے اسلامی خطیب وشاعر نے ایسے دندان شکن جواب دے کہ مخالفین بھی مان گئے اور بے اختیار کہ اٹھے کہ اونکو غیبی تائید ہے۔

اُبی بن خلف جو ایک مشہور جوانمرد شخص تھا بڑی تیاری سے غزوہ احد مین خاص اس غرض سے آیا تھا کہ فقط حضرت ہی سے مقابلہ کرے حضرت یہ سن چکے تھے جب وہ معرکہ مین گھوڑے کو دوڑا کر حضرت کے قریب پہونچ گیا صحابہ نے چاہا کہ حائل ہون حضرت اونکو ہٹا کر خود آگے بڑے اور ایک نیزہ اوسکو ایسا مارا کہ جس سے وہ واصل جہنم ہوگیا۔

رکانہ نام ایک پہلوان نہایت قوی اور زور آور تھا جس سے تمام عرب ڈرتے تھے اوس نے حضرت سے کشتی کی درخواست کی اور یہ شرط ٹھیرائی کہ اگر آپ غالب ہوجائین تو دس بکریان لا دونگا حضرت نے تین بار اوسکو پچھاڑا ہر بار وہ یہی کہتا کہ لات وعزی نے میری مدد نہین کی اور آپ کے معبود نے آپ کی مدد کی۔ جب وہ حسب وعدہ بکریان دینا چاہا آپ نے فرمایا اوسکی ضرورت نہین اسلام قبول کر

اوس نے کہا کہ فلان جہاڑ آپ کے بلانے پر آجائے تو مین اسلام قبول کرلونگا چنانچہ آپکے اشارہ پر وہ جہاڑ زمین چیرتا فورًا روبرو آکھڑا ہوا اور واپسی کے حکم پر اپنے مقام پر چلا گیا

عامر بن طفیل اور اربد بن قیس جو کسی قبیلہ کے سردار اور جوانمرد لوگ تھے بہ مشورت کرکے حضرت کے پاس آئے کہ عامر حضرت کو باتون مین مشغول کرے اور اربد قتل کرڈالے چنانچہ عامر نے تخلیہ کے بہانہ سے حضرت کو علحدہ لیجاکر باتون مین مشغول کیا اور اربد نے چاہا کہ تلوار کہینچے اوسکا ہاتھ خشک ہوگیا پہر وہ دونون چلے گئے اور اسی قربت مین اربد پر بجلی گری اور عامر کے حلق مین غدود پیدا ہوا غرض تہوڑے عرصہ مین دونون فی النار ہوگئے - یہ باطنی مقابلہ تھا -

ایکبار ابو جہل وغیرہ کفار حضرت کے قتل کے ارادہ سے آئے آپ اوسوقت نماز مین مشغول اور قرآن باواز بلند پڑھ رہے تھے ہر شخص آواز کی طرف قصد کرتا مگر یہ معلوم ہوتا کہ آواز اپنے پیچھے کی جانب ہے فورًا مڑجاتا جب بھی آواز پیچھے ہی معلوم ہوتی غرض ہر شخص نے بہت کوشش کی کہ آواز کے مقابل ہوکر ہاتھ چلائے مگر وہ موقع کسی کے ہاتھ نہ آیا آخر مایوس ہوکر لوٹ گئے - بہرحال کفار کا غلبہ نہو سکا -

ایکبار کفار اذیت رسانی کی غرض سے حضرت کے پاس آئے جب قریب پہونچے توسب کے ہاتھ بغیر رسی کے گردنون پر بندہ گئے -

نضر بن حارث نے حضرت کو کسی جنگل مین تنہا پاکر چاہا کہ حملہ کرے فورًا چند شیر نمودار ہوگئے جن سے ڈرکر بھاگ گیا -

ایک روز کفار نے حضرت پر حملہ کرنا چاہا غیب سے ایسی سخت ہیبت ناک آواز آئی کہ سب بیہوش ہوگئے اور اتنی دیر پڑے رہے کہ حضرت باطمینان نماز سے

فارغ ہوکر گھر تشریف لیگئے۔

اس قسم کے اور بہت سے واقعات ہین جنکی بیانکی یہان گنجایش نہین غرض کہ احادیث متعددہ سے بتواتر ثابت ہے کہ ہر موقع مین حق تعالی اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید غیب سے فرماتا اور حضرت کو اوس کی فکر کرنیکی کوئی ضرورت نہ ہوتی بخلاف اسکے مرزا صاحب کے یہان معاملہ بالعکس ہے کہ مخالفین کو وہ اعتراض کے مواقع غیبی تائید سے ہاتھ آجاتے ہین جنکے جواب مین مرزا صاحب کا دماغ یاری نہین دیتا آخر زبان سے کام لینے لگتے ہین اور ایسے مغلظات سناتے ہین کہ الامان۔ یہ امر پوشیدہ نہین کہ آدمی گالیان اسیوقت دیتا ہے جب جواب دینے سے عاجز ہوجاتا ہے اذا یئس الانسان طال لسانہ۔

مرزا صاحب کی پیشین گوئیون کا حال معلوم ہوا کہ کس قدر تدابیر اونکی عمل مین لائی گئین۔ باوجود اسکے اونکو وہ ثابت بھی نہین کرسکتے چنانچہ الہامات مرزا کے عنوان پر لکھا ہے کہ اس رسالہ مین مرزا صاحب قادیانی کے الہامون پر مفصل بحث کرکے اونکو محض غلط ثابت کیا گیا ہے اوسکے جواب کے لئے طبع اول پر مرزا صاحب کو مبلغ پانسو روپیہ انعام تھا طبع ثانی پر ہزار کیا گیا اب طبع ثالث پر پورا مبلغ دو ہزار کیا جاتا ہے اگر وہ ایک سال تک جواب دین تو انعام مذکور اونکے پیش کش کیا جائیگا وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ انتہی واضح رہے کہ رسالہ مذکورہ مین وہی الہامات ہین جو پیشگوئیون سے متعلق ہین جنکے اثبات پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے بار بار انعام کا وعدہ کیا مگر مرزا صاحب ثابت نہ کرسکے جس سے ظاہر ہے کہ وہ الہامی پیشگوئیان صرف دعوی ہی دعوی تہین وقوع ایک کا بھی نہین ہوا

اب چند وہ پیشین گوئیان بھی دیکھ لیجئے جو مناسب حال انبیا ہین ۔ خصائص کبرےٰ مین امام سیوطی رح نے معتبر حدیثون کی کتابون سے جو روایتین نقل کی ہین اختصار کے لئے اونکا ماحصل یہان لکھا جاتا ہے۔

بدر کے روز حضرت نے سرداران قریش کے گرنے کی جگہ تبلا دی تھی جب دیکھا گیا تو ہر شخص کی لاش وہین پڑی تھی جہان اوسکے گرنیکی پیشین گوئی کیگیی تھی ۔

عتبہ بن ابی وقاص کی نسبت فرمایا کہ وہ ایک برس کے اندر کفر پر مرے گا ایسا ہی ہوا۔

غزوہ احزاب مین تقریباً تمام ملک عرب کے قبائل نے مدینہ منورہ پر چڑہائی کی حضرت نے فرمایا کہ ایک ہوا ایسی چلے گی کہ وہ سب پریشان ہوکر بھاگ جائین گے ایسا ہی ہوا کہ ایسی سخت ہوا چلی کہ اونکے خیمے اڑگئے کجاوے زمین مین دہس گئے اور اس بدحواسی سے بھاگے کہ کسی کو کسی کی خبر نہ تھی۔

حضرت نے ابن نبیح کو قتل کرنیکے لئے عبداللہ بن انیس سے فرمایا وہ اوسکو پہچانتے نہ تھے اسلئے نشانی پوچھی فرمایا کہ جب تم اوسکو دیکھوگے ہیبت اور خوف سے تمہارے جسم پر بال کہڑے ہوجائین گے وہ کہتے ہین کہ مجھپر کسی کا خوف کبھی غالب نہین ہوتا تھا مگر اوسکو دیکھتے ہی تھوڑی دیر وہ حالت طاری رہی جو حضرت نے فرمایا تھا مین پہچان گیا اور اوسکو قتل کر ڈالا۔

عبدالرحمن بن عوف رض کو کچھ لشکر کے ساتھ آپ نے دومۃ الجندل کو روانہ کیا اور فرمایا کہ تمہارے ہاتھ پر وہ ملک فتح ہوگا وہان کے بادشاہ کی لڑکی کو تم نکاح کرلو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

خالد بن ولید اسلام لانیکے لئے جب مدینہ کی طرف روانہ ہوے حضرتؐ نے اونکے آنیکے پہلے ہی خبر دیدی کہ وہ آرہے ہین۔

عامر ایک رات اشعار پڑہتے جارہے تھے حضرتؐ نے پوچھا یہ کون ہین کسینے کہا عامر ہین فرمایا اللہ عامر پر رحم کرے یہ سنتے ہی بعض صحابہ نے مطلب حضرت کا سمجھکر عرض کیا کہ اور چند روز اونسے ہمین فائدہ اٹھانے کیون ندیا یا رسول اللہ عرض اوسی سفر مین وہ شہید ہوگئے۔

حضرت نے پہلے ہی خبر دی تھی کہ روم اور فارس اور یمن مفتوح ہونگے اور یہ خبر اوسوقت دی تھی کہ سوائے حضرت خدیجہ کبری اور علی کرم اللہ وجہہ اور ابوبکر صدیقؓ کے کوئی حضرت کا رفیق اور غمخوار نہ تھا۔

ایکبار حضرتؐ نے خالد بن ولید سے فرمایا کہ چارسو بیس سوار لیکر جاؤ اور اکیدر دومۃ الجندل کو گرفتار کرکے لے آؤ انہون نے عرض کیا ایسے بڑے شخص کا مقابلہ اتنے لوگ کیونکر کرین گے فرمایا وہ شکار کو نکلے گا اوسوقت اوسکو گرفتار کرلینا جب وہ وہان پہونچے گا وحشی اوسکے قلعہ کے نیچے آیا جسکو دیکھکر وہ چند ہمراہیون کے ساتھ شکار کے قصد سے اترا اور گرفتار کرلیا گیا۔

ایک سفر مین تمام لشکر پیاسا ہوگیا اور پانی نتھا علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ اس طرف جاؤ فلان مقام مین ایک عورت ملیگی جو پانی اونٹ پر لیجارہی ہے اوسکو لے آؤ وہ روانہ ہوے اوسی مقام مین وہ عورت ملی اوسکو لے آئے اور اوس پانی سے تمام لشکر سیراب ہوا اور وہ کم نہوا اس معجزہ سے اوس عورت کا کل قبیلہ مسلمان ہوگیا

غزوہ موتہ کیلئے جو لشکر روانہ کیا گیا تھا اوسپر حضرتؐ نے زید بن حارثہ کو امیر بنا کر فرمایا

کہ اگر وہ شہید ہون تو جعفر ابن ابی طالب امیر بنائے جائین اور اگر وہ بھی شہید ہون تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہون اور اگر وہ بھی شہید ہوجائین تو مسلمان مختار ہین جسکو چاہین امیر قرار دین۔ وہان ایک یہود کا عالم بھی موجود تھا حضرت کا ارشاد سنکر کہا کہ اگر آپ نبی ہین تو یہ لوگ ضرور قتل ہونگے۔ پھر جس روز وہان معرکہ جنگ تھا حضرت صحابہ کو برابر خبر دیرہے تھے کہ زید نے رایت لیا ہر چند شیطان نے اونکے دل مین وسوسے ڈالے مگر انہون نے کچھ توجہ نکی اور شہید ہوگئے پھر فرمایا کہ جعفر نے رایت لیا اونکے بھی دل مین شیطان نے وسوسے ڈالے مگر انہون نے بھی کچھ التفات نکیا اور شہید ہوگئے پھر فرمایا عبداللہ نے رایت لیا اور وہ بھی شہید ہوگئے پھر خالد بن ولید نے خود مختاری سے رایت لیا یہ کہکر حضرت نے دعا کی الٰہی وہ تیری ایک تلوار ہے تو ہی اوسکو مدد دیگا۔ اوسی روز سے اوسکا نام سیف اللہ قرار پایا۔ اس روایت سے ظاہر ہے کہ مغیبات پر حضرت کو ایسی اطلاع ہوتی تھی کہ خواہ وہ ماضی ہون یا مستقبل پیش نظر ہوجاتے تھے۔

کسی سفر مین حضرت کی ناقہ گم ہوگئی لوگ اوسکی تلاش مین پھر رہے تھے ایک منافق نے کسی مجلس مین کہا کہ خدا اونکو ناقہ کا پتہ کیون نہین دیتا یہ کہکر حضرت کی مجلس مین آگیا حضرت نے فرمایا ایک منافق کہتا ہے خدا ناقہ کا پتہ نہین دیتا جاؤ فلان مقام مین وہ ہے اوسکی مہار کسی جھاڑ مین اٹک گئی ہے غرض اوسکو وہان سے لے آئے اور وہ منافق مسلمان ہوگیا۔

جویریہؓ کا باپ اپنی لڑکی کے فدیہ کے واسطے چند اونٹ لیکر چلا راستہ مین اچھے دو اونٹ کسی پہاڑ مین چھپا دیے جب باقی اونٹ پیش کئے تو فرمایا وہ

دو اونٹ کہان ہین جو فلان مقام چھپا دے گئے ہین یہ سنکر وہ مسلمان ہو گیا۔

جب ستر صحابہ بئر معونہ پر شہید ہوے اسیوقت حضرتؐ نے اونکی شہادت کی خبر دی

شیبہ بن عثمان کہتے ہین کہ جب مکہ کو فتح کر کے حضرتؐ نے حنین کا ارادہ کیا

مین بھی اس غرض سے حضرتؐ کے ساتھ ہو لیا کہ جب لڑائی کی گڑبڑ ہو گی تو دھوکہ دیکر حضرتؐ

کو قتل کرنے کا کوئی موقع مل جائیگا جس سے اپنی بڑی نام آوری ہو گی جب معرکہ کارزار

گرم ہوا اور حضرت دلدل سے اترے مین تلوار کہینچکر حضرتؐ کے قریب پہونچا چاہا تھا

کہ ایک برق سا آگ کا شعلہ سامنے آگیا جس سے میری آنکھین بند ہو گئین اور ساتھ

ہی حضرت میری طرف متوجہ ہو کر فرمائے کہ اے شیبہ میرے نزدیک آجاؤ مین اور

نزدیک ہوا حضرتؐ نے دست مبارک میرے سینہ پر پھیر کر کہا یا اللہ اسکو شیطان سے

پناہ دے وہ کہتے ہین کہ اقسام کے برے خیال میرے دل مین جمے ہوئے تھے مگر دست مبارک

کی برکت سے فوراً وہ سب دفع ہو گئے اور حضرت کی ایسی محبت دل مین پیدا ہو گئی کہ

حضرت کے آگے آگے کفار کو قتل کرتا جاتا تھا بخدا اگر اوسوقت میرا باپ میرے

سامنے آتا تو اوسکو بھی مار ڈالتا پھر فتح کے بعد جب حضرت خیمہ مبارک مین تشریف فرما

ہوے تو میرا ایک ایک خیال مجھسے بیان فرمایا جس سے مین نے مغفرت چاہی اور

حضرتؐ نے غفر اللہ لک فرمایا انتہی ملخصاً۔

اب اہل انصاف ان احادیث مین جو بطور مشتے نمونہ از خروارے ہین

غور فرمادین کہ یہ پیشین گوئیان کیسی کہلی کہلی ہین نہ اونمین کوئی شروط بچاؤ کیلئے ہین

نہ داؤ پیچ یہ بات بنانیکی ضرورت ہے۔ اسی قسم کی پیشین گوئیون مین حضرتؐ نے قیامت

تک کے واقعات بیان فرمادئے ہین چنانچہ اس روایت سے واضح ہے جو بخاری اور

مسلم مین ہے عن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شئیا یکون فی مقامہ ذلک الی قیام القیامۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی ہولاء وانہ لیکون منہ الشئی قد نسیتہ فاراہ فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا راٰہ عرفہ انتہی۔ یعنے یہ صحابہ جانتے ہین کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور قیامت تک جو ہونیوالا ہے سب بیان فرما دیا کسی نے اوسکو یاد رکھا اور کوئی بھول گیا بعضے ایسے امور کا وقوع ہوتا ہے جو خیال سے جاتے رہے ہین مگر دیکھتے ہی اونکا خیال آجاتا ہے کہ حضرت اسکی خبر دیچکے ہین جیسے غائب جب سامنے آجاتا ہے تو چہرہ دیکھتے ہی پہچان لیا جاتا ہے انتہی ملخصاً کتب احادیث و تواریخ دیکھنے سے اسکا انکار نہین ہوسکتا کہ حضرت نے جو پیشین گوئیان کی ہین ابتک اونکا ظہور برابر ہوتا جاتا ہے چنانچہ اسی ایک پیشین گوئی کو دیکھ لیجیے جو دجالون سے متعلق ہے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ رواہ البخاری ومسلم۔

اور ابوداؤد و ترمذی مین ہے سیکون فی امتی کذابون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت اوسوقت تک قائم نہوگی کہ تیس دجال جھوٹے نہ پیدا ہولین اونمین ہر ایک کا دعوی نبوت اور رسالت کا ہوگا یاد رکھو کہ مین خاتم النبیین ہون میرے بعد کوئی نبی نہین ہوسکتا انتہی دیکھئے اس پیشین گوئی کا وقوع حضرت ہی کے زمانہ سے شروع ہوگیا اور بہت سے دجال ابتک نکلے جنھون نے رسالت کا دعوی کیا اور معلوم نہین ابھی کتنے باقی ہین

اب مرزا صاحب جو رسالت کا دعوی کرتے ہین اگر اونکی تصدیق کیجاے تو بخاری اور مسلم کی احادیث کی تکذیب ہوئی جاتی ہے کیونکہ ادن روایتون مین صاف موجود ہے کہ حضرت کے بعد جو شخص رسالت کا دعوی کرے وہ دجال ہے اب مرزا صاحب ہی انصاف سے شرعی فیصلہ فرمادین کہ مسلمانون نے اونکے حق مین کیا اعتقاد رکہنا چاہئے اگر یہ روایتین صحاح کے سوا دوسری کتابون مین ہوتین تو یہ کہنے کو موقع مل سکتا کہ شاید یہ وہ احادیث صحیح نہون وہ تو بخاری اور مسلم وغیرہ مین ہین جنکی نسبت کل اہل سنت وجماعت کا یہ اعتقاد ہے اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری ثم مسلم اگر تہوڑی دیر کیلئے یہ کتابین بے اعتبار سمجہی جائین تو مرزا صاحب کا دعوی عیسویت خود باطل ہوجاتا ہے کیونکہ یہ مسئلہ عقلی تو ہے ہی نہین کہ قیامت کے پہلے مسیح پیدا ہوگا اور نہ قرآن مین اوسکی صراحت ہے تو ناگزیر احادیث پیش کرنیکی ضرورت ہوگی اور جب بخاری اور مسلم قابل اعتبار نہون تو وہ احادیث بہی موضوع اور جہوٹی سمجہی جائینگی پہر تیس دجالون والی حدیث قطع نظر اسکے کہ بخاری ومسلم مین ہے مرزا صاحب کے اقرار کے موافق بہی صحیح ہے اسلئے کہ وہ فرماتے ہین جو حدیث قرآن کی تائید مین ہو وہ صحیح ہوتی ہے۔ اب دیکہئے کہ وہ حدیث آیۂ شریفہ خاتم النبیین کی تائید مین ہے اسلئے بحسب اقرار مرزا صاحب اس زمانہ مین رسالت کا دعوی کرنیوالا تیس دجالون سے ایک دجال ضرور سمجہا جائیگا غرض کہ جسکو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہوگا اور یہ حدیث سن لیگا کہ جو کوئی میرے بعد رسالت کا دعوی کرے وہ دجال وکذاب ہے تو ممکن نہین کہ مرزا صاحب کو رسول کہے اور پہر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا بہی دعوی کرے۔

ان پیشین گوئیون کو دیکہیے کہ سوا بیان واقعات کے کوئی اس قسم کی فضول بات نہین جو مرزا صاحب کی پیشین گوئیون مین ہوتی ہن کہ اگر وہ صحیح نکلین تو اپنے پر لعنت ہے منہ کالا کیا جائے اور پھانسی دیجائے اور اشتہار پر اشتہار دیا جارہا ہے کہ وہ صحیح نکلی وہ صحیح نکلی اور کوئی جھوٹی ثابت کردے تو لاکھ روپیہ دینگے اور چین وچیان ہوگا پہر جہوٹ ثابت کرنیکے لئے کوئی جاے تو مغلظات سنائی جاتی ہین اور مباحثہ تک نوبت ہی نہین پہونچتی اور اون پیشین گوئیون کی تکذیب مین رسالہ لکھا گیا تو باوجود وعدہ انعام کے سالہاے سال گذر گئے مگر جواب نہو سکا حالت تو یہ اور اوس پر دعوی نبوت کا ۔ مرزا صاحب کو تمام معجزات مین سے ایک پیشین گوئی کا ایسا نسخہ ہاتھ لگ گیا ہے کہ ہر وقت پیشین گوئی کا کچھ نہ کچھ دھندا لگا رہتا ہے اور یہ کوئی نہین پوچھتا کہ حضرت معجزہ صرف پیشین گوئی کا نام نہین ۔ یہ کام تو ہر ملک کے منجم ہندو نصاری وغیرہم بھی ہمیشہ کیا کرتے ہین پہر جتنی پیشین گوئیان بحسب اتفاق اونکی صحیح نکلتی ہین آپ کی صحیح نہین نکلتین اور اگر بالفرض اوتنی صحیح نکلین بھی تو منجمون پر بھی فضیلت ثابت نہین ہوسکتی چہ جائیکہ نبوت ۔ معجزہ تو وہ چیز ہے کہ اوسکے مقابلہ مین تمام مخلوق عاجز ہوجائے نہ نجوم اوسکی ہمسری کرسکتا ہے نہ عقل وغیرہ ۔

اب ہم چند معجزات یہان بیان کرتے ہین جن سے ناظرین کو معلوم ہوجائیگا کہ معجزہ کیا چیز ہے ۔

امام سیوطی رح نے خاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات مین ایک کتاب بڑی بڑی دو جلدون مین لکھی ہے جسکا نام خصائص کبرے ہے اوس کے دیکہنے سے یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت کے معجزات کی ابتدا ولادت شریف سے پہلے ہی

ہوگئی تھی اور وہ سلسلہ انتقال شریف تک برابر جاری رہا اور اہل بصیرت کے نزدیک تو وہ سلسلہ ابتک بھی منقطع نہین ہے - امتحان اور درخواست کے وقت معجزہ کا ظاہر ہونا تو نبوت کا لازمہ ہی ہے علاوہ اسکے جب حضرت کو عالم علوی یا سفلی مین کسی چیز سے ضرورت متعلق ہوتی تو بلا تکلف اوسمین تصرف فرماتے اس قسم کے چند واقعات ذیل مین خصائص کبری سے لکھے جاتے ہین - چونکہ یہ کتاب چھپ گئی ہے اسلئے احادیث کا ترجمہ لکھدیا گیا اگر کسی صاحب کو شک ہو تو وہ کتاب دائرۃ المعارف حیدرآباد سے طلب کر کے دیکھ لین -

جب کبھی لشکر کو پانی کی ضرورت ہوئی حضرت نے کبھی کسی ظرف مین ہاتھ رکھدیا جس سے پانی جوش مارنے لگا کبھی خشک کوین مین کلی کردی کبھی کوئی نشانی مثل تیر کے اوسمین رکھوادی کبھی اکا دکا یا ڈونچی مین برائے نام تھوڑا سا پانی منگوا لیا غرض کہ جس طرح چاہا تھوڑے سے پانی کو غیبی مدد سے اتنا کثیر بنادیا کہ ہزارہا آدمی اور جانور اوس سے سیراب ہوے اور کبھی فوراً ابر آکر لشکر پر کافی پانی برسا دیا ایک صحابی نے شکایت کی کہ اپنے کوین مین کھارا پانی نکلا ہے حضرت نے تھوڑا پانی اوسمین ڈالنے کو دیا جس سے اوسکا پانی ایسا میٹھا ہوگیا کہ ملک یمن مین اوسکا نظیر نتھا چونکہ عرب مین پانی کی بہت قلت ہے اسلئے پانی سے متعلق بہت معجزات ہین -

اسیطرح کہانے مین برکت ہونیکے واقعات بھی بکثرت ہین مثلاً کبھی ایک روٹی جو ایک آدمی کو کفایت کر سکتی تھی دست مبارک کی برکت سے اسّی شخصون کو کافی ہوئی اور پہر بھی بچ رہی کبھی ایک پیالہ دودھ ایک بڑی جماعت کے لئے کافی ہوگیا عصیدہ کی ایک صحنک سے کل مسجد شریف کے نمازی سیر ہوگئے -

ابوہریرہؓ کہتے ہین کہ چند دانے کہجور کے میرے پاس تہے حضرتؐ نے اوسپر ایک
جماعت کثیر کی دعوت کی بعد فراغت کے جو بچ رہین مین نے اونکو اپنے توشہ دان مین
اٹہا رکہے اونمین ایسی برکت ہوئی کہ ہمیشہ کہاتا کہلاتا رہا صرف راہ خدا مین پچاس وسق
دیے جسکے سیکڑون من ہوتے ہین۔

بارہا حضرتؐ کے دست مبارک مین کنکریون سے تسبیح اور رسالت کی گواہی
سنی گئی ایک لکڑی کا کہم تہا جسکے پاس حضرت کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا کرتے جب منبر خطبہ
کیلئے تیار ہوا اور حضرت اوسپر تشریف لیگئے وہ کہم بہ آواز بلند رونے لگا جسکو تمام حضار
مجلس نے سنا پہر جب حضرتؐ نے اوسکو تسکین دی تو چپ ہوا۔ حضرتؐ نے صحابہ سے
فرمایا وہ قابل ملامت نہین ہر چیز کا میری مفارقت مین یہی حال ہوتا ہے۔

ایک بار حضرتؐ نے حضرت عباسؓ اور اونکی اولاد کیلئے دعا کی اوسوقت
در و دیوار سے آمین کی آواز آرہی تہی۔

جنگ بدر اور حنین مین جب آتش قتال گرم ہوئی حضرتؐ نے ایک مٹہی
خاک وہین سے اٹہا کر کفار کی طرف پہینکی اوس نے یہ کام کیا کہ کل کفار کی آنکہون مین
جا کر گویا اونکو اندہا بنا دیا۔

عکاشہؓ کی تلوار جنگ بدر مین ٹوٹ گئی حضرتؐ نے ایک لکڑی اونکو دی وہ
چلتی ہوئی تیغ بران بنگئی جس سے بہت سارے کفار کو انہون نے قتل کیا۔

لڑائیون مین یہ اتفاق تو بارہا ہوا کہ کسیکی آنکہ نکل پڑی ہتیلی سے اوسکو
داب دیا اور اچہی ہوگئی۔ کسی کے ہاتہ پیر ٹوٹ گئے یا زخمی ہوے اون پر ہاتہ
پہیر دیا یا آب دہن لگا دیا اچہے ہوگئے۔

عمار بن یاسرؓ کو کفار نے جلانا چاہا حضرتؐ نے اونکے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا
یانار کونی بردا و سلاما علی عمار کما کنت علی ابراہیم یعنے اے آگ عمار پر ایسی سرد
ہوجا جیسے ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی چنانچہ وہ محفوظ رہے۔
اسود عنسی جسنے نبوت کا دعوی کیا تھا جب صنعا پر غالب ہوا ذویبؓ
کو اس جرم مین آگ مین ڈالدیا کہ حضرتؐ پر ایمان لائے تھے مگر آگ کا اونپر کچھ اثر
نہوا یہ صرف صحبت کی برکت تھی۔
اندھیری راتون مین صحابہ حضرتؐ کے پاس سے مکانون کو جاتے تو کسیکی
لکڑی روشن ہوجاتی کسی کا کوڑا کسی کی انگشت کسی کے لئے آسمان سے روشنی
اتر آتی پھر دو شخص متفرق ہوتے تو ہر ایک کے ساتھ روشنی علحدہ ہوجاتی۔
حضرتؐ کو جنگل مین حاجت بشری کی ضرورت ہوتی اور وہان آسرا
نہوتا تو جھاڑون کو فرماتے کہ ملجائین وہ ملجاتے پھر بعد فراغت اونکو اپنی اپنی جگہ
جانے کو فرماتے تو وہ چلے جاتے۔
بڑے بڑے سرکش اور شریر اونٹ جو کسی کو پاس آنے ندیتے حضرتؐ کو
دیکھتے ہی سجدہ مین گرجاتے اور حضرتؐ جو کچھ فرماتے اوسکی تعمیل کرتے۔ اکثر اونٹ
حضرتؐ کی خدمت مین آکر اپنے مالکون کی شکایت کرتے اور حضرتؐ رفع شکایت
فرمادیتے نافع کہتے ہین کہ حضرتؐ ایک ایسے مقام پر اترے جہان پانی نہ تھا لوگ پریشان
تھے کہ یکایک ایک بکری حضرتؐ کے پاس آگئی جس کے دودہ سے تمام لشکر سیراب ہوگیا
بارہا یہ اتفاق ہوا کہ دبلی دبلی اونٹنیان اور بکریان جنہین نام کو دودہ نتھا
حضرتؐ کا دست مبارک لگتے ہی دودہ دینے لگین۔

سفینہؓ کہتے ہین کہ مین کسی جنگل مین بھٹک کر راستہ سے دور جا پڑا اتھا ناگہان ایک شیر مقابل ہوگیا مین نے کہا اے شیر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہون یہ سنتے ہی وہ دم ہلانے لگا اور میرے ساتھ ہولیا یہانتک کہ مجھے راستہ پر پہنچا کر چلا گیا۔ یہ صرف غلامی کا اثر تھا۔

جابرؓ نے اپنی پلی ہوئی بکری کو ذبح کر کے حضرت کی دعوت کی تناول طعام کے بعد آپ نے اوسکی ہڈیون کو جمع کروا کے اوسپر اپنا دست مبارک رکھکر کچھ فرمایا فوراً وہ بکری زندہ ہوگئی۔

ایک عورت نے حضرت کی خدمت مین اپنا لڑکا لاکر کہا کہ جب سے یہ پیدا ہوا ہے کبھی بات نہین کی حضرت نے اوس لڑکے سے فرمایا کہ مین کون ہون اوس نے جواب دیا انت رسول اللہ۔

ایک شخص نے اپنے مجنون لڑکے کو حضرت کی خدمت مین لایا آپ نے دست مبارک اوسکے چہرہ پر پھیرا اور دعا کی فوراً اوسکا جنون جاتا رہا اور دوسرون سے زیادہ عقلمند ہوگیا۔

کسی مقام مین حضرت تشریف لیجا رہے تھے صحابہ پر اسباب کا اٹھانا بار ہوگیا حضرت نے ایک شخص سے کہا تم اٹھا لو انہون نے بہت سا سامان اٹھانیکے لئے جمع کیا حضرت نے فرمایا تم تو سفینہ یعنے کشتی ہو اوس روز سے اونکا نام سفینہ ہوگیا وہ کہتے ہین کہ اوسکے بعد مجھمین اتنی طاقت پیدا ہوگئی کہ چھ سات اونٹ کا بوجھ اٹھا لیتا ہون اور کچھ بار نہین ہوتا۔

حکم بن العاص نے مسخرگی سے حضرت کو چڑھایا فرمایا ایسا ہی رہ مرتے تک

اوسکا چہرہ ویسا ہی بگڑا ہوا رہا۔

ایکبار حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت کی کسی خدمت مین مشغول تھے اور قریب تھا کہ آفتاب غروب ہو جائے حضرت نے آفتاب سے ٹھیرے رہنے کے لئے فرمایا ایکساعت تک ٹھیرا رہا جسمین انہون نے باطمینان نماز عصر ادا کی۔ اور معجزہ شق القمر تو اظہر من الشمس ہے۔

روایات مذکورہ اور انکے سوا احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرفات عناصر جمادات نباتات حیوانات سے لیکر اجرام سماویہ تک نافذ تھے اور یہ شرط نہ تھی کہ معجزات صرف مخالفین کو اون کے ایمان لانیکی غرض سے دکھلائے جائین بلکہ جب حضرت کو کوئی ضرورت پیش آتی اور تصرف کرنا منظور ہوتا تو بلا تکلف تصرف فرماتے باوجود اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ دعوی نہین کیا کہ خدا تعالی نے اپنی خاص کن فیکون کی صفت مجھو دی ہے اب مرزا صاحب کو دیکھئے کہ نبوت کے دعوی کے ساتھ یہ بھی دعوی ہے کہ جب چاہتے ہین حق تعالی سے باتین کر لیتے ہین اور حق تعالی اونکے سامنے ایسے طور پر آتا ہے کہ منہ سے پردہ بھی گرا دیتا ہے اور یہ بھی دعوی ہے کہ خاص صفت کن فیکون اونکو عطا ہوئی ہے باوجود اسکے اسوقت تک ایک معجزہ بھی نہین دکھلایا ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۸۰ مین لکھتے ہین کہ مین نے ڈاکٹر صاحب کو یہ کہا تھا کہ آسمانی نشان کی اپنی طرف سے کوئی تعیین ضروری نہین بلکہ جو امر انسانی طاقتون سے بالاتر ثابت ہو خواہ وہ کوئی امر ہو اسی کو آسمانی نشان سمجھ لینا چاہئے انتہی معلوم نہین تعیین معجزات سے مرزا صاحب کیون گہبراتے ہین اس سے ظاہر ہے کہ اونکو خدا پر بھروسہ نہین اگر ذرا بھی تقرب

ہوتا تو خدا سے پوچھکر دعوی سے کہتے کہ جو چاہو ہین باذن خالق کر سکتا ہون اور جب کن فیکون مل چکا ہے تو پوچھنے کی بھی ضرورت نہ رہی - مگر یاد رہے کہ در اصل کچھ بھی نہین سب ابلہ فریبیان ہین اور چند پیشین گوئیان جو برائے نام بیان کیجاتی ہین انمین بھی ایسی بدنما تدابیر سے کام لیا کہ کوئی عاقل اور متدین انکو پسند نہ کریگا ہر طرف سے شور مچا ہے کہ کوئی پیشین گوئی صحیح نہین نکلی اور آپ تاویل پر تاویل جمائے جاتے ہین کہ فلان پیشین گوئی مین فلان لفظ کے یہ معنی سمجھے تھے اور اوسمین فلان شرط لگی ہوئی تھی وغیرہ حیرت ہے کہ جب خدا تعالی سے اتنا تقرب حاصل ہے کہ جب چاہتے ہین بلا حجاب بات کر لیتے ہین تو کبھی تو اوس سے کہا ہوتا کہ حضرت معجزات تو درکنار جو تدبیرین کرتا ہون اونسے اور زیادہ رسوائی ہوتی جاتی ہے اور علاوہ اسکے صفت کن فیکون عطا ہونیسے تو بدنامی اور بھی دوبالا ہوگئی اور اوس سے اتنا بھی کام نہ نکلا کہ مخالفون کو ساکت کردون - اگر اسی کا نام کن فیکون ہے تو وہ آپہی کو مبارک رہے مجھے اسوقت صرف ایک بات کی ضرورت ہے کہ کوئی ایسی بات مجھسے دعوی سے ظہور مین آجاے کہ کسی کو اوسمین کلام کرنیکی گنجایش نرہے - اگر سحر کا الزام لگے تو قبول ہے - مگر مکاری اور دجالی سے تو نجات حاصل ہو -

الحاصل نبوت کی علامت معجزہ ہے اور اسکی تصدیق کیلئے پیشین گوئیان کی فکر کیگئی مگر صحیح نہ نکلنے سے ثابت ہوگیا کہ خدا تعالی کے ساتھ انکو کوئی خاص قسم کا غیر معمولی سچا تعلق نہین جس سے ظاہر ہے کہ وہ عیسی موعود نہین ہو سکتے - یہانتک اونکے دعوؤن کا بیان تھا جو اپنی عیسویت پر انہون نے پیش کیا ہے اب ہم مرزا صاحب کے چند تحقیقات بطور مشتے نمونہ از خروارے

پیش کرتے ہین جنکے دیکھنے سے اونکی جرات بیباکی خلاف بیانی کلام مین تعارض کسقدر معلوم ہوجائے۔ تحریر فرماتے ہین کہ ہمارے بہائی مسلمان کسی ایسے زمانہ سے کہ جب بہت سے عیسائی دین اسلام مین داخل ہوئے ہونگے اور کچھ کچھ حضرت مسیح کی نسبت اپنے مشرکانہ خیال ساتھ لائے ہونگے اس بیجا عظمت دینے کے عادی ہوگئے ہونگے انتہی کذافی ازالۃ الاوہام صہ ۲۵۲۔ مشرکانہ خیالات سے مراد عیسی علیہ السلام کی زندگی ہے جو صحیح صحیح احادیث سے ثابت اور جنکی ابتدا صحابہ ہی کے زمانہ سے ہوچکی ہے۔

اور لکھتے ہین کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال وغیرہ کی حقیقت موبمو منکشف نہوئی ہو تو کچھ تعجب کی بات نہین ازالۃ الاوہام صہ ۶۹۱

یہ الزام نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اسوجہ سے لگایا جارہاہے کہ احادیث نبوۃ مسلمانون کو مرزا صاحب پر ایمان لانے سے روک رہی ہین۔

درازی ایام زمانہ دجال مین ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اوسکی نسبت لکھتے ہین یہ بات یاد رکھنے کے لایق ہے کہ ایسے امور مین جو عملی طور پر سکھلائے نہین جاتے اور نہ اونکے جزئیات خفیہ سمجھائی جاتی ہین انبیا سے بھی اجتہاد کے وقت امکان سہو وخطا ہے ازالہ صہ ۶۸۷۔ مطلب یہ ہوا کہ افضل الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب مین خطا کی ہے جس پر مرزا صاحب مطلع ہوئے نعوذ باللہ من ذالک اور دوسرے مقام مین لکھتے ہین کہ جبتک خداتعالی نے خاص طور پر تمام مراتب کسی پیش گوئی کے آپ پر نہ کہولے تب تک آپ نے اسکی کسی شق خاص کا بھی دعوی نہ کیا ازالہ صہ دیکھئے دونون بیانون مین کسقدر تعارض ہے۔ خودغرضی کی کچھ نہایت بھی ہے جہان کسی پیشگوئی سے نفع اٹھانا مقصود ہوا تعریف کردی اور

ہم صراحتًہ مخالف ہوئی کہدیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین خطا کی معاذ اللہ لکھتے ہین

کہ خدا نے مجھے بھیجا اور میرے پر خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے صفحہ ۵۶۱ ازالہ مسیلمہ کذاب سے آجتک جتنے جھوٹے نبی گذرے سب کا یہی دعوی تھا کہ خدا نے ہمکو بھیجا مگر خاتم النبیین پر ایمان لانیوالے ایسے نبیون پر کب ایمان لاسکتے ہین -

مرزا صاحب کو تو الہام کا دعوی ہی دعوی ہے اسحق اخرس تے تو اوسکو مدلل بھی کر دکھایا کتاب المختار مین علامۂ جوبری نے لکھاہے کہ یہ شخص مغربی تھا تمام آسمانی کتابین پڑھکر اصفہان کے مدرسہ مین آیا اور دس برس تک خاموش رہا یہانتک کہ گونگا مشہور ہو گیا ایک رات اٹھکر اہل مدرسہ کو جمع کر کے کہا کہ آج دو فرشتے میرے پاس آئے اور مجھکو جگا کر میرے موںھ مین ایک ایسی چیز ڈالی جو شہد سے زیادہ شیرین اور برف سے زیادہ سرد تھی پھر مجھے نبوت دی ہر چند مین کہتا رہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہین مگر انھون نے نہ مانا اور معجزہ یہ دیا کہ باوجود گونگا ہونیکے مین فصیح ہوگیا پھر مجھے انھون نے قرآن توریۃ انجیل اور زبور پڑھنے کو کہا مین فوراً تمام کتابین انکو سنا دین اور وہ مجھے یاد ہو گیئن چنانچہ اب بھی پڑھسکتا ہون اب جو شخص خدا پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مجھپر ایمان لائے اوسکو تو نجات ہے اور جو کوئی عذر کرے یاد رکھو کہ اوس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان نہین لایا غرضکہ یہ سنکر لاکھون آدمی اسکے تابع ہو گئے اور اصفہان سے بصرہ اور عمان تک وہ قابض ہو گیا چنانچہ ابتک اوسکے اتباع موجود ہین - غرضکہ جھوٹون کی عادت ہے کہ الہامون کے ذریعے سے لوگون کو گمراہ کیا کرتے ہین -

لکھتے ہین کہ جب تم مسیح کا مردون مین داخل ہونا ثابت کر دوگے اور عیسائیون کے

دلون مین نقش کردوگے تو اوس دن سمجھلو کہ عیسائی مذہب آج دنیا سے رخصت ہو گیا یقیناً سمجھلو کہ جب تک اونکا خدا فوت نہوا ونکا مذہب بھی فوت نہین ہو سکتا از آنجا ابلہ فریبیون کی کچھ انتہا۔ مرزا صاحب یہ تدبیر اس غرض سے بتا رہے ہین کہ کسی طرح مسلمانون کی زبانون سے عیسی علیہ السلام کی موت نکل آوے تو اوسکے ساتھ ہی فرماوینگے کہ لیجئے وہ تو مرگئے اور احادیث سے عیسی کا آنا ثابت ہے اب مجھی کو عیسی سمجھلو۔ مرزا صاحب پچیس۲۵ تیس۳۰ برس سے یہی کہ رہے ہین کہ عیسی مرگیا مرگیا مرگیا اور اونکے ساتھ بقول اونکے لاکھ آدمی یہی کہ رہے ہین مگر اب تک عیسائیون کا مذہب فوت ہونا تو کیا اوسکو جنبش تک نہوئی۔ بلکہ عیسائی ہنستے ہین کہ یہ بیوقوف کیسے ہین ہمارے رد کے ضمن مین اپنے دین کو بھی رد کر رہے ہین۔ انہی کے اقرار سے اونکے دین کی کتابین بے اعتبار ہو رہی ہین۔ پھر جس دین کا مدار ایسی ساقط الاعتبار کتابون پر ہو اوس کے بے بنیاد ہونے مین کیا تامل۔

عیسائی تو خود ہی قائل ہین کہ عیسی فوت ہو کر کفارہ ہو گئے جسکی تصدیق مرزا صاحب بھی کر رہے ہین اور ہان مین ہان ملا رہے ہین کہ بیشک وہ فوت ہو گئے اور سولی پر بھی چڑہائے گئے جسکی نفی خداتعالی فرماتا ہے قولہ تعالی وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ۔ پھر جب عیسائی خود اونکے فوت کے معترف ہین تو وہ اونکے دلون مین نقش ہو نہین کیا تامل رہا بعد موت اونکا زندہ ہونا سو وہ آیۂ شریفہ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ سے استدلال کر سکتے ہین۔ اس صورت مین باوجود مخالفت قرآن وحدیث کے جسکے مرتکب مرزا صاحب ہین اس طریقہ سے عیسائیون کا مقابلہ ہو نہین سکتا۔ مرزا صاحب کو عیسائیون کے رد سے کوئی تعلق نہین اونکو عیسی کی

موت سے صرف اسی قدر رفع حاصل کرنا ہے کہ خود عیسی بنجائین - لکھتے ہین کہین عیسائیون ص ۹۹ تہ
کے خدا کو کہین مرنے بھی دو کبتک اوسکو حی لاموت کہتے جاوگے کچھ انتہا بھی ہے ازالہ
اونکو حی لاموت توکسی نے بھی نہین کہا صرف انتظار اسکا ہے کہ کہین تیس دجالون کا
دورہ جلد ختم ہوجاے اور اصلی دجال نکل آئے - اوسکے بعد وہ تشریف لائین گے
اور اوسکو قتل کرکے خود بھی مرجائین گے - اگر انہیں سو سال ہی کی حیات پر مرزا صاحب
حی لاموت کا اطلاق کرتے ہین تو ملائکہ کے لئے کونسا لفظ تجویز کرینگے وہ تو لاکھون
سال سے زندہ ہین - بہرحال حی لاموت کا لفظ جاہلون کو دہوکا دینے کے لئے اس مقام
مین مرزا صاحب نے چسپان کردیا -

جب اونسے کہا جاتا ہے کہ عیسی علیہ السلام کا آسمانون پر زندہ موجود رہنا
اور قیامت کے قریب زمین پر اترنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو کہتے ہین کہ راویون کا
تزکیہ نفس اور طہارت ثابت نہین اور اونکی راست بازی اور خداترسی اور دیانت
یا نکتشاف تام ثابت نہین کیون جائز نہین کہ انہون نے عمداً یا سہواً
بعض احادیث کی تبلیغ مین خطا کی ہو ازالہ - اور نیز لکھتے ہین کہ احادیث تو انسان کے ص ۵۳۰
دخل سے بھری ہوئی ہین حدیثون مین ضعف کے وجوہات اسقدر ہین کہ ایک آدمی
اُدہر نظر ڈالکر ہمیشہ اس بات کا محتاج ہوتا ہے کہ اونکو تقویت دینے کیلئے کم سے کم
نص قرآنی کا کوئی اشارہ ہو ازالہ - اور یہ بھی لکھتے ہین کہ اکثر احادیث اگر صحیح بھی ہون ص ۵۲۹
تو مفید ظن ہین والظن لایغنی من الحق شیئا ازالہ - ماحصل ان تحریرات کا یہ ہوا کہ صحابہ ص ۴۵۴
اور راویون نے عمداً یا سہواً احادیث وحیات ونزول عیسی علیہ السلام مین غلطی
کی ہے اور احادیث صحیح بھی ہون تو مفید ظن ہونگی جس سے کوئی حق بات ثابت

نہین ہوسکتی پہر جب نیچرون نے اسی قسم کی تقریرون سے نزول عیسی علیہ السلام کی حدیثون کو غلط ٹہیراکر مرزا صاحب کے دعوون کو فضول اور بے بنیاد ثابت کیا تو لکھتے ہین کہ گو اجمالی طور پر قرآن اکمل و اتم کتاب ہے مگر ایک حصہ کثیرہ دین کا اور طریقہ عبادت وغیرہ کا احادیث ہی سے ہم نے لیا ہے ازالہ صہ ۵۵۶ - اور لکھتے ہین کہ مسیح ابن مریم کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جسکو سب نے باتفاق قبول کرلیا اور جس قدر صحاح مین پیشگوئیان لکھی گئی ہین کوئی پیشگوئی اسکے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہین ہوتی تواتر کا اول درجہ اسکو حاصل ہے انجیل بھی اسکی مصدق ہے اب اسقدر ثبوت پر پانی پہیر دینا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثین موضوع ہین درحقیقت ان لوگون کا کام ہے جسکو خدا نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بخرہ اور حصہ نہین دیا اور بباعث اسکے کہ ان لوگون کے دلون مین قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہین رہی اسلئے جو بات انکی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو اوسکو محالات اور ممتنعات مین داخل کرتے ہین ازالہ صہ ۵۵۷ - اور لکھتے ہین کہ سلف خلف کے لئے بطور وکیل کے ہوتے ہین اور اونکی شہادتین آنیوالی ذریت کو ماننی پڑتی ہین ازالہ صہ ۳۷۵ -

دیکھئے ابھی سب راوی بے اعتبار اور حدیثین بیکار ہوگئی تھین اور ابھی اونکی کایا پلٹ ہوگئی اور انہین پر دین کا مدار ٹہر گیا کیا اس قسم کی کارروائیون سے عقلا کی سمجھ مین یہ بات نہین آتی کہ مرزا صاحب کو قرآن و حدیث سے اسی قدر تعلق ہے کہ اپنا مطلب حاصل کرین اور جہان مطلب برآری مین رکاوٹ ہوئی انہون نے اون پر وار کردیا -

مسلم شریف مین یہ حدیث مذکور ہے کہ عیسی علیہ السلام دمشق مین اترینگے

اسکی نسبت لکھتے ہین کہ یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم مین امام مسلم صاحب نے لکھی ہے
جسکو ضعیف سمجھکر رئیس المحدثین محمد اسمعیل بخاری نے چھوڑ دیا ازالہ ص ۲۲۰ اور دوسری جگہ
کہتے ہین کہ امام بخاری جیسے رئیس المحدثین کو یہ حدیث نہین ملی کہ مسیح ابن مریم دمشق
کے شرقی کنارہ مین منارہ کے پاس اتریگا ازالہ ص ۲۲۱۔

اب دیکھئے کہ مسلم کی حدیث پر تو یہ جرح ہوگئی ہے اور گلاب شاہ مجذوب
کی حدیث پر وہ وثوق کہ معرکہ استدلال مین نہایت جرات کے ساتھ پیش کیجاتی ہے
جسکا حال معلوم ہوگا اور رسالہ نشان آسمانی مین تحریر فرماتے ہین کہ ماسوا اس کے
یعنے (گلاب شاہ کے) ایک اور پیشگوئی ہے جو ایک مرد باخدا نعمت اللہ نے
جو ہندوستان مین اپنی ولایت اور اہل کشف ہونیکا شہرہ رکھتا ہے اپنے ایک
قصیدہ مین لکھی ہے اور یہ بزرگ سات سو پچاس برس پہلے ہمارے زمانہ سے
گذر چکے ہین وہ پیشین گوئی یہ ہے۔

ا ح م د دال میخوانم	نام آن نامدار می بینم

یہ قصیدہ نہ بخاری مین ہے نہ اوس کی کوئی ضعیف سے ضعیف سند ملسکتی ہے
جو مصنف تک پہنچے مگر اسپر اتنا وثوق ہے کہ مسلم شریف کی حدیث پر نہین۔
اور فرماتے ہین کہ حضرت یحیی کے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہے لم نجعل له من قبل سمیا
یعنے یحیی سے پہلے ہمنے کوئی اسکا مثیل دنیا مین نہین بھیجا جسکو باعتبار ان صفات
کے یحیی کہا جاوے یہ آیت ہماری تصدیق کے بیان کے لئے اشارۃ النص ہے
کیونکہ خداے تعالی نے اس جگہ آیت موصوفہ مین قبل کی شرط لگائی بعد کی نہین
لگائی تا معلوم ہو کہ بعد مین بنی اسرائیل نبیون کے آنے کا دروازہ کھلا ہے جنکا

نام خدائے تعالی کے نزدیک وہی ہوگا جو ان نبیوں کا نام ہوگا جنکے وہ مثیل ہیں یعنے
جو مثیل موسی ہے اوسکا نام موسی ہوگا اور جو مثیل عیسی ہے اوسکا نام عیسی ہوگا اور
خدائے تعالی نے اس آیت میں سمی کہا مثیل نہیں کہا تا معلوم ہو کہ اللہ کا منشا یہ ہے
کہ جو شخص کسی بنی اسرائیلی نبی کا مثیل بنکر آئیگا وہ مثیل کے نام سے نہیں پکارا جائیگا
بلکہ بوجہ انطباق کلی اسی نام سے پکارا جائیگا جس نبی کا وہ مثیل بنکر آئے گا انتہی
مطلب اسکا یہ ہوا کہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب کو کوئی مثیل عیسے
نہ پکارے بلکہ عیسی پکارے کیونکہ خدائے تعالی نے یحیی علیہ السلام کی نسبت فرمایا ہے
کہ اونکا کوئی ہمنام نہیں یعنے مثیل۔ پوری آیہ شریفہ یہ ہے یَا زَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ
بِغُلَامٍ اسْمُہٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا یعنے جب زکریا علیہ السلام نے
دعا کی کہ الہی مجھے ایک لڑکا عنایت فرما تو ارشاد ہوا کہ اے زکریا ہم تمہیں ایک
لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جسکا نام ہمنے یحیی رکھا اسکے پہلے ہمنے کسی کا نام یحیی
نہیں رکھا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس نام والا کوئی شخص پہلے نہیں گذرا۔
کیونکہ اسمہ کے بعد لفظ سمیا صاف کہ رہا ہے کہ اونکا ہمنام کوئی پیشتر نہ تھا اور اگر
سمی کے معنی مثیل بھی لیں تو یہ مطلب ہوگا کہ اونکے پہلے اونکا مثیل نہ تھا اور اگر
مفہوم مخالف بھی لیا جائے تو اسی قدر معلوم ہوگا کہ اونکے بعد اونکا ہمنام یا مثیل
ہوگا مرزا صاحب نے اس سے یہ نکالا کہ عیسی علیہ السلام کا بھی مثیل ہوگا لیکن یہ بات
غور طلب ہے کہ مفہوم مخالف سے اگر دروازہ کھلا تو یحیی کے مثیل کا کھلا عیسی کا
مثیل اوس سے کیسے نکل آیا پھر اوس حالت میں یحیی علیہ السلام کی نبوت کا ذکر ہی
کب ہے جس سے خیال کیا جائے کہ اونکا سا کوئی نبی اونکے بعد ہوگا بلکہ عیسی کا بھی

مثیل ہوگا۔

دیکھئے یہان تو اسقدر توسیع ہو رہی ہے کہ سمی کے حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی لئے جائین یعنے مثیل اور یحیی کا مثیل منتشر نہونے سے مطلب یہ کہ آئندہ ضرور ہوگا اور اسکا مطلب یہ کہ عیسیٰ کا بھی مثیل ہوگا اور مثیل ہی نہین بلکہ سمی بھی ہوگا جس سے ثابت ہوگیا کہ خود عیسی ہین یہ سب من قبل سمیا سے نکلا یہ سلسلہ ایسا ہوا جیسا کہ ایک نقل مشہور ہے کہ ایک صاحب نے کسی سے پوچھا کہ آپکا کیا نام ہے اوس نے کہا مجھے حاجی کہتے ہین کہا تم کتے ہو اسلئے کہ حاجی اور چاچی کی ایک شکل ہے اور چاچی کمان ہوتی ہے اور کمان اور گمان کی ایک شکل ہے اور گمان شک کے معنی مین مستعمل ہے اور شک اور سگ کی ایک شکل ہے اور سگ کتے کو کہتے ہین غرض کہ چند وسایط سے اپنا مطلب ثابت کردیا الغرض من قبل سمیا مین اسقدر توسیع کی کہ کئی واسطون سے مطلب نکالا اور آیہ شریفہ انی متوفیك ورافعك مین اسوجہ سے کہ اپنا مقصود فوت ہوتا ہے اسقدر تنگی اور تشدد کیا کہ گو توفے کے حقیقی معنی نیند کے ہون جیسا کہ آیہ شریفہ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ سے ظاہر ہے مگر مشہور معنی یعنے موت ہی لئے جائین اور ترتیب لفظی جو وفات اور رفع مین ہے فوت نہونے پاوے گو قرآن سے ثابت ہے کہ واو ترتیب کے واسطے نہین جس کا حال معلوم ہوگا۔ اہل انصاف سمجھ سکتے ہین کہ کسقدر خودغرضی سے کام لیا جا رہا ہے۔

اب ہم مرزا صاحب سے پوچھتے ہین کہ اس آیہ شریفہ مین کیا فرمائیگا قولہ تعالی وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ

یعنے اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قرآن سے پہلے نہ تم کوئی کتاب پڑہتے تھے نہ اپنے داہنے ہاتھ سے لکہتے تھے انتہی۔

یہان بھی اللہ تعالی نے قبل کی شرط لگائی بعد کی نہین لگائی کیا یہان بھی یہی فرمایا جائیگا کہ حضرت قرآن سے پہلے پڑہتے نہ تھے اور بعد پڑہنے لگے اور پہلے داہنے ہاتھ سے لکہتے نہ تھے بعد اوس سے بھی لکہنے لگے اگر اسکا یہی مطلب سمجھا جائے تو قرآن سے ثابت ہو جائیگا کہ حضرت بیشتر لکہنا ضرور جانتے تھے لیکن بائین ہاتھ سے اور اگر فرما دین کہ اس آیت سے یہ معنی نہین نکلتے تو من قبل سمیا سے وہ معنی کیونکر نکلین گے۔ مرزا صاحب جو تفاسیر و احادیث پر ہمیشہ حملے کیا کرتے ہین اوسکا سبب یہی ہے کہ یہ دونون قرآن مین اس قسم کے تصرفات کرنے سے ہمیشہ مزاحم ہوا کرتے ہین اور طرفہ یہ ہے کہ نیچرون کی شکایت مین لکہتے ہین کہ جو بات اونکی عقل مین نہین آتی فی الفور اوس سے منکر اور تاویلات رکیکہ شروع کر دیتے ہین ازالہ۔ مرزا صاحب کے تاویلات کا حال انشاء اللہ آیندہ تو بہت کچھ معلوم ہوگا مگر سردست اسی کو دیکھ لیجئے کہ احادیث متواترہ اور اجماع سے جسکا ذکر خود بھی کرتے ہین ثابت ہے کہ وہ عیسی اترینگے جو ابن مریم اور مسیح اور روح اللہ اور نبی اللہ اور رسول اللہ تھے اور باوجود اسکے فرماتے ہین کہ وہ مین ہی ہون اور حق تعالی فرماتا ہے وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یَا بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرَاۃِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ یعنے عیسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بشارت دی کہ میرے بعد ایک رسول آئین گے جن کا نام احمد ہوگا

مرزا صاحب کہتے ہین وہ رسول مین ہون چنانچہ میرا نام احمد ہے - مرزا صاحب نے اپنے بعثت کی تاریخ سنہ ۱۳۰۰ آ اپنے نام نامی سے نکالا ہے مگر اوسمین جبتک غلام کے عدد نہ لئے جائین سنہ نہین نکلتا - پہر جب عیسی بننے کے لئے غلام ہونے کی ضرورت ہوئی تو مقام احمدی مین جہان فرشتون کے پر جلتے ہین وہ کیونکر پہونچ سکتے ہین -

اور لکہتے ہین پہر مسیح کے بارہ مین یہ بہی سوچنا چاہیے کہ کیا طبعی اور فلسفی لوگ اس خیال پر نہین ہنسین گے کہ جبکہ تیس یا چالیس ہزار فٹ تک زمین سے اوپر کی طرف جانا موت کا موجب ہے حضرت مسیح اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان تک کیونکر پہونچ گئے ازالہ صفحہ ۱۴۶ خود ہی نیچر دن کی شکایت کرتے ہین کہ جو بات اونکی سمجھ مین نہین آتی محالات مین داخل کر لیتے ہین اور آپ بہی وہی کر رہے ہین فقط فلسفی نہین بلکہ سارا عالم مرزا صاحب کے الہام اور خدا سے باتین کرنے پر قہقہے اڑاتا ہے مگر اوسکا کچھ اثر نہین ہوتا -

عیسی علیہ السلام کا صلیب پر چڑہکر زخمی ہونا طب کی کتاب سے ثابت کرتے ہین کہ مرہم عیسی اسی واسطے بنایا گیا تھا -

ور حق تعالی جو فرماتا ہے کہ وما صلبوہ یعنے عیسی علیہ السلام کو کسی نے سولی پر نہین چڑہایا اوسکی کچھ پروا نہین سبحان اللہ قرابادین سے قرآن کو رد کرتے ہین - عیسائیون کی کتابون سے خود ہی نقل کرتے ہین کہ عیسی سولی پر مر گئے اور اونکی لاش دفن کیگئی اور جو قصہ خود نے تراشا ہے اوسمین یہی ہے کہ سولی سے اتارنیکے بعد وہ گڑبڑ مین بھاگ گئے پہر حال ان مواقع مین کس نے اون پر جسم کہا کر مرہم لگایا اور کس ڈاکٹر خانہ مین وہ زیر علاج رہے اور اگر خود ہی نے وہ نسخہ

بنایا تھا تو وہ بھی کسی تاریخی کتاب سے لکھدیتے مگر ایسا نہ کیا اور بغیر کسی ثبوت کے قرآن کو رد کر رہے ہین ۔

اور لکھتے ہین قولہ تعالی فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنے اگر تمہین اُن بعض امور کا علم نہو جو تم مین پیدا ہون تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو اور اونکی کتاب کے واقعات پر نظر ڈالو تا اصل حقیقت تم پر منکشف ہو جاوے ازالہ صفحہ ۶۱۶ اور اون کتابون کی توثیق اس طرح کیجاتی ہے کہ ہمارے امام المحدثین اسمعیل صاحب اپنی صحیح بخاری مین یہ بھی لکھتے ہین کہ ان کتابون مین کوئی لفظی تحریف نہین ازالہ صفحہ ۲۷۳ یہ اوس موقع مین لکھا جہان اونکو انجیل سے استدلال کرنا تھا ۔ اور جب یہ الزام دیا گیا کہ انجیلون مین مصرح ہے کہ عیسی علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تو وہی اہل الذکر جن سے واقعات سابقہ کا پوچھنا قرآن کی رو سے فرض ٹھہرایا تھا مردود الشہادۃ قرار دئے گئے چنانچہ لکھتے ہین مسیح کا آسمان کی طرف اٹھائے جانا انجیل کی کسی الہامی عبارت سے ہرگز ثابت نہین ہو سکتا اور جنہون نے اپنی اٹکل سے بغیر رویت کے کچھ لکھا ہے اونکے بیانات مین علاوہ اُس خرابی کے ان کا بیان چشم دید نہین اسقدر تعارض ہے کہ ایک ذرہ ہم انمین سے شہادت کے طور پر نہین لیسکتے ازالہ صفحہ ۲۴۷ اور ضرورۃ الامام مین لکھتے ہین کہ ایسی غلطیان حواریین کی سرشت مین تھین صفحہ ۱۵ اور فرماتے ہین کہ یہ انجیلین حضرت مسیح کی انجیلین نہین اسی وجہ سے باہمی اختلاف ہے ۔ ضرورۃ الامام صفحہ ۱۴ دیکھئے وہی کتابین جنکی نسبت تحریف کا لفظ ناگوار تھا اور قرآن سے ثابت تھا کہ عیسائیون سے پوچھا جائے کہ انجیلون مین کیا لکھا ہے انہی کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مردود الشہادت اور غلط بیانون کے خیالات ہین اس خود غرضی کی کوئی انتہا

بھی ہے۔ جو جی چاہتا ہے قرآن کے معنی ٹھیرا لیتے ہین۔

مرزا صاحب نے عیسٰے علیہ السلام کی وفات پر یہ دلیل قائم کی ہے

کہ قرآن شریف مین اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰا عِیسٰی بصیغہ ماضی ہے جس سے ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ نے اونسے مرتے ہی سوال کیا تھا چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۰۲ مین لکھتے ہین تعجب کہ وہ اسقدر تاویلات رکیکہ کرنے سے ذرہ بھی شرم نہین کرتے وہ نہین سوچتے کہ آیت فلما توفیتنی سے پہلے یہ آیت ہے واذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم ءانت قلت للناس الخ اور ظاہر ہے کہ قال کا صیغہ ماضی کا ہے اور اوس کے اول اِذْ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے جس سے یہ ثابت ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا نہ زمانہ استقبال کا اور پھر ایسا ہی جو جواب حضرت عیسی کی طرف سے ہے یعنی فلما توفیتی وہ بھی بصیغہ ماضی ہے انتہی۔ اسکے بعد الحکم نمبر ۲۲ مورخہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ مین طاعون کی پیشگوئی کی نسبت لکھتے ہین کہ مجھے خدا کی طرف سے یہ وحی ہوئی عفت الدیار محلہا ومقامہا یعنے اوسکا ایک حصہ مٹ جائیگا جو عمارتین ہین نابود ہوجائین گے اسپر اعتراض ہوا کہ یہ شعر لبید کا ہے جسمین اوس نے گزشتہ زمانہ کی خبر دی ہے کہ خاص خاص مقامات ویران ہوگئے اسکا جواب خود تحریر فرماتے ہین کہ جس شخص نے کافیہ یا ہدایۃ النحو بھی پڑھی ہوگی وہ خوب جانتا ہے کہ ماضی مضارع کے معنون پر بھی آجاتی ہے بلکہ ایسے مقامات مین جبکہ آنیوالا واقعہ متکلم کے نگاہ مین یقینی الوقوع ہو مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہین تا اس امر کا یقینی الوقوع ہونا ظاہر ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ونفخ فی الصور واذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم

۱۱ ت قلت للناس اتخذونی وامی الٰهین من دون الله الخ ولوتری اذ وقفوا علی النار۔ ولوتری اذ وقفوا علی ربهم وغیرہ اب معترض صاحب فرماوین کہ کیا قرآنی آیات ماضی کے صیغے ہین یا مضارع کے اور اگر ماضی کے صیغے ہین تو انکے معنی اس جگہ مضارع کے ہین یا ماضی کے جھوٹ بولنے کی سزا تو اسقدر کافی ہے کہ آپکا حملہ صرف میرے پر نہین بلکہ یہ تو قرآن شریف پر بھی حملہ ہوگیا گویا صرف ونحو جو آپ کو معلوم ہے خدا کو معلوم نہین اسی وجہ سے خدا نے جابجا غلطیان کہائین اور مضارع کی جگہ ماضی کو لکھدیا انتہی مرزا صاحب کو جب منظور ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرین تو کہا کہ واذ قال عیسے صیغہ ماضی ہے اور اِذُ خاص ماضی کے واسطے آتا ہے۔ اور جب عفت الدیار پر اعتراض ہوا کہ ماضی کے معنی مضارع کیسے تو وہی واذ قال عیسی وغیرہ کو پیش کرکے کہا کہ ہدایۃ النحو پڑہنے والے بھی جانتے ہین کہ ماضی بمعنی مستقبل آتی ہے۔ ہمین اس بات کی خوشی نہین کہ دونون تقریرون مین جو الفاظ مخالفین کے لئے تجویز کئے تھے وہ آپ واپس ہوتے ہین بلکہ کمال افسوس سے اونکا طریقہ استدلال تبلانا منظور ہے کہ ایک ہی آیت کو ایسے دو موقعون مین پیش کرتے ہین کہ باہم متخالف ہون۔ جن لوگون نے عفت الدیار کے معنی مستقبل ہونے مین کلام کیا اونکی غرض یہ ہے کہ قائل یعنے لبید کی مراد اس شعر مین ماضی ہے جیسا کہ قرائن قویہ سے ظاہر ہے پہر اوسکی مراد کے مخالف کوئی معنی لینا توجیہ الکلام بما لا یرضی قائلہ ہے جو درست نہین۔ اس پر فرماتے ہین کہ ہدایۃ النحو پڑہنے والا بھی جانتا ہے کہ ماضی کے معنی مستقبل ہوسکتے ہین۔ ہمین اس مباحثہ مین دست اندازی کی ضرورت نہین مگر اس تقریر سے

یہ بات منکشف ہوگئی کہ مرزا صاحب قرآن کے معنی قصداً غلط کیا کرتے ہین اسلئے کہ
جس وقت انہون نے اذ قال اللہ یا عیسی کے معنی یہ بیان کیے تھے کہ (قال
صیغہ ماضی ہے اور اِذ خاص واسطے ماضی کے آتا ہے جس سے ثابت ہے کہ یہ
قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا قصہ تھا نہ مستقبل کا جسکا مطلب یہ ہوا کہ
خدا نے عیسیٰ سے پوچھ چکا تھا) اوسوقت وہ ہدایۃ النحو پڑہ چکے تھے بلکہ فاضل اجل تھے
پہر اذ قال کے معنی مستقبل لینے سے انکار کیون کیا اس موقع مین یہ بھی نہین کہ سکتے
کہ وہ خطای اجتہادی تھی کیونکہ جو ایسی بدیہی بات ہو کہ ہدایۃ النحو پڑہنے والا بھی
اوسکو جانتا ہو وہ اجتہادی نہین ہوسکتی اس سے ثابت ہے کہ باوجود اس کے
کہ معنی مستقبل وہان صادق ہین جسکی تصریح مفسرین نے کی ہے اور خود بھی جانتے
ہین مگر قصداً اوسکو بمعنی ماضی قرار دیا جو خلاف مراد الٰہی ہے جسکے خود بھی معترف
ہین یہ بات واضح رہے کہ مرزا صاحب کا وہ استدلال کہ قرآن مین عیسی علیہ السلام کا
قول فلما توفیتنی بصیغہ ماضی ہے جس سے اونکی وفات ثابت ہوتی ہے عقت الدیار
والی تقریر سے ساقط ہوگیا کیونکہ وہ خود کہتے ہین کہ یہ سوال وجواب عیسی علیہ السلام سے
آیندہ ہونگے اور یہ ماضی بمعنی مستقبل نہ سمجھی جائے تو قرآن پر حملہ ہے۔ ص ۷۲۴
اور لکھتے ہین کہ یہ سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل مین جاکر فوت ہوگیا ازالہ
گلیل شام کے ملک مین ہے مگر اونکی قبر کشمیر مین بتلاتے ہین چنانچہ رسالہ عقائد مرزا
مین رسالۃ الہدی سے اونکا قول نقل کیا ہے کہ عیسی علیہ السلام کی قبر کشمیر مین ہے
حالانکہ وہان کے علما اور مشایخین اور معززین نے ایک محضر تیار کیا کہ نہ کسی
تاریخ مین ہے نہ بزرگون سے سنا کہ عیسی علیہ السلام کی قبر کشمیر مین ہے اور جو

مرزا صاحب نے پرانی قبر تلاش کر کے نکالی ہے وہ یوذ اسف کی مشہور ہے۔ شیعہ لاشین کربلا و معلی مین لیجا کر دفن کرتے ہین۔ اس غرض سے کہ متبرک مقام ہے۔ عیسی کی لاش گلیل سے جو کشمیر مین لائی گئی اس سے ظاہر ہے کہ شاید اس زمانہ مین کشمیر بیت المقدس سے بھی زیادہ متبرک ہوگا مگر کسی کتاب سے اسکا ثابت ہونا ضرور ہے

اور الحکم مورخہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ مین لکھتے ہین کہ مسیح صلیب سے نجات پاکر کشمیر کی طرف چلے آئے انتہی جب کشمیر کو آجانا ثابت ہوجائے تو ایک بات باقی رہجائیگی کہ اوس زمانہ مین کشمیر اور گلیل دونون ایک تھے اور اسمین نصاری کی شہادت کی ضرورت ہوگی کیونکہ ایسے امور مین بقول مرزا صاحب وہی اہل ذکر ہین جن سے پوچھنے کی ضرورت فاسئلوا اہل الذکر کے روسے ثابت ہے۔ بہرحال واقعات کے اختلاف بیان سے ثابت ہے کہ اونکے بیان کو اصل واقعات سے کوئی تعلق نہین اور حکایت بغیر محکی عنہ کے ہوا کرتی ہے جسکو اردو زبان مین جھوٹ کہتے ہین جب واقعات کی نسبت یہ بات متعدد مقام مین ثابت ہوگئی تو اونکے الہامات مطابق واقع کیون سمجھے جائین آخر وہ بھی انہی کے بیانات ہین۔

اور لکھتے ہین کہ ان سب مین کسی نے یہ دعوی نہین کیا کہ یہ تمام الفاظ واسما (عیسی دمشق وغیرہ) ظاہر پر ہی محمول ہین بلکہ صرف صورت پیشگوئی پر ایمان لے آئے

پھر اجماع کس بات پر ہے ہان تیرہوین صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا ایک اجماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے سو اگر یہ عاجز مسیح موعود نہین تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اتار کر دکہلا وین ازالہ صفحہ ۱۸۵ اور تیرہوین صدی کے اختتام پر مسیح کے آنیکا اجماع

یون ثابت کیا گیا کہ شاہ ولی اللہ صاحب اور نواب صدیق حسین خان صاحب کی

رائے ہے کہ شاید کہ چودھوین صدی کے شروع مین مسیح علیہ السلام اتر آئین ازالہ صہ ۱۸۴ حالانکہ خود تصریح کرتے ہین کہ اجماع کا ثابت کرنا بغیر تین چار سو صحابہ کے نام بیان کرنیکے نہین ہو سکتا

چنانچہ لکھتے ہین صحابہ کا ہرگز اسپر اجماع نہین بہلا ہے تو کم سے کم تین چار سو صحابہ کا نام لیجئے

جو اس باب مین شہادت ادا کر گئے ہین ازالہ صہ ۳۰۳ - افسوس ہے صحابہ کرام کی وقعت نوح ابضا سے کم سمجھی گئی جب ہی تو یہ ضرورت ہوئی کہ جبتک سیکڑون صحابہ بالاتفاق نہ کہین اعتبار کے قابل نہین - اور یہان دو ہی قولون سے اجماع ہو گیا وہ بھی احتمالی کہ لفظ شاید سے ظاہر ہے -

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آنیوالے مسیح علیہ السلام کی تعین ہر طرح سے کی ہے عیسی فرمایا ابن مریم فرمایا روح اللہ فرمایا رسول اللہ اور نبی اللہ فرمایا غرض تعیین و تشخیص مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا پھر اونکے اترنے کا مقام معین فرمایا کہ دمشق ہے جو ایک شہر کا علم ہے اور ہر عالم و جاہل جانتا ہے کہ اعلام اور صفات مختصہ صرف تعیین کے لئے ہین ایسی تعین کی نسبت مرزا صاحب لکھتے ہین کہ مسلمانون نے اوسکو لغو ٹھیرا دیا اور بے معنی الفاظ پر ایمان لے آئے مرزا صاحب مسلمانون کو اپنے پر قیاس کرتے ہین مگر یہ قیاس مع الفارق ہے اسلئے کہ اس تعیین کا لغو کرنا مرزا صاحب کو مفید ہے جس سے اونکی ذاتی غرض متعلق ہے دوسرے مسلمانون کو کیا ضرورت کہ اپنے نبی کی بات کو لغو ٹھیرا دین

ایک مجذوب کا قول جسکے راوی صرف کریم بخش ہین نقل کرتے ہین

کہ کریم بخش کا اظہار ہے کہ گلاب شاہ مجذوب نے تیس ۳۰ سال کے پہلے کہا کہ

اب عیسی جوان ہو گیا اور لدہانہ مین آکر قرآن کی غلطیان نکالیگا انہون نے

پوچہا کہ عیسی نبی اللہ تو آسمان پر اٹہائے گئے اور کعبہ پر اترینگے تب انہون نے
جواب دیا کہ ابن مریم نبی اللہ تو مر گیا اب وہ نہین آئیگا ہمنے اچھی طرح تحقیق کیا ہے
کہ وہ مر گیا ازالہ صفحہ ۲۰۷ اس روایت مین لطف خاص یہ ہے کہ اگر مسلسل بالمجاذیب کہین
تو بجا ہے راوی ایسے کہ عیسے کو کعبہ پر اتار رہے ہین اور جن سے روایت ہے وہ
فرماتے ہین کہ عیسی قرآن مین غلطیان نکالیگا معلوم نہین انہون نے اپنی زٹر مین کیا
کہدیا اور راہنون نے کیا سمجہا پہلے تو انہون نے یہی کہا کہ قرآن مین غلطیان نکالیگا
پہر جب دوبارہ پوچہا گیا تو تفسیرون کا نام بھی لے لیا۔ اب دیکھئے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم تو فرماتے ہین کہ ابن مریم نبی اللہ روح اللہ زندہ ہین اور زمین پر آئین گے
اور وہ مجذوب صاحب اپنی زٹر مین اوسکے خلاف کہہ رہے ہین اب اہل اسلام خود ہی
فیصلہ کرلین کہ کونسی بات ایمان لانیکے قابل ہے اور مرزا صاحب کو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے ارشادات سے کس قسم کا تعلق ہے۔
احادیث مین عیسی علیہ السلام کے اترنے کی حالت اسطرح وارد ہے کہ
وہ دمشق مین مشرقی منارہ کے پاس دو فرشتون کے بازوؤن پر ہاتھ رکھکر اترین گے
اوسوقت اون پر زرد لباس ہوگا اور پسینہ چہرہ سے ٹپکتا ہوگا۔ مرزا صاحب
فرماتے ہین دمشق سے مراد قادیان ہے ازالہ صفحہ ۱۳۰ اور زرد لباس سے مراد یہ ہے
کہ اونکی حالت صحت اچھی نہوگی اور فرشتون پر ہاتھ رکھنے سے یہ مقصود کہ دو
شخص اونکو مدد دینگے ازالہ صفحہ ۲۱۹ جو امور ایسے تھے کہ مرزا صاحب اونکو اپنے لئے ثابت
نہین کرسکتے تھے بمجبوری اونمین تاویل کی اور منارہ بنوالینا چونکہ اختیاری امر تھا
اسلئے بکشادہ پیشانی اوسکو قبول کیا بلکہ اپنا شعار قرار دیا چنانچہ اخبار الحکم کے

ہر پرچہ پر مینار کا نقشہ کہنچا ہوتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ وہی نشانی ہے جو حدیث مین ہے
کہ منارہ دمشق کے پاس مسیح اترینگے چنانچہ لکہتے بھی ہین - ازالہ صفحہ ۱۵۸

از کلمۂ منارۂ شرقی عجب مدار اینک منم کہ حسب بشارات آمدم	چون خود ز مشرق است تجلی نیرم عیسی کجاست تا بنہد پا بمنبرم

مرزا صاحب نے اس موقع مین یہ خیال نہ کیا کہ حدیث مین تو منارہ دمشق ہے
پہر جب دمشق ندارد اور مینار موجود ہو تو مسئلہ انیاب اغوال پیش نظر ہو جائیگا
غرضکہ یہ طریقہ بد جو اختیار کیا گیا کہ ایک ہی حدیث مین تمام امور مین تاویلین کیجائین
اور ایک چیز اپنے ہاتھ سے بنا کر اوسکے ظاہری معنی لئے جائین - لطف سے
خالی نہین -

اور لکہتے ہین کہ ہر ایک جگہ جو اصل مسیح ابن مریم کا حلیہ لکہا ہے اوسکے
چہرہ کو احمر بیان کیا ہے اور ہر ایک جگہ جو آنیوالا مسیح کا حلیہ بقول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا ہے اوسکے چہرہ کو گندم گون ظاہر کیا ہے ازالہ صفحہ ۹۰
مرزا صاحب بار بار ذکر کرتے ہین کہ مین گندم رنگ ہون اسوجہ سے مسیح موعود ہون
یہانتک اسیر وثوق ہے کہ اوسکو نظم مین بھی لکہا ہے چنانچہ فرماتے ہین -

موعودم و بحلیہ ماثور آمدم رنگم چو گندم است و بمو فرق بین است این مقدمم نہ جائے شکوک است و التباس	حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم زآنسان کہ آمدہ است در اخبار سرورم سید جدا کند ز مسیحائے احمرم

عیسی علیہ السلام کے نزول کا واقعہ اسلام مین چونکہ ایک مہتم بالشان ہے اسلئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے ذاتی اور اخلاقی اور مقامی وغیرہ علامات

بکثرت بیان فرمائے ہین جنکا ذکر یہان موجب تطویل ہے وہ سب کتب احادیث اور قیامت نامئہ مولانا رفیع الدین صاحب وغیرہ مین مذکور ہین غرضکہ ان تمام علامتون سے مرزا صاحب نے ان دو علامتون کو بلا تاویل قبول کیا ایک اسوجہ سے کہ منارہ بنوالینا آسان ہے دوسری رنگ والی جو اتفاقاً صادق آگئی باقی کل علامات مختصہ مین تاویلین کین - پہر رنگ والی حدیث مین یہ بھی مذکور نہین کہ جب وہ اترینگے اونکا رنگ گندمی ہوگا اوس حدیث مین تو نزول کا ذکر ہی نہین وہ تو ایک خواب کا واقعہ تھا چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مینے اونکو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اوسوقت اونکا رنگ گندمی تھا -

جن علامات کا بیان کرنا مقصود بالذات ہے وہ تو ماوّل ٹہیرین اور جو مقصود بالذات نہین وہ محکم عجب حیرت انگیز بات ہے - اب مرزا صاحب کی اس تقریر پر غور کیجئے کہ مشکل تو یہ ہے کہ روحانی کوچہ مین علما کو دخل ہی نہین یہود یونکی طرح ہر ایک بات کو جسمانی قالب مین ڈہالتے جاتے ہین ازالہ صہ جیسے مرزا صاحب نے رنگ اور مینار کو جسمانی قالب مین ڈہالا ہے اور اگر اسکا مطلب یہ ہے کہ ہر بات جسمانی قالب مین نہ ڈہالی جائے بلکہ جو اتفاقاً منطبق ہوسکے منطبق کیجائے اور جو کہ منطبق نہ ہو بمجبوری اوسکو روحانی بنالین تو یہ طریقہ آسان تو ہے لیکن اوسمین جہوٹون کو بہت کامیابی ہوگی -

یہ طریقہ جو مرزا صاحب نے اختیار کیا ہے اوسمین اونکا بھی ضرر ہے اسلئے کہ اگر خدانخواستہ کوئی مفتری کذاب زبان دراز جسکا نام شیخ عیسیٰ ہو دمشق کی مسجد کے مینار پر دو لڑکون کو لیجاکر دو زرد چادرین اوڑہے اور اونکے

کاندہون پر ہاتھ رکہکر اترے اور یہ دعوی کرے کہ میرا نام بھی عیسی ہے اور یہ دو معصوم فرشتہ خصال میرے ساتھ ہین اور میرا رنگ بھی گندمی ہے اور خاص دمشق کی مسجد کے مینار سے اترا بھی ہون اور باقی علامات مختصہ مثل قتل دجال وغیرہ مین وہتی تاویلین کرے جو مرزا صاحب کرتے ہین تو اوسمین ظاہری علامتین بہ نسبت مرزا صاحب کے زیادہ جمع ہونے سے ظاہر ہین معتقد اوسکی طرف ضرور جہک پڑینگے مگر اہل اسلام کیا صرف ایسے غیر مختصہ علامتون کو دیکہکر اوسکی ان بیہودہ باتون کی تصدیق کرلینگے ہرگز نہین

اب رنگ کا بھی حال تھوڑا سا سن لیجئے حدیث شریف مین عیسی علیہ السلام کے رنگ کے باب مین لفظ آدم وارد ہی لسان العرب مین لکہا ہی الآدم من الناس الاسمر اور اسی مین لکہا ہی وفی وصفہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اسمر اللون وفی روایۃ ابیض مشربا بالحمرۃ یعنے آدم اسمر کو کہتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسمر اللون تھے اور ایک روایت سے ثابت ہے کہ حضرت کا رنگ گورا تھا جسمین نہایت سرخی تھی اس سے ثابت ہے کہ عیسی علیہ السلام مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت سرخ وسفید تھے غرضکہ اس تقریر سے احمر و آدم مین جو تعارض معلوم ہوتا ہے اٹھ جاتا ہے۔ اور اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ گندمی رنگ مین سرخی نہین ہوتی بلکہ مائل بسیاہی ہوتا ہے تو اوسکی وجہ نہایت ظاہر ہے ہر ذی علم جانتا ہے کہ چند میل پر آسمان کی جانب کرۂ زمہریر ہے جب عیسے علیہ السلام آسمان سے اترینگے اور کرۂ زمہریر سے اونکا گذر ہوگا تو رنگ مین کسی قدر سیاہی آجائیگی کیونکہ تجربہ سے ثابت ہے کہ سخت سرما مین سردی کی وجہ سے رنگ مین سیاہی آجاتی ہے اور چونکہ آنیکے وقت کی علامتین تبلانا منظور تھا اسلئے یہ عارضی رنگ معلوم کرایا گیا اوسکے بعد جب رنگ اپنی اصلیت پر آجائیگا تو دوسری حدیث کی بھی تصدیق ہوجائیگی

مرزا صاحب کبھی کہتے ہین کہ مین مثیل عیسی ہون اور اسپر یہ استدلال پیش کرتے ہین کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل حدیث مین وارد ہے - اور کبھی کہتے ہین کہ میرا نام ہی حق تعالے نے عیسی بن مریم رکھدیا جیسے شیخ داؤد وغیرہ نام ہوا کرتے ہین مگر ان دونون صورتون مین نبوت ثابت نہین ہوتی حالانکہ آنیوالے عیسی علیہ السلام کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ نبی اور رسول تھے - اب اگر مرزا صاحب نبوت کا بھی دعوی کرتے ہین تو تیس دجالون سے ایک دجال قرار پاتے ہین جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اور اگر نبوت کا انکار کرتے ہین تو عیسی موعود نہین ہوسکتے غرضکہ اس مقام مین سخت مصیبت کا سامنا اور عجب پریشانی لاحق حال ہے - چنانچہ تحریرات ذیل سے معلوم ہوگا کہ کیسی کیسی کارسازیون کی ضرورت پڑی -

تحریر فرماتے ہین یہ عاجز بار بار یہی کہتا ہے کہ مین بھی تمہاری طرح ایک مسلمان ہون اور ہم مسلمانون کے لئے بجز قرآن کے کوئی کتاب نہین اور بجز جناب ختم المرسلین احمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی ہادی اور مقتدا نہین ازالہ صـ ۱۸۲

اور لکھتے ہین کہ مین نہین سمجھتا کہ میرے قبول کرنے مین نقصان دین کس وجہ سے ہوسکتا ہے نقصان تو اس صورت مین ہوتا کہ اگر یہ عاجز برخلاف تعلیم اسلام کے کسی اور نئی تعلیم پر چلنے کے لئے انہین مجبور کرتا ازالہ صـ ۱۸۱ -

اور لکھتے ہین کسی نبی کا اپنے تئین مثیل ٹھیرانا عند الشرع جائز ہے یا نہین سو ہم نماز مین اس دعا کے مامور ہین اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم یعنے اے خدا ہمین ایسی ہدایت بخش کہ ہم آدم صفی اللہ - حتی کہ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے مثیل ہوجائین اور علمائے ربانی کے لئے یہ خوشخبری ہے

کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ازالہ صہ ۲۵۶ -

اور لکھتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ ہر ایک صدی پر
ایک مجدد کا آنا ضرور ہے اب ہمارے علما جو بظاہر اتباع حدیث کا دم بہرتے ہین
انصاف سے بتلاوین کہ کس نے اس صدی پر خدائے تعالی سے الہام پاکر مجدد ہونیکا
دعوی کیا ہے ازالہ صہ ۱۵۴ -

اور لکھتے ہین کہ الہام الہی وکشف صحیح ہمارا موید ہے - ایک متدین عالم کا
یہ فرض ہونا چاہیئے کہ الہام اور کشف کا نام سنکر چپ ہوجاوے اور لمبی چوڑی چون وچرا
سے باز آجاوے ازالہ صہ ۱۸۱ -

اور لکھتے ہین کہ جنہون نے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا مان لیا انہون نے
اپنے بھائی پر حسن ظن کیا اور اوسکو مفتری اور کذاب نہین ٹھیرایا ازالہ صہ ۱۷۹ -

اور لکھتے ہین پھر میرے اس دعوی پر ایمان لانا جسکی الہام الہی پر بنیاد ہے
کیسے اندیشہ کی جگہ ہے بفرض محال اگر میرا یہ کشف غلط ہے اور جو کچھ مجھے حکم ہو رہا ہے
اوسکے سمجھنے مین دہوکہ کہا یا ہے تو ماننے والیکا اوسمین ہرج ہی کیا ازالہ صہ ۱۸۲

اس قسم کی اور عبارتین بھی بہت سی ہین جن سے واضح ہے کہ مرزا صاحب
بھی مثل اور مسلمانون کے ایک مسلمان ہین اگر دعوی ہے تو صرف مجددیت اور
کشف والہام کا ہے اور اوسمین بھی غلط فہمی کا احتمال بیان کرتے ہین اور اگر مثیل
عیسی بھی ہین تو اسی حد تک جو دوسرے علمائے امت کو بھی مثلیت حاصل ہے
اور درخواست اسی قدر ہے کہ حسن ظن کرکے مفتری اور کذاب نہ کہا جائے غرض کہ
یہانتک کوئی ایسی بات نہین جو مرزا صاحب کو دوسرا امتیون سے ممتاز کردے

کیونکہ ہزارہا اہل کشف والہام و مجددین امت مین گزر چکے ہین اور اب بھی موجود ہین سب امتی کہلایا کئے۔ مرزا صاحب ان تقریرات مین دجالیت سے اپنی برأت ثابت فرماتے ہین کہ مجھے نبوت اور رسالت کا دعوی نہین جس سے بحسب حدیث دجال ہونا لازم آئے۔ اب رہی وہ حدیثین کہ عیسی علیہ السلام کے القاب نبی اللہ اور رسول اللہ ثابت کرتی ہین سو ان سے بھی انکار نہین۔ چنانچہ لکھتے ہین

اب اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی امتی شخص مراد ہو جو محدثیت کا مرتبہ رکھتا ہو تو کوئی بھی خرابی لازم نہین آتی کیونکہ محدث من وجہ نبی بھی ہوتا ہے مگر وہ ایسا نبی ہے جو نبوت محمدی کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے اور اپنی طرف سے براہ راست نہین بلکہ اپنے نبی کے طفیل سے علم پاتا ہے۔ ازالہ ص ۵۸۶

اور لکھتے ہین کہ اوس حکیم مطلق نے اس عاجز کا نام آدم اور خلیفۃ اللہ کہکر اور انی جاعل فی الارض خلیفہ کی کھلی کھلی طور پر براہین احمدیہ مین بشارت دیکر لوگون کو توجہ دلائی کہ تا اس خلیفۃ اللہ آدم کی اطاعت کرین اور اطاعت کرنیوالی جماعت سے باہر نہ رہین اور ابلیس کی طرح ٹھوکر نہ کہاوین اور من شذ شذ فی النار کی تہدید سے بچین ازالہ ص ۶۹۵۔ اور عقائد مرزا مین مرزا صاحب کا قول نقل کیا ہے کہ مین نبی اللہ اور رسول اللہ ہون اور میرا منکر کافر ہے۔

عبارت سابقہ مین محدث کو نبی من وجہ قرار دیا تھا چونکہ اس امت مین محدث بھی بہت سے ہین خاصکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محدث ہونا تو صراحۃً حدیث سے ثابت ہے مگر انہون نے کبھی نبوت کا دعوی نہین کیا اور نہ کبھی یہ کہا کہ خدا نے مجھے بھیجا ہے اسلئے اس طریقہ سے اعراض کرکے یہ طریقہ اختیار کیا

کہ خود خدا نے مجھے اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اور براہین احمدیہ مین یہ اعلان دیدیا
کہ جو مرزا صاحب کی اطاعت نہ کرے وہ دوزخی ہے - اب اگر مرزا صاحب سے
پوچھا جائے کہ خاتم النبیین کے بعد خلافت الٰہی اور نبوت کیسی تو صاف فرما دینگے
کہ جاؤ خدا سے پوچھلو کہ ایسا کیون کیا جیسا کہ فرمایا تھا کہ اگر مین عیسی موعود نہین
ہون تو جاؤ عیسی کو آسمان سے اتار لاؤ اب یہ کس سے ہوسکے کہ عیسی علیہ السلام
کو آسمان سے اتارے یا خدا سے پوچھے اور یہ تو پہلے ہی کہدیا کہ عالم کو ضرور ہے
کہ کشف کا نام سنکر چپ ہوجائے اور لمبی چوڑی چون وچرا سے باز آجائے -
یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب کے پیرو دم بخود ہین نہ خدا سے پوچھ سکتے نہ چون وچرا
کر سکتے مگر اتنا تو پوچھا ہوتا کہ کس قوم کے خدا نے اپنی کتاب براہین احمدیہ مین
آپکی بشارت دی کیونکہ آسمانی کتابون مین تو اوسکا نام سنا نہین جاتا -

یہان یہ امر غور طلب ہے کہ مرزا صاحب کا منکر کافر اور دوزخی کیون ہے
محدثیت اور مجددیت وغیرہ تو ایسے امور نہین کہ اونکے انکار سے آدمی کافر ہوجائے
کیونکہ ان امور کا نہ قرآن مین صراحۃً ذکر ہے نہ احادیث سے ثابت کہ مدعی محدثیت وغیرہ
کا منکر کافر ہے پہر جن احادیث مین ان امور کا ذکر ہے وہ احاد ہین جنکا منکر کافر
نہین ہوتا اور بقول مرزا صاحب اگر احادیث صحیح بھی ہون تو مفید ظن ہین و ان الظن
لا یغنی من الحق شیئاً ازالہ صفحہ ۱۰۵ یعنے اعتبار کے قابل نہین اب رہا اونکی عیسویت کا
انکار سو وہ بھی باعث کفر نہین اسلئے کہ اوسکا ثبوت نہ عقلاً ممکن ہے نہ نقلاً
کیونکہ کسی حدیث مین یہ نہین ہے کہ غلام احمد قادیانی کو خدا عیسی بنا کر بھیجے گا
اور قطع نظر اوسکے خود مسئلہ نزول عیسی علیہ السلام کا انکار باعث کفر نہین چنانچہ

خود تحریر فرماتے ہین سیہ جاننا چاہئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہین ہے
جو ہمارے ایمانیات کا جز یا ہمارے دین کے رکنون مین سے کوئی رکن ہو ازالہ
جب اصل نزول عیسی کا مسئلہ ضروری نہوا تو مرزا صاحب کی فرضی عیسویت پر ایمان
کیونکر ضروری ہو سکتا ہے غرضکہ انمین سے کوئی بات ایسی ضروری نہین کہ اوسپر ایمان
نہ لانے سے آدمی کافر اور دوزخی بن جائے اور مرزا صاحب بھی اسکے مدعی
نہین جیسا کہ عقیدہ نزول مسیح مین اسکی تصریح کردی - البتہ تمام اہل اسلام کے
نزدیک مسلم ہے کہ جو شخص کسی نبی کا منکر ہو وہ کافر اور دوزخی ہے چنانچہ صفت
ایمان سے ثابت ہے کہ رسل اور کتب الہی کا اقرار جزو ایمان ہے اور مرزا صاحب
اخبار الحکم مورخہ ۱۱ صفر ۱۳۲۳ھ مین اپنی امت کو حکم دیتے ہین کہ یاد رکھو کہ جیسا
خدا نے مجھکو اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ مکفر یا مکذب
یا متردد کے پیچھے نماز پڑھی جائے کیونکہ زندہ مردہ کے پیچھے نماز نہین پڑھ سکتا
اس سے ظاہر ہے کہ جو کوئی اونکی نبوت مین شک کرے وہ مردہ ہے یعنے کافر
اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے والون کو حق تعالی نے کئی جگہ قرآن
مین مردہ فرمایا ہے اور خود مرزا صاحب بھی لکھتے ہین کہ قرآن نے کافر کا نام بھی
مردہ رکھا ہے ازالہ صفحہ ۴۰۶ غرض کہ ان تحریرات سے اور نیز تصریحات سے ثابت ہے
کہ وہ اپنے آپ کو نبی اور رسول کہتے ہین اسی بنا پر اپنے منکر اور متردد کو کافر
اور دوزخی قرار دیتے ہین بہرحال احادیث مین جو نبوت عیسیٰؑ کا ذکر تھا اور
مرزا صاحب کی عیسویت مین کمی رہگئی تھی اوسکی تکمیل انہون نے یون کرلی
کہ خدا نے مجھے رسول اللہ اور نبی اللہ بنا کر بھیجا - اب رہگیا ابن مریم اور روح اللہ

سو الہام کے ذریعہ سے خود مریم بنکر اپنے بیٹے کو ابن مریم بنادیا اور خود نبی اللہ
ہو گئے۔ اور روح اللہ بننے کی کوئی تدبیر نہین سوجھی سو اوسکے لئے مثیل والے
الہام موجود ہین غرضکہ عیسی علیہ السلام کی تعیین جو احادیث صحیحہ مین وارد ہے
کہ عیسی رسول اللہ نبی اللہ روح اللہ ابن مریم اترینگے سب اپنے پر چسپان کر کے
عیسئے موعود ہو گئے۔ اور اسکے ضمن مین نبوت اور رسالت مستقلہ بھی ثابت کر لی
اب اسکی بھی ضرورت نہین کہ کوئی اونکو عیسی کہے اسلئے کہ نبوت سے بہتر عیسویت
کا درجہ نہین ہوسکتا اسلئے کہ اس امت مین عیسی علیہ السلام بحیثیت نبوت نہ آینگے
اسیوجہ سے اپنے منکر کو کافر کہدیا اور نزول عیسی کے منکر کو کافر نہین کہا جیساکہ
ابھی معلوم ہوا اور عیسی کا درجہ اپنے بیٹے کو دیدیا۔ اسمین شک نہین کہ مرزا صاحب
دعوی نبوت وغیرہ کر کے عوام کے ذہن مین عیسویت کے زینہ تک پہنچ گئے تھے
مگر احادیث نبویہ نے اس سے علیحدہ کر کے فوراً انکو مخالفین عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ
والسلام کے زمرہ مین داخل کر دیا چنانچہ بخاری وغیرہ کی احادیث صحیحہ صاف
کہہ رہی ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو کوئی نبوت کا دعوی کرے
وہ دجال اور کذاب ہے۔

کیا اب بھی مسلمانون کو اس باب مین شبہ ہوسکتا ہے کہ مرزا صاحب
نے جو لکھا ہے کہ اونکو نہ ماننے والا کافر اور دوزخی ہے یہ بات صحیح اور مطابق
واقعہ کے ہوسکتی ہے اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیثون کا بھی دل پر کچھ اثر
نہ ہو تو سوائے انا للہ پڑھنے کے ہم کچھ نہین کہہ سکتے البتہ اپنے مسلمان بھائیون
سے اتنا تو ضرور کہین گے کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو

ہر وقت پیش نظر رکہین ورنہ ہر زمانہ مین بہکانے والے اقسام کی تدابیر سوچتے رہتے ہین

چنانچہ مولانائے روم قدس سرہ فرماتے ہین ۔

ہر یکے در کف عصا کہ موسیم	میدمد در جاہلان کہ عیسیم

مرزا صاحب تحریر فرماتے ہین کہ آجکل یہ کوشش ہو رہی ہے کہ مسلمانون کو جہانتک

ممکن ہے کم کردیا جائے اور بدسرشت مولویون کے حکم اور فتوی سے دین اسلام

سے خارج کردے جائین اور اگر ہزار وجہ اسلام کی پائی جاوے تو اس سے چشم پوشی

کرکے ایک بیہودہ اور بے اصل وجہ کفر کی نکالکر انکو ایسا کافر ٹہرادیا جاوے کہ

گویا وہ ہندوؤن اور عیسائیون سے بدتر ہین ازالہ صفحہ ۹۹ مقام غور ہے کہ مولویون نے

جہانتک ممکن تہا تحقیق کی جب دیکہا کہ صحیح صحیح حدیثین مدعیان نبوت کی دجالیت

اور کذابیت ثابت کررہی ہین تو بمجبوری جو احکام اور ارشادات اپنے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کے وارد ہین بلا کم و کاست پیش کردے مگر مرزا صاحب نے

بلاتحقیق ایک ہی بات مین فیصلہ کردیا کہ جو کوئی میری نبوت مین تردد کرے

وہ کافر ہے اوسکے پیچہے نماز پڑہنا قطعی حرام ہے پہر اس بیہودہ اور بے اصل

وجہ کفر سے ہزارون کیا جمیع وجوہ اسلام بہی کسی مین پائے جائین تو بہی وہ اس

دائرہ کفر سے خارج نہین ہوسکتا سوائے اپنی امت کے انہون نے کل اہل اسلام

کو کافر اور دوزخی قرار دیا اور اس قابل بہی نہین سمجہا کہ اونکی نماز صحیح ہوسکے

پہر اپنی ہی تکفیر پر کفایت نہین کرتے بلکہ خدا کی طرف سے بہی یہ پیام پہنچا رہے ہین

کہ جتنے مسلمان ہین سب کافر ہین چنانچہ یہ الہام ہے قل یا ایہا الکفار انی من

الصادقین فانتظروا آیاتی حتی حین ازالہ صفحہ ۹۹ یعنے خدا نے مرزا صاحب سے کہا تو

کہ اے کافرو مین سچا ہون میری نشانیون کا ایک وقت تک انتظار کرو انتھی
اب مرزا صاحب ہی انصاف سے فرماوین کہ بد سرشتی مین نمبر کسکا بڑہا ہے گا
مرزا صاحب مخالفین کی تکفیر بھی کرتے ہین اور جہان ضرورت ہوتی ہے انکار بھی
کرجاتے ہین چنانچہ ابھی معلوم ہوا کہ جب بعض حضرات مباہلہ کرنے پر مستعد ہوے
کہ اگر دعوی عیسویت ہے تو مرزا صاحب میدان مین نکلین اور ہم بھی نکلتے ہین
اور ہر فریق جہوٹے پر لعنت کرے مرزا صاحب نے اس موقع مین صاف یہ کہدیا
کہ مین اپنے مخالفین کو جہوٹا اور لعنتی ہرگز نہین سمجھتا اس قسم کی تحریرات مرزا صاحب
کی بہت ہین اگر وہ سب لکھی جائین اور اونپر بحث کیجاے تو کئی جلدین ہوجائینگی
چونکہ اس کتاب مین ہمین صرف اہل انصاف کو یہ دکہلانا منظور ہے کہ مرزا صاحب
کی کارروائیان کس قسم کی ہوتی ہین سو بفضلہ تعالی معلوم ہوگیا کہ مرزا صاحب
کے کلام مین کسقدر تعارض اور نصوص کی مخالفت اور خود غرضیان ہوا کرتی ہین

مرزا صاحب نے جو لکھا ہے کہ جنہون نے مجھکو مسیح موعود مان لیا ہے
انہون نے اپنے بھائی پر حسن ظن کیا جیسا کہ ابھی معلوم ہوا اور سب کو حسن ظن کی
ہدایت فرماتے ہین چنانچہ لکھتے ہین مکاشفات مین استعارات غالب ہین اور
حقیقت سے پہیر نیکے لیئے الہام الہی قرینہ قویہ کا کام دیسکتا ہے اور آپ
حسن ظن کے مامور ہین ازالۃ فی الحقیقت صفحہ ۹ مسلمانون کے ساتھ حسن ظن کی ضرورت
ہے چنانچہ خود حق تعالی فرماتا ہے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ مگر افسوس ہے کہ مرزا صاحب
نے دہونڈ دہونڈ کر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلطیان بیان کین
جیسا کہ معلوم ہوگا اور حسن ظن سے ذرا بھی کام نہ لیا کہ افضل الانبیا سے کیونکر

غلطی ہوسکتی ہے ضرور ہے کہ کوئی توجیہ ایسی ہوگی جس تک ہماری عقل نہین
پہنچ سکتی - اب اگر اہل اسلام مرزا صاحب پر حسن ظن کر کے انکے الہامون کو صحیح
مان لین تو اپنے نبی کی غلطیون کی تصدیق اور بہت سی حدیثون کی تکذیب
کرنی پڑتی ہے جو حرام قطعی بلکہ مفضی الی الکفر ہے اور ظاہر ہے کہ مقدمۃ الحرام
حرام اسلیئے مرزا صاحب پر حسن ظن حرام سمجھا جاتا ہے - اور یہ بات بھی قابل
تسلیم ہے کہ جتنے مدعیان نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوے ہین
سب کو اسلام کا دعوی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق تھی یہانتک
کہ مسیلمہ کذاب بھی حضرت کو نبی ہی سمجھتا تھا جیسا کہ زاد المعاد مین ابن قیم رح نے
لکھا ہے پھر اگر بقول مرزا صاحب اون تمام مسلمانون پر حسن ظن کیا جاتا تو
ابتک دین کی حقیقت ہی کچھ اور ہوگئی ہوتی اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے انسے بدگمان اور دور رہنے کے لئے تاکید فرمائی ہے کما فی المشکوۃ

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجالون

کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لا تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم

ولا یفتنونکم رواہ مسلم یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آخری زمانہ مین دجال
اور جھوٹے پیدا ہونگے وہ لوگ ایسی باتین کرینگے کہ نہ تمنے سنین نہ تمہارے آباد
اجداد نے انسے بچا اور ڈرتے رہو کہین وہ تم کو گمراہ نہ کرین اور فتنہ مین ڈالدین
دین انتہی مولانائے روم رح فرماتے ہین -

اے بسا ابلیس آدم روی ہست	پس بہر دستی نباید داد دست

عقائد مرزا مین انکا قول اشتہار دافع البلا سے نقل کیا ہے کہ مین اللہ

کی اولاد کے رتبہ کا ہون میرا الہام ہے کہ انت منی بمنزلہ اولادی انتہی اسکے دیکہنے سے ابتداءً تو بڑی پریشانی ہوئی کہ اللہ کی اولاد مرزا صاحب نے کہان سے ڈہونڈ نکالی اور کس کتاب سے معلوم کیا ہوگا مگر غور کرنیسے معلوم ہوا کہ خود قرآن مین اسکا ذکر ہے قال اللہ تعالی وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ یعنے یہود و نصاری کہتے ہین کہ ہم اللہ کی اولاد اور اوسکے دوست ہین انسے کہو جب ایسا ہے تو تمہین تمہارے گناہون کی سزا کیون دیتا ہے غرضکہ اولاد کا ذکر تو معلوم ہوا مگر اسمین تامل ہے کہ مرزا صاحب کا رتبہ یہود و نصاری کے رتبہ کے برابر کیونکر ہوسکے گا اگر دنیوی حیثیت سے دیکہئے تو مرزا صاحب نہ انکے سے مالدار ہین نہ صاحب حکومت اور آخرت کے لحاظ سے بھی یقینی طور پر ہم رتبہ نہین کہہ سکتے کیونکہ ممکن ہے کہ مرزا صاحب ان خرافات سے توبہ کرلین۔ یہان یہ بات معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ جبکہ اللہ تعالی کی اولاد ہی ممتنع الوجود ہے تو انکا ہم رتبہ ہونا ثابت نہین ہوسکتا تھا اور یہ الہام لغو جاتا تھا اس لئے کسی اولاد فرضی کے تصور کی ضرورت ہوئی۔ ابن حزم نے کتاب ملل و نحل مین اور ابن تیمیہ رح نے منہاج السنہ مین لکھا ہے کہ ابو منصور مستر عجلی جسکا لقب کسف تھا اوس نے بھی نبوت کا دعوی کیا تھا اور اس دعوی کو اسطرح مدلل کیا تھا کہ ایکبار مجھے معراج ہوئی جب مین آسمان پر گیا تو حق تعالی نے میرے سر پر ہاتھ رکھکر فرمایا یا بُنَیَّ اذھب فبلغ عنی یعنے اے میرے پیارے بیٹے جا اور لوگون کو میرا پیام پہنچا۔ یہ بات پوشیدہ نہین کہ ہر زمانہ مین ہر قسم کی طبیعت کے لوگ ہوا کرتے ہین بعضون نے دیکھا کہ حق تعالی فرماتا ہے

قُل اِن کَانَ للرَّحمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ العَابِدِینَ یعنے کہولے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر خدا کا کوئی بیٹا ہو تو مین اوسکی عبادت کرنیوالون مین پہلا شخص ہونگا نہی ممکن ہے کہ وہ اوسکی تلاش مین ہون پہر جب ابو منصور نے کہا کہ خدا نے مجھکو یابُنَیّ فرمایا تو انہون نے اوسکو نعمت غیر مترقبہ سمجھکر یہ خیال کیا ہوگا کہ آخر ہم اپنے بہائی پر حسن ظن کرنیکے مامور بھی ہین اور ایک اعلیٰ درجہ کا شخص جو نبوت کا دعوی رکھتا ہے یہ کہہ رہا ہے تو ضرور مطابق واقع کے ہوگا اس لئے اوسکو مان لیا۔ اور اوسکے برابر اپنا رتبہ تصور کر لیا۔

مرزا صاحب نے دیکھا کہ بیٹا کہنے مین جھگڑا پڑ جائیگا مقصود محبت ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ اولاد کی محبت سے زیادہ کسی کے ساتھ محبت نہین ہوا کرتی اسلئے بمنزلہ اولاد بننا بہتر ہوگا اور پرستش جاری ہونیکے لئے اتنا بھی کافی ہے کیونکہ اگر خدائے تعالی کو نعوذ باللہ حقیقی اولاد ہوتی تو ضرور قابل پرستش ہوتی جیسا کہ ابھی معلوم ہوا۔ مرزا صاحب جو کہتے ہین کہ مین اللہ کی اولاد کے رتبہ کا ہون اس سے ظاہر ہے کہ وہ اپنے کو مستحق عبادت بھی قرار دیرہے ہین کیونکہ ہر رتبہ کے احکام معین ہوا کرتے ہین خدا کی اولاد کا رتبہ یہی ہے کہ مستحق عبادت ہو جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہے۔ جب مرزا صاحب نعوذ باللہ خدا کے متبنی ٹھیرے تو اقلا اتنا تو ضرور ہے کہ اونکی امت اونکی عبادت کرتی ہوگی۔ افسوس ہے کہ مرزا صاحب کو اس الہام کے بنانے کے وقت ذرا بھی شرم نہ آئی۔ اب کس طرح سمجھا جائے کہ مرزا صاحب کو خدائے تعالے پر اور روز جزا و سزا پر ایمان بھی ہے۔ پہر یہ دعوی تو پہلے ہی ہو چکا تھا کہ

ص ۱۳ و ۲۴
حق تعالی سے بے تکلف بات چیت کر لیا کرتے ہین چنانچہ ضرورۃ الامام مین
لکھتے ہین کہ جو لوگ امام الزمان ہوں خدائے تعالی انسے نہایت صفائی سے
مکالمہ کرتا ہے اور اونکی دعا کا جواب دیتا ہے اور بسا اوقات سوال اور
جواب کا ایک سلسلہ منعقد ہوکر ایک ہی وقت مین سوال کے بعد جواب اور
پہر سوال کے بعد جواب اور پہر سوال کے بعد جواب ایسی صفائی اور لذیذ
اور فصیح الہام کے پیرایہ مین شروع ہوتا ہے کہ صاحب الہام خیال کرتا ہے
کہ گویا وہ خدائے تعالی کو دیکہ رہا ہے۔ خدائے تعالی اُن سے بہت قریب
ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ سے جو نور محض ہے
اتار دیتا ہے۔ اور وہ اپنے تئین ایسا پاتے ہین کہ گویا انسے کوئی ٹھٹھا کر
رہا ہے۔ اسکے بعد لکھتے ہین کہ مین اسوقت بے دہڑک کہتا ہون کہ وہ امام الزمان
مین ہون انتہی۔

غرض کہ ٹھٹھے اور مزاح کی انبساطی حالت مین درخواست کرکے الہام
بھی اترو الیا کہ انت منی بمنزلۃ اولادی جس سے معتقدین کا حسن ظن اور
دوبالا ہوگیا اور جب آیۂ موصوفہ یعنے قل ان کان للرحمن ولد قرآن شریف
مین پڑہتے ہونگے تو کیسی خوشی ہوتی ہوگی کہ ہمارے مرزا صاحب کو بھی یہ رتبہ
حاصل ہے اوس اوس خوشی مین معلوم نہین کیسے کیسے خیالات پیدا ہوتے ہونگے
جنکی تصریح کرنے پر زبان اٹھ نہین سکتی کم سے کم اتنا تو ضرور ہے کہ ہمارے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبہ سے اونکا مرتبہ بلند تر سمجھتے ہونگے جسکا لازمہ
یہ ہے کہ اوس نص قطعی سے اونکو مستحق عبادت سمجھ لیا ہوگا کیونکہ اگر اس رتبہ

مین تامل کیا تو الہام پر ایمان نہوا اور جب الہام صحیح مان لیا گیا ہے تو اونکی پرستش
لازم ہوگئی نعوذ باللہ من ذلک مگر مسلمانون کا عقیدہ یہ ہی کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب رب العالمین نہین ہو سکتا باوجود اسکے نہ حقتعالے
نے قرآن شریف مین اس قسم کی محبت بیان کی نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
کبھی فرمایا۔ دیکھیے ابتدا کیا تھی اور انتہا کہان ہوئی اسکے بعد صرف انا ربکم الاعلے
کا دعوی باقی رہگیا تھا سو اوس مین بھی یون دخل دیا گیا کہ یہ الہام ہوا انما امرک
اذا اردت شیئًا ان تقول لہٗ کن فیکون جسکو الحکم مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۵ع
مین لکھا ہے جسکا مطلب صاف ہے کہ وہ جو کچھ پیدا کرنا چاہین صرف کن کہدینے سے
وہ چیز پیدا ہو جائیگی لیجیے خالقیت بھی مسلم ہوگئی پہلے نبوت کی وجہ سے عیسویت
کی ضرورت باقی نہین رہی تھی اب تو نبوت کی بھی ضرورت نرہی۔

حق تعالی عیسی علیہ السلام کے معجزہ احیاء موتی کی خبر قرآن شریف
مین دیتا ہے قولہ تعالی اِنِّیٓ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡئَۃِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡہِ
فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰہِ وَاُبۡرِیٴُ الۡاَکۡمَہَ وَالۡاَبۡرَصَ وَاُحۡیِ الۡمَوۡتٰی
بِاِذۡنِ اللّٰہِ مرزا صاحب کہتے ہین کہ وہ احیاے موتی نہ تھا بلکہ قریب الموت مردہ کو
مسمریزم کے عمل سے چند منٹ کے لئے حرکت دیدیتے تھے ازالہ صفحہ ۳۱۱ اور لکھتے ہین یاد
رکھنا چاہیے کہ اگر یہ عاجز عمل مسمریزم کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو امید قوی
رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیون مین حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا ازالہ صفحہ ۳۰۹ یہ قدر دانی
خداے تعالی کے اُس کلام کی ہوئی جسپر ایمان لانا فرض ہے اور بغیر اُس کے
آدمی مسلمان ہی نہین ہو سکتا اور اپنے ملہم پر اسقدر وثوق کہ اعلان اس مضمون کا

دیدیا کہ مین بھی خالق ہون کہ کن کہکر سب کچھ پیدا کرسکتا ہون حالانکہ قولہ تعالی احیی الموتے
کے ابطال کی غرض سے لکھ چکے ہین کہ خدائے تعالی اپنی ہر ایک صفت مین وحدہ
لاشریک ہے اپنی صفات الوہیت مین کسی کو شریک نہین کرتا انتہٰی صفحہ ۳۱۲ اور لکھتے ہین
خدائے تعالی اپنے اذن اور ارادے سے کسی شخص کو موت اور حیات اور ضرر اور
نفع کا مالک نہین بناتا انتہٰی صفحہ ۳۱۵ اور حق تعالی عیسی علیہ السلام کے پرندے بنانے کا
معجزہ جو آیہ موصوفہ مین فرماتا ہے اسکی حقیقت یون بیان کرتے ہین کہ کچھ تعجب کی
جگہ نہین کہ خدائے تعالی نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دیدی
کہ مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا پھونک مارنے سے کسی طور پر ایسا پرواز
کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے
ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہین اور ظاہر ہے کہ
بڑائی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جسمین کلون کے ایجاد کرنے اور طرح
طرح کی صنعتون کے بنانے مین عقل تیز ہوجاتی ہے انتہٰی صفحہ ۳۰۳ غرضکہ بقول مرزا صاحب
معاذ اللہ عیسی علیہ السلام ایک بڑائی کے لڑکے اور معمولی آدمی تھے اور اس فن
مین بھی کامل نہ تھے کیونکہ لکھتے ہین کہ امریکہ مین جو آجکل چڑیان بنتی ہین وہ بدرجہا
اونکی چڑیان سے بہتر ہوتی ہین۔ الحکم مورخہ ۲۵ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ مین لکھتے ہین
مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ مین میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے
زمانہ مین ہوتا تو وہ کام جو مین کرسکتا ہون وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو
مجھسے ظاہر ہورہے ہین وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ
مجھپر پاتا انتہی وجہ اسکی ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کو خالقیت کا بھی دعوی ہے کہ

لفظ کن سے جو چاہتے ہین پیدا کرتے ہین نعوذ باللہ من ذلک اس سے تو ثابت ہوتا ہے
کہ انکار روئے سخن صرف عیسی علیہ السلام ہی کی طرف نہین ہے کیونکہ ہمارے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی حق تعالی نے کہین یہ نہین فرمایا کہ یہ صفت خاصہ
آپ کو بھی دیگئی اور نہ وہ کسی حدیث مین حضرت نے فرمایا ہے اس سے ثابت ہے
کہ گو مرزا صاحب زبانی غلامی کا دعوی کرتے ہین مگر درحقیقت معاذ اللہ افضیلت کا
دعوی ہے۔

امام سیوطی رح نے تفسیر درمنثور مین متعدد روایات ذکر کئے ہین کہ نصاری
نے یہ الزام دینا چاہا کہ عیسی علیہ السلام جو بغیر باپ کے پیدا ہوے ہین اس سے
ثابت ہے کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی
عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ یعنے اللہ کے
ہان جیسے آدم ویسے عیسی مٹی سے پیدا کرکے کن فرمایا سو وہ پیدا ہوگئے غرضکہ بغیر
باپ کے وہ پیدا کئے گئے مگر یہود ان پر یہی الزام لگاتے رہے کہ بغیر باپ کے
پیدا ہونا ممکن نہین اس آیۂ شریفہ مین حق تعالی نے انکا بھی رد کر دیا کہ بغیر باپ
کے پیدا کرنا قدرت الہی سے کچھ بعید نہین اور اوسکی نظیر بھی موجود ہے کہ آدم
علیہ السلام اسی طرح پیدا ہوے تھے۔ باوجود اس تصریح کے مرزا صاحب یہی کہے
جاتے ہین کہ عیسی علیہ السلام کے باپ بھی تھے اور دادا بھی باپ کا ہونا توانکی
تصریح سے ابھی معلوم ہوا کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ نجاری کا کام کرتے تھے اور

دادا کا ہونا اس عبارت سے ظاہر ہے کہ مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح عقلی معجزہ
دکھلایا ازالہ صفحہ ۳۰۴ اسمین شک نہین کہ نص قطعی کے مقابلہ کے لحاظ سے مرزا صاحب

اپنے کلام مین کوئی تاویل کرلین گے یا نص ہی کے معنی بدل دینگے مگر قرآن کے مخالف
ان الفاظ کا استعمال کرنا کس قدر بدنما اور خلاف شان ایمان ہے خصوصاً ایسے
موقع مین کیا سمجھا جاوے جب کہ وہ اقسام کی توہین حضرت عیسے علی بینا وعلیہ الصلوۃ
والسلام کی کر رہے ہین جیسا کہ ابھی معلوم ہوا۔

مرزا صاحب لکھتے ہین کہ مین امام حسین کے ساتھ مشابہت رکھتا ہون
اور حسینی الفطرۃ ہون ازالہ صفحہ ۸ اور لکھتے ہین مجھے خدائے تعالی نے آدم صفی اللہ اور
نوح اور یوسف اور موسی اور ابراہیم کا مثیل قرار دیا اور یہانتک نوبت پہنچی کہ
بار بار احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا
قرار دیا ازالہ صفحہ ۲۵۳ اور لکھتے ہین جب تم اشد سرکشیون کی وجہ سے سیاست کے لایق
ٹھہر جاؤگے تو محمد بن عبداللہ ظہور کریگا جو مہدی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالے
کے نزدیک اوسکا نام محمد ابن عبداللہ ہوگا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
مثیل بنکر آوے گا ازالہ صفحہ ۵۲ ان تقریرون مین سے اگرچہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
کی مشابہت سے ابتدا کی گئی جس سے یہی سمجھا گیا کہ عام طور پر مشابہت کا دعوی ہے
مگر در باطن ایک بڑے دعوی کی تمہید تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مثیل
ہین اور مثیل بھی وہ نہین جسکو ہر شخص سمجھتا ہے بلکہ خود حضرت ہی ہین جو بروزی
طور پر ظہور فرمائے ہین جیسا کہ الحکم مورخہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ مین جو قصیدہ
انہون نے مشتہر کیا ہے اس سے ظاہر ہے اس قصیدہ کا عنوان بخط جلی لکھا ہے
پیام شوق بجناب رسالت حضرت خاتم الانبیا سید الاصفیا فداہ ابی وامی صلعم
از خاکسار ابو یوسف احمدی سیالکوٹی۔

دعوی ہمتائی جانان ہو بھلا کسکی مجال	کسکو تاب ہمسری ہے سید لولاک سے
تو نے دکھلایا بروزی طور سے اپنا جمال	قادیان ہی جلوہ گر اب تیرے روے پاک سے

غالبًا مضمون بروز کسی مقام مین مرزا صاحب نے بھی لکھا ہے مگر چونکہ یہ اخبار مرزا صاحب اپنی امت کی ہدایت کے واسطے جاری کرتے ہین اسلئے استدلال کے لئے وہی کافی ہے چنانچہ اس شعر سے ظاہر ہے جو الحکم مورخہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ مین لکھا ہے

احمدیت کا مسلم ارگن ہے الحکم	اور انفاس مسیحا کا دہن ہے الحکم

مسئلہ بروز قدیم حکما کا مسلک ہے جسکو فی زمانا ہر شخص نہین جانتا چونکہ مرزا صاحب نے اپنے وسیع معلومات سے اوسکی تجدید کی ہے اسلئے اولا اوسکا حال معلوم کرنیکی ضرورت ہے
شیخ بوعلی سینا نے شفا مین اور قطب الدین شیرازی نے شرح حکمۃ الاشراق مین لکھا ہے کہ بعض حکما بروز و کمون کے قائل تھے انکا قول ہے کہ استحالہ فی الکیف ممکن نہین یعنے مثلاً پانی گرم کیا جاے تو یہ نہین سمجھا جائیگا کہ اسکی برودت جاتی رہی اور بجاے اسکے اسمین کیفیت حرارت آگئی اسلئے کہ حرارت و برودت وغیرہ کیفیات اولیۂ محسوسہ عناصر کی صور نوعیہ ہین اور ممکن نہین کہ صور نوعیہ فنا ہونے پر بھی حقائق نوعیہ باقی رہین پھر پانی جو گرم ہو جاتا ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ پانی مین حرارت بھی کامن یعنے پوشیدہ تھی جب حرکت جو باعث حرارت ہے اسکو لاحق ہو یا آگ اس سے متصل ہو تو وہ حرارت ظاہر ہو جاتی ہے جو اوسمین کامن تھی اصل یہ ہے کہ جتنے عناصر ہین اسطور پر مخلوق ہوے ہین کہ ہر ایک مین تمام عناصر موجود ہین مثلاً پانی مین آگ بھی ہے اور ہوا اور خاک بھی ہے نہ خالص پانی کہین پایا جائیگا نہ خالص آگ وغیرہ ہان یہ ضرور ہے کہ کسی مین پانی غالب ہے

اور کسی مین ہوا وغیرہ مثلاً پانی مین پانی غالب ہے اور ہوا وغیرہ مغلوب ہین - پہر جب
مغلوب عنصر کو قوت دینے والا عنصر اسکے ساتھ ملتا ہے تو مغلوب کو قوت ہوجاتی
ہے اور سب پر وہی غالب ہوجاتا ہے اور محسوس ہونے لگتا ہے غرضکہ نہ پانی
آگ ہوتا ہے نہ آگ پانی بلکہ آگ کی قربت سے پانی مین جو آگ چھپی ہوئی ہے ظاہر
ہوجاتی ہے اور باقی دوسرے عناصر اس سے متفرق ہوجاتے ہین - اس مذہب
کو شیخ نے شفا مین اور شیخ الاشراق نے حکمۃ الاشراق مین متعدد دلائل سے
باطل کیا ہے چونکہ ہماری غرض یہان اوس سے متعلق نہین اسلئے ان دلائل
کے ذکر کی ضرورت نہین سمجھی گئی بلکہ یہان یہ معلوم کرنا مقصود ہے کہ جو لوگ
بروز کے قائل تھے وہ بھی بروز کو صرف عناصر ہی تک محدود رکھتے تھے اور وہ
ہرگز اسکے قائل نہ تھے کہ ایک آدمی کے جسم مین دوسرے آدمی کا جسم بروز
کرتا ہے اور غالباً مرزا صاحب بھی یہان بروز سے بروز جسمانی مراد نہ لیتے ہونگے
بلکہ اس بروز کا مطلب یہی فرماتے ہونگے کہ روح مبارک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی بروز کی ہے جس سے یہ صادق آجائے کہ قادیان مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوا ہے جیسا کہ قصیدہ مین مذکور ہے گو مرزا صاحب
نے اسکو بروز خیال کیا ہو مگر درحقیقت یہ تناسخ ہے جسکا قائل فیثاغورس تھا
تاریخ فلاسفہ یونان جسکو عبداللہ بن حسین نے لغت فرنساوی سے عربی مین ترجمہ
کیا ہے اسمین لکھا ہے کہ حکیم فیثاغورس اس بات کا قائل تھا کہ ارواح فنا نہین
ہوتین بلکہ ہوا مین پہرتی رہتی ہین اور جب کوئی جسم مردہ پاتی ہین فوراً اسمین
گہس جاتی ہین پہر اسمین یہ پابندی بھی نہین کہ انسان کی روح انسان ہی کے

جسم مین داخل ہو بلکہ گدہے کتے وغیرہ کے جسم مین بھی داخل ہوجاتی ہین اسی طرح
حیوانات کی روحین انسانون کے اجسام مین بھی داخل ہوجاتی ہین اسی وجہ سے
وہ کسی حیوان کے قتل کو جائز نہین رکہتا تھا - قرائن قویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو
ان خرافات پر آمادہ کرنیوالا صرف ایک خیال تھا کہ اپنا تفوق سب پر ثابت
کرے اور تعلی کا موقع اچھی طرح حاصل ہو چنانچہ لکہا ہے کہ اسکا دعوی تھا کہ میری
روح پہلے ایتالیدس کے جسم مین تھی جو عطارد کا بیٹا تھا جسکو اہل یونان اپنا معبود
سمجہتے تھے اور یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک روز عطارد نے اپنے بیٹے ایتالیدس سے
کہا کہ سوائے بقا و دوام کے جو جی چاہے مجھ سے مانگ لے اوس نے یہ خواہش
کی کہ میرا حافظہ ایسا قوی ہوجائے کہ جتنے واقعات زندگی مین اور موت کے بعد
مجھپر گذرین سب مجھکو یاد رہین چنانچہ اسوقت سے اسکو یہ بات حاصل ہو گئی
پھر اس نے اس دعوی کی تصدیق پر چند واقعات بیان کئے کہ اثالیدس کی روح
جب اسکے جسم سے نکلی تو اوتوربیہ کے جسم مین گئی اور شہر تروادہ کے محاصرہ
مین اوسکو میتلاس نے زخمی کیا پھر اسکے جسم سے جب نکلی تو برموتیموس کے جسم
مین داخل ہوئی پھر ایک صیاد کے جسم مین گئی جسکا نام پورس تھا اوس کے
بعد اس عاجز کے جسم مین بر دن کی جسکو تم فیثاغورس کہتے ہو اور چند درمیانی
واقعات اور بھی بیان کئے - غرضکہ خدا کی صاحبزادگی کا اعزاز حاصل کرنیکی
وہ تدبیر نکالی کہ جسکا جواب نہین اور حافظہ اور طبیعت خداداد تو اسکو پہلے ہی
سے حاصل تھی جسکے سبب سے شہرہ آفاق ہوچکا تھا سب نے حسن ظن کرکے
اسکی تصدیق کی چونکہ اوس زمانہ مین الہام کا رواج نہ تھا اسلئے اسکو تناسخ کا

سلسلہ قایم کرنے اور ان خرافات کے تراشنے کی ضرورت ہوئی ورنہ الہام کا تھہنکنڈا
اگر اسکے ہاتھ آتا تو اس بکھیڑے کی ضرورت ہی نہوتی عطارد کی قسم کہا کر کہدیتا کہ
مجھے الہام ہوا بلکہ عطارد نے اپنے روشن چہرہ سے پردہ ہٹا کر روبرو سے کہدیا کہ
تو میرا بیٹا ہے اور نشانی یہ ہے کہ مین جو سنتا ہون یاد رکھ لیتا ہون اور نئے نئے
ہندسہ وغیرہ کے مسائل ایجاد کرتا ہون اگر اسکو نہین مانتے ہو تو مقابلہ کر لو
غرضنکہ اس دعوی کے بعد اسکی تعظیم و تکریم اور بھی بڑھ گئی دور دور سے لوگ
اسکے پاس آتے اور اسکی شاگردی پر افتخار کرتے یہانتک کہ سعید وہ شخص
سمجھا جاتا تھا جو اسکے نزدیک بیٹھے چونکہ تعلیم مین خدا کے بیٹے کا بروز داخل تہا
اسلئے اسکے شاگردون کے ذہن مین اسکی الوہیت متمکن تھی - اگرچہ اس نے عقل
سے بہت کچھ کام لیا چنانچہ شکل عروس جو فن ہندسہ مین ایک مشہور اور مشکل شکل ہے
اوسکو اسی نے مدلل کیا مگر معتقدون کے اعتقاد بڑھانیکے لئے اور تدابیر کی
بھی ضرورت ہوئی چنانچہ ایکبار اس نے ایک چھوٹا سا حجرہ زمین کے اندر تیار
کر کے ایک سال اپنے تئین اسمین محبوس کیا اور یہ مشہور کیا کہ دوزخ کی سیر کو
جاتا ہون اور اپنی مان سے کہدیا کہ جو کچھ نئے واقعات شہر مین ہون انکو تحقیق
کر کے لکھ لیا کرے ایک سال کے بعد جب اس حجرہ تنگ و تاریک سے نکلا جو
فی الحقیقت اسکے حق مین دوزخ ہی تھا تو ایسی حالت اسکی ہو گئی تھی کہ بمشکل
پہچانا جاتا تھا اسی حالت مین سب کو جمع کر کے دوزخ کے واقعات بیان کئے
کہ اسمین ہزیودس شاعر کو دیکھا کہ زنجیرون مین مقید اور مصلوب ہے اور ہومیر
کی روح کو دیکھا کہ ایک جہاڑ پر لٹکی ہوئی ہے جسکے اردگرد اژدہے احاطہ کئے

ہوے ہین اس قسم کے اور واقعات بیان کرکے کہا کہ اس مدت مین مین تم لوگون سے بھی غافل نہ تھا چنانچہ شہر کے تاریخ وارہ پورے واقعات بیان کردے جو مان کی تحریر مین لکھا دیکھ لیا تھا اب اس کشف کے بیان سے تو اور بھی عزت دوبالا ہوگئی۔ ایکبار کہین کھیل کود کا مجمع تھا اسمین چلا گیا جب اوسکے پاس معتقدین کا مجمع ہوا تو ایک خاص طور کی سیٹی دی ساتھ ہی ایک گدھ ہوا سے اتر آیا لوگون کو اس سے نہایت تعجب ہوا جس سے اور زیادہ معتقد ہوگئے اور دراصل اس گدھ کو اوسنے تعلیم دے رکھی تھی جس سے کسی کو اطلاع نہ تھی یہ سب تدابیر اسی غرض سے تھین کہ ما فوق العادت امور معجزہ کے رنگ مین پیش کرکے احمقون مین امتیاز حاصل کیا جاے ایسے ہی لوگون کی شان مین حق تعالی فرماتا ہے فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ عقلا کیسی کیسی تدابیر اپنی کامیابیون کی سوچتے ہین جنکے تہ تک پہنچنا ہر کسی کا کام نہین دیکھ لیجیے یہ شخص کیسا مدبرا در مقرر ہوگا کہ یونان جیسے خطہ کے عقلا اور حکما کو احمق بنا کر انکے خدا کا بیٹا بلکہ خود خدا بن بیٹھا یہی مسئلہ تناسخ و بروز تھا جو اسکو ترقی کے اعلی درجہ کے زینہ تک پہنچا دیا تھا مرزا صاحب چونکہ اعلی درجہ کے حاذق اور زمانہ کے نبض شناس ہین تشخیص کرکے وہی نسخہ استعمال کیا جو ایک حاذق کے تجربہ سے مفید ثابت ہو چکا ہے۔ اگرچہ اوس زمانہ کے عقلا نے اعلی درجہ کی طبیعتین پائی تھین مگر فیضان کا سلسلہ منقطع نہین۔ اہل کمال کے مثیل ہر زمانہ مین پیدا ہوتے رہتے ہین بلکہ انصاف سے دیکھا جاے تو جو صنعتین اس زمانہ مین ظہور پا رہی ہین اول زمانہ سے بدرجہا بڑی ہوئی ہین اسکی خاص وجہ یہ ہے

کرادکیا کے ذہنون کو متوجہ کرانیوالی متقدمین کی کارروائیان بطور مادہ پیش نظر ہین اور قاعدہ کی بات ہے کہ تلاحق افکار سے ایک ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے جو موجد کو حاصل نہ تھی دیکھئے فیثاغورس کو ایک سلسلہ گھڑنے کی ضرورت ہوئی کہ اوسکی روح کئی جسمون مین ماری ماری پھری۔ اور مرزا صاحب کو اوسکی بھی ضرورت نہ ہوئی بلا واسطہ روح انہی مین بروز کر گئی۔ اوسکو عطارد کا بیٹا بننے مین کس قدر دشواریان اوٹھانی پڑی۔ اور مرزا صاحب صرف ایک ہی الہام سے متبنی اپنی خدا کے بن گئے اوسکو دوزخ کی سیر کا فخر حاصل کرنے کے لئے ایک برس دوزخ کا عذاب بھگتنا پڑا۔ اور مرزا صاحب آرام سے اپنی خوابگاہ مین بیٹھے ہوے تمام افلاک کی سیر کرلیتے ہین بلکہ جب چاہتے ہین خدا سے باتین کرکے چلے آتے ہین۔ اوسکو معجزہ خارق العادت بتانیکے لئے گدہ کو تعلیم کی زحمت اوٹھانی پڑی۔ اور مرزا صاحب کو خارق دکھلانیکی ضرورت ہی نہین بیٹھے بیٹھے عقلی معجزے گھڑ لیتے ہین۔ مرزا صاحب نے دیکھا کہ نبوت کے دعوی مین مولوی پیچھا نہ چھوڑینگے۔ حسب احادیث صحیحہ دجال و کذاب کہا کرینگے۔ اسلئے یہ تدبیر نکالی کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونمین بروز کیا ہی تاکہ جہال حضرت کا نام سنکر دم نہ مار سکین اسلئے کہ دجال و کذاب تو وہ ہو جو حضرت کے سوا کوئی دوسرا حضرت کے بعد نبوت کا دعوی کرے جب خود حضرت ہی وہ دعوی کر رہے ہین تو اوس لفظ کا محل نرہا۔ مگر یاد رہے کہ جب تک اس دعوی کو قرآن و حدیث سے وہ ثابت نہ کرین کوئی مسلمان اونکی ان ابلہ فریبیون کو قابل توجہ نہین سمجھ سکتا کیونکہ ہمارے دین مین تناسخ بالکل باطل کر دیا گیا۔ مرزا صاحب سے کوئی یہ نہین پوچھتا کہ حضرت آپنے حمامۃ البشری الی اہل مکۃ و صلحاء ام القری مین تو

یہ لکھکر اہل مکہ وغیرہم کو اطمینان دلایا تھا کہ مین علماء سے جو مناظرہ کرتا ہون وہ صرف
نزول عیسی علیہ السلام کے مسئلہ مین ہے اسکے سوا کسی مسئلہ مین مجھے اختلاف نہین
چنانچہ فرماتے ہین واما ایمان تومنا وعلمائنا بالملئکۃ وغیرہا من العقائد فلسنا نجادلہم
فیہ ولا نخطیہم فی ذالک ولیس فی ہذہ العقائد الا التسلیم وانما نحن مناظرون فی امر
نزول المسیح من السماء حمامۃ البشری صفحہ ۳۰ پہر یہ بروز وکمون اور دعوی نبوت وغیرہ کیسا
کیا یہ اعتقادی مسائل نہین ہین یا تمام مسلمانون کے متفق علیہ مسائل
ہین مرزا صاحب جھوٹ کو شرک کے برابر فرما چکے ہین اور اس موقع مین یہ بھی نہین
فرمایا کہ جہان دہوکا دینا مقصود ہو وہ جہوٹ نہین ہوتا۔
یہ چند تحقیقات اور اجتہادات مرزا صاحب کے اسغرض سے بیان کی گئے
کہ انکی رفتار اور طبیعت کا انداز معلوم ہوجاے العاقل یکفیہ الاشارۃ سنن دارمی ص ۳۱
مین روایت ہے کہ صبیغ عراقی اکثر قرآن کی آیات مین پوچھا پاچھی کیا کرتا تھا جب
مصر کو گیا اور عمرو بن عاص کو اوسکا یہ حال معلوم ہوا تو اوسکو اپنی عرضی کے
ساتھ حراست مین دیکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے
عرضی پڑہکر چھڑیان منگوائین اور اسکو اتنا مارا کہ زندگی سے وہ مایوس ہوگیا
پہر بہت عجز و الحاح پر چھوڑا تو گیا مگر احکام جاری ہوگئے کہ کوئی مسلمان اوسکو
نزدیک نہ بیٹھنے دے آخر جب اوس نے توبہ کی اور اوسکا یقین بھی ہوا تو اوسوقت
مجالست کی اجازت دی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے العاقل یکفیہ الاشارہ
کے معنی عملی طور پر تمام مسلمانون کو مشاہدہ کرا دیا کہ اوسکی یہ پوچھا پاچھی اشارۃً
کہہ رہی ہے کہ کبھی نہ کبھی کچھ نہ کچھ رنگ لانیوالی ہے اسلئے بیش از بیش ایسا بندوبست

کیا کہ اوسکے ہم سیالون کا بھی ناطقہ بند ہو جاوے پھر کسکی مجال تھی کہ قرآن کے معنی مین دم مارسکے
افسوس ہے اسلام کا ایک زمانہ وہ تھا کہ اشارات و امارات پر اہل اسلام چونک کر
حزم و احتیاط کو کام مین لاتے تھے اور ایک زمانہ یہ ہے کہ سر پر نقارے بج رہے ہین
مگر جنبش نہین اور حسن ظن کے خواب غفلت مین بے حس و حرکت ہین - کیا عمر رضی اللہ عنہ
کو حسن ظن کا مسئلہ معلوم نتھا صبیغ عراقی نے تو نہ کوئی بات ایجاد کی تھی نہ نبوت وغیرہ
کا دعوی کیا وہ تو صرف بعضے آیات کے معانی پوچھتا تھا جسمین حسن ظن کو بڑی گنجایش
تھی کہ نیک نیتی سے خدائے تعالی کی مراد پر مطلع ہونا چاہتا ہے جو ہر مسلمان کا
مقصود دلی ہے - اب عقلا بصیرت سے کام لیکر غور فرما سکتے ہین کہ اگر مرزا صاحب
کی یہ تحریرات عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین پیش ہوتین تو کیا کیا ہو جاتا - وہ زمانہ
تو کچھ اور ہی تھا مرزا صاحب اس زمانہ مین بھی اسلامی سلطنتون سے نہایت خائف
ہین یہانتک کہ باوجود اسقدر دولت و ثروت کے حج فرض کو بھی نہین جا سکتے -
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صاف طور پر یہ روایت ہے کہ جو کوئی ایسے
کامون کا مرتکب ہو جن سے لوگون کو بدگمانی کا موقعہ ملے تو بدگمانی کرنیوالے قابل
ملامت نہین ہو سکتے - جیسا کہ کنز العمال مین ہے عن عمر رضی اللہ عنہ قال من تعرض
للتھمۃ فلا یلومن من اساء بہ الظن اور یہ تو قرآن شریف سے بھی ثابت ہے کہ بعضے
وقت نیک گمان بھی گناہ ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالی یا ایھا الذین
آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ترجمہ اے مسلمانون بہت
گمانون سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان گناہ ہین انتہی اس آیہ شریفہ مین حق تعالی نے
ظن سوء یعنے بدگمانی کی تخصیص نہین کی بلکہ مطلقا ظن فرمایا جو ظن خیر اور ظن سوء

دونون پر شامل ہے جس سے ثابت ہے کہ جیسے باوجود آثار و علامات تدین کے بدگمانی درست نہین ویسے ہی تخریب و فساد دین کے آثار و علامات کسی سے نمایان ہونے پر حسن ظن جائز نہین اسی وجہ سے صبیغ عراقی پر حسن ظن نہین کیا گیا۔ اور حقتعالی فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا یعنے اے مسلمانو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو اچھی طرح اوسکی تحقیق کر لیا کرو۔ مفسرین نے اس آیت کی شان نزول یہ لکہی ہے کہ حارث ابن ضرار خزاعی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کر کے گئے کہ مین اپنے قبیلہ کی زکوۃ جمع کر کے رکھتا ہون حضرت کسی کو بھیجکر منگوالین حضرت نے ولید بن عقبہ کو بھیجا وہ راستہ ہی سے واپس آکر یہ شکایت پیش کی کہ حارث بجائے اسکے کہ مجھے مال زکوۃ دے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا اسلئے مین جان بچاکر آگیا ہون اسپر صحابہ نے غالبًا ولید پر حسن ظن اور اوسکی خبر کی تصدیق کر کے حضرت سے کچھ عرض کیا ہوگا جس پر حضرت نے خالد بن ولید کو مع لشکر اونکی سرکوبی کیلئے بھیجا اور فرمایا اون کے قتل مین جلدی نہ کرنا چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ نے وہان جاکر مخفی طور پر خوب تحقیق کی جس سے ثابت ہو گیا کہ اون لوگون کے اسلام مین کوئی اشتباہ نہین خالد نے واپس آکر حقیقت حال بیان کی اور حارث بھی مال زکوۃ لیکر حاضر ہو گئے اور یہ آیت اونکی برأت مین نازل ہوئی اور ہمیشہ کے لئے یہ حکم ہو گیا کہ احتیاطی امور مین حسن ظن سے کام نہ لیا جائے۔ دیکھئے باوجودیکہ ولید صحابہ مین تھا اور معتمد علیہ سمجھا گیا چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کے لئے اسکا انتخاب فرمایا پھر ایسے شخص پر صحابہ نے اگر حسن ظن کیا تو کیا برا کیا تھا مگر حق تعالی نے اوسکی بھی

ممانعت فرمادی کہ گو بعض قراین حسن ظن کے موجود ہون مگر جبتک پوری تحقیق نکر لیجائے اسباب ظاہری قابل اعتبار نہین - یہ بات یاد رکہنا چاہئے کہ ہرچند صحابہ کل عدول اور اعلی درجہ کے متدین تھے مگر معصوم نہ تھے حکمت الہی اسی کو مقتضی تھی کہ اونسے بھی اتفاقی طور پر اقسام کے گناہ صادر ہون تاکہ تمام امت کو جو قیامت تک باقی رہنے والی ہے ہر ایک گناہ کا حکم عملی طور پر معلوم ہو جاے -

اب یہان اہل اسلام غور فرمادین کہ جب صحابہ کی نسبت یہ حکم ہوگیا کہ اونکی خبر مجرد احتیاطی امور مین قابل حسن ظن نہین تو کسی دوسرے کی مجرد خبر وہ بھی کیسی کہ مجھے اللہ نے اپنا رسول اور نبی بنا کر بھیجا ہے وغیرہ وغیرہ کیونکر مانی جاے - شاید یہان یہ شبہہ ہو کہ حق تعالی نے فاسق پر حسن ظن کرنیسے منع فرمایا ہے - اسکا جواب یہ ہے کہ صحابہ نے ولید کو حسن ظن کے وقت فاسق نہین سمجہا تھا کیونکہ حسن ظن کے قرائن موجود تھے پہر اون حضرات پر کیونکر یہ بدگمانی کیجاے کہ باوجود فاسق سمجہنے کے اوسپر حسن ظن کیا البتہ فسق کا حال اس خبر کے بعد کہلا جس سے اوس کا فاسق ہونا مسلم ہو گیا -

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے افک کے معاملہ مین عبداللہ ابن سلول اور حسان ابن ثابتؓ اور مسطح ابن اثاثہؓ اور حمنہ بنت جحشؓ لوگون کو خبر دیتے پہرے یہانتک کہ یہ خبر مشہور ہوگئی ہرچند صحابہ نے اسکی تصدیق نہین کی مگر اس خیال سے کہ خبر دینے والے صحابہ ہین اوسکی تکذیب بھی نہین کی اس پر حق تعالی نے کمال عتاب سے فرمایا کہ خدا کا فضل تھا کہ تم لوگ بچ گئے ورنہ اس تکذیب نہ کرنے پر بڑا عذاب تم پر نازل ہوتا کما قال تعالی وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ
یعنے اگر تم مسلمانون پر دنیا اور آخرت مین خدا کا فضل اور اوسکا کرم نہ ہوتا تو جیسا تمنے
اس (نالائق) بات کا چرچا کیا اوسمین تم پر کوئی بڑی آفت نازل ہوگئی ہوتی اسکے
اور ارشاد ہوتا ہے کہ اس خبر کے سنتے ہی مسلمانون کو لازم تھا کہ صاف کہدیتے
کہ یہ خبر بالکل غلط اور بہتان ہے کما قال تعالی وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ
لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا
لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یعنے اور تم نے ایسی (نالایق) بات سنی تھی (سننے
کے ساتھ ہی) کیون نہین بول اٹھے کہ ہمکو ایسی بات منہ سے نکالنی زیبا نہین حاشا
وکلا یہ تو بڑا بھاری بہتان ہے خدا تمکو نصیحت کرتا ہے کہ اگر ایمان رکھتے ہو تو پھر
کبھی ایسا نکرنا انہی صحابہ نے اس خبر کو مشہور کرنیوالون کی گو تصدیق نہ کی مگر تکذیب
نہ کرنا خود قرینہ ہے کہ مخبرون پر کسی قدر حسن ظن ضرور کیا تھا ورنہ تکذیب کرنے کو
کون مانع تھا اتنے ہی حسن ظن پر عذاب عظیم کی تخویف کے مستحق ہوگئے اگر حسن ظن
سے تصدیق بھی کر دیتے تو معلوم نہین کہ کس آفت کا سامنا ہوتا اب غور کیا جائے کہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان کیا خدائے تعالی پر بہتان کرنیکے برابر ہو سکتا ہے
ہرگز نہین۔ پھر مرزا صاحب جو کہتے ہین کہ خدائے تعالی نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہی جس سے
حق تعالی کا وہ ارشاد کہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ہے خلاف واقع ٹھیرتا
ہے کیا بہتان نہین ہے اور انپر حسن ظن کرکے اس بہتان عظیم کی تصدیق کرنا کس عذاب کا
استحقاق حاصل کرنا ہے۔ حق تعالی کس صراحت سے فرماتا ہے يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا
لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یعنے اگر تم ایمان رکھتے ہو تو پھر کبھی ایسا نکرنا مگر افسوس ہے

کہ اسپر بھی عمل نہین کیا جاتا جسکی وجہ سے آفتون پر آفتین آتی جاتی ہین حق تعالی فرماتا ہے
اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّھُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَّرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ
وَلَا ھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ۔ یعنے کیا یہ لوگ نہین دیکھتے کہ وہ ہر سال ایکبار یا دو بار مبتلائے
مصیبت ہوتے رہتے ہین اسپر بھی نہ تو توبہ ہی کرتے ہین اور نہ نصیحت ہی پکڑتے ہین انتہے
مرزا صاحب جو اکثر لکھتے ہین کہ اونکے نہ ماننے کے سبب سے طاعون اور زلزلون کا
سلسلہ جاری ہے سو اوسکا تو ثبوت کسی طرح مل نہین سکتا مگر اس نص قطعی سے اشارۃً
اس بات کا ثبوت ملسکتا ہے کہ مرزا صاحب کے بہتان علی اللہ کے ماننے کی وجہ سے
یہ مصیبتین آرہی ہین اور قاعدہ ہے کہ جب کسی قوم کے بداسلوبیون کی وجہ سے عذاب
آسمانی اترتا ہے تو وہ عام ہوجاتا ہے اور اسمین کسیکی تمیز باقی نہین رہتی جیساکہ احادیث
سے ثابت ہے اور افک کے واقعہ مین حق تعالی نے یہ بھی فرمایا وَلَوْلَا جَآءُوْ
عَلَیْہِ بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّھَدَآءِ فَاُولٰٓئِکَ عِنْدَ اللّٰہِ ھُمُ
الْکٰذِبُوْنَ یعنے (جن لوگون نے یہ طوفان اٹھا کھڑا کیا) اپنے بیان کے ثبوت پر
چار گواہ کیون نہ لائے پہر جب گواہ نہ لاسکے تو خدا کے نزدیک (بس) یہی جھوٹے
ہین انتہی اس سے ظاہر ہے کہ ایسے دعوون پر معتبر گواہون کی ضرورت ہے ورنہ
قابل التفات نہین ۔ مرزا صاحب دعوی نبوت پر جو مصنوعی گواہ پیشگوئیان وغیرہ
پیش کرتے ہین جو کاہن رمال نجومی بھی کیا کرتے ہین وہ اس قابل نہین کہ اس معاملہ
مین گواہ سمجھے جائین کتاب المختار فی کشف الاسرار مین لکھا ہے کہ بعضے دوائین
ایسی بھی ہین کہ اگر آدمی سونیکے وقت اونکا بخور لے تو آیندہ کے واقعات خواب
مین معلوم ہوتے ہین جھوٹے دعوی کرنیوالے اس قسم کی تدابیر سے پیش گوئیان

کیا کرتے ہین۔

قرآن وحدیث واجماع وغیرہ سے جو ثابت ہے کہ مدعی کچھ بھی دعوی کرے اوس سے گواہ طلب کئے جائین یہ امر ہمارے دعوی پر گواہ صادق ہے کہ کسی مدعی پر حسن ظن نہ کیا جائے پہر جب خود دعوی اس قسم کا ہو کہ سرے سے دین ہی اوسکو قبول نہین کرتا تو حسن ظن وہان کیونکر درست ہوگا اس قسم کے دعوون پر نہ گواہ طلب کرنے کی حاجت ہے نہ اونکی گواہی مقبول ہو سکتی ہے ان دعوون مین کیسی ہی ملمع سازیان کیجائین بدگمانی واجب ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین الحزم سوء الظن جسکا مضمون سعدی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے۔

نگہدارد آن شوخ در کیسہ دُر	کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر

اہل ایمان جانتے ہین کہ ایمان کیسا در بے بہا ہے جب ایک پتہر کی حفاظت کے واسطے عقل عام بدظنی پر آمادہ کر دیتی ہے تو اس گوہر بے بہا کی حفاظت کے لئے کس قدر بدگمانی کی ضرورت ہے ورنہ یہ سمجہا جائیگا کہ ایمان ایک پتہر کے برابر بھی نہین سمجہا گیا۔

دین مین بہتر فرقے جو ہوگئے جنکا ناری ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے سب کا وجود و بقا اسی حسن ظن ہی کی بدولت ہوئی اگر کسی بانی مذہب پر حسن ظن نہ کیا جاتا تو نہ اورون کے حوصلے بڑہتے نہ کسی کا خیال اسطرف متوجہ ہوتا۔

دیکہئے یہ حدیث صحیح ہے عن عرفجة قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سیکون ہنات وہنات فمن اراد ان یفرق امر ہذہ الامة وہو جمیع فاضربوہ بالسیف کائنا من کان رواہ مسلم یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریب ہے

کہ شرو فساد ہونگے سو یاد رکھو کہ جو کوئی اس امت کے اجتماعی حالت مین تفرقہ ڈالنا چاہے
اوسکو تلوار سے قتل کر ڈالو اہلی کیا اچھا ہوتا کہ اگلے زمانہ کے لوگ تفرقہ اندازون
پر حسن ظن نہ کرکے جس طرح اس حدیث شریف نے قطعی فیصلہ کر دیا ہے اونکو قتل ہی
کر ڈالتے جس سے ان مذاہب باطلہ کا نام لینے والا ہی کوئی نہ رہتا اور تمام امت
متفق اور ایک دوسرے کی معاون رہتی اور لاکھون فرق باطلہ کے لوگ دوزخ سے
محفوظ رہتے الحاصل اسکا انکار نہین ہو سکتا کہ بے موقع حسن ظن نے اسلام مین بڑی
بڑی رخنہ اندازیان کین مگر افسوس ہے کہ ہمارے برادران دینی ابتک ہوشیار
نہین ہوے اور اس مقولہ پر غور نہ کیا من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ روح البیان
و روح المعانی وغیرہ تفاسیر مین یہ روایت ہے عن الحسن البصری قال کنا فی زمان
الظن بالناس حرام وانت الیوم فی زمان اعمل واسکت وظن بالناس ماشئت
یعنے ہمنے ایسا زمانہ بھی دیکھا ہے کہ بدگمانی اوسوقت حرام تھی اسلئے کہ عموماً صلحا
اور سب سے آثار خیر نمایان تھے اور اب وہ زمانہ آگیا کہ اپنی ذات سے عمل کرکے
ساکت رہو اور جسپر جو چاہو گمان کرو کیونکہ لوگون سے ایسے ہی افعال صادر
ہو رہے ہین جن سے بدگمانی کو موقع ملتا ہے۔ دیکھئے جب پہلی صدی کے اواخر کا
یہ حال ہو تو چودھوین صدی کا کیا حال ہوگا حسن بصری رح کے قول سے مستفاد ہے
کہ جسکا خبث باطن ظاہر ہونے لگے تو اس عالم مین اوسکو اتنی سزا تو ضرور ہے کہ
اوسکے ساتھ بدگمانی کی جاے کسی شاعر نے لکھا ہے۔

خیانتہاے پنہان میکند آخر رسوائی	کہ دزد خانگی را شحنہ در بازار میگیرد

تاریخ دانون پر یہ امر پوشیدہ نہین کہ اس بیموقع حسن ظن ہی نے نصاری کے دین

کو تباہ کیا اور ایسی جسیم بندی کی کہ انیس سو برس سے ابتک کسیکی آنکھ نہ کھلی اس اجمال
کی تفصیل اس واقعے سے ظاہر ہے جو علامہ خیرالدین افندی الوسی نے الجواب الفسیح ص ۳۱۲
مین اسلامی اور نصاریٰ کی تواریخ سے نقل کیا ہے کہ عیسی علیہ السلام کے رفع کے
بعد جب عیسائیون کی حقانی پر اثر تقریرین یہود کے دلون کو اپنی طرف مائل کرنے لگین
اور یہودی جوق جوق دین عیسائی قبول کرنے لگے تو بولس جو یہود کا بادشاہ تھا
کل عیسائیون کو شام کے ملک سے خارج کر دیا مگر دیکھا کہ اس سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوا
اور عیسویت ویسی ہی ترقی پذیر ہے مجبور ہوکر اراکین دولت سے کہا کہ یہ فتنہ روزافزون
ترقی کر رہا ہے اور اسکے فرو ہو سکی کوئی تدبیر نہین بنتی اب مین ایک رائے سوچتا ہون
خواہ وہ اچھی ہو یا بری تم میری موافقت کرو انہون نے قبول کیا اوسنے اون نے
معاہدہ لیکر سلطنت سے علیحدہ ہو عیسوئیون کا لباس پہن اونمین چلا گیا انہون نے
اس حالت مین اوسکو دیکھتے ہی خدا کا شکر بجالایا اور بہت کچھ آو بھگت کی اوس نے
کہا کہ اکابر قوم کو جلد جمع کرو کہ مین کچھ اونسے کہنا چاہتا ہون سب فوراً جمع ہوگئے
اوسوقت اوس نے یہ تقریر کی کہ جب تم لوگون کو مین شام سے نکالدیا مسیح نے مجھپر
لعنت کی اور میری سماعت بصارت عقل سب چھین لی جس سے مین ۔ بہرا دیوانہ
ہوگیا اس حالت مین مجھے تنبہ اور یقین ہوا کہ بیشک سچا دین یہی ہے جس پر تم ہو
اب بفضلہ تعالی اپنے باطل دین اور دنیائے فانی کی سلطنت کو چھوڑ کر تمہاری
رفاقت اور فقر و فاقہ کو سعادت ابدی جانتا ہون اور عہد کر لیا ہون کہ بقیہ عمر
توریت کی تعلیم اور اہل حق کی صحبت مین بسر کرون آپ صاحبون سے میری اسیقدر
خواہش ہے کہ ایک چھوٹا سا گھر بنادو جسمین مین عبادت کیا کرون اور اسمین بجائے

بستر راک بچھا دو مین نہین چاہتا کہ عمر دو روزہ مین کسی قسم کی آسایش حاصل کرون یہ کہکر
توریت کی تلاوت اور اسکی تعلیم مین مشغول ہوگیا - یہ امر پوشیدہ نہین کہ اگر کسی بستی کا
زمیندار ایسے حقانی پرجوش الہامی کلمات کہتا ہے اور حالت موجودہ بھی کسی قدر اوسکی
تصدیق کرتی ہو تو طبیعتون مین ایک غیر معمولی جوش پیدا ہوجاتا ہے چہ جائیکہ بادشاہ
سلطنت ترک کرکے زمرہ فقرا مین داخل ہوجاے اور منشا اوسکا ایک زبردست
الہام بیان کرے جس نے تخت و تاج شاہی سے لباس فقر و بستر خاک پر قانع کردیا اور
حالت موجودہ بھی از سرتاپا اوسکی تصدیق کررہی ہو تو پھر اوس زمرہ فقرا مین کس کا
دل ایسا ہوگا کہ جان و مال اوسپر فدا کرنے پر آمادہ نہو غرضکہ عبادت خانہ فوراً تیار
ہوگیا اور اسمین عزلت اختیار کی دوسرے روز جب سب معتقدین جمع ہوے تو
دروازہ کھولکر باہر نکلا اثنائے تقریر و تعلیم مین کہا کہ ایک بات میرے خیال مین
آتی ہے اگر مناسب سمجھو تو قبول کرو سب ہمہ تن گوش ہوگئے - کہا جتنی جہان کو
روشن کرنیوالی چیزین عالم غیب سے آتی ہین وہ اللہ کے حکم سے آتی ہین کیا یہ بات
سچ ہے سب نے کہا ہان یقیناً سچ ہے - کہا مین صبح و شام دیکھتا ہون کہ آفتاب
ماہتاب وغیرہ سب مشرق کی طرف سے نکلتے ہین اسلئے میری راے مین قبلہ بنانیکے
لایق مشرق سے بہتر کوئی سمت نہین نماز اسی طرف پڑھنا چاہیے سب نے بطیب خاطر
آمنا و صدقنا کہکر بیت المقدس کو جو تمام انبیا کا قبلہ تھا ایک ہی بات مین چھوڑدیا
اوسکے بعد وہ اپنے عبادت خانہ مین چلا گیا اور دو روز تک نہین نکلا جس سے
لوگون کو سخت تشویش ہوئی تیسرے روز جب معتقدین کا ہجوم ہوا برآمد ہوکر تعلیم و تقریر
شروع کی اثنائے تقریر مین کہا کہ مجھے ایک اور بات سوجھی ہے سب تحقیق جدید

سننے کے تو پہلے ہی سے مشتاق تھے یہ مژدہ سنکر بسمع قبول متوجہ ہوگئے کہا کیا یہ بات
سچ ہے کہ جب کوئی معزز شخص کسی معمولی آدمی کے پاس ہدیہ بھیجے اور وہ قبول نکرے
تو اوسکی کسر شان ہوتی ہے سب نے کہا بیشک نہایت درجہ کسر شان ہے کہا جتنی چیزین
زمین و آسمان مین ہین خدائے تعالی نے سب تمہارے ہی لئے بنائی ہین ایسے
ہدیہ کو رد کردینا یعنے بعضے اشیا کو حرام سمجھنا کیسی گستاخی ہے عقیدت مندی یہی ہے
کہ جتنے چھوٹے بڑے حیوانات ہین سب کو شوق سے کہانا چاہئے سب نے آمنا و
صدقنا کہکر نہایت کشادہ دلی سے وہ بھی قبول کرلیا اوسکے بعد عبادت خانہ سے
تین دن تک نہین نکلا جس سے لوگون کو سخت پریشانی اور ملاقات کا نہایت شوق
ہوا جو تھے روز دروازہ کہولکر مشتاق دیدار کو تسلی دی پہر پوچھا کیا تم نے سنا ہے کہ
کوئی آدمی مادرزاد اندہے کو بینا اور ابرص کو چنگا اور مردون کو زندہ کیا ہے لوگون
نے کہا ممکن نہین کہا دیکھو مسیح یہ سب کام کرتے تھے اسلئے مین تو یہی کہونگا کہ مسیح
آدمی نہ تھا خود اللہ تعالی تھا جو چند روز تم مین ظاہر ہوکر چھپ گیا یہ سنتے ہی
خوش اعتقادون کے نعرے آمنا و صدقنا کے ہر طرف سے بلند ہوئے اور سوائے
معدودی چند کے سب نے بالاتفاق کہدیا کہ بیشک مسیح آدمی نتھا غرض تین ہی
معرکون مین اوس نے میدان مارلیا اور سب کو خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق
بنا کر ایک نئی سلطنت قائم کرلی۔ حیرت کا مقام یہ ہے کہ اون سادہ لوحون نے
یہ بھی نہ پوچھا کہ حضرت آپ کو عیسائی ہونے کا دعوی ہے پہر یہ مخالف باتین کیسی
آخر ہم بھی اپنے نبی کے کلام اور اونکے طریقہ سے واقف ہین کبھی اس قسم کی
بات اونسے نہین سنی اور اگر یہ الہامات ہین تو جس نبی کے امتی ہونیکا دعوی ہے

اوسکے طریقہ کے مخالف الہام کیسے ۔ بہرحال جدت پسند طبائع حسن ظن کرکے اوسکے مکروتزویر کے دام مین پھنس گئے مگر ایک شخص کامل الایمان جسکا شمار اون لوگون مین تھا جسکو اس زمانہ کی اصطلاح مین لکیر کے فقیر کہتے ہین اٹھ کھڑا ہوا اور سب کو مخاطب کرکے کہا تمپر خدا کی مار اتنا بھی نہین سمجھتے کہ یہ کمبخت تمہارا دین بگاڑنے کو آیا ہے ہمنے خود مسیح علیہ السلام کو دیکھا ہے کبھی اونسے اس قسم کی باتین نہین سنین مگر ایک شخص کی بات نقارخانہ مین طوطی کی آواز تھی کسی نے نہ سنی آخر وہ بزرگ اپنے چند رفقا کو لیکر علحدہ ہوگئے نصاریٰ کو اس شخص پر حسن ظن اسقدر ہے کہ ابتک اوسکو پولوس مقدس لکھتے ہین ۔ دیکھیے اسی حسن ظن کا اثر ہے کہ اونکو قطعی کافر بنادیا ۔ اسمین شک نہین کہ اوسکی ظاہری حالت قابل حسن ظن تھی مگر اس قسم کے اقوال کے بعد ایسے شخص پر حسن ظن رکھنا کیا کسی نبی کی شریعت مین جائز ہوسکتا ہے ہرگز نہین جس چیز کا انجام کفر ہو وہ اگر کفر نہین تو گناہ کبیرہ تو ضرور ہوگی اسیوجہ سے یہ قاعدہ مسلم ہے کہ مقدمہ الحرام حرام ہر چند اوس زمانہ کے لوگون نے دہوکا کھایا مگر ادنی تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا سبب قوی تھا اسلئے کہ انہون نے دیکھا کہ بادشاہ وقت دین کا دشمن اپنے نبی کے معجزہ سے ایمان ظاہر کررہا ہے اور اوسکی حالت بھی گواہی دیرہی ہے کہ جبتک باطنی نور کا اثر اوسکے دل پر نہ ہوا ہو ممکن نہین کہ سلطنت چھوڑکر فقر و فاقہ کی مصیبتین برداشت کرسکے اس قسم کے مکرون پر مطلع ہونا سوائے اہل بصیرت کے ہر کسی کا کام نہین مگر حیرت یہ ہے کہ پولس صاحب نے جن باتون کے جمانیکے لئے سلطنت چھوڑی تھی مرزا صاحب اوسی قسم کی باتون کی بدولت ایک ایک قسم سلطنت کی حاصل کررہے اور لاکھون روپیہ کمارہے ہین ۔ اقتضائے زمانہ اسے کہتے ہین کہ باوجودیکہ

عقل و فراست آجکل ترقی پر ہے اور قدیم لوگ بے وقوف سمجھے جاتے ہین مگر بہت سے عقلمند ونکی سمجھ مین نہین آتا کہ مرزا صاحب کیا کر رہے ہین اسکی نظیرین اسلامی دنیا مین بھی بہت سی موجود ہین جو تاریخ دانون پر پوشیدہ نہین ۔

کتاب المختار مین علامہ جوبری نے لکھا ہے کہ سفاح کے زمانہ مین ایک شخص جسکا نام اسحق تھا اصفہان مین آکر سخت مفسدہ برپا کیا یہ شخص مغرب کا رہنے والا تھا اوسی طرح وہ قرآن توراۃ انجیل زبور وغیرہ کتب آسمانی پڑھکر جمیع علوم مروجہ کی تحصیل اور اکثر السنہ اور اقسام کے خطوط کی تکمیل کرکے اصفہان مین آیا اور دس برس تک ایک مدرسہ مین مقیم رہا اس مدت مین نہ کوئی کمال ظاہر کیا نہ کسی سے بات کی یہانتک کہ اخرس یعنے گنگا مشہور ہوگیا مگر معرفت سب سے پیدا کرلی پہر ایک رات ایک قسم کا روغن تیار کرکے اپنے منہ پر ملا اور دو شمع خاص قسم کے روشن کئے جنکی روشنی مین چہرہ کا روغن ایسا چمکنے لگا کہ جسسے نگاہ خیرہ ہوتی تھی پہر تین چیخین ایسی مارین کہ سب مدرسہ کے لوگ چونک پڑے اور آپ نماز مین مشغول ہوکر نہایت تجوید اور عمدہ لہجہ سے باواز بلند قرآن پڑہنے لگا مدرسین اور اعلی درجہ کے طلبہ نے جب دیکہا کہ وہ گنگا نہایت فصیح ہوگیا اور چہرہ ایسا پرانوار ہے کہ نگاہ نہین ٹہر سکتی اس قدرت خدا کے مشاہدے سے صدر مدرس تو بیہوش ہوگئے اور دوسرے لوگ سکتہ کے عالم مین تھے جب افاقہ ہوا تو صدر مدرس صاحب نے خیال کیا کہ یہ قدرت خدا کا نیا تماشا اگر عمائد بھی دیکہین تو اچہا ہوگا مدرسہ کے دروازے پر جب آئے تو وہ مقفل تھا اور کلید مفقود کسی تدبیر سے باہر نکلے وہ آگے اور تمام فقہا اونکے پیچہے پیچہے قاضی شہر کے مکان پر آئے وہ اس ہجوم اور چیخم چاخ سے

بدحواس باہر نکل آئے اور اس عجیب و غریب واقعہ کو سنکر وزیر کو اطلاع دی غرضکہ
تمام شہر مین اوس رات ایک ہنگامہ تھا ہر طرف سے جوق جوق لوگ چلے آرہے تھے
کہ چلو قدرت خدا کا تماشا دیکھو چنانچہ وزیر و قاضی وغیرہ معززین شہر مدرسہ کے
دروازے پر آئے دیکھا تو دروازہ بند ہے کسی نے پکار کر کہا حضرت آپ کو
اسی خدا کی قسم ہے جس نے آپ کو یہ درجہ عطا فرمایا خدا کے لئے دروازہ کہولئے اور
مشتاقان دیدار کو اپنے جمال باکمال سے مشرف فرمائے اوس نے کوئی تدبیر ایسی کی
کہ قفل گر پڑے مگر بظاہر بہ آواز بلند کہا اے قفلو کہل جاؤ اوسکی آواز کے ساتھ قفلون
کے گرنے کی آواز نے لوگون کے دلون پر عجیب قسم کی تاثیر کی کہ سب خائف و ترسان
ہوگئے اور دروازہ کہولکر کمال ادب سے روبرو جا بیٹھے قاضی صاحب نے جرات
کرکے پوچہا کہ اس واقعہ حیرت انگیز سے تمام شہر گرداب اضطراب مین ہے اگر اسکی
حقیقت بیان فرمائی جائے تو سب پر منت ہوگی کہا چالیس روز سے مجھے کچھ آثار
نمایان ہورہے تھے آخر یہ یہانتک نوبت پہنچی کہ اسرار خلق مجھپر علانیہ منکشف
ہوگئے تھے مگر مین بیان نہین کرسکتا تھا آج رات ایک عجیب واقعہ دیکھا کہ دو فرشتے
میرے پاس آئے مجھکو جگاکر انہون نے نہلایا اوسکے بعد مجھپر نبوتی سلام اسطور سے
کہا کہ السلام علیک یا نبی اللہ مجھے خوف ہوا کہ معلوم نہین اسمین کیا ابتلا ہے
اسلئے جواب سلام مین مین پس و پیش کررہا تھا کہ اونمین سے ایک نے مجھسے
کہا افتح فاک باسم اللہ الازلی یعنے بسم اللہ کہکر منہ تو کہولو مین نے منہ کہول دیا
اور دل مین باسم اللہ الازلی کو مکرر کرتا رہا انہون نے ایک سفید سی چیز میرے
منہ مین کہدی یہ تو معلوم نہین کہ وہ چیز کیا تھی مگر اتنا کہہ سکتا ہون کہ وہ برف سے

زیادہ سرد اور شہد سے زیادہ شیرین اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھی اوسکے حلق سے
نیچے اترتے ہی میری زبان گویا ہوگئی اور ابتداً میری زبان سے یہی نکلا اشہدان لاالہ
الا اللہ واشہدان محمداً رسول اللہ یہ سنکر فرشتون نے کہا تم بھی رسول اللہ برحق ہو
مین نے کہا اے بزرگوار و یہ کیا کہتے ہوانہون نے کہا اللہ نے تمکو نبی بناکر اس قوم
مین معبوث کیا ہے مین نے کہا یہ کیسی بات ہے حق تعالی نے تو ہمارے سید روحی فداہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خاتم النبیین فرمادیا ہے انہون نے کہا یہ سچ ہے مگر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اون انبیا کے خاتم تھے جن کی ملت اور شریعت دوسری تھی
تم اس ملت کے نبی ہو یعنے تمہاری نبوت ظلی ہے مستقل نہین مین نے کہا مجھ سے تو
یہ دعوی کبھی نہ ہوسکے گا اور نہ میری کوئی تصدیق کریگا کیونکہ میرے پاس کوئی معجزہ
نہین انہون نے کہا جس نے تمہین گنگا پیدا کرکے ایک مدت کے بعد فصیح بنادیا
وہ خود تمہاری تصدیق لوگون کے دلون مین ڈالدیگا تمہین اس سے کیا کام اور
معجزات بھی لیجیے جتنی آسمانی کتابین تمام انبیا پر نازل ہوئین سب کا علم تمہین دیا گیا
اور کئی زبانین اور کئی قسم کے خطوط تم کو عطا کئے گئے پھر انہون نے کہا کہ قرآن
پڑہو مین نے جس طرح نازل ہوا پڑہکر اونکو سنادیا پھر انجیل پڑہوائے وہ بھی سنادی
پھر توراۃ و زبور و صحف پڑہنے کو کہا وہ بھی سنادے اور ان کتابونکا القا جو میرے
دل پر ہوا اوسمین کوئی تصحیف تحریف اور اختلاف قرات کی آمیزش نہین تھی
بلکہ جس طرح منزل من اللہ ہوئی ہین بلا کم و بیش اسی طرح میرے دل مین ڈالی گئین
جسکی تصدیق فرشتون نے بھی کی پھر ملائکہ نے کل کتب سماویہ مجھسے سنکر کہا قم فانذر الناس
یعنے اب اٹھو اور لوگون کو خدا سے ڈراؤ یہ کہکر وہ چلے گئے اور مین نماز مین مشغول

ہوگیا اوسوقت انوار وتجلیات جو میرے دل پر نازل ہورہے تھے اونکا یہ عالم تھا کہ
کچھ بیان نہین کرسکتا غالباً اوسکے کسی قدر آثار چہرہ پر بھی نمایان ہوگئے ہونگے اور
ابتک بھی محسوس ہوتے ہونگے یہ تو میری سرگذشت تھی اب مین آپ لوگون سے
کہتا ہون کہ جس نے خدا پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر مجھپر ایمان لایا اوسکو تو نجات
ملی اور جس نے میری تکذیب کی اوس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو بھی معطل
کردیا اور وہ کافر ہے اگرچہ علما اور سمجھدار لوگون نے اوسکی تصدیق نہ کی ہوگی لیکن
پھر بھی ظاہر پرست اتنے اوسکے مرید ہوگئے کہ سلطنت کا مقابلہ کرکے بصرہ وعمان وغیرہ
تک قبضہ کرلیا ہرچند آخر مین مارا گیا لیکن اوسکی امت ابتک عمان مین موجود ہے۔
اخرس کو دس بیس برس تو محنت کرنی پڑی مگر رائے بڑی پختہ تھی آخر باطل قیاسون
سے نتیجہ خاطر خواہ نکال ہی لیا کہ ایک ہی رات مین حسن ظن کی روح ایسی پھونکدی
کہ بات بات پر آمنا وصدقنا کی آواز بلند ہونے لگی بقول مرزا صاحب یہ عقلی معجزہ تھا
اور کس زور کا تھا کہ ایک ہی رات مین اوس نے اپنا سکہ جما لیا دس برس گنگا رہنے کی
مشقت اوسکو اسوجہ سے اٹھانی پڑی کہ اوس زمانہ مین خارق العادت معجزے
قابل اعتبار سمجھے جاتے تھے۔ مرزا صاحب نے عقلی معجزے نکالکر اس مشقت کو بھی
اٹھادی۔ اوس نے الہام کی عزت ثابت کرنیکے لئے دس سال کی مشقت گوارا کی
مرزا صاحب نے یہ مدت براہین احمدیہ کی تالیف اور اعتبار بڑھانے مین صرف کی
جس سے اونکے الہامون کی عزت ہونے لگی۔

تاریخ دول اسلامیہ مین لکھا ہے کہ ایک شخص خوزستان سے سواد کوفہ
مین آکر ایک مدت تک ریاضت مین مشغول رہا یہانتک کہ کثرت صوم وصلوٰۃ

وعبادات سے اقران و معاصرین پر اوسکی فوقیت مسلم ہوگئی اوسکے زہد و تقوی کا
یہ عالم تھا کہ صرف بوریا بنکر گذرا وقات کرتا اور کسی سے کچھ نہ لیتا اور وعظ
ونصائح کی پر زور تقریرونکی یہ کیفیت کہ سامعین کے دلون کو ہلا دیتا غرضکہ ہر طرح سے
معتقدین کے دلون پر جب پورا تسلط کرلیا اور حسن ظن کا اندازہ کرکے دیکھ لیا کہ
اب ہر بات چل جائیگی تو پہلے تمہیداً تقلید کا مسئلہ چھیڑا کہ دین مین اوسکی کوئی
ضرورت نہین اوسکی تسلیم کے بعد کہا کہ اجماع بھی کوئی چیز نہین پھر احادیث مین
وہی کلام کیا جو آجکل ہورہا ہے جب اسپر بھی سب نے امنا وصدقنا کہدیا تو بطور
امتحان چند مسائل معمولی نماز وروزہ کے ایسے بیان کئے کہ مخالف اجماع واحادیث
تھے معتقدین نے اوسی پر عمل شروع کردیا اس امتحان کے بعد بطور راز کہا کہ دیکھو
حدیث من لم یعرف امام زمانہ کی روسے امام زمان کو معلوم کرنا نہایت ضروری امر ہے
مگر یاد رکھو کہ امام زمان کا خاندان نبوت اور اہل بیت سے ہونا ضروری ہے اور
وہ قریب مین نکلنے والے ہین۔ الحاصل اونکو امام زمان کا مشتاق بناکر شام کو چلا گیا
وہان بھی اسی تدبیر سے لوگون کو امام زمان کا مشتاق اور منتظر بنادیا جب
ایک وسیع ملک امام زمان کا مشتاق اور منتظر ہوگیا تو اوسکے قرابتدارون سے
ایک شخص جسکا نام ذکرویہ یحیی تھا اپنے تئین محمد بن عبداللہ ابن اسمعیل ابن امام جعفر
صادقؑ مشہور کرکے مہدویت کا دعوی کیا لوگ تو منتظر ہی تھے اور دیکھا کہ نام
بھی وہی ہے جو احادیث مین وارد ہے اونکو مہدی موعود کا ملجانا ایک نعمت
غیر مترقبہ تھا غرضکہ حسن ظن والون کا ایک لشکر عظیم جمع ہوگیا اور مہدی موعود صاحب
نے اپنے معتقدین کو لوٹ گھسوٹ پر لگادیا اور مکہ معظمہ مین اسقدر مسلمانونکی

خونریزی کی کہ کسی تاریخ مین اوسکی نظیر نہین ملسکتی یہ وہی فتنہ قرامطہ ہے جس سے
تواریخ کے جزو کے جزو سیاہ ہین دیکھ لیجئے اس فتنہ کی بنیاد اوسی حسن ظن پر تھی جو
خوزستانی کے تقدس پر کیا گیا تھا۔ مرزا صاحب کے تقدس کا اثر بھی کچھ کم نہین
آپ کے جراحات جو التیام پذیر نہین قرامطہ کی جراحات سنان سے کم نہین۔ اگر
وہان جسمانی قتل تھا تو یہان روحانی ہے عن ابن مسعود و عبد اللہ بن غافر و ثابت
ابن ضحاک رضی اللہ عنہم قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن المومن کقتلہ
رواہ الطبرانی والخرائطی کنز العمال ص ۱۲۵ ج ۲ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان پر
لعنت کرنا گویا اوسکو قتل کرنا ہے انتہی اب دیکھئے مرزا صاحب کا لشکر لعن مسلمانونکو
برابر قتل کر رہا ہے یا نہین۔ چونکہ امام مہدی علیہ السلام کا قیامت کے قریب تشریف فرما
ہونا حد تواتر کو پہنچ گیا ہے اور اسلام کے مسلمہ مسائل سے ہے جسکی وجہ سے ہر زمانہ
مین لوگ مہدویت کا دعوی کرتے رہے جسکا حال کتب تواریخ سے ظاہر ہے۔ اور یہ بھی
ثابت ہے کہ وہ اہل بیت سے ہونگے اور اونکا نام محمد ابن عبد اللہ ہوگا اس لئے جن
لوگون نے مہدویت کا دعوی کیا اونکو اسکی بھی ضرورت ہوئی کہ اوس نام و نسب کے
ساتھ متصف ہون اسی وجہ سے خوزستانی مذکور نے زکرویہ کا نام محمد بن عبد اللہ
بتلایا اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین اوسکا ہونا بیان کیا۔ اگر مہدویت
کے لئے اس نام و نسب کی ضرورت نہ سمجھی جاتی تو اوسکو اس جھوٹ کہنے اور نسب
سیادت مین داخل کر کے اوسکو ملعون بنانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اس سے
ظاہر ہے کہ مسلمانون کے نزدیک مہدی کے لئے یہ نام و نسب لازم ہے۔
خوزستانی کو زکرویہ کا نام و نسب بدلنے کا موقع ملگیا تھا اسلئے کہ جن

لوگون کے روبرو اوسکا حال بیان کیا تھا وہ اوسکو جانتے تھے صرف حسن ظن سے اوسکے بیان کی تصدیق کر لی تھی کہ واقع مین اوسکا نام ونسب وہی ہوگا جو وہ کہ رہا ہے مرزا صاحب کو نام ونسب بدلنے کا موقع نہ ملا اسلئے کہ قادیان کے لوگ اونکو جانتے تھے۔ اسوجہ سے انھون نے یہ تدبیر نکالی کہ احادیث مین جو نام ونسب امام مہدی علیہ السلام کا وارد ہے اوسکا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ نام غلام احمد ہوا در مرزا ہون مگر مہدی ضرور ہین چنانچہ ازالۃ الاوہام مین صفحہ ۶۷۵ لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جب تم سرکشیون کی وجہ سے سیاست کے لائق ہو جاؤگے تو محمد بن عبد اللہ ظہور کریگا جو مہدی ہے۔ واضح رہے کہ یہ دونون وعدے کہ محمد بن عبد اللہ آئیگا یا عیسی بن مریم آئیگا دراصل اپنی مراد و مطلب مین ہم شکل ہین محمد ابن عبد اللہ کے آنیسے مقصود یہ ہے کہ جب دنیا ایسی حالت مین ہو جائیگی جو اپنی درستی کیلئے سیاست کی محتاج ہوگی تو اوسوقت کوئی شخص مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو کر ظاہر ہوگا۔ اور یہ ضرور نہین کہ درحقیقت نام محمد بن عبد اللہ ہو بلکہ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالی کے نزدیک اوسکا نام محمد ابن عبد اللہ ہوگا کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل بنکر آئے گا۔

یہ بھی غنیمت ہے کہ مرزا صاحب تسلیم کرتے ہین کہ جن حدیثون مین مہدی کا وعدہ ہے اوسمین اونکا نام محمد ابن عبد اللہ ہے اب اون حدیثون کو دیکھئے جنمین مہدی علیہ السلام کے آنے کا وعدہ ہے۔ کنز العمال کی کتاب القیامت مین بکثرت روایات موجود ہین جنمین یہ الفاظ مذکور ہین کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابشروا بالمہدی رجل من قریش من عترتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی مولدہ بالمدینۃ

الکحل العینین - براق الثنایا - فی وجہہ خال - وغیرہ یعنے تمہین بشارت ہے کہ مہدی ایک شخص قبیلہ قریش سے میری عترت اور اہل بیت مین ہونگے - اونکا نام میرے نام کے مطابق اور اونکے باپ کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہوگا اونکی آنکھین سرمگین اور دانت چمکتے ہوے ہونگے اور چہرہ پر اونکے ایک خال ہوگا" اور اسکے سوا اور بہت سی علامات احادیث مین مذکور ہین جو آئندہ انشاء اللہ تعالی لکھے جاینگی اب دیکھئے کہ مرزا صاحب نہ قریشی ہین نہ سید نہ اونکا نام محمد بن عبداللہ ہے نہ اور علامتین اونمین پائی جاتی ہین باوجود اسکے کہے جاتے ہین کہ مین مہدی موعود بھی ہون - اور ان سب علامات کو بالاے طاق رکھکر کہتے ہین کہ کسی بات کی ضرورت نہین مطلب ان احادیث کا یہی ہے کہ مہدی وہ شخص ہوگا جس کا نام غلام احمد قادیانی ہوگا او مغلونکی نسل سے ہوگا

مرزا صاحب نے ناموں مین تصرف کرنیکا طریقہ ابومنصور سے سیکھا ہے

جس نے صلوۃ وصوم وحج وزکوۃ اور نیز میتہ اور خنزیر وغیرہ کو چند آدمیون کے نام قرار دیے تھے اور اوس سے مقصود اوسکا یہ تھا کہ نماز و روزہ وحج وزکوۃ جو مشہور ہین اونکا کوئی اصل نہین اور نہ خمر وخنزیر وغیرہ حرام ہین الحاصل مرزا صاحب کی کارروائیون کی نظیرین بہت سی موجود ہین -

الآثار الباقیہ عن القرون الخالیہ مین علامہ ابوالریحان خوارزمی رحنے لکھا ہے کہ دولت عباسیہ مین ایک شخص جسکا نام بہا فرید بن ماہ فروزین تھا نیشاپور کی طرف نکلا اوسکا ابتدائی حال یہ ہے کہ وہ سات برس تک غائب رہا چین وغیرہ مین اوقات بسر کرکے واپسی کے وقت چین سے نہایت مہین - اور نرم قمیص لایا جو مٹھی مین آسکتا تھا اور رات کے وقت مجوس کی گورستان مین کسی بلند مقام پر

چڑھکر بیٹھ رہا جہان اوسکے علاقہ کی زمین تھی۔ صبح ایسے وقت اوس مقام سے اترا کہ کسان
جو اوسی کا علاقہ دار تھا وہان موجود تھا۔ وہ دیکھتے ہی متعجب ہوگیا کہ یہ بات کیا ہے۔
ساتھ سال سے غائب رہکر قبرستان سے لباس فاخرہ پہنے ہوے نکلنا کیسا۔ اوس کو
تسکین دیکر کہا کہ کوئی تعجب کی بات نہین۔ اس مدت مین مین آسمان پر گیا تھا۔ اور اب
وہین سے چلا آتا ہون۔ اس عرصہ مین مجھے جنت اور دوزخ کی سیر بھی کرائی گئی اور
خلعت بھی عنایت ہوئی جو زیب بدن ہے۔ خوب دیکھ ایسا کپڑا بھی کہین دنیا مین
بن سکتا ہے۔ کسان بے وقوف تو ہوا ہی کرتے ہین اوسکی تصدیق کرلی اور اپنا چشم دید
واقعہ لوگون سے بیان کرنے لگا یہانتک کہ مجوسی اوسکے معتقد ہوگئے اوسکے بعد اوسنے
نبوت کا دعوی کرکے کہا کہ مجھپر وحی بھی اترا کرتی ہے اور نئے نئے احکام جاری کئے
جس سے فتنہ عظیم برپا ہوا اور آخر ابو مسلم نے اوسکو قتل کیا۔

دیکھئے حالت ظاہری اور مافوق العادۃ قمیص پر حسن ظن کرنیکا کیسا اثر
ہوا کہ نبوت اور وحی سب مسلم ہوگئے۔ اب مرزا صاحب جو اپنی بعض عقلی کاروائیان
پیش کرکے فرماتے ہین کہ وہ مافوق العادۃ معجزات ہین کس طرح ایمان لانے کے
قابل ہون۔

مرزا صاحب نے عقلی معجزات کو جو اپنے اجتہاد سے اصلی معجزات کی
ایک قسم قرار دی ہے غالباً اوسکا منشا اسی قسم کے معجزے ہین جو بہافرید جیسے
لوگون سے صادر ہوئے اور لوگون مین اونکی بات بھی چل گئی۔ مگر ادنی فہم والا سمجھ سکتا
ہے کہ جیسے ان لوگون کے معجزے عقلی تھے وحی اور الہام بھی عقلی ہی تھے اس لئے
کہ خرق عادت ایسی چیز ہے کہ ساحرون سے بھی صادر ہوا کرتی ہے گو معجزے اور

سحر مین زمین و آسمان کا فرق ہے باوجود اسکے ممکن نہین کہ کسی ساحر کو الہام ہو- پہر جب عقلی معجزے دکہانے والون سے خوارق عادات بہی کہلے طور پر صادر نہین ہوسکتے جنکا درجہ الہام کے درجہ سے بہت ہی پست ہے تو اونکو اعلی درجہ کی خصوصیت وحی اور الہام کی کیونکر حاصل ہو سکتی ہے-

اب غور کیا جائے کہ جس نے کئی سال کی مشقت گوارا کرکے مکر و فریب قمیص کو معجزہ قرار دیا ہوا وسکی وحی کا کیا حال ہوگا وہ یہ بہی کہتا ہوگا کہ مین خدا کو دیکہتا اوس سے باتین کرتا ہون اس نے مجہے اپنا خلیفہ بنایا وغیرہ وغیرہ- کیونکہ ان باتون کے بیان کرنے مین جہوٹون کو کون چیز روکنے والی ہے- ایسے لوگون کو دنیا کمانیکے لئے الہام سے بہتر کوئی ذریعہ نہین نہ اسقدر مال ہے کہ تجارت کے ذریعہ سے لاکہون روپیہ حاصل کرسکین نہ ایسی عقل ہے کہ کلین ایجاد کرین- وہ چند سادہ لوگون پر یہ افسون پڑہ دیتے ہین کہ خدا کے پاس ہمارے ایسے ایسے مدارج ہین- اور یہ لوگ اس غرض سے کہ ہمارے بہی کچہ کام نکل آئینگے اونکے دام مین آجاتے ہین جس سے خسر الدنیا والآخرہ کا پورا پورا مضمون اون پر صادق آجاتا ہے-

یہ بات یاد رہے کہ جب کسی پر وحی اترنا یا الہام ہونا تسلیم کرلیا جائے تو پہر یہ حق نہین رہتا کہ اوسکے کسی الہام و وحی کا انکار کیا جائے اسلئے مسلمانون کو ضرور ہے کہ ہر کس و ناکس کے دعوی الہام و وحی کو تسلیم نہ کرین اور مدعیان الہام نہار کہین کہ ہمارا الہام حجت ہے ایک نہ مانین اور صاف کہدین کہ ہمارے دین مین الہام غیر پر حجت نہین قرار دیا گیا ہمارا دین ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہی مین مکمل ہوگیا ہے ہمارے لئے قرآن و حدیث و اقوال ائمہ جو مسائل اجتہادیہ مین قرآن و حدیث سے

استنباط کرکے فرمایا ہے کافی ہے۔

فتوحات اسلامیہ مین شیخ دحلان رح نے تاریخ کامل وغیرہ سے لکہا ہے
کہ پانچوین صدی کے اوائل مین محمد ابن تومرت جسکا مولد ومنشا جبل سوس تھا اوسنے
دعوی کیا کہ مین سادات حسنیہ سے ہون اور مہدی موعود بھی ہون اور مافوق العادۃ
امور دکہلا کر کامیاب ہوگیا لکہا ہے کہ یہ شخص امام غزالی رح وغیرہ اکابر علماسے تحصیل
علوم کرکے رمل ونجوم مین بھی دستگاہ حاصل کی اور تدریس وتعلیم مین مشغول ہوا اوسکا
علم اور زہد وتقوی دیکہکر شاگردون اور مریدون کا مجمع بڑہگیا اونہین بسبب مناسبت
معنوی وطبعی عبد المومن وعبد اللہ ونشریسی وغیرہ چند اشخاص معتمد علیہ قرار پائے
عبد اللہ ونشریسی سے جو بڑا فاضل شخص تھا ابن تومرت نے کہا کہ تم اپنے علوم کو چھپا
رکہو ایک روز اوسسے معجزہ کا کام لیا جائیگا اوس نے پہرا منشا معلوم کرکے
اپنے تئین گنگا اور دیوانہ بنالیا میلے کچیلے کپڑے پہنے اور اوپر تھوک بہتا ہوا
کچھ ایسی حالت بنائی کہ کوئی نزدیک نہ آنے دے چند روز کے بعد امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کرتے ہوے وہ سب مراکش پہنچے دیکہا کہ عورتون کی ایک جماعت
خچرون پر سوار چلی جارہی ہے اون پر ایسا بلوہ کیا اور خچرون کو مارا کہ ایک عورت
جو امیر المسلمین کی بہن تھی گر پڑی بادشاہ کو اطلاع ہوئی اور وہ سب بلائے گئے
پہر علماسے مناظرہ ٹہیرا لیکن وہ سب کو قائل کردیا اوسکے بعد بادشاہ کی طرف متوجہ
ہوکر ایسی موثر اور پرجوش تقریر کی کہ بے اختیار بادشاہ کے آنسو ٹپک پڑے اوس
مجلس مین مالک بن وہب بھی موجود تھے جو وزیر سلطنت اور عالم متدین تھے اونہون
نے بادشاہ سے کہا کہ آثار وقرائن سے مین دیکھ رہا ہون کہ اس شخص کو امر بالمعروف

کوئی تعلق نہین مقصود کچھ اور ہی معلوم ہوتا ہے بہتر یہ ہوگا کہ اسکو قتل ہی کرڈالیجیے
ورنہ دایم الحبس تو ضرور کر دیا جائے - چونکہ امیر المسلمین کو اوسکی تقریر سے حسن ظن ہو چکا تھا
اور حاضرین مجلس نے بھی کہا کہ بیچارہ فقیر کیا کرسکتا ہے اور جس نے بادشاہ کو اپنی
تقریر سے رولادیا اوسکے ساتھ اوسی مجلس مین اس قسم کا سلوک کرنا بالکل بے موقع ہے
اسلیئے بادشاہ نے وزیر کی راے کو بدظنی پر محمول کرکے اوسکو کمال اعزاز سے
رخصت کیا اور یہ بھی کہا کہ میرے لیئے آپ دعاے خیر کیجیے ابن تومرث اپنی فرودگاہ
پر آکر اپنے مصاحبین سے کہا کہ جبتک مالک بن وہیب ہے ہماری بات یہان
نہ چلیگی اب یہان رہنا ہمین مفید نہین چنانچہ وہ سوس کی طرف چلا گیا وہان اوسکی
پرجوش تقریرون نے وہ اثر دکھایا کہ ہر طرف سے جوق جوق معتقدین کے آنے لگے
جب دیکھا کہ ایک معتدبہ اور کافی مجمع ہوگیا تو اثناے تقریر مین کہا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی ایک ایسا شخص ہوگا کہ زمین کو عدل سے بھردیگا
اور اوسکا مقام جہان سے وہ نکلیگا مغرب اقصی ہے یہ سنتے ہی عبد المومن وغیرہ
دس شخص اٹھ کھڑے ہوے کہ اسوقت وہ سب صفات مہدی سب آپ مین موجود
ہین اور ملک بھی مغرب اقصی ہی ہے اب آپکے سوا اور کون مہدی ہوسکتا ہے
یہ کہکر جھٹ سے بیعت کرلی پھر کیا تھا حسن ظن والے جوق جوق آتے اور بیعت کو نجات
وفلاح دارین کا وسیلہ بناکر جان بازی پر پروانہ وار مستعد ہوجاتے غرضکہ ایک لشکر کثیر
لڑنے مرنے والا تیار ہوگیا جب یہ خبر بادشاہ کو پہنچی اوسوقت اونکی آنکھ کھلی اور اوس
وزیر با تدبیر کی پیش بینی کو نظر انداز کرنے پر بہت کچھ پچھتایا مگر اب کیا ہوسکتا تھا پھر حال
اوسکے مقابلہ پر فوج کثیر روانہ کی گئی - مہدی چونکہ رمل ونجوم مین ماہر تھا پیشگوئی کی کہ

فتح ہم ہی کو ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بادشاہی فوج کو سخت ہزیمت ہوئی اور بہت سی غنیمت
انکے ہاتھ آئی پھر تو حسن ظن اور مریدوں کے حوصلے اور بھی بڑھ گئے۔ ہمیشہ وہ کم عمر نوجوان
لڑکوں کو جنگ پر ابھارتا مگر معمر اور تجربہ کار لوگ اپنے اپنے متعلقین کو روکتے رہتے تھے
جسکی خبر وقتاً فوقتاً اوسکو پہنچتی تھی سوچا کہ کبھی نہ کبھی ان روکنے والوں سے ضرر پہنچے گا
اور تعجب نہیں کہ دشمن کے ہاتھ گرفتار کرادیں قرائن سے اون لوگوں کی فہرست مرتب
کرکے صرف عبداللہ ونشریسی کو اوسپر مطلع کیا جسکو گونگا اور دیوانہ بنا رکھا تھا ایک روز
اوس سے کہا کہ اب تمہارے اظہار کمال کا وقت آگیا اور اوسکو تدبیر بتادی چنانچہ
جب صبح کی نماز کے لئے مہدی مسجد میں آیا دیکھا کہ ایک شخص نہایت فاخرہ لباس پہنے
محراب کی بازو میں کھڑا ہوا ہے جسکی خوشبو سے مسجد مہک رہی ہے پوچھا یہ کون ہے
کہا فدوی ونشریسی ہے کہا یہ حالت کیسی تم تو گونگے اور دیوانے تھے کہا درست ہے
لیکن آج رات عجیب اتفاق ہوا ایک فرشتہ آسمان سے میرے پاس اترا اور میرا دل
اوس نے شق کیا اور پھر دھو کر قرآن اور موطا وغیرہ کتب احادیث وعلوم سے بھر دیا یہہ
سنتے ہی مہدی موعود رونے لگے کہ خدا کا شکر کس منہ اور کس زبان سے بیان کروں
اوروں کو تو دعائیں مانگنے پر کچھ ملتا ہے مگر اس عاجز کی سب خواہشیں بغیر دعا کے
وہ پوری کرتا ہے اس عاجز کی جماعت میں خدا نے ایسے لوگوں کو بھی شریک کیا ہے
جن پر فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور جس طرح ہمارے مولی ہمارے سید روحی فداہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک شق کیا گیا تھا اسی طرح اس عاجز کی جماعت میں ایک
ذلیل سے ذلیل شخص کا دل فرشتوں نے شق کرکے قرآن وحدیث اور تمام علوم لدنیہ
سے بھر دیا غرضکہ گریہ کو پراثر بنانیوالی تقریریں کرکے اوس فاضل حکیم الامت کی طرف

توجہ کی اور کہا بھائی یہ باتین ایسی نہین جو بغیر تحقیق کے مانلی جائین امتحان کی ضرورت ہے
چنانچہ مختلف مقامات سے قرآن پڑہنے کو کہا اوس نے نہایت تجوید اور ترتیل سے
سب سنادئے اسی طرح موطا وغیرہ کتب کا امتحان لیا گیا سب مین کامیاب نکلا لوگون
کو اس واقعہ سے یقین ہو گیا کہ یہ مافوق العادۃ بات بیشک معجزہ ہے غرضکہ اسکا روائی
سے حسن ظن والون کے اعتقاد اور بھی ضرورت سے زیادہ بڑہ گئے اسکے بعد اوس فاضل
ونشریسی نے کہا کہ حضور کے طفیل سے حق تعالی نے مجھے ایک بات اور عطا کی ہے
پوچھا وہ کیا عرض کیا کہ ایک نور قدسی کے دل مین ایسا رکھدیا کہ جنتی اور دوزخی کو
دیکھتے ہی پہچان لیتا ہون اور اوس نور کے عنایت کرتے وقت حق تعالی نے یہ بھی
فرمایا کہ اس متبرک جماعت مین دوزخیون کا شریک رہنا نہایت بے موقع ہے اب تم
پہچانکر ایک ایک دوزخی کو قتل کرڈالو اور چونکہ آدمی کے قتل کا معاملہ قابل احتیاط تھا
اسلیئے حق تعالی نے تین فرشتے میری تصدیق کے لئے اتارے ہین جو فلان کنوین مین
اسوقت موجود ہین۔ یہ سنتے ہی مہدی موعود اوس کنوین کی طرف چلے جو ایک وسیع
میدان مین تھا اور مریدون کا مجمع بھی ساتھ ہے اور ایسی حالت مین چلے جارہے ہین
کہ چہرون کا رنگ فق مردنی چھائی ہوئی ہے کہ دیکھئے آج کون دوزخ کے ابدی عذاب
مین جھونکا جاتا ہے اور دنیا مین ذلت سے قتل ہو کر ہمیشہ کے لئے ننگ خاندان ٹھہرتا ہے
ہر ایک کی آنکھین ڈبڈبا رہی ہین زبان سے بات نہین نکل سکتی دل کا یہ عالم کہ پاس
وہر اس سے گلا جاتا ہے وہ میدان اسوقت عرصہ قیامت بنا ہوا تھا کہ نہ باپ کو بیٹے
کی خبر نہ بھائی کو بھائی کی ہر ایک نفسی نفسی کہہ رہا تھا اور ادہر تمام قبیلون مین کہرام مچا
ہوا ہے کہ دیکھئے کوئی مرد گھر کی آبادی کے لئے واپس بھی آتا ہے یا سب ذبح ہی کو آئے

کرینگے غرضنکہ مہدی موعود اوس کنوین پر پہنچے اور ایک دوگانہ ادا کر ملائکہ سے جو کنوین کے
تہ مین عالم کو تہ و بالا کرنیکی غرض سے اترے ہوے تھے باواز بلند پوچھا کہ عبداللہ ونشریسی
کہتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اوسکو دوزخی اور جنتی کی شناخت دیکر حکم دیا ہے کہ دوزخی
جن جن کے قتل کئے جائین کیا یہ بات سچ ہے وہ تینون مصنوعی فرشتے تو مہدی صاحب
کے رازدار تھے جنکو پہلے سے وہ پٹی پڑھائی جا چکی تھی فوراً پکار کر کہدیا کہ سچ ہے سچ ہے
سچ ہے !!! مہدی صاحب نے دیکھا کہ اگر یہ عالم تحتانی کے فرشتے اوپر آجائین تو افشائے راز
کا اندیشہ ہے اسلئے انکو عالم بالا ہی مین بھیجدینا مناسب ہوگا ونشریسی وغیرہ کی طرف
متوجہ ہوکر کہا کہ یہ کنوان مطہر ملائک کے نزول سے متبرک ہوگیا ہے اگر یون ہی چھوڑ دیا جائے
تو مبادا کوئی نجاست اوسمین گرے یا کسی قسم کی بے ادبی ہو جس سے قہر الٰہی کا اندیشہ ہے
اسلئے اسکو پاٹ دینا مناسب ہے چنانچہ سب کی رائے سے وہ فوراً پاٹ دیا گیا جو چاہ
بابل کی طرح ان بے گناہ مصنوعی فرشتوں کا ہمیشہ کیلئے محبس ٹھیرا اوسکے بعد دوزخیون کے
قتل کی کارروائی شروع ہوئی ونشریسی جو فہرست مذکور سے واقف تھا میدان مین
کھڑا ہوگیا مشتبہین کو جن جن کو بائین طرف اور موافقین کو داہنی طرف کر دیتا تھا اور
اصحاب الشمال فوراً قتل کئے جاتے تھے لکھا ہے کہ کئی روز تک یہ کارروائی جاری رہی
ہر روز قبیلہ قبیلہ کے لوگ بلائے جاتے اور اونمین سے دوزخی دوزخ مین بھیجدئے
جاتے چنانچہ ستر ہزار آدمی اس طرح مارے گئے جب مشتبہین سے میدان خالی ہوگیا
تو خالص معتقدین کو لیکر فتنہ و فساد اور ملک گیری مین مشغول ہوا اور دعوی مہدویت
چوبیس برس تک کرتا رہا پھر مرنیکے وقت عبدالمومن کو اپنا جانشین قرار دیا۔

اہل بصیرت کو اس واقعہ سے کئی امور کا ثبوت مل سکتا ہے۔

(۱) اس قسم کے مدبر لوگ جنکو مہدویت وغیرہ کا دعوی ہوتا ہے پہلے سے اپنے قابو کے مولویون کو ہمراز و ہم خیال بنا رکھتے ہین جو سب سے پہلے آمنا و صدقنا کہ اپنا مال نثار کر خوش اعتقادی کا اعلی درجہ کا ثبوت دیتے ہین جسکے تدین اور تقدس ظاہری کے اعتماد پر غافل اور بھولے لوگ دام مین پھنس جاتے ہیں جیسا کہ فاضل عبد اللہ ونشریسی اور عبد المومن وغیرہ علما کی جماعت جو امر بالمعروف کے لیے نکلی تھی اسکی شاہد حال ہے ہم حسن ظن سے کہ سکتے ہین کہ مرزا صاحب کی جماعت مین مولوی نور الدین صاحب جنکا لقب حکیم الامۃ ہے اور مولوی عبد الکریم صاحب وغیرہ افراد علم و فضل و خوش اعتقادی وغیرہ مین ونشریسی سے بھی بڑھے ہوے ہین۔

(۲) جھوٹون پر بھی حسن ظن یہانتک ہو سکتا ہے کہ اونکی تقریر خدا و رسول کے کلام سے بھی زیادہ موثر ہوتی ہے۔ دیکھیے اون لوگون نے اپنے اپنے کنبے کے مسلمانونکو یہود کی طرح اپنے ہاتھون سے قتل کر ڈالا حالانکہ جعلی مہدی کو نہ ماننے والا کسی مذہب مین مرتد واجب القتل نہین قرار پا سکتا۔ مرزا صاحب بھی ایسا ہی اپنے منکرون کو کافر کہتے ہین۔ ابن تومرت کو تو فقط مہدویت کا دعوی تھا مرزا صاحب تو مہدی بھی ہین عیسی بھی ہین حارث بھی ہین اور اور بھی کچھ ہین۔

(۳) پیشین گوئیان کرنیوالے پہلے سے نجوم و رمل سیکھ رکھتے ہین جیسا کہ اس مہدی کے حال مین معلوم ہوا تاکہ ان فنون کے ذریعے سے موقع موقع پر پیشگوئیان کر دیجائین اگر کوئی خبر صحیح نکلی تو معجزہ ہو گیا ورنہ تاویل کرنی کونسی بڑی بات ہے جیسا کہ اتھم وغیرہ سے متعلق پیشگوئیون مین مرزا صاحب نے کی۔

(۴) مرزا صاحب کا بڑا استدلال جسکو بار بار لکھتے ہین یہ ہے کہ اگر مین جھوٹا ہوتا تو

اسقدر مہلت نہ ملتی - اس واقعہ سے اسکا جواب بھی ہوگیا کہ مہدی مذکور کو چوبیس برس تک مہلت ملی اور مرزا صاحب کے خروج کو ابتک چوبیس سال نہین گذرے ۔

(۵) مہدی مذکور نے متبعین کے دوزخی ہونے پر آسمانی حکم پہنچایا تھا اور اوسکی تصدیق فرشتون سے کرائی مرزا صاحب نے دیکھا کہ اس تکلف کی بھی اس زمانہ مین ضرورت نہین فقط الہام ہی پر کام چلسکتا ہے کیونکہ اس زمانہ مین حسن ظن کا مادہ پختہ ہوگیا ہے اسلئے اس قسم کے تصنع کی اونکو ضرورت نہ ہوئی قل یا ایہا الکفار والے الہام سے خدا کا حکم پہونچا دیا کہ سب مسلمان کافر ہوگئے نعوذ باللہ من ذلک ۔

(۶) اوس مسیح مہدی موعود نے مشتبہین کو قتل کرکے اپنی جماعت کو ممتاز کر لیا تھا مرزا صاحب نے اپنی امت کے معابد مسلمانون سے علیحدہ کرکے اونکو ممتاز کر لیا ۔ اوس مہدی نے مسلمانون کو مار ڈالا تھا مرزا صاحب کہتے ہین کہ وہ لوگ اللہ کے نزدیک مردے ہین اونکے پیچھے نماز درست نہین مطلب یہ کہ اگر قتل نہین کر سکتے تو کم سے کم وہ لوگ مردے تو سمجھ لئے جائین غرضکہ مرزا صاحب نے حتی المقدور متقدمین کے طریقہ سے انحراف نکیا

(۷) بے ایمان جعلسازیون کو معجزہ قرار دیا کرتے ہین جیسے ابن تومرت نے ونشریسی سے کہا کہ تمہارے علم سے معجزہ کا کام لیا جائیگا ۔ مرزا صاحب نے یہین سے عقلی معجزہ نکالا کہ ایسے بڑے مہدی نے ان کارروائیون کا نام معجزہ رکھا ۔

فتوحات اسلامیہ مین لکھا ہے کہ ۱۷۲۲ء مین ایک یہودی نے مسیح موعود ہونیکا اور ایک مسلمان نے مہدویت کا دعوی کیا تھا چونکہ یہود کی کتابون مین ہے کہ موسی علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ ایک نبی پیدا ہونگے جو خاتم الانبیا ہین اور اونکے سلف نے عیسی اور ہمارے نبی کریم علیہما الصلوۃ والتسلیم کو نہ مانا اسلئے وہ اوس نبی کے منتظر ہین

اس یہودی کو دعوی عیسویت مین یہ پیش نظر تھا کہ یہودی نبی معہود سمجھ جاوین اور مسلمان موعود مسیح
چنانچہ مسلمانون کو یہ سمجھایا کہ آنیوالے عیسی آخر بنی اسرائیلی ہین اور مین بھی نبی اسرائیلی
ہون اور اب تک کسی کا دعوی عیسویت ثابت نہ ہوا اور مین دعوی سے کہتا ہون کہ
مین عیسی موعود ہون اسلیئے میرا دعوی قابل تسلیم ہے - اور یہود سے کہا کہ آخر ایک نبی کا
آنا مسلم اور ضرور ہے جسکی خبر موسی علیہ السلام نے دی تھی اور مجھپر وحی نازل ہوئی ہے
اور معجزات بھی مجھے دیئے گئے ہین چنانچہ بعض امور مافوق العادۃ از قسم طلسمات وغیرہ
خوارق عادات ظاہر کرتا تھا اور نہایت دبیا اور فصیح ہونے کی وجہ سے دور دور سے
لوگ اوسکے پاس آتے اور اوسکی پرزور تقریرین اون پر جادو کا کام کرتین چنانچہ
ایک مجمع کثیر معتقدون کا اوسکے ساتھ ہوگیا جب وہ قسطنطنیہ جانا چاہا تو فتنہ کے
خوف سے صدر اعظم نے حکم دیا کہ اوسکو گرفتار کرلیا جاوے چنانچہ جہاز ہی مین گرفتار
کیا گیا مگر معتقدین کی یہ حالت تھی کہ جوق جوق آتے اور نذرانے دیدیکر قیدخانہ
مین اوسکی پابوسی کے لئے جانیکی اجازت حاصل کرتے خلیفۃ المسلمین سلطان محمد نے
اپنے روبرو اوسکو بلواکر کچھ پوچھا جسکا جواب ٹوٹی پھوٹی ترکی مین دیا بادشاہ نے
کہا مسیح وقت کو آنا تو چاہیئے کہ ہر زبان مین فصیح گفت وگو کرے پھر پوچھا بھلا کچھ عجائب
اور خوارق عادات بھی تجھ سے صادر ہوتے ہین کہا کبھی کبھی - کہا تیری مسیحائی مین
آزمانا چاہتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ اسکے کپڑے اتارلو دیکھین بندوق اسپر کار کرتی
ہے یا نہین اگر سچا مسیح ہے تو اوسکو کچھ نہ ہوگا یہ سنتے ہی جھک گیا اور کمال عجز سے
عرض کی کہ میرے خوارق عادات مین یہ قوت نہین کہ گولی کے خرق وحرق سے
مجھے بچاسکین بادشاہ نے اوسکے قتل کا حکم دیا جب دیکھا کہ نجات کی کوئی صورت

نہین اور مسیحائی نے جواب دیدیا تو بادشاہ کے قدمون پر گر کر توبہ کی اور اسلام کی حقانیت کا اقرار کرکے صدق دل سے مسلمان ہوگیا چنانچہ اوس بزرگوار کے اسلام کا یہ اثر ہوا کہ صدہا یہود اوسکی مدلل تقریرون سے مشرف باسلام ہوے۔ اب مہدی صاحب کا حال سنئے وہ بھی قسمت کے مارے گرفتار ہوکر اوسی بادشاہ کے پاس آئے بادشاہ نے اسی قسم کے سوالات کئے جواب سے عاجز تو ہوا مگر توبہ کی توفیق نہ ہوئی۔ سعادت وشقاوت خدا کے ہاتھ مین یہودی کے حق مین تو دعوی عیسویت باعث نجات ہوا اور مسلمان کے لئے دعوی مہدویت باعث ہلاک خدا کی قدرت ہے اس واقعہ مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی بڑا ہوشیار شخص تھا اوس نے یہ سوچا کہ تبواتر ثابت ہے کہ امام مہدی صاحب حکومت وفوج ہونگے اور عیسی علیہ السلام صرف دجال کے قتل کے واسطے آئینگے اور چونکہ وہ بنی اسرائیل سے ہین اس مناسبت سے یہودی کا مسیح ہونا موزون ہے اگر دادِ چل گیا تو سلطنت اپنی ہے یہودی کو اوسوقت نکالدینا کونسی بڑی بات ہے غرضکہ احادیث کے لحاظ سے اوس مہدی کو مسیح جعلی کی تلاش کی ضرورت ہوئی تاکہ یہ کوئی نہ کہے کہ اگر آپ مہدی ہین تو مسیح کہان مرزا صاحب نے یہ جھگڑا ہی مٹادیا چنانچہ فرماتے ہین کہ مسیح موعود بھی مین ہون اور مہدی موعود بھی مین ہی ہون اور جو احادیث صحیحہ سے اور اجماع سے ثابت ہے کہ مسیح اور ہین اور مہدی اور سو وہ قابل اعتبار نہین۔

اب اہل انصاف غور کرسکتے ہین کہ خلیفۃ المسلمین کی بدگمانی مسلمانون کے حق مین مفید ثابت ہوئی یا معتقدین کا حسن ظن۔

ابن تیمیہ رح نے منہاج السنہ مین لکھا ہے کہ مغیرہ ابن سعید عجلی جسکی نبوت کا

قائل فرقہ مغیریہ ہے اوسکا دعوی تھا کہ مین اسم اعظم جانتا ہون اوسا وس سے مردونکو
زندہ کرسکتا ہون اور اقسام کے نیرنجات وطلسمات دکھاکر لوگون کو اپنا معتقد بنالیا
کنایۂ اوسکا دعوی تھا کہ مین نے خدا کو دیکھا ہے۔

عبد الکریم شہرستانی رح نے ملل ونحل مین لکھا ہے کہ پہلے اوس نے یہ دعوی
کیا کہ مین امام زمان ہون اوسکے بعد نبوت کا دعوی کیا۔ اور منجملہ اور تعلیمات کے
مریدون کو اوسکی یہ تعلیم بھی تھی کہ حق تعالی جو فرماتا ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ
كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ امانت خدا تعالے کی یہ تھی کہ علی ابن ابی طالب
کو امام نہونے دینا یہ بات آسمان وزمین وجبال نے قبول نہ کی پہر وہ امانت انسان پر
عرض کیگئی تو عمرؓ نے ابو بکرؓ سے کہا کہ تم اونکو امام نہونے دو اور مین تمہاری تائید مین
موجود ہون اس شرط پر کہ مجھے اپنا خلیفہ بنانا انہون نے قبول کیا چنانچہ اون دونون نے
اس امانت کو اٹھالیا سو وہ یہی بات ہے جو حق تعالی فرماتا ہے وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ
اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا یعنے وہ دونون ظلوم وجہول ہین۔ یہ اوسکے معارف قرانیہ
تھے جن پر اوسکو اور اوسکے مریدون کو ناز تھا کہ کل تفاسیر اس قسم کے معارف سے
خالی ہین جیسا کہ مرزا صاحب بھی ازالۃ الاوہام مین صفحہ ۱۲۳ لکھتے ہین کہ ابتدائے خلقت سے
جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ بعثت تک مدت گذری تھی وہ تمام
مدت سورۂ والعصر کے اعداد حروف مین بحساب قمری مندرج ہے یعنے چار ہزار سات سو
چالیس برس اب بتلاؤ کہ یہ دقائق قرانیہ اور یہ معارف حقہ کس تفسیر مین لکھے ہین
اوسکا یہ بھی قول تھا کہ حق تعالی ایک نور کا پتلا آدمی کی صورت پر ہے جس کے سر پر

تاج چمک رہا ہے اور اوسکے دل سے حکمت کے چشمے جاری ہین۔ اوسکے معتقدین کا حسن ظن اوسکی نسبت اسقدر بڑہا ہوا تھا کہ جب وہ خلاف بنی امیہ مین مارا گیا تو اون کو یقین تھا کہ وہ دوبارہ پھر زندہ ہو کر آئیگا۔

یہ بات سمجھ مین نہین آتی کہ باوجود ان تمام خرافات کی تصریح کے صرف خدا کو دیکھنے کے باب مین کنایہ سے کیون کام لیا ہوگا ہمارے مرزا صاحب تو صاف فرماتے ہین کہ خدا منہ سے پردہ ہٹا کر دیر تک اونسے باتین کرتا رہتا ہے۔ وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ آخری زمانہ کے جدت پسند مسلمانون کو اس سے کچھ غرض نہین کہ کوئی خدا سے باتین کرے یا اوسکا بیٹا بنے دل لگی کے لئے کوئی نئی بات ہونی چاہئے کُلّ جدید لذیذ۔

منہاج السنہ مین لکھا ہے کہ ابو منصور جو فرقہ منصوریہ کا بانی ہے اوسکی تعلیم مین یہ بات داخل تھی کہ رسالت کبھی منقطع نہین ہوسکتی رسول ہمیشہ مبعوث ہوتے رہین گے قرآن و حدیث مین جو جنت اور نار کا ذکر ہے وہ دو شخصون کے نام ہین اور اسی طرح میتہ دم لحم خنزیر اور میسر حرام نہین ان چیزون سے تو ہمارے نفوس کی تقویت ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْا اِذَا مَا اتَّقَوْا ایسی چیزون کو خدا کیون حرام کرنے لگا۔ در اصل یہ چند اشخاص کے نام ہین جنکی محبت حرام کیگئی ہے۔ کما قال تعالیٰ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ۔ اور کل فرائض کو اونسے ساقط کر کے کہا کہ صلوٰۃ صوم زکوٰۃ اور حج چند شخصون کے نام تھے جنکی محبت واجب ہے غرض کل تکلیفات شرعیہ کو ساقط کر دیا تھا یہانتک کہ جسکی عورت کو چاہتے وہ لوگ پکڑ لیتے اور کوئی منع نہین کر سکتا تھا۔

اسلام مین رخنہ انداز یان کرنیوالے قرآن کو مزورمان لیتے ہین تاکہ مسلمان لوگ

سمجھ لیں کہ یہ بھی مسلمان ہین پہر اِن حسن ظن کے بعد آہستہ آہستہ تفاسیر واحادیث کی بیخ کنی
شروع کرتے ہین تاکہ قرآن مین تاویلات کرکے معنی بگاڑنے مین کوئی چیز مانع اور سدراہ نہو
دیکھیئے اس شخص نے آیات موصوفہ کے ماننے مین کچھ بھی تامل کیا مگر اس ماننے سے نہ ماننا
اوسکا ہزار درجے اچھا تھا کیونکہ انہی نصوص قطعیہ سے اوس نے استدلال کیا کہ عبادات
کوئی چیز ہے نہ مسلمان کسی بات کے مکلف ہین سب کو سرے سے مرفوع القلم بنا دیا
حسن ظن والونکا کیا کہنا مسلمان تو کہلاتے ہین مگر نبی کی بات جسکو کروڑ ہا مسلمانون نے
مان لی اوسکے ماننے مین اقسام کے حیلے اور ایک ایسے شخص کی بات جسکا مسلمان ہونا
بھی ثابت نہین اوسکو آمنا وصدقنا کہکر فوراً مان لیتے ہین - مرزا صاحب ہم لوگون پر
یہ الزام لگاتے ہین کہ لکیر کے فقیر ہین بیشک جو لکیر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہینچکر حق وباطل مین فرق کردیا ہے ہم اسی لکیر پر اڑے ہوے ہین ہمارا ایمان اوس سے
بڑہنے نہین دیتا مگر حیرت تو یہ ہے کہ مرزا صاحب بھی ایک لکیر کو پیٹ رہے ہین جو
ابو منصور وغیرہ رہزنان دین نے کہینچ دی تھی کہ حدیث وتفسیر کوئی چیز نہین ابھی
تہوڑا زمانہ گذرا ہے کہ سید احمد خان صاحب نے بھی بڑے شد ومد سے لکھا تھا کہ حدیث
وتفسیر قابل اعتبار نہین البتہ مرزا صاحب نے ہر کہ آمد بر ان مزید کرد کے لحاظ سے
کچھ دلائل اور بڑہا دیے ہونگے مگر لکیر کے فقیر ہونیکے دائرہ سے وہ بھی خارج نہین ہوسکتے
غرضکہ اس الزام مین جیسے ہم ویسے مرزا صاحب ہر ایک اپنی اپنی روحانی مناسبت
سے مقلد ضرور ہین - ابو منصور نے تکالیف شرعیہ کے ساقط کرنیکی جو تدبیر نکالی تھی
کہ صوم وصلوۃ اور میتہ وخنزیر وغیرہ اشخاص کے نام تھے - اوس سے فقط فرقہ منصوریہ
ہی منتفع نہین ہوا بلکہ بعد والون کو بھی اوس سے بہت کچھ مدد ملی چنانچہ سید احمد خانصاحب

اپنی تفسیر وغیرہ مین لکھتے ہین کہ جبرئیل اوس ملکہ اور قوت کا نام ہے جو انبیا مین ہوتی ہے۔
ملائکہ اور ابلیس وشیاطین آدمی کی اچھی بری قوتون کے نام ہین۔
آدم ابو البشر جسکا واقعہ قرآن مین مذکور ہے کوئی شخص خاص نتھے بلکہ اوس سے مراد بنی نوع انسانی ہے
جن۔ کوئی علیحدہ مخلوق نہین بلکہ وحشی لوگون کا نام ہے۔
نبی دیوانون کی ایک قسم کا نام ہے جو تنہائی مین اپنے کانون سے آواز
سنتے ہین اور کسی کو اپنے پاس کہڑا ہوا باتین کرتا ہوا دیکھتے ہین۔
ہدہد جسکو سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے پاس بہیجا تھا وہ آدمی تھا جسکا نام ہدہد تھا
اسی طرح موقع موقع پر بحسب ضرورت الفاظ کے مصداق بدل دیتے ہین مرزا صاحب
نے جب اقسام کے چندے اپنے معتقدین پر مقرر کئے مثلاً طبع کتب خط وکتابت۔
اشاعت علوم۔ منارہ کی بنا مسجد کی تعمیر وغیرہ اور ماہوارا ور ایک مشت چندے
برابر وصول ہونے لگے دیکھا کہ زکوۃ کی رقم مفت جاتی ہے۔ فرمایا کہ املاک وزیورات وغیرہ مین
جن لوگون پر فرض ہوا ونکو سمجھنا چاہئے کہ اسوقت دین اسلام جیسا غریب یتیم بیکس ہے
کوئی نہین اور زکوۃ دینے مین جسقدر تہدید شرع مین وارد ہے وہ بھی ظاہر ہے پس
فرض ہے کہ زکوۃ کے روپیہ سے اپنی تصنیفات خرید کئے جائین اور مفت تقسیم کئے جائین
غرضکہ اسلام کا نام یتیم وغریب رکھکر اپنے معتقدین کی ایک رقم معتدبہ پر استحقاق جما دیا
اگر مرزا صاحب کا قول صحیح ہے کہ ایک لاکھ سے زیادہ اونکے مرید ہین تو یہ رقم سالانہ
ایک چھوٹے سے ملک کا محاصل ہے۔ مرزا صاحب کو نامونکی بدولت جسقدر نفع ہوا وہ
نہ ابو منصور کو نصیب ہوا نہ سید احمد خانصاحب کو مرزا صاحب کو ابو منصور کی تدبیر نے سب سے
زیادہ نفع دی اسلئے کہ اونکا مقصود اصلی صرف عیسی موعود بننا ہے جسکے ضمن مین

سب منصوبے بن سکتے ہین اور قرآن وحدیث سے عیسی ابن مریم مسیح روح اللہ کا آنا
ثابت ہے جیسا کہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۵۶ مین لکھتے ہین کہ مسیح ابن مریم کے آخری زمانہ مین آنیکی
قرآن شریف مین پیشگوئی موجود ہے اور نیز ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۵۷ مین لکھتے ہین کہ مسیح ابن مریم
کی پیشگوئی اول درجہ کی پیشگوئی ہے جسکو سب نے باتفاق قبول کرلیا ہے اور کتب
صحاح مین کوئی پیشگوئی اوس کے ہم پہلو نہین تواتر کا اول درجہ اوسکو حاصل ہے
انجیل اوسکی مصدق ہے انتہی غرضکہ عیسی علیہ السلام کے آنے پر خوب زور دیا کہ وہ
قرآن سے ثابت ہے صحیح صحیح حدیثون سے ثابت ہے انجیل سے ثابت ہے ساری امت
نے اوسکو قبول کرلیا ہے تواتر اوسکا اس درجہ کا ہے کہ اوس سے بڑھکر نہین ہوسکتا
مگر چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نام والا اوس سے فائدہ نہین اوٹھا سکتا تھا اسلئے
انہون نے ابو منصور کا مجرب نسخہ عمل مین لایا اور جتنے نام آنیوالے عیسی علیہ السلام کے
احادیث مین وارد ہین سب اپنے پر رکھ لئے پھر اسی پر اکتفا نہین آدم نوح ابراہیم
موسی اور مہدی موعود حارث حراث محدث مجدد امام زمان خلیفۃ اللہ وغیرہ دس بیس
نام داشتہ آید بکار کے لحاظ سے رکھ لئے اور قادیان کا نام دمشق اور علما کا نام دابۃ الارض
اور پادریون کا نام دجال رکھدیا اور ایک مقام مین لکھتے ہین دجال سے مراد با اقبال
قومین ہین۔

الحاصل یہ نام کا کارخانہ کچھ ایسا جمایا کہ ابو منصور بھی زندہ ہوتا تو داد دیتا
بلکہ رشک کرتا۔

تقریر سابق سے یہ بات ظاہر ہے کہ حمقا کو دام مین پھانسنے کے واسطے سوا
اور تدابیر کے کسی امر کی ترغیب بھی مفید سمجھی جاتی ہے جیسے مغیرہ عجلی اور ابو منصور کو

اسم اعظم کے تراشنے کی ضرورت ہوئی جس سے انکو بہت کچھ کامیابیان ہوئین - مرزا صاحب نے اسم اعظم کا تو نام نہین لیا مگر استجابت دعا کا ایسا نسخہ تجویز کیا کہ اوس سے بھی زیادہ قوی الاثر ہے اسلئے کہ اسم اعظم کی خاصیتین محدود ہونگی اور استجابت دعا کی کوئی حد ہی نہین جب جی چاہا خدا سے تخلیہ کر کے روبرو سے حکم جاری کرا لیا اگر سلطنت چاہین فوراً مل جائے کیونکہ خدا سب کچھ دیسکتا ہے چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۸ مین تحریر فرماتے ہین جو اس عاجز کو دیگئی وہ استجابت دعا بھی ہے لیکن یہ قبولیت کی برکتین صرف اون لوگون پر اثر ڈالتی ہین جو غایت درجہ کے دوست یا غایت درجہ دشمن ہون جو شخص پورے اخلاص سے رجوع کرتا ہے یعنے ایسے اخلاص سے جسمین کسی قسم کا کہوٹ پوشیدہ نہین جسکا انجام بدظنی و بداعتقادی نہین وہ بیشک ان برکتون کو دیکھ سکتا ہے اور ان سے حصہ پا سکتا ہے اور وہ بلاشبہ اس چشمہ کو اپنے استعداد کے موافق شناخت کر لیگا مگر جو خلوص کے ساتھ نہین دہونڈہے گا وہ اپنے قصور کی وجہ سے محروم رہے گا انتہی - دنیا مین تو ہر شخص کو احتیاجین لگی ہوئی ہین اور یہی احتیاج آدمی کو کرستان اور بے ایمان بنا دیتی ہے اسوجہ سے مرزا صاحب نے خیال کیا کہ استجابت دعا کے دام مین پہنسنے والے بہت سے لوگ نکل آئینگے یہ بھی اونکا ایک عقلی معجزہ ہے اور ابو منصور کے معجزہ سے کم نہین مگر یاد رہے کہ مرزا صاحب دعا تو کر دینگے لیکن جب قبول نہ ہوگی تو صاف اپنی برارت کر کے فرما دینگے کہ مین کیا کرون اسمین تمہاری استعداد اور اخلاص کا قصور ہے مین پہلے ہی کہدیا ہون کہ ایسے پورے اخلاص سے آوین کہ جسکا انجام بدظنی و بداعتقادی نہو اگر اسوقت تمہارا اخلاص کامل بھی ہے تو انجام اسکا بدظنی اور بدگمانی معلوم ہوتا ہے پہلے اس سے توبہ کرو

اور اخلاص کو خوب مستحکم کرو اور اوسکا ثبوت عملی طور پر دو یعنے پانچ قسم کا چندہ جو کھولا گیا ہے

(۱) شاخ تالیف و تصنیف۔

(۲) شاخ اشاعت اشتہارات۔

(۳) صادرین وواردین کی مہانداری۔

(۴) خط وکتابت۔

(۵) بیعت کرنیوالونکا سلسلہ۔

جسکا حال رسالہ فتح الاسلام مین لکھا گیا ہے اور اسکے سوا بٹالے مدرسہ و خریدی اخبارات وغیرہ مین ہر قسم نقد داخل کرو تو ممکن ہے کہ دعا بھی قبول ہوجائے۔ مرزا صاحب نے جو تحریف کی ہے کہ غایت درجہ کے دشمن کے حق مین بھی بددعا قبول ہوتی ہے بیشک یہ تدبیر عقلا ضروری تھی تاکہ کم ہمت لوگ مخالفت نہ کرسکین مگر اسپر بالطبع یہ شبہ ہوتا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی ابوالوفا صاحب اور بعض اہل اخبار ایک مدت سے مرزا صاحب کے سخت دشمن ہین باوجود اسکے اونکی اچھی حالت ہے۔ اس قسم کا شبہ مسٹر اتہم کی پیشگوئی کے وقت بھی ہوا تھا جسکا حال ابھی معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے پیشگوئی کی تھی کہ پندرہ مہینے مین اتہم حق کی طرف رجوع نہ کرے گا تو مرجائیگا پھر جب مدت منقضی ہوگئی اور وہ صحیح و سالم قادیان موجود ہوگئے اور ہر طرف سے شورش ہوئی کہ پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوئی اوسوقت مرزا صاحب نے اسکا جواب دیا تھا کہ اتہم جھوٹ کہتا ہے کہ رجوع الی الحق اوس نے نہین کی ضرور اوس نے رجوع الی الحق کی جب ہی تو بچگیا اسی قسم کا جواب یہان بھی دینگے کہ مولوی محمد حسین صاحب وغیرہ غایت درجہ کے دشمن نہین بلکہ دوست اور خیر خواہ ہین ورنہ اتنی کتابین کیون لکھتے

اونکی دانست مین تو ہدایت کرنا ہی مقصود ہے جو مقتضی دوستی کا ہے - ہر چند جواب تو ہو جائیگا مگر اس سے یہ ثابت ہوگا کہ نہ مرزا صاحب کا کوئی دشمن ہے نہ کسی کے حق مین بد دعا اونکی قبول ہو سکتی ہے صرف ڈرانیکے لئے وہ الہام بنایا گیا ہے جو عقلی معجزہ ہے یہان یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو اس قسم کی ترغیب نہین دی بلکہ صاف فرمادیا کہ امت کی سفارش کی دعا آخرت پر منحصر رکھی گئی ہے چنانچہ ارشاد ہے عن ابن عباسؓ ولم یبق نبی الا اعطی سولہ واخرت شفاعتی لامتی وفی روایۃ واعطیت الشفاعۃ فاخرتہا لامتی وفی روایۃ فاختبأت دعوتی شفاعتی لامتی رواہ البخاری ومسلم واحمد والدارمی وغیرہم کذا فی کنز العمال ص۱۰۹ج۶ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی نے جو مانگا اونکو دیا گیا اور میرے لئے ایک دعا خاص کیگئی ہے کہ شفاعت امت مین قبول ہے - مین نے اوسکو قیامت کیلئے رکھ چھوڑا ہے انتہی - اس سے ظاہر ہے کہ صحابہ کا ایمان کسی دنیوی غرض پر مبنی نہ تھا نہ اونکا یہ خیال تھا کہ ایمان لاکر حضرت سے ترقی دنیوی کی دعائین کرائین گے اونکا مقصود ایمان سے صرف نفع اخروی تھا جسکے لئے اوس عظیم الشان دعا کو حضرت نے رکھ چھوڑا ہے - اہل بصیرت مرزا صاحب کی ان کارروائیون کو گہری نظر سے اگر دیکھین تو حقیقت حال منکشف ہو سکتی ہے -

ابن تیمیہ رح نے منہاج السنہ مین لکھا ہے کہ بنان ابن سمعان تمیمی نے دعوی کیا تھا کہ مین اسم اعظم جانتا ہون جسکے ذریعے سے زہرہ کو بلا لیا کرتا ہون اس دعوی سے حسن ظن کرکے ایک جماعت کثیرہ اوسکی تابع ہوگئی فرقہ بنانیہ اوسکی طرف منسوب ہے یہ لوگ اوسکی نبوت کے قائل تھے -

ملل ونحل مین عبد الکریم شہرستانی نے لکھا ہے کہ بنان کا قول ہے کہ علی علیہ السلام
مین ایک جزو الٰہی حلول کر کے اونکے جسد کے ساتھ متحد ہو گیا تھا اسی قوت سے انہون
نے باب خیبر اکھاڑا تھا۔ اوس نے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا کہ اسلم
تسلم و ترتقی من سلم فانک لاتدری حیث یجعل اللہ النبوۃ یعنے تم میری نبوت پر ایمان لاؤ
تو سلامت رہوگے اور ترقی کروگے تم نہین جانتے کہ خدا کسکو نبی بناتا ہے یہ خط عمر
ابن عفیف نے امامؑ کی خدمت مین لایا آپنے پڑھکر اسے فرمایا کہ اسے نگل جا چنانچہ وہ نگلا
اور فوراً مر گیا اسکے بعد بنان کو بھی خالد بن عبد اللہ قسری نے قتل کیا۔ دیکھئے اوسکی
پر زور تقریرین اور اسم اعظم کی طمع نے ایک فرقہ کو حسن ظن پر مجبور کر کے تباہ کیا۔
مدعیان نبوت کے کل دعوی ایسے ہی ہوا کرتے ہین کہ مجھے اسم اعظم یاد ہے۔ مین زہرہ
کو بلا لیا کرتا ہون اور چنین ہون اور چنان ہون مگر ظہور ایک کا بھی نہین اگر وہ اپنے
دعوی مین سچا ہوتا تو اسم اعظم سے کسی مردہ کو زندہ کر کے یا زہرہ کو لوگون کے روبرو
بلا کر دکھا دیتا۔ اسی طرح اگر مرزا صاحب کو اجابت دیدی گئی تھی تو دعا کر کے کسی اندہے کو
بینا کر کے یا اور کوئی خارق دکھا دیتے مگر یہ کہان ہو سکتا ہے یہ تو عقلی معجزے یعنی عقلی
تدابیر ہین اگر چل گئی تو کامیابی ہوئی ورنہ خیر۔ عقلا اون کے کل الہامون کو اسی پر
قیاس کر سکتے ہین۔

عبد الکریم شہرستانی نے ملل ونحل مین لکھا ہے کہ مقنع نام ایک شخص تھا جسنے
چند ما فوق العادۃ چیزون کو دکھلا کر الوہیت کا دعوی کیا تھا جب لوگون کا حسن ظن
اوسکے ساتھ پختہ ہو گیا تو کل فرائض کو ترک کر دینے کا حکم دیا حسن ظن تو ہو ہی چکا تھا
سب نے آمنا وصدقنا کہکر مان لیا اوسکے گروہ کا عقیدہ یہ بھی تھا کہ دین فقط امام زمان

کی معرفت کا نام ہے۔

مرزا صاحب کی توجہ جو حدیث من لم یعرف امام زمانہ کی طرف مبذول ہوئی غالباً اسکا منشا اسی فرقہ کے اقوال ہونگے کیونکہ وہ بھی اپنے نہ ماننے والونکی تکفیر کرتے تہے۔

ملل و نحل مین عبد الکریم شہرستانی رح نے لکہا ہے کہ ابو الخطاب اسدی نے اپنے آپ کو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے منتسبین مین مشہور کرکے لوگون کا اعتقاد امام کے ساتھ خوب مستحکم کیا اور یہ بات ذہنون مین جمائی کہ امام زمان پہلے انبیا ہوتے ہین پہر آلہ ہو جاتے ہین۔ اور اہلبیت نبوت مین نور ہے اور نبوت امامت مین نور ہے۔ اور تعلیم مین یہ بات بھی داخل تھی کہ امام جعفر صادقؑ اس زمانہ کے الہ ہین یہ نہ سمجھو کہ جس صورت کو تم دیکہتے ہو وہی جعفر ہین وہ تو ایک لباس ہے جو اس عالم مین اترنیکے وقت خدا نے پہن لیا ہے حضرت امامؑ کو جب اوسکے خرافات اور کفریات پر اطلاع ہوئی تو اوسکو نکالدیا اور اوسپر لعنت کرکے اون تمام اقوال سے اپنی برات ظاہر کی مگر اوسکو امام سے تعلق ہی کیا تھا اوسکو تو ایک فرقہ اپنا نامزد کرکے اونکا معتقد اپنا منظور تھا امامؑ کی برات کا اوسپر کچھ اثر نہ ہوا اور اپنی کارروائیون مین مشغول رہا یہانتک کہ منصور کے زمانہ مین مارا گیا اوسکا قول تھا کہ میرے اصحاب مین ایسے بھی لوگ ہین کہ جبرئیل و میکائیل سے افضل ہین اور قولہ تعالی اَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ سے یہ بات ثابت کرتا تھا کہ ہر مسلمان پر وحی ہوتی ہے۔ مرزا صاحب نے بھی امام زمان ہونے پر پہلے زور دیکر نبوت اور خالقیت تک ترقی کرگئے پہر وحی بھی اپنے لئے اتاری اوسکے بعد فرقہ خطابیہ کئی فرقون پر منقسم ہوا ایک معمریہ جنہون نے ابو الخطاب کے بعد معمر کو امام زمان تسلیم کیا اونکا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کو فنا نہین اور جنت و دوزخ

کوئی چیز نہین۔ اسی آسایش و مصیبت دنیوی کے وہ نام ہین جو ہمیشہ دنیا مین ہوا کرتی ہین اور زنا وغیرہ منہیات اور نماز وغیرہ عبادات کوئی چیز نہین۔

اور ایک فرقہ اونمین بزیغیہ ہے جنھون نے ابو الخطاب کے بعد بزیغ کو امام زمان تسلیم کیا تھا اس پورے فرقہ کا یہ دعوی تھا کہ ہم اپنے اپنے اموات کو ہر صبح وشام برابر معاینہ کیا کرتے ہین اسی طرح خطابیہ کے اور بھی شاخین ہین انتہی ملخصاً اب دیکھئے ابو الخطاب پر اوائل مین جو حسن ظن کیا گیا تھا کہ ایک جلیل القدر امام کا معتقد اور منتسب ہے اوس نے اون لوگون کو کہان پہنچا دیا امامؑ کو خدا کہنے لگے دوزخ وجنت کا انکار کر دیا تکلیفات شرعیہ اٹھا دیگئین پھر طرفہ یہ کہ خود امام عمر بھر اوس سے برارت ظاہر کرتے رہے مگر کسی نے نہ مانا۔ فرق باطلہ کی یہی علامت ہے کہ اپنے معتقد علیہ کے کلام کے مقابلہ مین اہل حق کی بلکہ خدا و رسول کی بات بھی نہین مانتے اوسکی تاویل بلکہ رد کرنے پر مستعد ہو جاتے ہین۔

مرزا صاحب جو اپنے پر وحی اترنیکے قائل ہین تعجب نہین کہ اسی فرقے کے اعتقاد نے انہین اسپر جرارت دلائی ہو کیونکہ صحابہ بھی واوحی ربک الی النحل جانتے تھے مگر کسی نے یہ دعوی نہین کیا کہ ہم پر وحی آتی ہے۔

یہ بات توجہ طلب ہے کہ فرقہ بزیغیہ جو ایک کثیر جماعت تھی سب کے سب اپنے مرے ہوے قرابتدارون کو ہر روز صبح وشام کیونکر دیکھ لیتے تھے قرون ثلثہ مین باوجود خیر القرون ہونیکے کسی نے یہ دعوی نہین کیا اور نہ ابتک کسی فرقہ کا ایسا دعوے سنا گیا اہل بصیرت پر یہ بات پوشیدہ نہین کہ ہر قوم اپنی ترقی اور اپنے ہم مشربونکی کثرت چاہتی ہے خصوصاً جو فرقہ نیا نکلتا ہے اوسکو ترقی کی اشد ضرورت ہے ورنہ

اونکی بقا محال ہوجائے اسی وجہ سے ہر فرد اونمین جس قسم کا مذہبی کام کرسکتا ہے دل سے
اوسکی انجام دہی مین ساعی رہتا ہے اور جب اہل رائے اونمین کے کوئی نافع تدبیر سوچتے ہین
تو ہر شخص کا فرض ہوجاتا ہے کہ اوسپر عمل کرے جیسا کہ مشاہدہ سے ثابت ہے۔ اون لوگون
نے دیکھا کہ کوئی بات ایسی بنائی جائے کہ لوگون کو بالطبع اوسکی رغبت ہو اس لئے یہ
تدبیر نکالی کہ جو صدق دل سے ہمارے مذہب مین داخل ہو اوسکو یہ بات حاصل ہوگی
پھر سادہ لوحون نے دیکھا کہ اتنی جماعت کثیرہ پر کیونکر بدظنی کی جائے اسلئے بہت لوگ
اوسمین داخل ہوگئے ہونگے۔

غور کیجئے کہ جب دوسری تیسری صدی جسمین بہ نسبت چودھوین صدی کے
تدین بدرجہا بڑھا ہوا تھا اوسکی ایسی نظائر پیش ہوجائین تو اس زمانہ کی کارروائیون پر
کسقدر بدظنی کی ضرورت ہے۔ اب غور کیا جائے کہ الحکم مین مرزا صاحب کے مریدونکے
خواب خصوصاً امیر علی شاہ صاحب کے خواب جو چھپا کرتے ہین چنانچہ الحکم نمبر ۱۰۹
سنہ ۱۳۲۲ھ مین لکھا ہے کہ شاہ صاحب موصوف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر روز خواب مین
دیکھتے ہین اور حضرت ہمیشہ فرمایا کرتے ہین کہ مرزا صاحب مامور من اللہ مسیح موعود صادق
اور خلیفۃ اللہ ہین اونکی تقلید فرض ہے چنانچہ اونکے الہامات کی کتاب چھپنے والی ہے
انتہی کیونکر قابل وثوق ہون مرزا صاحب کے تو چند ہی مریدون نے خواب دیکھے
ہونگے فرقہ بزیغیہ کے لوگ تو کل کے کل ہر روز صبح و شام اپنے اموات کا معائنہ کرلیا
کرتے تھے۔

عبدالکریم شہرستانی نے ملل و نحل مین لکھا ہے کہ احمد کیال نام ایک شخص تھا
ابتدا مین اہل بیت کی طرف لوگون کو بلاتا تھا اوسکے بعد یہ دعوی کیا کہ مین ہی امام زمان

ہون اوسکے بعد ترقی کرکے کہا کہ مین قائم ہون اور ان الفاظ کی تشریح یون کی کہ جو شخص اس بات پر قادر ہو کہ عالم آفاق یعنے عالم علوی اور عالم انفس یعنے عالم سفلی کے مناہج بیان کرے اور انفس پر آفاق کی تطبیق کرسکے وہ امام ہے۔ اور قائم وہ شخص ہے جو کُل کو اپنی ذات مین ثابت کرے اور ہر ایک کلی کو اپنے معین جزئی شخص مین بیان کرسکے اور یہ بات یاد رکھو کہ اس قسم کا مقر سواے احمد کیال کے کسی زمانہ مین نہین پایا گیا اسکی بہت سی تصانیف عربی فارسی زبان مین موجود ہین۔

ایک تقریر اوسکی یہ ہے کہ کل تین عالم ہین اعلی ادنی انسانی۔ عالم اعلی مین پانچ مکان ہین مکان الاماکن یعنے عرش محیط جو بالکل خالی ہے نہ اوسمین کوئی موجود رہتا ہے نہ اوسکی کوئی روحانی تدبیر کرتا ہے۔ اوسکے نیچے مکان نفس اعلی اور اوسکے نیچے مکان نفس ناطقہ اور اوسکے نیچے مکان نفس حیوانیہ ہے سب کے نیچے نفس انسانی کا مکان ہے۔ نفس انسانی نے چاہا کہ عالم نفس اعلی تک چڑھے چنانچہ حیوانیت اور ناطقیت کو اوس نے قطع بھی کیا مگر جب مکان نفس اعلی کے قریب پہنچا تھک کر متحیر ہو گیا اور متعفن ہو کر اوسکے اجزا مستحیل ہو گئے جس سے عالم سفلی مین گر پڑا پھر اسی عفونت اور استحالہ مین ایک مدت تک پڑا رہا اوسکے بعد نفس اعلی نے اپنے انوار کا ایک جزا اسپر ڈالا جس سے اس عالم کی تراکیب حادث ہوئین اور آسمان وزمین ومرکبات معادن نبات حیوان اور انسان پیدا ہوے اور ان تراکیب مین کبھی خوشی کبھی غم کبھی سلامتی کبھی محنت واقع ہوئین یہانتک کہ قائم ظاہر ہوا جو اوسکو کمال تک پہنچا دے اور تراکیب منحل ہو جائین اور متضادات باطل اور روحانی جسمانی پر غالب ہو جاوے۔ جانتے ہو وہ قائم کون ہے یہی عاجز احمد کیال ہے

دیکھو اسم احمد اون چار بڑے عالمون کے مطابق ہے الف مقابلہ مین نفس علی کے ہے
اور حا نفس ناطقہ کے مقابل اور میم نفس حیوانیہ کے مقابل اور دال نفس انسانیہ کے
مقابل ہے پھر غور کرو کہ احمد کے چار حرف جیسے عوالم علویہ روحانیہ کے مقابلہ مین تھے
سفلی جسمانی عالم کے مقابلہ مین بھی وہ ہین الف انسان پر دلالت کرتا ہے اور حا حیوان
پر اور میم طائر پر اور دال مچھلیون پر - اور حق تعالی نے انسان کو احمد کی شکل پر پیدا
کیا قد الف دونون ہاتھ حا اور پیٹ میم اور پانون دال کی شکل پر ہین انبیا اگرچہ
پیشوا ہین مگر اہل تقلید کے پیشوا ہین جو مثل اندھون کے ہین اور قائم اہل بصیرت اور
عقلمندون کا پیش رو ہے انتہی ملخصًا - اسکے سوا اور بہت معارف وحقایق لکھے
ہین جنکا ذکر موجب تطویل ہے - اب دیکھئے جدت پسند طبایع خصوصًا ایسی حالتین
کہ ان معارف کے فہم وتصدیق سے اہل بصیرت مین نام لکھا جاوے کسقدر اوسکی
جانب مائل ہوئے ہونگے اور کثرت تصانیف اور پرزور تقریرون نے اون کو
کس درجہ کے حسن ظن پر آمادہ کیا ہوگا کہ مقصود آفرینش اور تمام انبیا سے افضل ہونا
اوسکا مان لیا اگرچہ مرزا صاحب بھی انا ولاغیری کے مقام مین ہین اسلئے کہ کوئی
شخص سوائے اونکے آدمیت موسویت عیسویت مہدویت محمدیت مجددیت محدثیت
امامت خلافت کا جامع کسی زمانہ مین نہین پایا گیا جیسا کہ احمد کیال کا دعوی تھا کہ
کل کو اپنی ذات مین ثابت کرنے والا سوائے احمد کیال کے کسی زمانہ مین نہین
پایا گیا مگر پھر بھی ضرورت کے وقت تثلیث اور ظلیت کی پناہ مین آجاتے ہین لیکن
احمد کیال نے کبھی ہمت نہین ہاری اگر اوسکے اور حالات سے قطع نظر کرکے دیکھا جائے
تو بڑا ہی مقرر اور بلند ہمت دکھائی دیگا اوس نے دیکھا کہ امام مہدی عیسی مجدد محدث

وغیرہ کا وجود تو دین مین ثابت ہی ہے انکے مدعی بہت پیدا ہوے اور ہوتے جاینگے
طبیعت آزمائی اگر کرنا ہی ہے تو ایسی انوکہی بات مین کیجائے جسکا جواب نہ ہو
چنانچہ ایک بے اصل بنیاد قائم کی ایسی ڈالی کہ کسی نے سنا ہی نہین پہر اپنی پرزور
تقریرون اور باوقعت تصنیفون سے آمنا وصدقنا بہتون سے کہلوا ہی لیا۔
اگرچہ احمد کیالی کو معارف دانی کا بڑا دعوی تہا مگر جناب مرزا غلام احمد صاحب
قادیانی بہی معارف کے ایجاد و اختراع مین کم نہین مرزا صاحب کی ایک تقریر یہان
لکھی جاتی ہے جس سے موازنہ دونونکی تقریرون کا ہو جائیگا ازالۃ الاوہام صفحہ ۱ مین فرماتے
ہین کہ ہر نبی کے نزول کے وقت ایک لیلۃ القدر ہوتی ہے لیکن سب سے بڑی
لیلۃ القدر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگئی اسکا دامن حضرت کے زمانہ
سے قیامت تک پہیلا ہوا ہے اور جو کچھ انسانون کے دلی اور دماغی قوی کی
جنبش حضرت کے زمانہ سے آجتک ہو رہی ہے وہ لیلۃ القدر کی تاثیرات ہین
اور جس زمانہ مین حضرت کا نائب کوئی پیدا ہوتا ہے تو یہ تحریکین ایک بڑی
تیزی سے اپنا کام کرتی ہین بلکہ اوس زمانہ سے کہ وہ نائب رحم مادر مین آوے
پوشیدہ طور پر انسانی قوی کچھ کچھ جنبش شروع کرتی ہین اور اختیار ملنے کے وقت تو
وہ جنبش نہایت تیز ہو جاتی ہے اور اوس نائب کے نزول کے وقت جو لیلۃ القدر
مقرر کیگئی ہے وہ اوس لیلۃ القدر کی ایک شاخ ہے۔ اس لیلۃ القدر کی بڑی
شان ہے جیسا کہ اوسکے حق مین یہ آیت ہے فیھا یفرق کل امر حکیم یعنے اوس
لیلۃ القدر کے زمانہ مین جو قیامت تک ممتد ہے ہر ایک حکمت اور معرفت کی
باتین دنیا مین شائع کردی جائینگی اور انواع واقسام کے علوم غریبہ و فنون نادرہ

وصناعات عجیبہ صفحہ عالم مین پہیلاے جائین گے اور انسانی قوی مین اونکے مختلف
استعدادون اور مختلف قسم کے امکان بسطت علم اور عقل مین جو کچھ لیاقتین مخفی ہین
سب کو بمنصبۂ ظہور لایا جائیگا لیکن یہ سب کچھ اون دونون مین پر روز تحریکون سے
ہوتا رہیگا کہ جب کوئی نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا مین پیدا ہوگا۔ اور لیلۃ القدر
مین بھی فرشتے اترتے ہین جنکے ذریعہ سے دنیا مین نیکی کی طرف تحریکین پیدا ہوتی ہین
اور وہ ضلالت کی پر ظلمت رات سے شروع کرکے طلوع صبح صداقت تک اسی کام مین
لگے رہتے ہین کہ مستعد دلون کو سچائی کی طرف کہینچتے رہین۔ یہ آخری لیلۃ القدر کا نشان
ہے جسکی بنا ابھی سے ڈالیگئی ہے جسکی تکمیل کے لئے سب سے پہلے خدا نے تعالی نے
اس عاجز کو بہیجا ہے اور مجہے مخاطب کرکے فرمایا انت اشد مناسبۃ بعیسی۔ اور
لکھتے ہین کہ اب فرمائیے کہ یہ معارف حقہ کس تفسیر مین موجود ہین۔ یہ تقریر کئی ورقون
مین ہے ماحصل اسکا یہ کہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر سے مرزا صاحب کا نائب رسول
ہونا ثابت ہے اور جتنی کلین امریکہ وغیرہ مین اس زمانہ مین نکلی ہین سب مرزا صاحب
کی وجہ سے نکلی ہین۔

مرزا صاحب کے معارف کسی تفسیر مین نہ ہونے سے یہ کیونکر ثابت ہوگا
کہ وہ فی الواقع درج تفاسیر ہونیکے قابل بھی تھے۔ احمد کیال کے معارف تو مرزا صاحب
کی تصانیف مین بھی نہین پائے جاتے تو کیا اس سے اوسکی مجذوبانہ بڑ اس قابل
سمجھی جائیگی کہ وہ کسی تفسیر مین لکھی جانیکے قابل تھی ہرگز نہین۔ پھر مرزا صاحب کے
معارف کسی تفسیر مین ہونے کی کیا ضرورت۔

ملل ونحل مین شہرستانی رح نے لکھا ہے کہ فرقۂ باطنیہ کا عقیدہ ہے کہ ہر ظاہر کیلئے

باطن اور ہر تنزیل کیلئے تاویل ہے اسلئے وہ ہر آیت کے ظاہری معنی کو چھوڑ کر اپنی مرضی کے مطابق ایک معنی گھڑ لیتے ہین۔ اونکا قول ہے کہ نفس اور عقل اور طبائع کی تحریک سے افلاک متحرک ہوے اسی طرح ہر زمانہ مین نبی اور وصی کی تحریک سے نفوس اور اشخاص شرائع کے ساتھ متحرک ہوتے رہتے ہین۔

مرزا صاحب نے اس مضمون کو دوسرا لباس پہنا کر لیلۃ القدر اور نائب رسول کے پیرایہ مین ظاہر کیا۔ بات یہ ہے کہ جب کسی چیز کا مادہ اذکیا کے ہاتھ آجاتا ہے تو مختلف صورتین اوس سے بنا لینا اون پر دشوار نہین ہوتا اسی وجہ سے متقدمین کو متاخرین پر فضیلت ہوتی ہے کہ ہر قسم کا مادہ متاخرین کیلئے مہیا کر دیا ہے اور اسی مین لکھا ہے کہ کلمات اور آیات کے اعداد سے باطنیہ بہت کام لیتے تھے مرزا صاحب نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا چنانچہ ازالۃ الاوہام مین (صفحہ ۱۸۶) لکھتے ہیں

کہ اس عاجز کے ساتھ اکثر یہ عادت اللہ جاری ہے کہ وہ سبحانہ تعالی بعض اسرار اعداد حروف بھی میرے پر ظاہر کر دیتا ہے اور اسی مین (۳۱۱) یہ بھی لکھتے ہین کہ قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعۂ الہام میرے پر کھلتے رہتے ہین اور اکثر ایسے ہوتے ہین کہ تفسیرون مین اونکا نام و نشان نہین پایا جاتا مثلاً جو اس عاجز پر کھلا کہ ابتدائے خلقت آدم سے جس قدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت تک مدت گذری تھی وہ تمام مدت سورۂ والعصر کے اعداد حروف مین بحساب قمری مندرج ہے یعنے چار ہزار سات سو چالیس اب بتاؤ کہ یہ دقائق قرانیہ جسمین قرآن کا اعجاز نمایان ہے کس تفسیر مین لکھے ہین انتہی اہل انصاف غور فرمائین کہ مرزا صاحب کے معارف جنکی بنیاد اختراعات باطنیہ پر ہے اہل سنت وجماعت کی تفاسیر مین کیونکر ملین گے یہان تو

یہ التزام ہے کہ جہانتک ممکن ہو ظاہری معنی سے تجاوز نہ ہو چنانچہ مرزا صاحب بھی اپنی ضرورت کے وقت لکھتے ہین کہ النصوص یحمل علی الظواہر کما فی الازالہ اس قسم کے معارف کا ذخیرہ باطنیہ کی کتابون مین تلاش کرنا چاہیے چونکہ اس فرقہ نے جدت پسند طبائع کی تحسین وقدردانی کی وجہ سے اسقدر ترقی کی ہے کہ اوسکے بہت سے نام اور شاخین ہوگئین چنانچہ ملل ونحل مین لکھا ہے کہ باطنیہ کے القاب بہت ہین ہر ایک قوم مین اوسکا جدا نام ہے مثلاً عراق مین باطنیہ کو قرامطہ اور مزدکیہ کہتے ہین اور خراسان مین تعلیمیہ و ملحدہ۔ اسوجہ سے اونکی تصانیف بھی بہت ہین تعجب نہین کہ ذخیرہ احمدکیال کا مرزا غلام احمد صاحب کے ہاتھ آیا ہو جب ہی تو الٹے انوکھے معارف لکھتے ہین کیونکہ من جد وجد۔ ملل ونحل مین لکھا ہے کہ باطنیہ موقع موقع پر فلاسفہ کے کلام سے بہت تائید لیا کرتے ہین اسی وجہ سے یہ فرقہ بہتر فرق اسلامیہ سے خارج سمجھا جاتا ہے انتہی۔

ملل ونحل مین شہرستانی نے لکھا ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور معاویہؓ اپنی اپنی طرف سے حکم مقرر کئے عبداللہ بن وہب راسبی اور عبداللہ بن کوا وغیرہ چند اشخاص نے کمال تقوی کی راہ سے کہا کہ حق تعالی تو اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ فرماتا ہے اور تم لوگ آدمیون کو حکم بناتے ہو۔ اور یہ نکتہ چینیان شروع کین کہ علی کرم اللہ وجہہ نے فلان لڑائی مین لوگون کو قتل کیا اور اونکا مال بھی غنیمت بنایا اور اونکی عیال واطفال کو بھی قید کرلیا اور فلان جنگ مین صرف مال لوٹا اور فلان جنگ مین غنیمت بھی نہ لی۔ بہر حال وہ اس قابل نہین کہ اونکا اتباع کیا جائے دین مین امام کی کوئی ضرورت نہین۔ عمل کیلئے قرآن وحدیث کافی ہین۔ اور اگر

ایسی ہی ضرورت ہو تو مسلمان کسی اچھے متقی شخص کو دیکھکر اپنا حاکم بنا لین وہی امام کہلائیگا جسکی تائید مسلمانون پر واجب ہوگی اور اگر وہ بھی عدل سے عدول کرے اور اوسکی سیرت مین تغیر پیدا ہو تو وہ بھی معزول بلکہ قتل کر دیا جاے الغرض اونکی دینداری و دیانتداری کی باتون نے دلون پر ایسا اثر ڈالا کہ کمال حسن ظن سے جوق جوق انکے ہم خیال ہونے لگے اور سب نے اتفاق کیا کہ عبداللہ بن وہب کے ہاتھ پر بیعت کیجاے چونکہ یہ شخص بڑا ہی عاقل تھا جانتا تھا کہ آخر یہ دولت اپنے ہی گھر آنیوالی ہے اظہار تقدس و تدین کی غرض سے انکار کرکے یہ کہا کہ فلان شخص اس کام کا اہل ہے ہم سب کو چاہیے کہ اوسکا اتباع کرین لیکن لوگون کا حسن ظن تو اسی پر تھا اس انکار سے اور بھی اعتقاد زیادہ ہوا جب خوب خوشامد در الحاح کرالیا تو نہایت مجبوری ظاہر کرکے سب سے بیعت لی اور اوس فرقہ باغیہ کا سرگروہ بن بیٹھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جب اطلاع ہوئی کہ ان لوگون کا استدلال آیۂ شریفہ اِنِ الحُکمُ اِلّا لِلّٰہ پر ہے تو فرمایا کہ کلمۃ حق ارید بہ الباطل یعنے بات تو سچی ہے مگر مقصود اوس سے باطل پھر اونکی سرکوبی کے لئے بذات خود نہروان تشریف لیگئے جہان وہ لوگ جمع تھے اوسوقت اونکی بارہ ہزار کی جمعیت ہوگئی تھی لکھا ہے کہ سب کے سب ایسے متقی اور نمازی اور روزہ دار تھے کہ اونکی حالت کو دیکھکر صحابہ رشک کرتے تھے غرض اوس روز وہ سب مارے گئے جسکی خبر خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی کرم اللہ وجہہ کو دی تھی لیکن انمین سے نو دس آدمی بچگئے جو متفرق ہوکر عمان کرمان سجستان جزیرہ اور یمن کی طرف بھاگ گئے۔ اس قوم کا تقوی تو پہلے ہی سے مشہور ہوچکا تھا کہ وہ کسی گناہ کے مرتکب نہین ہوتے اسلیئے کہ اونکے عقائد مین یہ بات داخل تھی کہ

جہوٹ وغیرہ کبائر کا مرتکب کافر مخلد فی النار ہے اور بعضی تو اسکے بھی قائل تھے
کہ مرتکب صغیرہ بھی مشرک ہے۔ غرضکہ حسن ظن نے پہر از سر نو جوش کیا اور لوگ اونکی
حالت ظاہری پر اپنا ایمان فدا کر کے معتقد اور مرید ہونے لگے۔ ہر وقت یہی ذکر
کہ علی و عثمان اصحاب صفین اور اصحاب جمل رضی اللہ عنہم خیان وخنین تھے اونکی
سخن چینیون سے صحابہ کبار کے مطاعن ہر ایک کے زبان زد ہو گئے۔ اور یہ عادت
ہے کہ کوئی متقی شخص کسی بڑے درجہ کے بزرگ پر اعتراض اور طعن کرتا ہے تو
جاہلون کے نزدیک اوس طاعن کی وقعت اور زیادہ ہو جاتی ہے اسوجہ سے
ان بہاگے ہوؤن پر حسن ظن خوب ہی جما جس سے ترقی اس شجرہ خبیثہ کی یہانتک
ہوئی کہ کئی شاخین اوسکی نکلین اور ابتک شاخ وبرگ اور ٹہنیان نکلتی جاتی ہین
چنانچہ تہوڑے ہی عرصہ مین نافع ابن ارزق کے ساتھ ایک مجمع کثیر ہو گیا اور
تیس ہزار سے زیادہ سوار ہمراہ لیکر وہ بصرہ سے اہواز تک قابض ہو گیا اس
فرقہ کا اعتقاد تھا کہ آیہ شریفہ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ
مَرۡضَاتِ اللّٰهِ عبد الرحمن بن ملجم کی شان مین نازل ہوئی اس فرقہ نے علاوہ علی کرم اللہ وجہہ
کی تکفیر کے حضرت عائشہؓ اور عثمانؓ وطلحہؓ و زبیر وعبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم
کی بھی تکفیر زیادہ کر دی تھی۔

الحاصل خوارج نے تقوی مین موشگافیان اسقدر کین کہ ادنی جہوٹ
اور اوسپر اصرار بھی اونکے نزدیک شرک تھا اور بعضون کا اعتقاد تھا کہ سورہ یوسف
کلام الہی نہین ہے اسلئے کہ عشق کا قصہ بیان کرنا خدا کی شان سے بعید ہے اب
دیکھئے کہ جس فرقہ کا کلاب النار ہونا صراحۃً احادیث مین وارد ہے کما فی کنز العمال

عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخوارج کلاب النار حرکہ
کیا کوئی مسلمان اونکو متقی کہہ سکتا ہے ہرگز نہین ۔ دراصل جھوٹ کو شرک کہنا بھی
ایک دہوکے کی ٹٹی تھی ورنہ ابن ملجم قاتل علی کرم اللہ وجہہ کجا اور آیہ شریفہ ومِنَ
النَّاسِ مَن یَّشرِی نَفسَہٗ کی فضیلت کجا نہ اونمین کوئی صحابی تھا جسکو اس
آیہ شریفہ کی شان نزول پر اطلاع ہو نہ کوئی روایت مین وارد ہے کہ ابن ملجم اسکا
مصداق تھا باوجود اسکے وہ صاف کہتے تھے کہ آیہ موصوفہ ابن ملجم کی شانمین
اتری ہے کس درجہ کی جھوٹ اور خدا پر بہتان ہے پھر جھوٹ کو شرک قرار دینا
دہوکہ دہی نہین تو کیا ہے جیسے مرزا صاحب جھوٹ کو شرک قرار دیتے ہین اور
خود اوسکے مرتکب ہین ۔ اسی پر قیاس ہوسکتا ہے کہ کل کارروائیان اون کی
اسی قسم کی تھین ۔ یہان یہ بات باسانی سمجھ مین آسکتی ہے کہ جب صحابہ کے مجمع مین
جعلی تقدس ظاہر کرکے انہون نے اپنا کام نکال لیا تو تیراسو برس کے بعد چند
اشخاص اتفاق کرکے اپنا کام نکالنا چاہین تو کیا مشکل ہے ۔

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۳ مین مسلم شریف کی وہ حدیث جسمین دجال
کا پانی برسانا اور مردہ کو زندہ کرنا وغیرہ مذکور ہے نقل کرکے لکھتے ہین کہ ایسے
پر شرک اعتقادات اونکے دلون مین جمے ہوے ہین کہ ایک کافر حقیر کو الوہیت کا
تخت وتاج سپرد کر رکھا ہے اور ایک انسان ضعیف البنیان کو انکی عظمتون
اور قدرتون مین خدائے تعالی کے برابر سمجھ لیا ہے انتہی مطلب اسکا ہر شخص
سمجھ سکتا ہے کہ امام مسلم جنکی تدین پر اجماع امت ہے انہون نے یہ حدیث نقل
کرکے تمام مسلمانون کو مشرک بنادیا جس سے خود صرف مشرک ہی نہ بنے بلکہ مشرک

بنانیوالے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نعوذ باللہ شرک کا الزام لگانیوالے ٹھہرے۔
کیونکہ اگر اوس حدیث کے کوئی دوسرے معنی ستھے تو ضرور تھا کہ ان معنون کی تصریح کردیتے
تاکہ مسلمان اوس حدیث کو دیکھکر مشرک نہ بنین۔ پھر یہ روایت صرف مسلم ہی مین نہین
اور بھی اکابر محدثین نے اوسکو نقل کیا ہے غرضکہ یہ محدثین اور اونکے بعد کے کل مسلمان
لوگ تو مرزا صاحب کے نزدیک قطعی مشرک ہین اور چونکہ باتفاق محدثین مسلم کی اسنادین
کل صحیح ہین اس لحاظ سے اوس شرک کا سلسلہ بقول مرزا صاحب صدر تک پہنچیگا
اس مسلک مین مرزا صاحب کے مقتدا خوارج ہین جنہون نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
اور دیگر اکابر صحابہ کی تکفیر مین کوتاہی نہ کی اور یہ الزام لگایا کہ آدمیون کو انہون نے
خدا کے برابر کر دیا جو صراحۃً شرک ہے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ ازالہ مین صفحہ ۳ لکھتے ہین غرض

جیسا کہ خدا تعالی کی یہ شان ہے کہ انما امرہ اذا اراد شئیا ان یقول لہ کن فیکون

اسی طرح بھی کن فیکون سے بقول اونکے دجال سب کچھ کر دکھائیگا انتہی مطلب
یہ کہ کن فیکون اوسکے لئے جائز رکھنا شرک ہے اور خود اوسکا رتبہ اپنے لئے تجویز
کرتے ہین کہ مجھے بھی کن فیکون دیا گیا ہے۔

کتاب المختار مین لکھا ہے کہ معتز باللہ کے زمانہ مین ایک شخص جس کا نام
فارس بن یحیی تھا مصر کے علاقہ مین نبوت کا دعوی کرکے عیسی علیہ السلام کا مسلک
اختیار کیا تھا اوسکا دعوی تھا کہ مین مردون کو زندہ کر سکتا ہون اور ابرص اور
جذامی اور اندھون کو شفا دیسکتا ہون چنانچہ طلسم وغیرہ تدابیر سے ایک مردے کو
ظاہراً زندہ بھی کر دکھایا اسیطرح برص وغیرہ مین بھی تدابیر سے کام لیکر بظاہر کامیاب
ہوگیا چنانچہ کتاب المختار مین اوسکے نسخے اور تدابیر بھی لکھی ہین۔

مثیل مسیح اسکو کہنا چاہئے کہ جیسے مثیل مسیح ہونیکا دعوی کیا ظاہراً اونکی
نقل بھی پوری کر بتائی چنانچہ اسی وجہ سے بہت لوگ اوسکے معتقد ہوے اور
اوسکے لئے ایک عبادت خانہ بنادیا جو ابتک موجود ہے - مرزا صاحب ایک زمانہ
سے مثیل مسیح بلکہ خود مسیح ہین مگر ایسا بھی کوئی معجزہ نہ دکہایا لیکن اگر غور کیا جاے تو
جو کام مرزا صاحب کر رہے ہین اوس سے بھی زیادہ نادر ہے کہ باتون ہی باتون مین
مسیح بن گئے -

یہ چند واقعات حسن ظن کی خرابی کے جو مذکور ہوے مشتے نمونہ از خروارے
ہین اگر تواریخ پر نظر ڈالی جاے تو اسکی نظائر بہت مل سکتی ہین اور یہ تو اجمالی نظر
سے بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ تہتر اسلامی فرق باطلہ کا وجود احادیث صحیحہ سے ثابت ہے
اور ہر فرقے کے جزئی اختلاف اگر دیکھے جاوین تو صدہا کی نوبت پہنچ جاتی ہے
اور ادیان باطلہ کے فرقے تو بے انتہا ہین اور ظاہر ہے کہ ہر مسئلہ باطلہ کا موجد
ایک ہی ہوتا ہے اگر ان موجدون پر حسن ظن نہ کیا جاتا تو اتنے فرقے ہی کیون ہوتے
ایک شخص کی بات نقارخانہ مین طوطی کی آواز تھی اگر حسن ظن والے ہان مین ہان
نہ ملاتے تو اسے سنتا ہی کون تھا اگر موجد کو اوسپر بہت اسرار ہوتا تو اپنے ساتھ
قبر مین لیجاتا - غرضکہ اس حسن ظن ہی نے جھوٹی نبوت اور امامت کو اس قابل بنایا
کہ لوگون کی توجہ اوس طرف ہوئی چنانچہ جہلا جنکو معنوی مناسبت اُن جعلی انبیا
اور امامون کے ساتھ تھی آمنا وصدقنا کہکر اونکو مقتدا بنالیا حق تعالی فرماتا ہے
کَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ
اس سے ظاہر ہے کہ اہل باطل کے دل باہم متشابہ ہوتے ہین - مرزا صاحب کی

کارروائیان دیکھنے کے بعد کبھی شبہ نہین رہسکتا کہ وہ مدعیان نبوت کے قدم بقدم راہ طے کررہے ہین جسکا منشا وہی تشابہ قلبی ہے۔ جن لوگون نے جھوٹے دعوی کئے تھے وہ جہلا نہ تھے قرآن وحدیث کو خوب جانتے تھے مناظرون مین مستعد تھے آیات واحادیث وغیرہ سے اپنے بچاؤ کے پہلو نکال لیتے تھے غرضکہ اونکا علم ہی اس تفرقہ اندازی کا باعث ہوا تھا انکی حالت اوسی گروہ کی ہے جسکی خبر حقتعالے دیتا ہے وَمَا تَفَرَّقُوْا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَھُمُ الْعِلْمُ یعنے علم آنیکے بعد وہ جداجدا فرقے ہوگئے مرزا صاحب کے تبحر مین کوئی کلام نہین مگر یہ ضرور نہین کہ علم ہمیشہ سیدہی راہ پر لیچلے اسیوجہ سے مدعیان نبوت باوجود علم کے گمراہ ہوے جیساکہ حق تعالی فرماتا ہے وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ یعنے باوجود علم کے اللہ نے اسے گمراہ کیا۔ ان لوگون کے مخالف مسلک کوئی آیت یا حدیث پیش کیجائے تو مثل یہود کے اوسکی تاویل کرلیتے ہین جیساکہ حق تعالی فرماتا ہے یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ یعنے کلمات کو اصلی معنی سے پہیر دیتے ہین۔ آپنے دیکھ لیا کہ مرزا صاحب آیتون اور حدیثون مین کیسی کیسی تاویلین کرتے ہین جنکو تحریف کہنے مین کوئی تامل نہین ہوسکتا۔ اصل یہ ہے کہ ہوائے نفسانی نے ان لوگون کو یہود کا مقلد بنادیا تھا اور یہانتک نوبت پہنچی کہ اصلی معنی کسی آیت کے بیان کئے جائین تو قہقہے اڑاتے تھے کما قال تعالی وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَھَا ھُزُوًا یعنے جب جان لیتا ہے ہماری آیتون مین سے کسی چیز کو تو اونکی ہنسی بناتا ہے۔

مرزا صاحب نے یہ بھی کہا جیساکہ عیسیٰ کے زندہ اٹھائے جانے پر

استہزا کرتے ہین کہ آسمانون پر اونکے کہانے کا کیا انتظام ہوگا اور مطبخ اور پاخانہ بہی وہان ہوگا وغیرہ وغیرہ اگرچہ دعوی اون لوگون کو کمال ایمان کا تھا کیونکہ نبی سے بڑہکر کسکا ایمان ہوسکتا ہے مگر وہ سب نمایش ہی نمایش تھی ممکن نہین کہ خدا ورسول پر ایمان لانیکے بعد کوئی امتی خلاف قرآن وحدیث نبوت کا دعوی کرے اس سے ظاہر ہے کہ منشا اس قسم کے دعوؤن کا صرف ہوائے نفسانی ہے حق تعالی فرماتا ہے اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ یعنے کیا تم نے دیکہا اوس شخص کو جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود ٹہیرالیا اگر مرزا صاحب خدا کو معبود سمجہتے تو جس طرح اوسکے کلام قدیم مین وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن مذکور ہے اوسکی تصدیق کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی ہرگز نہ کرتے طرفہ یہ کہ اس نص قطعی کے مقابلہ مین بعضون نے وہ اشعار پیش کئے جنکا مضمون یہ کہ شیخ اپنے مریدون مین نبی ہوتا ہے مقام غور ہے کہ مضامین شعریہ جنکی نبیاد مبالغون اور استعارات پر ہے قطعیات کے مقابلہ مین پیش کئے جاتے ہین شعرا اپنے ممدوح کو مسیح دوران ارسطوے زمان بایزید وقت وغیرہ لکہا کرتے ہین اوس سے یہ کوئی نہین سمجہتا کہ وہ فی الواقع مسیح اور بایزید ہے اسی طرح شیخ کو بہی کسی نے نبی نہین سمجہا ان لوگون کی عادت ہے کہ باطل کو حق کے ساتھ ملتبس کردیا کرتے ہین جس سے حق تعالی منع فرماتا ہے قال تعالی وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنے حق کو باطل کے ساتھ خلط نہ کرو اور جان بوجہکر حق کو نہ چہپاؤ۔ اسکے نظائر مرزا صاحب کے اقوال مین بکثرت موجود ہین جنمین سے بعض اس کتاب مین بہی لکہے گئے ہین یہ لوگ قرآن وحدیث کے مقابل اپنے الہام اور وحی پیش کرتے ہین

چنانچہ بہت سے اقوال مرزا صاحب کے اس قسم کے نقل کیے گئے حق تعالیٰ فرماتا ہو وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَیْءٌ یعنے اوس سے بڑھکر اور کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندہے یا دعوی کرے کہ میری طرف وحی آتی ہے انتہی مرزا صاحب نے بھی صراحۃً دعوی کیا ہے کہ مجھپر وحی نازل ہوتی ہے۔

یہ لوگ بحسب ضرورت باتین بناکر لکھدیتے ہین کہ یہ الہام اور وحی ہے جو اللہ نے بھیجی جیسا کہ یہود وغیرہ کیا کرتے تھے جنکی نسبت حق تعالیٰ فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ یعنے خرابی ہے ان لوگون کی جو اپنے ہاتھ سے تو کتاب لکھین پہر لوگون سے کہین کہ یہ خدا کے ہان سے اتری ہے تاکہ اوسکے ذریعہ سے تھوڑے سے دام حاصل کرین بس افسوس ہے اونپر کہ انہون نے اپنے ہاتھ سے لکھا افسوس ہے اون پر کہ وہ ایسی کمائی کرتے ہین انتہی ظاہر ہے کہ مقصود ان لوگون کا بھی وحی والہام آسمانی پیش کرنے سے یہی ہے کہ لوگ معتقد ہوکر چندہ یکمشت یا ماہواری دین جیسا کہ مرزا صاحب وحی کو ذریعہ بناکر اقسام کے چندے وصول کر رہے ہین۔

حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا یعنے جب انسے کہا جاتا ہے کہ جو خدا نے تعالیٰ نے اتارا ہے اوسپر ایمان لے آؤ تو جواب دیتے ہین جو ہم پر اتارا گیا ہم اوسپر ایمان لاتے ہین انسے دیکھ لیجیے حشر اجساد وغیرہ مین نصوص قطعیہ موجود ہین مگر اپنے الہام و وحی کے مقابلہ

ہین اونکو کچھ نہین سمجھتے انکی بھی یہی حالت ہے جو اس سے ظاہر ہے کہ قرآن وحدیث کے
مقابلہ مین اپنی وحی پیش کرتے تھے ایسے لوگونکی نسبت حق تعالی فرماتا ہے افتؤمنون
ببعض الکتاب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذلک منکم
الا خزی فی الحیوۃ الدنیا ویوم القیمۃ یردون الی اشد العذاب
وما اللہ بغافل عما تعملون اولئک الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا
بالاخرۃ فلا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینصرون یعنے تو کیا کلام
الٰہی کی بعض باتون کو مانتے ہو اور بعض کو نہین مانتے تو جو لوگ تم مین سے ایسا کرین
اونکا یہی بدلہ ہے کہ دنیا کی زندگی مین اونکی رسوائی ہو اور قیامت کے دن بڑے سخت
عذاب کی طرف لوٹائے جائین یہی ہین جنہون نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی
مول لی سو اونسے نہ عذاب ہلکا کیا جائیگا اور نہ وہ مدد کئے جائینگے انتہی۔

یہ لوگ قسمین کھا کھا کر کہتے ہین کہ ہم قرآن کو مانتے ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
نبوت کو مانتے ہین اور احادیث پر ہمارا ایمان ہے مگر مقصود اس سے کچھ اور ہی ہے
حق تعالی فرماتا ہے یحلفون باللہ انھم لمنکم وما ھم منکم یعنے وہ قسمین
کھا کر کہتے ہین کہ وہ بھی تم ہی مین کے ہین یعنے مسلمان حالانکہ وہ تم مین کے نہین ہین
اس سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ اوسی زمرہ کے ہین جنکا ذکر اس آیت مین ہے مرزا صاحب
کی قسمونکا حال بھی اوپر معلوم ہوا۔

اس قسم کھانے سے اونکی یہ غرض ہوتی ہے کہ مسلمانون مین جو اون سے
عام ناراضی پھیلتی ہے وہ کم ہوجاے اس قسم کی کاروائیان پہلے لوگون نے بھی
کی ہین چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے یحلفون باللہ لکم لیرضوکم یعنے تمہارے سامنے

وہ خدا کی قسمیں کہاتے ہین تاکہ تم کو راضی کرلین انتہی۔ قسمین کہا کر انکا یہ کہنا کہ ہم بھی تمہین مین کے ہین یعنے مسلمان فضول ہے اسلئے کہ اگر انکا ایمان پورے قرآن وحدیث پر ہوتا تو جھگڑا ہی کیا تھا اور نیا فرقہ بننے کی ضرورت ہی کیا تھی حق تعالی فرماتا ہے فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا یعنے اگر تمہاری طرح یہ لوگ بھی انہی چیزون پر ایمان لے آوے ہین جن پر تم ایمان لائے ہو توبس راہ راست پر آگئے اگر قرآن وحدیث پر مرزا صاحب کا ایمان ہوتا تو تمام امت کی مخالفت کیون کرتے اور سب کو مشرک کیون بناتے۔

کبھی یہ لوگ دہمکیان دیتے ہین کہ دیکھو ہم انبیا ہین ہماری سب باتین خدا سن لیتا ہے ہمارے معاملہ مین دخل نہ دو ورنہ نقصان ہوگا اور چنین ہوگا جیسے مرزا صاحب کی تقریرون مین ہوا ہے اسی قسم کی دہمکیان اگلے لوگ بھی دیا کرتے تھے مگر حق تعالے فرماتا ہے ان سے ہرگز مت ڈرو کما قال تعالی اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطَانُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَاءَہٗ فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ یعنے وہ شیطان ہے جو مسلمانون کو ڈراتا ہے اپنے دوستون سے سو تم ان سے ہرگز مت ڈرو اور مجھسے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو اب مسلمانن کو چاہئے کہ مرزا صاحب کی دہمکیونکا کچھ خوف نکرین

اور کبھی جھگڑے اور مناظرے کرکے مسلمانون کو تنگ کرتے ہین جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہے اَلَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْ اٰیٰاتِ اللّٰہِ بِغَیْرِ سُلْطَانٍ اَتٰاھُمْ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ وَعِنْدَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ یعنے جو لوگ جھگڑتے ہین اللہ کی آیتون مین بغیر ایسی سند کے جو انکو پہنچی ہو انکو بڑی بیزاری ہے اللہ کے ہان اور ایمانددارون کے ہان

اسی طرح مہر کرتا ہے اللہ ہر متکبر اور سرکش کے دل پر۔ ابھی معلوم ہوا کہ مرزا صاحب بلا دلیل کیسے کیسے جھگڑے پیدا کر رہے ہین۔

یہ لوگ اقسام کے وسوسے دلون مین ڈالتے ہین کہ کسی طرح آدمی متزلزل ہوجائے جیسا کہ اس آیہ شریفہ سے معلوم ہوتا ہے اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ مرزا صاحب کے وسوسون کا کسقدر اثر ہوا کہ جو لوگ قادیانی نہین ہوے وہ بھی عیسی علیہ السلام کی زندگی مین کلام کرنے لگے جیسے مرزا حیرت صاحب کی تقریرون سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت مین بعضے ظاہر مین متزلزل ہو رہے ہین۔

اگر ان سے کہا جائے کہ نبوت وغیرہ دعاوی کاذبہ کو چھوڑ دو اسلئے کہ اس سے فساد اور مسلمانون مین تفرقہ پڑجاتا ہے تو کہتے ہین کہ ہم اس بات کے مامور ہین کہ مسلمانون کی اصلاح کرین۔ یہی حالت سابق کے لوگونکی تھی جنکی خبر حق تعالی دیتا ہے وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ یعنے جب اون سے کہا جاتا ہے کہ ملک مین فساد نہ پھیلاؤ تو کہتے ہین کہ ہم تو اصلاح کرتے ہین سن رکھو وہی ہین بگاڑنیوالے پر نہین سمجھتے مرزا صاحب سے کتنا ہی کہا جائے کہ حضرت آپکی عیسویت نے مسلمانون مین فساد عظیم برپا کر رکھا ہے کہ مناظرون سے نوبت جدال و قتال تک پہونچ گئی ہے وہ کام کیجیے کہ مسلمانون کی جس سے ترقی ہو اور کل مسلمان اتفاق کرکے مخالفین کے حملون سے اپنے دین کو بچا دین مگر وہ سمجھتے ہی نہین اور یہی فرماتے ہین کہ مین اصلاح کیلئے آیا ہون کیا مسلمانونکی اصلاح یہی ہے کہ آپس مین قتال و جدال رہے اور کفار بیفکری سے اونکی

بیخ کنی کریں۔

اگران لوگون کو خوف خدا اور آخرت پر ایمان ہوتا تو کبھی اس قسم کے دعاوی باطلہ نہ کرتے حق تعالی فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنے لوگون مین سے بعض ایسے بھی ہین جو کہتے ہین کہ ہم اللہ پر ایمان لائے حالانکہ وہ ایمان نہین لائے یہ لوگ (اپنے نزدیک) اللہ کو اور ان لوگون کو جو ایمان لا چکے ہین دہوکا دیتے ہین۔

معلوم نہین کہ اونکو خدا پر کیسا ایمان تھا کیا نہ جانتے ہونگے کہ خدائے تعالی عالم الغیب ہے اور تمام خیالات فاسدہ پر مطلع ہے چنانچہ ارشاد ہے يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ یعنے خدا آنکھون کی خیانت جانتا ہے اور ان بہیدون کو بھی جانتا ہے جو سینون مین پوشیدہ ہین۔ اور فرماتا ہے کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ یعنے اور ایسا نہ سمجہنا کہ خدا ان ظالمون کے اعمال سے غافل ہے اور ارشاد ہے وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ یعنے ہم ان کو مہلت دیتے ہین اور میرا کید مستحکم ہے۔ مرزا صاحب جس وقت براہین احمدیہ لکھ رہے تھے گو مسلمانون کے پیش نظر یہ ہوگیا تھا کہ وہ ہمہ تن دین کی تائید مین مشغول ہین مگر خدائے تعالی اونکے ارادہ کو خوب جانتا تھا کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہین اور اب بھی جو کچھ وہ کر رہے ہین اوس سے بھی غافل نہین۔ مگر مرزا صاحب اس دہوکے مین پڑے ہین کہ اگر یہ کام خلاف مرضی الہی ہوتا تو اوس سے روک دئے جاتے اور اسقدر مہلت نہ ملتی۔ یہی دہوکا ابن تومرت وغیرہ کو ہوا تھا اسلئے کہ مرزا صاحب سے زیادہ اون کو مہلت ملی تھی اور اس مدت مین برابر مسلمانون مین فتنہ و فساد کرتے رہے۔ مگر آخر

طعمۂ اجل ہوکر اپنے ٹھکانے کو پہونچ گئے۔

بات یہ ہے کہ جب شیطان کا غلبہ پورے طور سے ہوجاتا ہے تو آدمی خدا کو بھی بھول جاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ یعنے شیطان ان پر غالب آگیا ہے اور اُس نے انکو خدا کی یاد بھلادی ہے خصوصاً ایسی حالت مین کہ جب کامیابی ہوجاتی ہے اور لوگ بکثرت اُنکے پیرو ہوجاتے ہین تو گمرہی اور زیادہ ہوجاتی ہے حق تعالی فرماتا ہے وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ یعنے انکے بھائی انکو گمراہی مین کھینچے جاتے ہین اور کمی نہین کرتے اگر مرزا صاحب کو انکے ہم خیال لوگ تائید نہ دیتے تو یہان تک نوبت ہی نہ آتی۔ مگر یاد رہے کہ یہ تائید باعث زیادتی جرم ہے جس سے سزا مین بھی سختی ہوگی کما قال تعالی إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ یعنے ہم ان لوگون کو صرف اسلئے ڈھیل دیرہے ہین کہ وہ اور زیادہ گناہ کرین اور آخر کار انکو ذلت کا عذاب ہے۔

تشابہ قلبی یا حسن ظن وغیرہ سے جو لوگ اون لوگون کے دباؤ مین آگئے اُن پر یہ بات صادق آتی ہے جو حق تعالی فرماتا ہے فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ یعنے بیوقوف بنالیا اپنی قوم کو پھر اسیکا کہا مانا ان لوگون نے بیشک وہ فاسق لوگ تھے۔

ان لوگون کے روبرو انکے مخالف مدعی کوئی آیت قرآنی پڑھی جاوے تو اوسکا کچھ اثر نہین ہوتا بلکہ اپنے الہامات اور وحی پر نازان اور خوش رہتے ہین انکی وہی حالت ہے جو حق تعالی فرماتا ہے فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ

فرحوا بما عندهم من العلم یعنے جب رسول کہلی نشانیان انکے پاس سے آئے تو وہ اپنے علم ہی پر خوش رہے کتنے ہی آیات واحادیث اس قوم پر پیش کیے جائین وہ ایک نہین مانتے اور اپنے ہی علم پر نازان ہین کہ مرزا صاحب کا الہام ہی ٹہیک ہے

ف آیات قرآنیہ کا نزول اگرچہ خاص خاص مواقع مین ہوا ہے مگر علما جانتے ہین کہ العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص المعنی یعنے جو مواقع خاصہ نزول کے داعی ہوا کرتے تھے یا جنکے باب مین آیتین نازل ہوئین قرآن انہی کیلیئے خاص نہین ہین بلکہ جہان جہان منطبق ہو سکتا ہے وہ سب اسمین داخل ہین اس لحاظ سے مدعیان نبوت وغیرہ بھی ان آیات کے عموم سے خارج نہین ہو سکتے۔

اب یہ بات معلوم کرنیکی ضرورت ہے کہ ایسے فتنون کے وقت مسلمانون نے کیا کرنا چاہئے پہلے یہ بات معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ حق تعالی نے ایک مخفی راز پر مسلمانون کو مطلع کر دیا کہ جو لوگ فتنہ انگیزیان کرتے ہین انکو خدا ے تعالی نے اسیواسطے پیدا کیا ہے کہ اس قسم کے کام کیا کرین اور انجام کار رسوا ہون چنانچہ فرماتا ہے قولہ تعالی وکذلک جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیھا لیمکروا فیھا وما یمکرون الا بانفسھم وما یشعرون یعنے اور ایسا ہی ہمنے ہر بستی مین بڑے بڑے فساق پیدا کئے تاکہ اونمین فتنہ انگیزیان اور مکر کرین اور جتنی مکاریان وہ کرتے ہین اپنے حق مین کرتے ہین اور نہین سمجھتے انتہی اگر یہ آیہ شریفہ نازل نہ ہوتی تو اس قسم کے لوگون کی ترقی سے یہ خدشہ ضرور ہوتا کہ شاید یہ بھی مقبول بارگاہ ہون جنکو اس قسم کی تائید ہو رہی ہے اس قسم کے لوگون کی ترقیات سے مسلمانون کو یہ خیال چاہئے کہ ہماری ابتلا اور آزمایش کے لئے حق تعالی نے اونکو پیدا کیا ہے اور یہ تائید انکی حقانیت

پر دلیل نہین ہوسکتی کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے قولہ تعالی کُلًّا نُّمِدُّ ھٰٓؤُلَآءِ وَھٰٓؤُلَآءِ
مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا یعنے طالب دنیا اور طالب
آخرت ہر ایک کو ہم مدد دیتے ہین پروردگار کی بخشش بند نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ابتدائی ولادت بابرکت سے آثار نبوت اور ارہاصات شروع تھے اہل عرب عمر بہر
حضرت کی صداقت وصدق دیکھا کئے۔ اور یہود اور نصاری اور کاہنون کے اخبار
سے حضرت کی نبوت کا حال سنا کئے اور وقتاً فوقتاً معجزات کا مشاہدہ کیا گئے باوجود
اسکے حضرت کی وفات کے وقت کل ایک لاکھ شخص مسلمان ہوے۔ اور مسیلمہ کذاب پر
دو ہی چار سال مین لاکھ آدمیون نے ایمان لایا پھر کیا اس فوری ترقی سے مسیلمہ کی
نبوت یا حقانیت ثابت ہوسکتی ہے۔ بات یہ ہے کہ باطل کا شیوع بہت جلد ہوتا ہی
آخری زمانہ مین جو گویا فتنون ہی کے واسطے موضوع ہے۔

حقتعالی فرماتا ہے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ
فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ یعنے جو کوئی دنیا کی کھیتی کا طالب ہو تو ہم بقدر مناسبت
اسکو دنیا دینگے مگر پھر آخرت مین اسکا کچھ حصہ نہین۔ اسمین شک نہین کہ ان لوگون
نے اَلدُّنْيَا زُوْرٌ لَا يُحْصَلُ اِلَّا بِالزُّوْرِ کو اپنا مقتدا بنا کر اقسام کے حیلے اور
مکاریان عمل مین لائین جن سے دنیا کا پورا پورا حصہ حاصل کر لیا مگر افسوس انپر ہے
کہ دوسرون کی دنیا کے واسطے اپنا دین برباد کیا کیونکہ ہر ایک کے ہم خیال ہونیکے لئے
کئی کئی آیتون اور احادیث کا انکو انکار کرنا ضرور پڑا حالانکہ حق تعالی فرماتا ہے
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا یعنے اہل ایمان
وہی لوگ ہین جو خدا اور رسول پر ایمان لاتے ہین پھر شک نہین کرتے۔

مسلمانون کے دلون مین منجانب اللہ ایک قسم کی ایسی تسکین ہوتی ہے کہ مخالفین کی باتین انکو مشوش نہین کرتین کما قال تعالی هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ یعنے خدا نے تعالی نے مسلمانون کے دل مین اطمینان اور تسکین اتاری تاکہ پہلے ایمان کے ساتھ اور ایمان زیادہ ہو۔

اہل ایمان اس بات کے مامور ہین کہ اگر جعلی انبیا وغیرہم مسلمانون کو بہکا دین تو بمقتضاے الدین النصیحہ انکی خرابیون پر متنبہ کردین اور جو نہ مانین تو اونپر غم کہانے کی کوئی ضرورت نہین۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ایمان نلانے پر باقتضاے رحمت طبعی بہت غم کہاتے تھے اسپر حق تعالی نے ارشاد فرمایا لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ یعنے شاید کہ تم (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے کو ہلاک کر لوگے اسپر کہ وہ ایمان نہین لاتے انتہی اور نیز ارشاد ہے قولہ تعالی وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ یعنے اے رسول غم نہ کہاؤ انپر جو کفر مین سعی کرتے ہین وہ جو کہتے ہین اپنے منہ سے کہ ہم مسلمان ہین اور انکے دل مسلمان نہین انتہی اور مسلمانون کو ارشاد ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ یعنے مسلمانو تم اپنی خبر رکھو جب تم راہ راست پر ہو تو کوئی بھی گمراہ ہوا کرے اوسکا گمراہ ہونا تم کو کچھ بھی نقصان نہین پہونچا سکتا انتہی

اور حدیث شریف مین ہے عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتکرہوا الفتنۃ فی آخر الزمان فانہا تبیر المنافقین (ابو نعیم) کذا فی کنز العمال یعنے

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آخری زمانہ مین فتنے کو برا نہ سمجھو اسلئے کہ وہ منافقونکو
ہلاک کریگا مطلب یہ کہ جن لوگون کے دل مین پہلے ہی سے پورا ایمان نہین وہ فتنہ
پردازون کی تصدیق فوراً کرلین گے اور ہلاک ہونگے - اور سچے مسلمان اپنے کمال
ایمانی کی وجہ سے انکے فتنون سے محفوظ رہین گے چونکہ ایسے ایمان والونکا مسلمانون
مین رہنا کچھ مفید نہین بلکہ انکا علحدہ ہوجانا ہی بہتر ہے اسلئے تخصیص کرکے آخری
زمانہ والے مسلمانون کو ارشاد ہوا کہ اس زمانہ مین فتنے کو مکروہ نہ سمجھو کیونکہ اسمین
ایک بڑی مصلحت یہ ہے کہ خالص مسلمان ممتاز ہوجائینگے -

مرزا صاحب براہین احمدیہ مین مسلمانون کی بہت شکایت فرماتے ہین
کہ خدائے تعالی نے ایک لخت انسے عجز فروتنی اور حسن ظن اور محبت برادرانہ اٹھالیا
اور اسی صفحہ مین لکھتے ہین نیک ظنی انسان مین ایک فطرتی قوت ہے مثلاً یہ نیک ظنی
ہی کی برکت ہے کہ چھوٹے بچے بہ آسانی بولنا اور باتین کرنا سیکھ لیتے ہین اور ماننا باپ
ماننا باپ کرکے جانتے ہین اگر بدظنی کرتے تو کچھ بھی نہ سیکھتے اور دل مین کہتے کہ شاید
ان سکھانیوالونکی کچھ اپنی غرض ہوگی اور آخر مین اس بدظنی سے گنگے رہ جاتے
اور والدین کے والدین ہونے مین بھی شک کرتے فی الحقیقت حسن ظن اصلاح تمدن
کیلئے ایک بڑی دولت تھی مگر افسوس ہے کہ اسکو زمانہ کی رفتار اور مکارون کی
خودغرضیون نے خاک مین ملادیا - ہر زمانہ کے بدمعاشون کی کارروائیان اور حسن ظن
کرنیوالون کی تباہیون نے مسلمانون کو عبرت کا سبق پڑھایا جس سے وہ الحزم سوء الظن
پر عمل کرنے لگے - اور اسکی تو خود مرزا صاحب بھی اجازت دیتے ہین چنانچہ اسی صفحہ مین
لکھا ہے نیک ظنی انسان مین فطرتی قوت ہے اور جبتک کوئی وجہ بدگمانی کی پیدا نہو

اس قوت کو استعمال مین لانا انسان کا طبعی خاصہ ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جب کوئی وجہ بدگمانی کی پیدا ہو جاے تو پھر نیک ظنی استعمال مین نہ لانا چاہیئے۔ اب دیکھئے کہ مرزا صاحب نے مسلمانون کو بدگمانی کے کیسے کیسے موقع دئے ہین۔

جس طرح اور لوگون نے نبوت مہدویت قائمیت شاہدیت کشفیت اور ولایت وغیرہ کے جھوٹے دعوی کرکے دنیوی وجاہت حاصل کی اور اپنی اغراض پورے کئے مرزا صاحب بھی کر رہے ہین۔ انہون نے تو ایک ہی ایک دعوی کیا تھا مرزا صاحب ایک دعوی پر قانع نہین بلکہ فرمائے ہین کہ مین مجدد ہون۔ محدث ہون امام زمان ہون۔ مہدی موعود ہون۔ عیسی موعود ہون۔ خلیفۃ اللہ ہون۔ حارث حراث ہون۔ نبی ہون۔ رسول اللہ ہون۔ خدا کی اولاد کے برابر ہون۔ تمام انبیا کا مثیل وہمسر ہون۔ بلکہ افضل ہون۔ کن فیکون کا اقتدار رکھتا ہون۔ مجھپر بھی وحی آتی ہے۔ خدا اپنے چہرہ سے پردہ اٹھا کر میرے ساتھ باتین کرتا ہے میرے معجزات انبیا کے معجزات سے بڑھکر ہین۔ میری رسالت اور نبوت کا منکر اور میرے قول وفعل پر اعتراض کرنیوالا کافر ہے وغیرہ وغیرہ۔ پھر ان دعوؤن سے اسقدر دنیوی وجاہت حاصل کی کہ اقسام کے چندے کرکے لاکھون روپیہ حاصل کئے اور کر رہے ہین۔

اب اور سنئے تفسیر وحدیث کی توہین کرکے انکو ساقط الاعتبار کردیا قرآن مین اقسام کی تحریفات وتصرفات والحاد کئے۔ انبیا کے الہامات کو جھوٹا کہا اور انبیاے اولوالعزم جیسے ابراہیم۔ موسی اور عیسی علیہم السلام کو ساحر بتایا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل خاصہ مین جا بیجا نازل ہوئین انکو الہام کے ذریعہ

اپنے پر چسپاں کرلیا۔ جیسے انا اعطیناک الکوثر۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا۔ دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی۔ یریدون ان یطفؤا نور اللہ۔ الم نشرح لک صدرک۔ لا تخف انک انت الاعلی۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس انی فضلتک علی العالمین۔ اذا جاء نصر اللہ۔ رفعنا لک ذکرک۔ انک علی صراط مستقیم وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین۔ الیس اللہ بکاف عبدہ۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم۔ ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ جئنا بک علی ہؤلاء شہیدا واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی۔ قل یا ایہا الکافرون لا اعبد ما تعبدون۔ قل اعوذ برب الفلق۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ واللہ متم نورہ۔ تمت کلمۃ ربک وغیرہ جو براہین احمدیہ میں مذکور ہیں۔ اور جو آیات و احادیث اون کے مقصود کے معارض ہیں ان پر سخت حملے کئے۔

اہل اسلام اپنے اپنے ایمان کے مدارج کے موافق خود ہی فیصلہ کرسکتے ہیں کہ کیا اب بھی مرزا صاحب کے ساتھ حسن ظن کیا جائے۔

تمت

اعلان

اہل اسلام کو بشارت دیجاتی ہے کہ اندنوں مولانا مولوی محمد انوار اللہ صاحب کے تصانیف جنکی بحسب اقتضائے زمانہ ضرورت تھی حسب تفصیل ذیل ہمارے مطبع میں چھپکر تیار ہیں۔ اہل اسلام اگر ان کتابوں کو ملاحظہ فرماویں تو معلوم ہوگا کہ کیسے کیسے مشکل ضروری مسئلے کس خوبی سے عام فہم کردیے گئے ہیں۔

کما فصلت

مفاتیح الاعلام جسکے (۱۶) صفحہ ہیں اسمیں قادیانی مذہب کا فوٹو کھینچدیا گیا ہے جسکے ضمن میں اسکا رد بھی موجود ہے شائقین کی خدمت میں یہ کتاب مفت روانہ کیجائیگی صرف ایک آنہ کے ٹکٹ مولوی صاحب موصوف کے یہاں بریں نشان (حیدرآباد دکن بازار سلیماں جاہ) بھیجدیں اور اپنا نام و پتہ صاف لفظوں میں لکھیں۔

افادۃ الافہام ۔ ہر دو حصہ جسکے صفحہ (۷۴۵) ہیں۔ یہ کتاب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ازالۃ الاوہام کا جواب ہے اسکے محققانہ اور مہذبانہ جواب دیے گئے ہیں اور انکے ضمن میں کئی ضروری مسائل کی تحقیقات اور نیز بہت سے تاریخی حالات مندرج ہیں جنسے علم کی توسیع ہوتی ہے قیمت ہر دو حصہ:۔

حصہ اول کاغذ چکنا اعلی ؏ ۔ ایضاً کاغذ کھرہ خانی ؏ ۔ حصہ دوم کاغذ چکنا اعلی ؏ ۔ ایضاً کاغذ کھرہ خانی ۱۲

انوار احمدی جسکے (۳۶۰) صفحہ ہیں۔ اسمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور درود شریف کے فوائد اور صحابہ کرام وغیرہم کے آداب اور چند ضروری مسائل کے تحقیقات ہیں جنکے اکثر مباحثہ ہوا کرتے ہیں۔ یہ کتاب مدلل بآیات واحادیث واقوال سلف ہے عموماً اہل سنت وجماعت اور خصوصاً واعظین کو نہایت مفید ہے۔

قیمت کاغذ چکنا اعلی خوشخط ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (؏)

کتاب العقل جسکے (۳۴۴) صفحہ ہیں۔ اسمیں عقل کی حقیقت کھولدیگئی ہے کہ دینی ابواب میں کہاں تک چل سکتی ہے اور عقلی دلائل سے ثابت کردیا گیا ہے کہ وہ دائرہ محسوس سے باہر نہیں جاسکتی اور حکمت قدیمہ اور جدیدہ کا اثر جن مسائل دینیہ پر پڑھتا تھا انکے جوابات عقل سے دیے گئے ہیں:۔

قیمت کاغذ چکنا اعلی (۱۲/) کاغذ کھرہ ادنی ۔ ۔ (۸/)

شائقین یہ کتابیں سید حسین صاحب تاجر کتب کی دوکان واقع گلزار حوض سے طلب فرما سکتے ہیں

المعلن کمترین سید حمیم الدین منیجر مطبع شمس الاسلام